بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ
لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

# معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف
مفتی محمد رضوان خان

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# معراجُ النبی

## صلی اللہ علیہ وسلم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق
قرآن وسنت، اور مستند ومعتبر احادیث وروایات کی روشنی میں کلام
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہونے کی تاریخ اور مہینے سے متعلق تحقیق
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق
بعض غیر مستند وغیر معتبر اور ضعیف احادیث وروایات کا جائزہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مصنِّف: مفتی محمد رضوان خان
طباعتِ اوّل: محرم الحرام 1445ھ - اگست 2023ء
صفحات: 612

## ملنے کے پتے

# فہرست


| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| تمہید (ازمؤلف) | 11 |
| (مقدمہ) 27 رجب کو شبِ معراج قرار دینا اور اس کی فضیلت میں غلو | 13 |
| ''شرحُ الزرقانی'' کا حوالہ | // |
| ''البدایۃ والنہایۃ'' کا حوالہ | 14 |
| علامہ ابنِ جوزی کا حوالہ | 15 |
| تفسیر روح المعانی کا حوالہ | 16 |
| اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المأمون کا حوالہ | // |
| علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا حوالہ | 17 |
| تفسیر معارف القرآن عثمانی کا حوالہ | 18 |

| | | |
|---|---|---|
| | (باب نمبر 1) اسراء و معراج کی حقیقت | 29 |
| | (فصل نمبر 1) معراج کے واقعات و مناظر | 39 |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث | // |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث | 46 |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی تیسری حدیث | 47 |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی چوتھی حدیث | 57 |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی پانچویں حدیث | 63 |
| | معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی و ساتویں حدیث | 65 |
| | معراج سے پہلے نبی ﷺ کا سینہ، حکمت و ایمان سے بھرا گیا | 92 |
| | براق پر سوار ہونا، اور براق کا شوخی کرنا | 94 |
| | مسجدِ اقصیٰ میں حاضری اور براق کو باندھنا | 96 |
| | بیت المقدس میں نماز پڑھنا اور انبیائے کرام کی امامت فرمانا | 98 |
| | طیبہ، طورِ سینا اور بیتِ لحم میں نماز پڑھنا | 114 |
| | بیت المقدس میں حاضری اور اُس کی صفات کا اظہار | 122 |
| | ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام سے سلام و کلام | 128 |

| | | |
|---|---|---|
| حضرت آدم کا جنّتی و جہنّمی روحوں سے خوش و ناخوش ہونا | 134 | |
| یوسف علیہ السلام کو نہایت حسین دیکھنا | 135 | |
| حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، دجّال اور داروغۂ جہنم کو دیکھنا | 146 | |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا | 156 | |
| سدرۃُ المنتہیٰ اور اس کی زیارت | 160 | |
| بیتُ المعمور اور اس کی زیارت | 166 | |
| چند چیزوں میں سے دودھ کا انتخاب | 171 | |
| جنت اور جہنم کی زیارت | 179 | |
| جنت کی مٹی | 181 | |
| نہرِ کوثر، دودھ، شراب، پانی اور شہد کی نہروں کی زیارت | 184 | |
| فیصلے لکھنے والے قلموں کی آواز کا سننا | 194 | |
| پہلے پچاس اور بعد میں پانچ نمازوں کی فرضیت | 196 | |
| ایک نیکی کا ثواب دس کے اور ایک برائی کا گناہ ایک کے برابر | 204 | |
| مشرک کی مغفرت نہ ہونے کا فیصلہ | 208 | |
| معراج میں امتِ محمدیہ کی کثرت کو دیکھنا | 211 | |
| جبریلِ امین کو اصلی صورت میں دیکھنا | 215 | |
| جبریلِ امین کا اللہ کے خوف سے کمزور ہونا | 225 | |
| تسبیح، تحمید، تہلیل اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت | 226 | |

| | |
|---|---|
| یہودیت وعیسائیت کے داعی اور دنیا کا آپ کو پکارنا | 228 |
| حضرت ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ کا سلام کرنا اور شیطان کا پکارنا | 232 |
| فرعون کی قتل کی ہوئی ایک مؤمنہ عورت کی قبر سے خوشبو کا آنا | 236 |
| امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور خود عمل نہ کرنے والے | 239 |
| سود خور کو عذاب میں مبتلا دیکھنا | 242 |
| غیبت اور آبرو ریزی کرنے والے | 243 |
| حجامہ کرانے (Cupping Therapy) کا حکم | 245 |
| شام میں اسلام کا ستون، نصب ہونے کو دیکھنے کی روایت | 255 |
| حضرت ابوبکر کے اسراء کی تصدیق سے ''صدیق'' کا لقب | 262 |
| جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محل کی زیارت | 266 |
| جنت میں حضرت بلال ورُمیصاء کے قدموں کی آہٹ کا سُننا | 268 |
| حضرت زید بن حارثہ اور اُن کی حور کی زیارت | 272 |
| اہم بات | 275 |
| (خاتمہ)<br>معراج سے متعلق چند روایات کی اسنادی حیثیت | 276 |
| معراج سے متعلق ابنِ ابی لیلیٰ کی ایک روایت | 277 |
| معراج سے متعلق شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت | 280 |
| قرضِ حسنہ دینے کی فضیلت کو لکھا ہوا دیکھنے کی روایت | 286 |

| | | |
|---|---|---|
| 289 | 17 رمضان میں دوپہر کو معراج ہونے کی روایت | |
| 293 | معراج سے متعلق امِ ھانی کی پہلی روایت | |
| 297 | معراج سے متعلق امِ ھانی کی دوسری روایت | |
| 298 | معراج سے متعلق امِ ھانی کی تیسری روایت | |
| 301 | معراج سے متعلق امِ ھانی کی چوتھی روایت | |
| 303 | ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھنے کی روایت | |
| 305 | حضرت انس کی طرف منسوب ابنِ ابی حاتم کی ایک روایت | |
| 310 | ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت | |
| 346 | ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت | |
| 381 | عفریت، جن کے شعلے کو بجھانے کی روایت | |
| 387 | پہلے غُسلِ جنابت و غُسلِ بول کے 7 مرتبہ ہونے کی روایت | |
| 389 | معراج کے بعد حضرت خدیجہ کے پاس واپسی کی روایت | |
| 390 | ''ماءِ مزن'' سے وضو کرنے کی روایت | |
| 392 | بیتُ المقدس میں حورِ عین کو دیکھنے کی روایت | |
| 393 | بیتُ المقدس کی دیوار پر جہنم یا داروغۂ جہنم کو دیکھنے کی روایت | |
| 396 | غصہ پینے اور معاف کرنے والوں کے محل کو دیکھنے کی روایت | |
| 399 | جہنم میں پتھر گرنے کی آواز سننے کی روایت | |
| 402 | داروغۂ جہنم سے ملاقات اور زیارتِ جہنم کی مخصوص روایت | |

| | | |
|---|---|---|
| جہنم کی مخصوص وادی وصفات سے متعلق ایک روایت | 403 | |
| غسلِ جمعہ ونمازِ جمعہ سے متعلق فرشتوں کی تسبیح کی روایت | 406 | |
| شیاطین کے نظروں کے سامنے حائل ہونے کی روایت | 407 | |
| ''معارجُ النبوۃ'' میں مذکور ایک حدیث کی حیثیت | 408 | |
| قرآن مجید یا اس کا حصہ بھلا دینے کے گناہ کو دیکھنے کی روایت | 420 | |
| بیتُ المقدس جاتے وقت مختلف نبیوں سے ملاقات کی روایت | 423 | |
| زکریا علیہ السلام سے ملاقات اور اُن کے قتل کی روایت | 425 | |
| معراج میں اذان کی وحی ہونے کی روایت | 431 | |
| معراج میں فرشتے کے ذریعے تعلیمِ اذان کی روایت | 433 | |
| معراج میں جبریلِ امین کے اذان دینے کی روایت | 438 | |
| مؤذنین وائمہ کے لیے موتی کے گنبد ہونے کی روایت | 439 | |
| سدرۃُ المنتہیٰ پر جبریل کے الگ ہونے کی شکایت کی روایت | 442 | |
| ساتویں آسمان پر جبریل کے الگ ہونے کی روایت | 445 | |
| اللہ کے قریب ہونے سے جبریل کے جلنے کی روایت | 448 | |
| قافلے کے انتظار میں حبسِ شمس کی روایت | 458 | |
| جبریل کے نبی ﷺ کو اپنے قدم سے حرکت دینے کی روایت | 469 | |
| جبریل ومیکائیل کے نبی ﷺ کو لے کر اڑنے کی روایت | 470 | |
| آسمان کا دروازہ کھلنے پر نورِ اعظم کو دیکھنے کی روایت | 473 | |

| | | |
|---|---|---|
| معراج میں نبی ﷺ کو تین چیزوں کے عطیہ کی روایت | 476 | |
| نبیوں کے چالیس دن قبر میں ٹھہرنے کی روایت | 480 | |
| نبی ﷺ کے پسینے سے گلاب کا پھول پیدا ہونے کی روایت | 485 | |
| ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق لکھا ہوا دیکھنے کی روایت | 488 | |
| نبی ﷺ اور بعد میں ابوبکر صدیق کا نام لکھا دیکھنے کی روایت | 489 | |
| ابوبکر، عمر وعثمان کے مقتول لکھا ہوا ہونے کی روایت | 491 | |
| عثمان رضی اللہ عنہ کی حور کو دیکھنے کی روایت | 495 | |
| علی رضی اللہ عنہ کی حور کو دیکھنے کی روایت | 502 | |
| علی رضی اللہ عنہ کو تین صفات عطاء کی جانے کی روایت | 507 | |
| نبی ﷺ کی علی رضی اللہ عنہ سے تائید کرنے کی روایت | 510 | |
| بابِ جنت پر ''علی أخو رسول اللّٰہ'' دیکھنے کی روایت | 512 | |
| علی، حسن، حسین اور فاطمہ کی مخصوص صفات کی روایت | 514 | |
| جنت کے پھل سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت کی روایت | 516 | |
| جنت کے مقامِ ''بیدج'' میں داخل ہونے کی روایت | 521 | |
| ''سبوح قدوس'' کے اللہ کی نماز ہونے کی روایت | 524 | |
| موتیوں کے پنجرے میں معراج ہونے کی روایت | 528 | |
| ایک شخص کو نور میں گھرا ہوا دیکھنے کی روایت | 529 | |
| رب تعالیٰ کے دو قوسوں سے قریب ہونے کی روایت | 531 | |

| | | |
|---|---|---|
| معراج میں رب کو پوری طرح دیکھنے کی روایت | 533 | |
| رب عزّ وجلّ کو خوبصورت حالت میں دیکھنے کی روایت | 536 | |
| سورہ نجم کا انکار کرنے پر نبی ﷺ کی بددعاء کی روایت | 560 | |
| عرش کے نیچے ''مرزنجوش'' اُگا ہوا دیکھنے کی روایت | 566 | |
| عرش پر جوتے نہ اتارنے کی آواز سننے کی روایت | 567 | |
| لوح میں مخصوص ناموں کو لکھا ہوا دیکھنے کی روایت | 571 | |
| حدیثِ مسلسل ''ما زلت بالأشواق'' کی روایت | 572 | |
| آسمانِ دنیا پر مخصوص مرغ دیکھنے کی روایت | 574 | |
| بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے ملاقات کی عجیب روایت | 577 | |
| شبِ معراج میں یاجوج ماجوج کو دعوت دینے کی روایت | 583 | |
| قیصرِ روم کے دربار میں واقعۂ اسراء کی تصدیق کی روایت | 585 | |
| بستر ٹھنڈا، اور حرکتِ شاخ بند ہونے سے قبل واپسی کی روایت | 587 | |
| ''الصلاة معراج المؤمن'' کے حدیث ہونے کی حیثیت | 589 | |
| ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب طولِ لاطائل روایت | 591 | |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تمہید

(از مؤلف)

اس سے پہلے بندہ محمد رضوان نے اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ''ماہِ رجب کے فضائل واحکام'' نامی کتاب میں معراج شریف سے متعلق بعض احادیث وروایات اور واقعات کو جمع کیا تھا، اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کی تھی کہ معراج شریف کے ماہِ رجب میں واقع ہونے سے متعلق یقینی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں، لیکن چونکہ عام طور پر لوگوں میں معراج کے ماہِ رجب میں واقع ہونے کی بات زیادہ مشہور ہے، اس لیے مناسب ہے کہ اس موقع پر لوگوں کو معراج شریف سے متعلق مختلف احادیث وروایات اور واقعات کا علم ہو۔

بعد میں محسوس ہوا کہ ماہِ رجب سے متعلق اس کتاب میں، اس طرح کی احادیث وروایات اور واقعات کو درج کرنے کی بناء پر بہت سے ناحقیقت شناس، یا جلد باز حضرات وافراد کے اس عقیدے میں پختگی پیدا ہوتی ہے کہ ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' اور اس میں پائے جانے والے واقعات، ماہِ رجب میں واقع ہوئے ہیں، پھر اس کی وجہ سے ماہِ رجب میں ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حوالے سے پائے جانے والے منکرات وبدعات میں اضافہ ہوتا ہے، اس لیے اس طرح کی احادیث وروایات اور واقعات کو ماہِ رجب سے متعلق کتاب سے حذف کردیا جائے، اور اس کو الگ اور مستقل حیثیت سے شائع کیا جائے۔

نیز کچھ عرصے سے ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حوالے سے کئی غیر معتبر وغیر مستند روایات اور واقعات بھی مقررین کی زبانوں سے سننے اور بعض کتابوں میں پڑھنے کو ملتے رہے، اور ان کی وجہ سے بے شمار عوام الناس کے عقائد وافکار میں فساد وبگاڑ پیدا ہونے کا علم ہوا۔

اور یہ بھی علم ہوا کہ اس طرح کی غیر مستند وغیر معتبر روایات میں مذکورہ مضامین کو بہت سے کم علم، نعت سازوں نے اشعار کی شکل میں بھی منظوم کردیا ہے، اور اس طرح سے ان باتوں کو

عوامُ الناس کے مجامع میں برملا زور وشور سے بیان ونشر کر کے اور عوامُ الناس سے ان پر دادِ تحسین وصول کر کے عقائد وافکار میں مزید بگاڑ پیدا کیا جاتا ہے، جیسا کہ آج کل بہت سی نعتوں اور نظموں میں اس طرح کی غیر مستند وغیر معتبر باتوں کی بھرمار کا مشاہدہ ہے۔

اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متعلق اس طرح کی روایات اور واقعات کی اسنادی حیثیت کی بھی مستقل طور پر تحقیق کی جائے، تاکہ لوگوں کو حقیقتِ حال کا علم ہو، اور اس کی وجہ سے عقائد وافکار کے فساد وبگاڑ سے بچا جا سکے۔

ان وجوہات کی بناء پر ماہِ رجب کے فضائل واحکام، کتاب سے ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے واقعات ومناظر کو الگ کر دیا گیا، اور ساتھ ہی ایک مستقل خاتمہ میں ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متعلق مختلف روایات اور واقعات کی اسنادی حیثیت کو بھی شامل کر لیا گیا، کیونکہ ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا موضوع، ایک مستقل اور اہم موضوع ہے، اور زیادہ تر اس موضوع کو بنیاد بنا کر ہی بہت سے قصہ گو واعظین اپنے بیانات کو زینت بخشتے اور عوام میں پذیرائی حاصل کرتے، بلکہ اپنے کاروبار چمکاتے ہیں۔

اس لیے موجودہ حالات کے مطابق مناسب معلوم ہوا کہ ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع سے متعلق مواد کی تحقیق کر کے اس کی مستقل طور پر اشاعت کی جائے۔

اسی مقصد کے لیے بندہ نے اس موضوع کو مستقل طور پر تحقیق کر کے ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے تیار کیا ہے، جس کو آئندہ اوراق میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

**فقط، وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.**

محمد رضوان خان

29/ رمضان المبارک/ 1440 ہجری۔ 04/ جون/ 2019 عیسوی، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(مقدمہ)

# 27 رجب کو شبِ معراج قرار دینا

# اور اس کی فضیلت میں غلو

27 / رجب کے بارے میں مشہور ہو گیا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کی تاریخ ہے، اور اس رات میں ہی گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے، اس لیے رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات ہی کو حتمی و یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے۔

حالانکہ شبِ معراج شریف کی تاریخوں، مہینوں بلکہ سالوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، پھر 27 / رجب کو حتمی و یقینی طور پر شبِ معراج سمجھنے کے کیا معنیٰ ؟

اس سلسلہ میں بعض عبارات و حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں۔

## ''شرحُ الزرقانی'' کا حوالہ

ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1122 ہجری) فرماتے ہیں کہ:

**"ولما كان في شهر ربيع الأول "أو الآخر أو رجب أو رمضان أو شوال، أقوال خمسة "أسرى بروحه وجسده يقظة "لا مناما مرة واحدة في ليلة واحدة عند جمهور المحدثين والفقهاء والمتكلمين وتواردت عليه ظواهر الأخبار الصحيحة، ولا ينبغي العدول عنه**(شرح الزرقانی،علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۲ ص ۶۷ ،تابع المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام،وقت الإسراء)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور جب ربیع الاول کا مہینہ ہوا، یا ربیع الآخر کا، یا رجب کا، یا رمضان کا، یا شوال کا مہینہ ہوا، اس سلسلہ میں یہ پانچ اقوال ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور جسم کے ساتھ جاگنے کی حالت میں معراج کرائی گئی، نہ کہ نیند کی حالت میں (زندگی میں) ایک مرتبہ، ایک ہی رات میں، جمہور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کے نزدیک، اور صحیح احادیث صاف طور پر اس سلسلہ میں وارِد ہوئی ہیں، جن سے ہٹنے کی گنجائش نہیں ہے (شرح الزرقانی)

## ''البداية والنهاية'' کا حوالہ

اور علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**فعلى قول السدى يكون الإسراء فى شهر ذى القعدة، وعلى قول الزهرى وعروة يكون فى ربيع الأول.....**

**وقد أورد حديثا لا يصح سنده ذكرناه فى فضائل شهر رجب أن الإسراء كان ليلة السابع والعشرين من رجب والله أعلم.**

**ومن الناس من يزعم أن الإسراء كان أول ليلة جمعة من شهر رجب وهى ليلة الرغائب التى أحدثت فيها الصلاة المشهورة ولا أصل لذلك والله أعلم** (البداية والنهاية، ج۳ص۱۳۵، كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصل الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى بيت المقدس، السيرة النبوية لابن كثير، ج۲ ص۹۳، فصل فى الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى بيت المقدس)

ترجمہ: پس سُدّی کے قول کے مطابق معراج ذوالقعدۃ کے مہینے میں، اور زہری اور عروہ کے قول کے مطابق ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی.....اور ایک حدیث

جس کی سند صحیح نہیں ہے، اور اس کو ہم نے فضائلِ شہرِ رجب میں ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ معراج، رجب کی ستائیسویں رات میں ہوئی، واللہ اعلم۔ اور بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ معراج رجب کے مہینے کی پہلی شبِ جمعہ میں ہوئی، اور یہ رات ''رغائب'' کہلاتی ہے، اس رات میں ایک مشہور نماز ایجاد کی گئی ہے، اور اس (نماز) کی کوئی اصل نہیں ہے، واللہ أعلم (البدایۃ والنہایۃ)

## علامہ ابنِ جوزی کا حوالہ

اور علامہ ابنِ جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**قال الواقدی: کان المسری فی لیلة السبت لسبع عشرة لیلة خلت من رمضان فی السنة الثانیة عشرة من النبوة، قبل الهجرة بثمانیة عشر شهرا.**

**وروی عن أشیاخ أخر قالوا: أسری برسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة سبعة عشر من ربیع الأول، قبل الهجرة بسنة.**

**وقال مؤلف الکتاب: ویقال إنه کان لیلة سبع وعشرین من رجب**

(المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، لابن الجوزی، ج۳ص۲۵، ۲۶، ذکر الحوادث فی سنة اثنتی عشرة من النبوة، الإسراء والمعراج)

ترجمہ: امام واقدی نے فرمایا کہ معراج، ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) نبوت ملنے کے بارہویں سال میں رمضان کی ستائیسویں تاریخ میں ہفتہ کی رات میں ہوئی، اور دوسرے مشائخ سے یہ قول مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج، ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول کے مہینے کی سترہویں (17) رات میں ہوئی، اور مؤلفِ کتاب (ابنِ جوزی) نے فرمایا کہ ایک قول رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات کا ہے (المنتظم)

# تفسیر روح المعانی کا حوالہ

اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**اختلف فی شهره وليلته فقال النووی فی الفتاوی: كان فی شهر ربيع الأول، وقال فی شرح مسلم تبعا للقاضی عياض: إنه فی شهر ربيع الآخر، وجزم فی الروضة بأنه فی رجب، وقيل: فی شهر رمضان، وقيل: فی شوال، وكان على ما قيل الليلة السابعة والعشرين من الشهر** (روح المعانی، للألوسی، ج۸ ص۸، سورۃ الاسراء)

ترجمہ: معراج کے مہینے اور رات میں اختلاف ہے، امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ معراج ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی، اور مسلم کی شرح میں (امام نووی نے) قاضی عیاض کی اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ معراج ربیع الآخر کے مہینے میں ہوئی، اور روضہ میں یقین کے ساتھ یہ فرمایا کہ رجب کے مہینے میں ہوئی، اور ایک قول رمضان کے مہینے کا ہے، اور ایک قول شوال کے مہینے کا ہے، اور کہا گیا ہے کہ معراج، مہینے کی ستائیسویں رات میں ہوئی (روح المعانی)

# اللؤلؤ المكنون فی سيرة النبی المأمون کا حوالہ

موسیٰ بن راشد عازمی لکھتے ہیں کہ:

**اختلف فی وقت وقوع الإسراء والمعراج، فقيل: قبل الهجرة بسنة قاله ابن سعد، وغيره، وبه جزم النووی، وبالغ ابن حزم فنقل الإجماع فيه، وهو مردود فإن فی ذلک اختلافا كثيرا يزيد على عشرة أقوال وقيل: كان فی رجب حكاه ابن عبد البر وجزم به النووی فی الروضة، وقيل: قبل الهجرة بثلاث سنين حكاه ابن الأثير.**

**قلت: والذی لا خلاف فیه بین العلماء أن الإسراء والمعراج کان بعد عودة النبی –صلی الله علیه وسلم– من الطائف، لکن لم یتعین بالضبط الیوم، والشهر، والسنة التی وقع فیها**(اللؤلؤ المکنون فی سیرة النبی المأمون ، لموسی بن راشد العازمی، ج ۱ ، ص ۴۵۹ و ۴۶۰،الأحداث من نزول الوحی إلی الهجرة، الاسراء والمعراج،متی حدث الإسراء والمعراج؟)

ترجمہ: اسراء اور معراج کے واقع ہونے کے وقت میں اختلاف ہے، ابنِ سعد وغیرہ کا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے پہلے واقع ہوئی، امام نووی نے بھی اس پر یقین ظاہر کیا ہے، اور ابنِ حزم نے اس میں مبالغہ کیا ہے، انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، مگر یہ بات قابلِ رَد ہے، کیونکہ اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے، جس میں دس سے بھی زیادہ اقوال ہیں، اور ایک قول رجب میں واقع ہونے کا ہے، جس کو ابنِ عبدالبر نے نقل کیا ہے، اور نووی نے ''روضۃ'' میں اس پر جزم ظاہر کیا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی، جس کو ابنِ اثیر نے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ علماء کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسراء اور معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف سے لوٹنے کے بعد واقع ہوئی، لیکن اس کے واقع ہونے کا کوئی متعین دن اور مہینہ اور سال ضبط نہیں (ان سب ہی میں اختلاف ہے)(اللؤلؤ المکنون)

## علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا حوالہ

اور علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**وهو أمر مختلف فیه بین المحدثین والمؤرخین فقیل کان ذلک**

**فی ربیع الأول، وقیل فی ربیع الآخرة، وقیل فی ذی الحجة وقیل فی شوال، وقیل فی رمضان، وقیل فی رجب فی لیلة السابع والعشرین وقواه بعضهم** (الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة للکنوی ،ص ۶۲،الایقاظ الثانی فی ذکر احادیث صلوات ایام السنة ولیالیها مع ما یتعلق بها، ذکر لیلة المعراج،مشمولة : مجموعة رسائل اللکنوی، المجلد الخامس، من منشورات: ادارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، باکستان، الطبعة الاولیٰ: ۱۴۱۹ھ)

ترجمہ: اور اس (معراج کی تاریخ) کے بارے میں محدثین اور مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراج ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی، اور ایک قول ربیع الآخر کے مہینے کا ہے، اور ایک قول ذی الحجہ کے مہینے کا ہے، اور ایک قول شوال کے مہینے کا ہے، اور ایک قول رمضان کے مہینے کا ہے، اور ایک قول رجب کی ستائیسویں تاریخ کا ہے، جس کو بعض نے قوی قرار دیا ہے (الآثار المرفوعۃ)

## تفسیر معارف القرآن عثمانی کا حوالہ

اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ معراج کی تاریخ میں روایات بہت مختلف ہیں، موسیٰ بن عقبہ کی روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرتِ مدینہ سے چھ ماہ قبل پیش آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات نمازوں کی فرضیت نازل ہونے سے پہلے ہو چکی تھی، امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کی وفات کا واقعہ بعثتِ نبوی کے سات سال بعد ہوا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ واقعۂ معراج، بعثتِ نبوی سے پانچ سال بعد میں ہوا

ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ واقعۂ معراج اس وقت پیش آیا جبکہ اسلام عام قبائلِ عرب میں پھیل چکا تھا۔

ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ واقعۂ معراج، ہجرتِ مدینہ سے کئی سال پہلے کا ہے۔ حربی کہتے ہے کہ واقعۂ اسراء ومعراج ربیع الثانی کی ستائیسویں شب میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے اور ابن قاسم ذہبی کہتے ہیں کہ بعثت سے اٹھارہ مہینے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ حضراتِ محدثین نے روایاتِ مختلفہ ذکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کن چیز نہیں لکھی اور مشہور عام طور پر یہ ہے کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں شب، شبِ معراج ہے۔ **واللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ أعلم** (معارف القرآن ج۵ ص۴۴۲ و۴۴۳، سورہ بنی اسرائیل، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید: ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ، اپریل 2008ء)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں معلوم ہوا کہ معراج شریف کس مہینے میں ہوئی؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول ربیع الاول کے مہینہ کا، دوسرا قول ربیع الآخر کے مہینے کا، تیسرا قول رجب کے مہینے کا، چوتھا قول رمضان کے مہینے کا، پانچواں قول شوال کے مہینے کا، چھٹا قول ذوالقعدۃ کے مہینے کا، اور ساتواں قول ذی الحجہ کے مہینے کا ہے، اگرچہ مشہور قول عام طور پر ستائیسویں رجب ہے۔

اور معراج واقع ہونے والے مہینوں میں اختلاف کے ساتھ ساتھ تاریخوں اور سالوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] وكما اختلف في مبدأ الإسراء اختلف في سنته فذكر النووي في الروضة أنه كان بعد النبوة بعشر سنين وثلاثة أشهر، وفي الفتاوى أنه كان سنة خمس أو ست من النبوة، ونقل عنه الفاضل الملا أمين العمري في شرح ذات الشفاء الجزم بأنه كان في السنة الثانية عشرة من المبعث .وعن ابن حزم دعوى الإجماع على ذلك، وضعف ما في الفتاوى بأن خديجة رضي الله تعالى عنها لم تصل الخمس وقد ماتت قبل الهجرة بثلاث سنين .وقيل كان قبل الهجرة بسنة وخمسة أشهر،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ابنِ شہاب زہری سے معراج شریف کا ہجرت سے ایک سال پہلے ہونا، اور اسماعیل سدی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقيل ثلاثة أشهر، ووقع فى حديث شريك بن أبى نمرة عن أنس أنه كان قبل أن يوحى إليه صلى الله عليه وسلم وقد خطأه غير واحد فى ذلك، ونقل الحافظ عبد الحق فى كتابه الجمع بين الصحيحين حديث شريك الواقع فيه ذلك بطوله، ثم قال: هذا الحديث بهذا اللفظ من رواية شريك عن أنس قد زاد فيه زيادة مجهولة وأتى بألفاظ غير معروفة.

وقد روى حديث الإسراء عن أنس جماعة من الحفاظ المتقنين والأئمة المشهورين كابن شهاب. وثابت البنانى وقتادة فلم يأت أحد منهم بما أتى به شريك، وشريك ليس بالحافظ عند أهل الحديث.

وأجاب عن ذلك محيى السنة وغيره بما ستسمعه إن شاء الله تعالى، وكذا اختلف فى شهره وليلته فقال النووى فى الفتاوى: كان فى شهر ربيع الأول، وقال فى شرح مسلم تبعا للقاضى عياض: إنه فى شهر ربيع الآخر، وجزم فى الروضة بأنه فى رجب، وقيل: فى شهر رمضان، وقيل: فى شوال، وكان على ما قيل الليلة السابعة والعشرين من الشهر وكانت ليلة السبت كما نقله ابن الملقن عن رواية الواقدى، وقيل: كانت ليلة الجمعة لمكان فضلها وفضل الإسراء، ورد بأن جبرائيل عليه السلام صلى بالنبى صلى الله عليه وسلم أول يوم بعد الإسراء الظهر ولو كان يوم الجمعة لم يكن فرضها الظهر قاله محمد بن عمر السفيرى، وفيه أن العمرى ذكر فى شرح ذات الشفاء أن الجمعة والجنازة وجبتا بعد الصلوات الخمس، وفى شرح المنهاج للعلامة ابن حجر إن صلاة الجمعة فرضت بمكة ولم تقم بها لفقد العدد أو لأن شعارها الإظهار وكان صلى الله عليه وسلم بها مستخفيا، وأول من أقامها بالمدينة قبل الهجرة أسعد بن زرارة بقرية على ميل من المدينة.

ونقل الدميرى عن ابن الأثير أنه قال: الصحيح عندى أنها كانت ليلة الاثنين واختاره ابن المنير، وفى البحر قيل إن الإسراء كان فى سبع عشرة من شهر ربيع الأول والرسول صلى الله عليه وسلم ابن إحدى وخمسين سنة وتسعة أشهر وثمانية وعشرين يوما، وحكى أنها ليلة السابع والعشرين من شهر ربيع الآخر عن الجرمى، وهى على ما نقل السفيرى عن الجمهور أفضل الليالى حتى ليلة القدر مطلقا، وقيل هى أفضل بالنسبة إلى النبى صلى الله عليه وسلم إلى أمته عليه الصلاة والسلام فهى أفضل مطلقا نعم لم يشرع التعبد فيها والتعبد فى ليلة القدر مشروع إلى يوم القيامة والله تعالى أعلم (روح المعانى للآلوسى، ج۸ص۸، ۹، سورة الاسراء)

واختلفوا فى أى سنة كان، فجزم جمع بأنه كان قبل الهجرة بسنة، وجرى عليه الإمام النووى، وبالغ ابن حزم فنقل فيه الإجماع .وقال القاضى: قبل الهجرة بخمس سنين لأنه لا خلاف أن خديجة صلّت معه بعد فرض الصلاة، ولا خلاف أنها توفيت قبل الهجرة، ولا خلاف أن فرض الصلاة كان ليلة الإسراء، وتعقّبه ابن دحية بأن المراد بالصلاة التى صلّتها معه هى التى كانت من أول البعثة، وكانت ركعتين بالغداة وركعتين بالعشىّ، وإنما الذى فرض ليلة الإسراء الصلوات الخمس .وقد قالت عائشة رضى الله عنها: أن خديجة رضى الله عنها ماتت قبل أن تفرض الصلاة ، رواه ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

سے سولہ مہینے پہلے ہونا منقول ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سعد، ویعقوب بن سفیان .فالمعتمد أن مراد من قال: بعد أن فرضت الصلاة، ما فرض قبل الصلوات الخمس، إن ثبت ذلک .ومراد عائشة بقولها: مات قبل أن تفرض الصلاة، أی الخمس، فیجمع بین القولین بذلک .ویلزم منه أنها ماتت قبل الإسراء وقد حکی العسکری أنها ماتت قبل الهجرة بسبع سنین وسیأتی تحقیق ذلک فی ترجمتها.

واختلفوا فی أی الشهور کان [الإسراء] فجزم ابن الأثیر وجمع، منهم النووی فی فتاویه کما فی النسخ المعتمدة، بأنه کان فی ربیع الأول، قال النووی: لیلة سبع وعشرین .وجری علیه جمع، وهکذا عن الفتاوی الإسنوی فی المهمات، والأذرعی– بفتح أوله والراء وسکون الذال المعجمة بینهما– فی التوسط، والزرکشی فی الخادم، والدمیری فی حیاة الحیوان، وغیرهم .وکذا رأیته فی عدة نسخ من الفتاوی وفی بعض النسخ من شرح مسلم کذلک، وفی أکثرها ربیع الآخر کما فی نسخ الفتاوی .ونقله ابن دحیة فی الابتهاج، والحافظ فی الفتح، وجمع عن الحربی .والذی نقله عنه ابن دحیة فی کتابیه: التنویر والمعراج الصغیر، وأبو شامة فی الباعث، والحافظ فی فضائل رجب، ربیع الأول .وقیل: کان فی رجب، وجزم به النووی فی الروضة تبعا للرافعی، وقیل فی رمضان، وقیل فی شوال.

قال ابن عطیة بعد أن حکی الخلاف والتحقیق: أنه کان بعد شقّ الصحیفة وقبل بیعة العقبة، .قال ابن دحیة: ویمکن أن یعین الیوم الذی أسفرت عنه تلک اللیلة، ویکون یوم الاثنین(سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد،للامام محمد بن یوسف الصالحی ، ج۳ص۶۵،جماع أبواب معراجه صلی الله علیه وسلم،الباب الرابع فی أی زمان ومکان وقع الإسراء )

[1] أخبرنا أبو الحسین بن الفضل القطان ببغداد، قال: أخبرنا أبو بکر بن عتاب العبدی، قال: حدثنا القاسم بن عبد الله بن المغیرة، قال: أخبرنا إسماعیل بن أبی أویس، قال: حدثنا إسماعیل بن إبراهیم بن عقبة، عن عمه موسی بن عقبة.

(ح) وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: أخبرنی إسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی، قال: حدثنا جدی، قال: حدثنا إبراهیم بن المنذر، قال:

حدثنا محمد بن فلیح، عن موسی بن عقبة، عن ابن شهاب، قال:أسری برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم إلی بیت المقدس قبل خروجه إلی المدینة بسنة .

وکذلک ذکره ابن لهیعة، عن أبی الأسود، عن عروة بن الزبیر أخبرناه أبوالحسین بن الفضل، قال: أخبرنا عبد الله بن جعفر، قال: حدثنا یعقوب بن سفیان، قال: حدثنا عمرو بن خالد، وحسان بن عبد الله، قالا: حدثنا ابن لهیعة، عن أبی الأسود عن عروة فذکره.

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو العباس: محمد بن یعقوب، قال: حدثنا أحمد بن عبد الجبار، قال: حدثنا یونس، عن أسباط بن نصر، عن إسماعیل السدی، قال: فرض علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الخمس فی بیت المقدس لیلة أسری به قبل مهاجره بستة عشر شهرا (دلائل النبوة،للبیهقی، ج۲،ص۳۵۴،۳۵۵،جماع أبواب المبعث،باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی)

www.idaraghufran.org

## پس 27 / رجب کی رات کو معراج شریف کی یقینی رات سمجھنا درست نہیں۔ [1]

[1] حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے مضمون ''تحقیق شبِ معراج'' میں فرماتے ہیں:
27 رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا سراسر غلط ہے، اس میں کئی اقسام کے بہت اختلافات ہیں، صرف تاریخ ہی میں نہیں، بلکہ مبدأ میں، سال میں، مہینے میں، تاریخ میں، دن میں، ہر ایک میں کئی کئی اقوال ہیں۔
مبدأ:.....اس میں پانچ اقوال ہیں:
(1) بیتہٗ صلی اللہ علیہ وسلم (2) بیتِ امِّ ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (3) حطیم (4) قریب حجرِ اسود (5) بین المقام وزمزم۔
سال اور اس کے اجزاء:.....اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں:
(1) قبل البعثۃ (2) بعد البعثۃ ایک سال چھ ماہ = رمضان (3) ۵ نبوی (4) بعد البعثۃ پانچ سال = ربیع الاول (5) ۶ نبوی (6) بعد البعثۃ دس سال = ربیع الاول (7) بعد البعثۃ دس سال تین ماہ = جمادی الآخرۃ (8) ۱۲ نبوی (9) قبل الہجرۃ چھ ماہ = رمضان (10) قبل الہجرۃ آٹھ ماہ = رجب (11) قبل الہجرۃ ایک سال = ربیع الاول (12) قبل الہجرۃ ایک سال دو ماہ = محرم (13) قبل الہجرۃ ایک سال تین ماہ = ذی الحجہ (14) قبل الہجرۃ ایک سال چار ماہ = ذی قعدہ (15) قبل الہجرۃ ایک سال پانچ ماہ = شوال (16) قبل الہجرۃ ایک سال چھ ماہ = رمضان (17) قبل الہجرۃ تین سال = ربیع الاول (18) قبل الہجرۃ پانچ سال = ربیع الاول۔
بعثت میں دو قول ہیں:
ربیع الاول اور رمضان، ہجرت میں بھی دو قول ہیں، بعثت سے دس سال بعد اور تیرہ سال بعد۔ اس طرح عددِ مذکور تقریباً دوگنا ہو جائے گا، نمبر ۶ میں نمبر ۱۷، اور نمبر ۸ میں نمبر ۱۲ تا نمبر ۱۶ داخل ہیں مع ھذا انہیں مستقل اسی بناء پر شمار کیا ہے۔
ماہ:.....اس میں آٹھ اقوال ہیں:
(1) محرم (2) ربیع الاول (3) ربیع الآخر (4) رجب (5) رمضان (6) شوال (7) ذی قعدہ (8) ذی الحجہ۔ ان میں سے بعض مہینوں کے اقوال کی کتبِ سیرت میں تصریح ہے، اور بعض سال مذکورہ فہرست سے التزاماً ثابت ہوتے ہیں۔
تاریخ:.....اس میں نو سے زیادہ اقوال ہیں:
(1) ۱۲ ربیع الاول (2) ۱۷ ربیع الاول (3) ۲۷ ربیع الاول (4) ۱۷ ربیع الآخر (5) ۲۷ ربیع الآخر (6) ۲۷ رجب (7) ۱۷ رمضان (8) ۲۷ رمضان (9) ۲۷ شوال۔
یہ نو اقوال پانچ مہینوں کی تواریخ میں ہیں، بقیہ تین ماہ، محرم، ذی قعدہ، ذی الحجہ کی تواریخ منقول نہیں، اس طرح تواریخ میں مجموعۂ اقوال نو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔
دن:.....اس میں تین اقوال ہیں:
(1) جمعہ (2) ہفتہ (3) پیر
(سات مسائل، صفحہ ۱۱ تا ۱۳، مطبوعہ: دار الافتاء والارشاد، کراچی)

www.idaraghufran.org

اور باوجود یکہ معراج شریف، نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم معجزہ ہے، لیکن بالفرض ماہ رجب، یا اس کی ستائیسویں رات میں معراج کے واقعہ کا ہونا تسلیم کرلیا جائے، تب بھی اس کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی عبادت مقرر نہیں کی گئی۔

ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمہ اللہ (المتوفی: 1122ہجری) فرماتے ہیں کہ:

"فإن قلت: إيما أفضل ليلة الإسراء أم ليلة القدر "التى هى خير من ألف شهر؟، "فالجواب كما قاله الشيخ أبو أمامة بن النقاش، أن ليلة الإسراء أفضل فى حق النبى –صلى الله عليه وسلم– من ليلة القدر، "لما أكرم به فيها من خوارق العادات التى أجلها رؤيته لله تعالى على الصحيح.

"وليلة القدر أفضل فى حق الأمة؛ لأنها "أى: العمل فيها "خير لهم من عمل فى ثمانين سنة لمن قبلهم "، بإلغاء الكسر، وهو ثلاث سنين وثلث سنة، بناء على أن المراد حقيقة العدد وهو ألف شهر، وصدر البيضاوى، بأن المراد التكثير.

"وأما ليلة الإسراء فلم يأت فى أرجحية العمل فيها حديث صحيح، "أراد به ما يشمل الحسن بدليل قوله، "ولا ضعيف، ولذلك لم يعينها النبى –صلى الله عليه وسلم– لأصحابه، ولا عينها أحد من الصحابة بإسناد صحيح، ولا صح إلى الآن، ولا " يصح "إلى أن تقوم الساعة فيها شيء"؛ لأنه إذا لم يصح من أول الزمان، لزم أن لا يصح فى بقيته، لعدم إمكان تجدد واحد عادة يطلع على ذلك بعد الزمن الطويل، وهذا لا يشكل عليه ما قيل أنه كان ليلة سبع عشرة، أو سبع وعشرين خلت من شهر ربيع الأول، أو سبع وعشرين من رمضان، أو من ربيع الآخر، أو من

رجب، واختير وعليه العمل؛ لأن ابن النقاش لم ينف الخلاف فيها من أصله، وإنما نفى تعيين ليلة بخصوصها للإسراء وأنها أصح. "ومن قال فيها شيئا، فإنما قال من كيسه"، أى: من عند نفسه دون استناد لنص يعتمد عليه "لمرجع ظهر له، استأنس به "لما جزم به، "ولهذا "أى: عدم إتيان شيء فيها "تصادمت الأقوال فيها وتباينت، ولم يثبت الأمر فيها على شيء ولو تعلق بها نفع للأمة ولو بذرة"، أى: شيئا قليلا جدا "لبينه لهم نبيهم –صلى الله عليه وسلم–"؛ لأنه حريص على نفعهم " .(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،المقصد الخامس :فی تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء ،جلد ۸ صحفه ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: اگر آپ یہ کہیں کہ معراج کی رات افضل ہے، یا شبِ قدر کی رات جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے، جیسا کہ شیخ ابوامامہ بن نقاش نے فرمایا کہ کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شبِ قدر سے افضل ہے، کیونکہ اس رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم معجزات کے ذریعے سے اعزاز بخشا گیا، جس میں صحیح قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی داخل ہے۔ [1]

اور امت کے حق میں شبِ قدر افضل ہے، کیونکہ شبِ قدر میں امت کے نیک عمل کا ثواب پہلی امتوں کے مقابلے میں اسّی سال کے برابر ہے، جس میں ''کسر'' کو لغو کیا گیا ہے، اور لغو کی مقدار تین سال اور تین مہینے ہے (جس کی مجموعی مقدار ''تراسی سال تین مہینے'' بنتی ہے) جبکہ اس سے ہزار مہینے کی حقیقت مراد لی جائے، اور بیضاوی نے فرمایا کہ اس عدد سے مراد کثرت ہے۔

---

[1] لیکن دیگر حضرات نے ''رؤیتِ بصری'' کا انکار کیا ہے۔ محمد رضوان۔

جہاں تک معراج کی رات کا تعلق ہے، تو اس میں کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح اور معتبر حدیث نہیں آئی، اور اسی وجہ سے اس رات (اور اس کی کسی عبادت) کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لئے تعیین نہیں فرمائی، اور نہ ہی صحابہ میں سے کسی نے صحیح سند کے ساتھ اس کی تعیین فرمائی، اور نہ ہی اب تک اس بارے میں کوئی صحیح سند آئی، اور نہ ہی قیامت تک آ سکے گی، کیونکہ جب پہلے زمانے میں کوئی سند نہیں، تو اگلے زمانے میں صحیح سند کیسے آ سکے گی؟

کیونکہ ایک طویل زمانہ گزرنے کے بعد دوبارہ صحیح سند کا آنا ممکن نہیں، اور اس پر ان اقوال سے کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا کہ معراج ستر ہویں، یا ستائیسویں ربیع الاول کی رات میں ہوئی، یا ستائیسویں رمضان میں ہوئی، یا ربیع الآخر کے مہینے میں، یا رجب کے مہینے میں، اور رجب کے مہینے کو اختیار کیا گیا ہے، اور اسی پر عمل کیا گیا ہے، کیونکہ ابنِ نقاش نے اس میں اصل اختلاف کی نفی نہیں کی، بلکہ انہوں نے معراج کی مخصوص رات کی تعیین کی نفی کی ہے، اور یہی صحیح ہے۔

اور جس نے اس کے بارے میں کچھ کہا ہے (کہ فلاں مہینے اور فلاں تاریخ میں ہوئی) تو اس نے اپنی عقل و سمجھ سے اپنے پاس سے کہا ہے، کسی ایسی نص کی بنیاد پر نہیں کہا، جس پر اعتماد کیا جا سکے، اور اس رات میں کسی مخصوص عمل کے نہ ہونے کی وجہ سے ہی اس رات کے بارے میں اقوال ایک دوسرے سے مختلف اور جدا جدا ہیں، اور کسی قول پر کوئی مضبوط دلیل اور اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر اس رات کے ساتھ امت کا کوئی نفع وابستہ ہوتا، اگرچہ تھوڑی مقدار میں ہی ہوتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو امت کے لئے خود ضرور بیان فرما دیتے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے فائدے کے لئے حریص تھے (شرح الزرقانی)

اس سے معلوم ہوا کہ معراج کی رات کے لئے امت کے حق میں کوئی خاص عمل مقرر نہیں

ہے، ورنہ اس میں اختلاف نہ پایا جاتا۔ [1]

[1] چنانچہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے مضمون ''تحقیق شبِ معراج'' میں فرماتے ہیں:
چونکہ اس رات، یا دن سے متعلق کوئی حکمِ شرعی اور کسی قسم کی کوئی عبادت نہیں، اس لئے نہ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازخود اس کی طرف کوئی اشارہ فرمایا اور نہ ہی حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے دریافت کرنے کی ضرورت سمجھی، اس کی تعیین کو لغو قرار دے کر اس سے مکمل طور پر سکوت اختیار کیا گیا، بلکہ موجبِ فسادِ عقیدہ وبدعات ہونے کی وجہ سے اس کی طرف توجہ اور اس کی تحقیق کو گویا ناجائز قرار دیا گیا۔ اگر حفاظتِ دین کی یہ مصلحت پیشِ نظر نہ ہوتی تو کم از کم تجسسِ حالاتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حقوق ومقتضیاتِ محبت ہی میں شمار کر کے اس کے بارے میں کسی صحابی نے سوال کر لیا ہوتا (سات مسائل، صفحہ ۱۱ تا ۱۳، مطبوعہ: دارالافتاء والارشاد، کراچی)

آگے چل کر حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''ایک نہایت اہم سوال، اور بہت زبردست اشکال!
شبِ معراج کی تعیین میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔ اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟
حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفاصیل تو بیان فرمائیں (کہ شبِ معراج میں کیا کیا واقعات ومناظر پیش آئے) مگر اس کی تعیین سے مکمل سکوت کیوں اختیار فرمایا؟ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بے اعتنائی (بے توجہی) کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدتِ محبت کی وجہ سے آپ کے وہ حالات بلکہ خدوخال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے جن سے کوئی حکمِ شرع متعلق نہیں، غلبۂ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے، بتاتے اور باہم مذاکرہ کر کے لطف اندوز ہوتے، اس عشق ومحبت کے باوجود انہوں نے شبِ معراج سے اس قدر بے اعتنائی (بے توجہی) کیوں برتی؟
جواب:.....اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھے اور قیامت تک سوچتی رہے تو بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے، اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور دوسری راتوں کی بنسبت اجر وثواب میں کوئی زیادتی بیان فرمائی ہے، اس لئے حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعیین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو وعبث (فضول) قرار دیا۔ اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال بدستور باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرع وابستہ نہیں تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدوخال اور نقش ونگار کو بھی محض بمقتضائے محبت ضبط (ومحفوظ) کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی (وبے توجہی) کی کیا وجہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات وبدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضورِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پس ماہِ رجب، یا اس کی ستائیسویں رات کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا، یا اس کے لئے مخصوص عبادت مقرر کرنا، اور اس میں غلو کرنا درست نہیں۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سدِّ باب (بدعات وخرافات کا راستہ بند کرنے) کی غرض سے اس کو مہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔ دینِ اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک رات کی خرافات وبدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب (دلوں) میں القاء کردہ اس تدبیر کو بعد کے ''عاشقانِ رسول'' نے قبول کرنے سے صاف انکار کردیا، صراطِ مستقیم سے کُھلا انحراف کرکے 27 رجب کی تعیین بھی خود ہی گھر بیٹھے کرلی، پھر اس کو عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کرنے کی بدعات بھی'' (سات مسائل، صفحہ ۱۶ و ۱۷، مطبوعہ: دارالافتاء والارشاد، کراچی)

[1] حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

27 رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شب معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہئے جس طرح شب قدر گزاری جاتی ہے، اور جو فضیلت شب قدر کی ہے، کم وبیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے، بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ''شبِ معراج کی فضیلت شب قدر سے بھی زیادہ ہے'' اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کردیئے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں، اور ہر رکعت میں فلاں فلاں خاص سورتیں پڑھی جائیں۔ خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہوگئیں۔

خوب سمجھ لیجئے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ 27 رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے، اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کونسی رات صحیح معنیٰ میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔

اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ اگر شب معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شب قدر کے بارے میں ہیں تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ لیکن چونکہ شب معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے 27 رجب کو شب معراج قرار دینا درست نہیں۔

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 27 رجب ہی کو معراج کے لئے تشریف لے

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

واللہ تعالیٰ أعلم.

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقامِ قرب عطا فرمایا، اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لئے نمازوں کا تحفہ بھیجا، تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی۔ کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی 27 رجب کی شب کو حاصل نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایتوں کے پیش نظر۔ ناقل) یہ واقعۂ معراج سن ۵ نبوی میں پیش آیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شب معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپ دنیا میں تشریف فرما رہے، لیکن ان اٹھارہ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شب قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد (تقریباً) سو سال تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے 27 رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو۔ لہٰذا جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی اور جو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ عمل نہیں کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں (اصلاحی خطبات، ج ۱ ص ۴۸ تا ۵۱، وعظ: ماہِ رجب، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعتِ اول: مئی 1993ء)

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھتا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔

لہٰذا اس رات میں عبادت کے لئے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے۔ یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے، لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، کل کی رات بھی جاگ لیں، اسی طرح ستائیسویں رات کو بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور کوئی نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے (ایضاً، ج ۱ ص ۵۱)

## (باب نمبر 1)

# اسراء ومعراج کی حقیقت

معراج شریف کے واقعات ومناظر احادیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور امت کے لئے ہدایات دراصل انہیں واقعات ومناظر میں موجود ہیں اور امت کی ضرورت بھی انہیں سے وابستہ ہے۔

اس لیے معراج کی حقیقت اور اس کے اہم واقعات ومناظر کو ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ بجائے معراج شریف کی تاریخوں کی کھود کرید میں پڑنے اور خرافات میں مبتلا ہونے کے معراج شریف سے امت کے لئے جو ہدایات وتعلیمات وابستہ ہیں اُن کو سمجھا جائے اور ان سے عبرت وبصیرت حاصل کی جائے اور عمل کا اہتمام کیا جائے۔

پس جاننا چاہئے کہ معراج کے معنی زینہ اور سیڑھی کے آتے ہیں۔

اور یہ لفظ ''عروج'' سے نکلا ہے، زوال اور عروج کے الفاظ عام طور سے معاشرہ میں بولے جاتے ہیں۔

چونکہ ساتوں آسمان زینوں کی طرح تہ بہ تہ ہیں، جن سے آپ چڑھ کر گئے۔ [1]

اسی نسبت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر جانے کے معجزہ کو معراج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور اسراء، راتوں رات سیر کرانے کو کہا جاتا ہے، جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا نبی آخر الزمان محمد

---

[1] (عرج) فی أسماء الله تعالی ذو المعارج المعارج: المصاعد والدرج، واحدها: معرج، یرید معارج الملائکة إلی السماء .وقیل المعارج: الفواضل العالیة .والعروج: الصعود، عرج یعرج عروجا .وقد تکرر فی الحدیث.

ومنه المعراج .وهو بالکسر شبه السلم، مفعال، من العروج: الصعود، کأنه آلة له (النهایة فی غریب الحدیث والاثر لابن الاثیر، ج۳ص۲۰۳، حرف العین، باب العین مع الراء، مادة "عرج")

www.idaraghufran.org

صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم سے بیت المقدس تک راتوں رات سیر کرانا ہے۔ [1]

اور حرم سے بیتُ المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر وعروج کے مجموعہ کو آج کل ہماری زبان میں معراج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں ایک ہی رات کے اندر مسجدِ حرام سے بیتُ المقدس تک، پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃُ المنتہیٰ، جنت وجہنم وغیرہ کی سیر کرائی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے)

''مسجدِ حرام'' اس مسجد کا نام ہے جو کعبہ شریف کے چاروں طرف واقع ہے، اور یہ مسجد دنیا کی تمام مساجد سے افضل ہے۔

''مسجدِ اقصیٰ'' مسجدِ بیت المقدس کا نام ہے، جو فلسطین میں واقع ہے۔ [2]

---

[1] قوله أسرى مأخوذ من السرى وهو سير الليل تقول أسرى وسرى إذا سار ليلا بمعنى هذا قول الأكثر وقال الحوفى أسرى سار ليلا وسرى سار نهارا وقيل أسرى سار من أول الليل وسرى سار من آخره وهذا أقرب والمراد بقوله أسرى بعبده أى جعل البراق يسرى به كما يقال أمضيت كذا أى جعلته يمضى وحذف المفعول لدلالة السياق عليه ولأن المراد ذكر المسرى به لا ذكر الدابة (فتح الباری لابنِ حجر، ج۷ص۱۹۸، ۱۹۹، کتاب مناقب الانصار، قوله حديث الإسراء وقول الله تعالى سبحان الذى أسرى بعبده ليلا)

[2] لفظِ اَقصیٰ ''أبعد'' یعنی زیادہ دور والی چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے، مسجدِ اقصیٰ کو اقصیٰ کیوں کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں کئی قول ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ چونکہ یہ مسجد حجاز میں رہنے والوں سے دور ہے، اس لئے اس کی نسبت سے اقصیٰ کہا گیا۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جن مساجد کی زیارت کی جاتی ہے ان میں مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی سے یہ سب سے زیادہ دور ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ مسجدِ اقصیٰ چونکہ گندی اور خبیث چیزوں سے دور اور ان سے پاک ہے، اس لئے اس کو مسجدِ اقصیٰ کہا جاتا ہے۔

لكن صحت الأخبار بأنه عليه الصلاة والسلام أسرى به على البراق إلى المسجد الأقصى وهو بيت المقدس، ووصفه بالأقصى أى الأبعد بالنسبة إلى من بالحجاز، وقال غير واحد :إنه سمى به لأنه أبعد المساجد التى تزار من المسجد الحرام وبينهما نحو من أربعين ليلة، وقيل :لأنه ليس وراءه موضع عبادة فهو أبعد مواضعها، وقال ابن عطية :يحتمل أن يراد بالأقصى البعيد دون مفاضلة بينه وبين ما سواه وهو بعيد فى نفسه للزائرين، وقيل المراد بعده عن الأقذار والخبائث(روح المعانى، ج۸ص۱۱،سورة الاسراء)

www.idaraghufran.org

مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک سیر کرانے کا ثبوت قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور احادیثِ متواترہ سے ہے۔

اور بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃُ المنتہیٰ وغیرہ کی سیر کرانے کا بیان قرآن مجید کی سورہ نجم میں اجمالی طور پر اور احادیث میں تفصیلی طور پر مذکور ہے۔

چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سننے والا دیکھنے والا (سورہ اسراء)

مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کا ذکر اس آیت میں ہے، جس کو اسراء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسراء اس آیت کی نصِ قطعی سے ثابت ہے، اور ساتوں آسمانوں کی معراج کا ذکر آگے آتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ سیر کرائی گئی، وہ جسم اور روح دونوں کے ساتھ تھی، صرف روح کو سیر نہیں کرائی گئی، جس طرح خواب میں سیر ہوتی ہے۔

چنانچہ اس آیت کے تین پہلو اس کی دلیل ہیں۔

(1).....لفظِ سبحان: یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے، جب کہ عجیب وغریب اور خلافِ عادت نشانیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

یہ لفظ اس کی دلیل ہے کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے جسمِ عنصری وجسدِ ظاہری

کے ساتھ بیداری کی حالت میں معراج کرائی گئی، ورنہ خواب کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی، جس کے لئے اللہ تعالیٰ ''سبحان'' سے تعبیر فرماتا۔ [1]

(2).....لفظِ عبد: اس آیت میں نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظِ عبد بولا گیا ہے، اور زندہ انسان کے لئے عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں کے مجموعہ کے لئے آتا ہے۔ اگر نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمِ مبارک کے ساتھ سیر نہ کرائی گئی ہوتی۔ تو '' اسریٰ بعبدہٖ ''یعنی اپنے بندے کو سیر کرائی، نہ استعمال ہوتا، بلکہ ''اسریٰ بروح عبدہٖ '' یعنی اپنے بندے کی روح کو سیر کرائی، استعمال ہوتا۔ [2]

(3).....لفظِ اسریٰ: مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کو اللہ تعالیٰ نے لفظِ اسریٰ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسریٰ درحقیقت رات کی اس سیر کو کہا جاتا ہے جو جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ (سورة هود ،رقم الآية ٨١)

---

[1] قال ابن عباس :هي رؤيا عين أريها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا مذهب جمهور السلف والخلف من الإسراء كان ببدنه وروحه صلوات الله وسلامه عليه كما دل على ذلك ظاهر السياقات من ركوبه وصعوده في المعراج وغير ذلك.

ولهذا قال فقال :"سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذى باركنا حوله لنريه" والتسبيح إنما يكون عند الآيات العظيمة الخارقة فدل على أنه بالروح والجسد والعبد عبارة عنهما.

وأيضا فلو كان مناما لما بادر كفار قريش إلى التكذيب به والاستبعاد له إذ ليس في ذلك كبير أمر، فدل على أنه أخبرهم بأنه أسرى به يقظة لا مناما(البداية والنهاية، ج٣ص ١٤٠، ١٤١،كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم،فصل الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى بيت المقدس)

[2] (فصل) في إبطال حجج من قال إنها نوم احتجوا بقوله تعالى (وما جعلنا الرؤيا التي أريناك) فسماها رؤيا قلنا قوله (سبحان الذى أسرى بعبده) يرده لأنه لا يقال في النوم أسرى، وقوله فتنة للناس يؤيد أنها رؤيا عين وإسراء بشخص إذ ليس في الحلم فتنة ولا يكذب به أحد لأن كل أحد يرى مثل ذلك في منامه من الكون في ساعة واحدة في أقطار متباينة (الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ لقاضي عياض، ص ١٩١،القسم الأول، الباب الثالث فيما ورد من صحيح الأخبار،فصل في ابطال حجج من قال إنها نوم )

''(اے لوط) رات کے کسی حصہ میں اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر نکل جائیے''۔

ظاہر ہے کہ اس جگہ لفظِ ''اَسْـــرِ'' سے یہ تو ہرگز مراد نہیں کہ لوگوں کی روحوں کو لے کر چلے جائیے، اور جسم یہاں ہی باقی چھوڑ دیجئے، بلکہ جسم اور روح دونوں کے ساتھ لے کر جانا مراد ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَوْحَيْنَـآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (سورة الشعراء، رقم الآية ٥٢)

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ رات کو لے کر نکل جائیے میرے بندوں کو، بے شک (فرعونیوں کی طرف سے) تمہارا پیچھا کیا جائے گا''۔

اس آیت میں بھی اَسْـرِ بِعِبَادِىْ سے زندہ انسانوں کو بیداری کی حالت میں ساتھ لے جانا مراد ہے، نہ کہ روحانی اسراء اور نہ خواب اور کشف (جیسا کہ بعض مادیت پرست لوگوں کا خیال ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دکھائے جانے والے عجائب کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (سورة الاسراء، رقم الآية ٦٠)

''اور نہیں بنایا ہم نے وہ دکھلاوا، جو ہم نے آپ کو دکھایا، مگر لوگوں کے (ایمان کے) لئے آزمائش''۔

یہ آیت بھی نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے تعلق رکھتی ہے، اگر آپ کو جسم اور روح دونوں کے ساتھ معراج نہ کرائی گئی ہوتی، تو اس میں لوگوں کے لئے آزمائش کی کونسی بات تھی؟ خواب کا معاملہ آزمائش کا نہیں ہوتا، بلکہ ایک عام فہم چیز ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس سیر کا ذکر مشرکینِ مکہ کے سامنے کیا، تو انہوں نے انکار کیا، اگر یہ صرف ایک خواب ہوتا، تو ان کو انکار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ تو بدیہی سی بات ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز لوگوں کے ایمان کے لئے آزمائش تھی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج ہی تھی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، جن کو قرآن مجید کی بڑی سمجھ اور مہارت حاصل تھی، وہ فرماتے ہیں کہ:

هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِهِ

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٨٨٨، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، سنن الترمذي، رقم الحديث ٣١٣٤)

ترجمہ: وہ آنکھوں سے دیکھنا ہے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معراج کی) اس رات میں دکھایا گیا تھا (بخاری)

اور ایک روایت میں اس کی وضاحت اس طرح سے مروی ہے کہ:

رُؤْيَا عَيْنٍ، لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ (مسند أحمد، رقم الحديث ٣٥٤٦) [1]

ترجمہ: اس دیکھنے سے آنکھوں کا دیکھنا ہے، نہ کہ خواب کا دیکھنا (مسند احمد)

الغرض! قرآن مجید کے اس انداز اور اس قسم کی بے شمار احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں سیر و معراج کرائی گئی، یہ کوئی خواب، یا صرف روحانی سیر و معراج نہیں تھی۔

جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین اہلِ علم کا یہی قول ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: اسنادهٗ صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] وقد اختلف السلف بحسب اختلاف الأخبار الواردة فمنهم من ذهب إلى أن الإسراء والمعراج وقعا في ليلة واحدة في اليقظة بجسد النبي صلى الله عليه وسلم وروحه بعد المبعث وإلى هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين وتواردت عليه ظواهر الأخبار

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى. عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى. عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى. اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى. مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى. لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (سورة النجم، رقم الآية ١٣ الىٰ ١٨)

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصحيحة ولا ينبغي العدول عن ذلك إذ ليس في العقل ما يحيله حتى يحتاج إلى تأويل (فتح الباري لابنِ حجر، ج٧ص١٩٧، كتاب مناقب الانصار، قوله حديث الإسراء وقول الله تعالى سبحان الذى أسرى بعبده ليلا)

والصواب من القول في ذلك عندنا أن يقال: إن الله أسرى بعبده محمد صلى الله عليه وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، كما أخبر الله عباده، وكما تظاهرت به الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن الله حمله على البراق حين أتاه به، وصلى هنالك بمن صلى من الأنبياء والرسل، فأراه ما أراه من الآيات؛ ولا معنى لقول من قال: أسرى بروحه دون جسده، لأن ذلك لو كان كذلك لم يكن في ذلك ما يوجب أن يكون ذلك دليلا على نبوته، ولا حجة له على رسالته، ولا كان الذين أنكروا حقيقة ذلك من أهل الشرك، وكانوا يدفعون به عن صدقه فيه، إذ لم يكن منكرا عندهم، ولا عند أحد من ذوى الفطرة الصحيحة من بنى آدم أن يرى الرائى منهم في المنام ما على مسيرة سنة، فكيف ما هو على مسيرة شهر أو أقل؟ وبعد، فإن الله إنما أخبر في كتابه أنه أسرى بعبده، ولم يخبرنا أنه أسرى بروح عبده، وليس جائزا لأحد أن يتعدى ما قال الله إلى غيره .فإن ظن ظان أن ذلك جائز، إذ كانت العرب تفعل ذلك في كلامها، كما قال قائلهم:

حسبت بغام راحلتى عناقا ...وما هى ويب غيرك بالعناق .

يعنى: حسبت بغام راحلتى صوت عناق، فحذف الصوت واكتفى منه بالعناق، فإن العرب تفعل ذلك فيما كان مفهوما مراد المتكلم منهم به من الكلام .فأما فيما لا دلالة عليه إلا بظهوره، ولا يوصل إلى معرفة مراد المتكلم إلا ببيانه، فإنها لا تحذف ذلك؛ ولا دلالة تدل على أن مراد الله من قوله (أسرى بعبده) أسرى بروح عبده، بل الأدلة الواضحة، والأخبار المتتابعة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الله أسرى به على دابة يقال لها البراق؛ ولو كان الإسراء بروحه لم تكن الروح محمولة على البراق، إذ كانت الدواب لا تحمل إلا الأجسام(تفسير الطبرى، ج١٧ ص٣٥٠، ٣٥١، سورة الاسراء)

ثم اختلف الناس: هل كان الإسراء ببدنه عليه السلام وروحه، أو بروحه فقط؟ على قولين، فالأكثرون من العلماء على أنه أسرى ببدنه وروحه يقظة لا مناما، ولا ينكرون أن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى قبل ذلك مناما ثم رآه بعد يقظة، لأنه كان عليه السلام لا يرى رؤيا إلا جائت مثل فلق الصبح، والدليل على هذا قوله تعالى: سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس (فرشتے) کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔ سِدرۃُ المنتہٰی کے قریب۔ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے۔ جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اسی پر جمی رہی) بے شک آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں (سورہ نجم)

یہ آیات بھی معراج کے واقعہ سے متعلق ہیں، اور بڑی بڑی نشانیوں کا ذکر آگے آتا ہے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحرام إلى المسجد الأقصى الذى باركنا حوله فالتسبيح إنما يكون عند الأمور العظام، فلو كان مناما لم يكن فيه كبير شيء، ولم يكن مستعظما، ولما بادرت كفار قريش إلى تكذيبه، ولما ارتدت جماعة ممن كان قد أسلم.

وأيضا فإن العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد، وقال تعالى أسرى بعبده ليلا وقال تعالى: وما جعلنا الرؤيا التى أريناك إلا فتنة للناس.

قال ابن عباس: هى رؤيا عين أريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به، والشجرة الملعونة هى شجرة الزقوم، رواه البخارى.

وقال تعالى: ما زاغ البصر وما طغى .والبصر من آلات الذات لا الروح، وأيضا فإنه حمل على البراق وهو دابة بيضاء براقة لها لمعان، وإنما يكون هذا للبدن لا للروح لأنها لا تحتاج فى حركتها إلى مركب تركب عليه، والله أعلم.

وقال آخرون بل أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم بروحه لا بجسده، قال محمد بن إسحاق بن يسار فى السيرة: حدثنى يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس أن معاوية بن أبى سفيان، كان إذا سئل عن مسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كانت رؤيا من الله صادقة .وحدثنى بعض آل أبى بكر أن عائشة كانت تقول: ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن أسرى بروحه.

قال ابن إسحاق: فلم ينكر ذلك من قولها لقول الحسن إن هذه الآية نزلت وما جعلنا الرؤيا التى أريناك إلا فتنة للناس .ولقول الله فى الخبر عن إبراهيم إنى أرى فى المنام أنى أذبحك فانظر ماذا ترى قال: ثم مضى على ذلك، فعرفت أن الوحى يأتى للأنبياء من الله أيقاظا ونياما، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: تنام عيناى وقلبى يقظان والله أعلم، أى ذلك كان قد جائه وعاين من الله فيه ما عاين على أى حالاته كان نائما أو يقظانا، كل ذاك حق وصدق، انتهى كلام ابن إسحاق .وقد تعقبه أبو جعفر بن جرير فى تفسيره بالرد والإنكار والتشنيع بأن هذا خلاف ظاهر سياق القرآن، وذكر من الأدلة على رده بعض ما تقدم، والله أعلم(تفسیر ابنِ کثیر، ج۵ص ۴۰، ۴۱، سورۃ الاسراء)

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک معراج کی رات کی سیر اور حالات وواقعات نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری کی حالت سے متعلق اور بطور معجزہ ہیں۔ [1]

یہ بھی ملحوظ رہے کہ محققین کے نزدیک معراج دراصل ایک مرتبہ واقع ہوئی، اور جو بعض حضرات نے معراج کے ایک سے زیادہ مرتبہ واقع ہونے کا ذکر کیا ہے، اس کی محققین نے تردید کی ہے، اور جن روایات کی وجہ سے ایک سے زیادہ مرتبہ معراج کے واقع ہونے کے

---

[1] وجملة هذه الأشياء فى الإسراء رآها رسول الله صلى الله عليه وسلم بجسمه عيانا دون أن يكون ذلك رؤيا أو تصويرا صور له إذ لو كان ليلة الإسراء وما رأى فيها نوما دون اليقظة لاستحال ذلك لأن البشر قد يرون فى المنام السماوات والملائكة والأنبياء والجنة والنار وما أشبه هذه الأشياء فلو كان رؤية المصطفى صلى الله عليه وسلم ما وصف فى ليلة الإسراء فى النوم دون اليقظة لكانت هذه حالة يستوى فيها معه البشر إذ هم يرون فى مناماتهم مثلها واستحال فضله ولم تكن تلك حالة معجزة يفضل بها على غيره ضد قول من أبطل هذه الأخبار وأنكر قدرة الله جل وعلا وإمضاء حكمه لما يحب كما يحب جل ربنا وتعالى عن مثل هذا وأشباهه(صحيح ابن حبان، ج ١ ص ٢٤٦، ٢٤٧، كتاب الاسراء،ذكر الموضع الذى فيه رأى المصطفى صلى الله عليه وسلم موسى صلى الله عليه وسلم يصلى فى قبره)

قال محمد بن الحسين رحمه الله: من ميز جميع ما تقدم ذكرى له علم أن الله عز وجل أسرى بمحمد صلى الله عليه وسلم , إليه بجسده وعقله , لا أن الإسراء كان مناما وذلك أن الإنسان لو قال: وهو بالمشرق رأيت البارحة فى النوم كأنى بالمغرب لم يرد عليه قوله ولم يعارض وإذا قال: كنت ليلتى بالمغرب , لكان قوله كذبا , وكان قد تقول بعظيم إذا كان مثل ذلك البلد غير واصل إليه فى ليلته لا خلاف فى هذا , فالنبى صلى الله عليه وسلم لو قال: لأبى جهل ولسائر قومه: " رأيت فى المنام كأنى ببيت المقدس على وجه المنام لقبلوا منه ذلك ولم يتعجبوا من قوله ولقالوا له: صدقت وذلك أن الإنسان قد يرى فى النوم كأنه فى أبعد مما أخبرتنا ولكنه لما قال لهم صلى الله عليه وسلم: أسرى بى الليلة إلى بيت المقدس كان خلافا للمنام عند القوم وكان هذا فى اليقظة بجسده وعقله , فقالوا له: فى ليلة واحدة ذهبت إلى الشام وأصبحت بين أظهرنا؟ ثم قولهم: لأبى بكر رضى الله عنه: هذا صاحبك يزعم أنه أسرى به الليلة إلى بيت المقدس ثم رجع من ليلته وقول أبى بكر رضى الله عنه لهم وما رد عليهم , كل هذا دليل لمن عقل وميز علم أن الله عز وجل خص نبيه محمدا صلى الله عليه وسلم بأنه أسرى به بجسده وعقله وشاهد جميع ما فى السماوات , ودخوله الجنة , وجميع ما رأى من آيات ربه عز وجل , وفرض عليه الصلاة كل ذلك لا يقال منام بل بجسده وعقله , وفضلة خصه الله الكريم بها , فمن زعم أنه منام , فقد أخطأ فى قوله وقصر فى حق نبيه صلى الله عليه وسلم , ورد القرآن والسنة وتعرض لعظيم وبالله التوفيق (الشريعة للآجرى، ج٣ص ١٥٣٩، ١٥٤٠،تحت رقم الحديث ١٠٣٠ ، كتاب الايمان ،باب ذكر ما خص الله عز وجل به النبى صلى الله عليه وسلم , أنه أسرى به إليه)

www.idaraghufran.org

قول کی ضرورت پیش آئی، ان روایات پر بھی جرح کی ہے۔ [1]

واللّٰہ تعالٰی أعلم.

---

[1] وكان الإسراء مرة واحدة .وقيل :مرتين :مرة يقظة، ومرة مناما، وأرباب هذا القول كأنهم أرادوا أن يجمعوا بين حديث شريک، وقوله :ثم استيقظت، وبين سائر الروايات، ومنهم من قال : بل كان هذا مرتين، مرة قبل الوحي؛ لقوله في حديث شريک " :وذلک قبل أن يوحى إليه "، ومرة بعد الوحي، كما دلت عليه سائر الأحاديث .منهم من قال :بل ثلاث مرات :مرة قبل الوحي، ومرتين بعده، وكل هذا خبط، وهذه طريقة ضعفاء الظاهرية من أرباب النقل الذين إذا رأوا في القصة لفظة تخالف سياق بعض الروايات جعلوه مرة أخرى، فكلما اختلفت عليهم الروايات عددوا الوقائع، والصواب الذى عليه أئمة النقل أن الإسراء كان مرة واحدة بمكة بعد البعثة.

ويا عجبا لهؤلاء الذين زعموا أنه مرارا، كيف ساغ لهم أن يظنوا أنه في كل مرة تفرض عليه الصلاة خمسين، ثم يتردد بين ربه وبين موسى حتى تصير خمسا، ثم يقول " :أمضيت فريضتي، وخففت عن عبادي "، ثم يعيدها في المرة الثانية إلى خمسين، ثم يحطها عشرا عشرا، وقد غلط الحفاظ شريكا في ألفاظ من حديث الإسراء ، ومسلم أورد المسند منه ثم قال :فقدم وأخر وزاد ونقص، ولم يسرد الحديث، فأجاد رحمه الله(زاد المعاد في هدى خير العباد،لابن قيم الجوزية، ج۳، ص۳۷،۳۸،فصل في الفرق بين من قال كان الإسراء بالروح وبين أن يقال كان الإسراء مناما)

الإسراء والمعراج كان مرة واحدة:

وإذا حصل الوقوف على مجموع الأحاديث صحيحها، وحسنها، وضعيفها،يحصل مضمون ما اتفقت عليه من مسرى رسول الله –صلى الله عليه وسلم– من مكة إلى بيت المقدس، وأنه مرة واحدة، وإن اختلفت عبارات الرواة في أدائه، أو زاد بعضهم فيه أو نقص منه، فإن الخطأ جائز على من عدا الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ومن جعل من الناس كل رواية خالفت الأخرى مرة على حدة، فأثبت إسرائات متعددة فقد أبعد وأغرب، وهرب إلى غير مهرب، ولم يحصل على مطلب.

وقد صرح بعضهم من المتأخرين بأنه –صلى الله عليه وسلم– أسرى به مرة من مكة إلى بيت المقدس فقط، ومرة من مكة إلى السماء فقط، ومرة إلى بيت المقدس ومنه إلى السماء، وفرح بهذا المسلک، وأنه قد ظفر بشيء يخلص به من الإشكالات، وهذا بعيد جدا، ولم ينقل هذا عن أحد من السلف، ولو تعدد هذا التعدد لأخبر النبى –صلى الله عليه وسلم– به أمته، ولنقلته الناس على التعدد والتكرار (اللؤلؤ المكنون في سيرة النبى المأمون ، لموسى بن راشد العازمى، ج ۱ ، ص ۴۶۲، ۴۶۳،الأحداث من نزول الوحي إلى الهجرة ، الاسراء والمعراج)

www.idaraghufran.org

## (فصل نمبر 1)

# معراج کے واقعات ومناظر

بلاشبہ سفرِ معراج نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے، اس سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مناظرِ قدرت وعجائبِ قدرت کا مشاہدہ فرمایا اور بہت سی اَمثال آپ کے سامنے پیش کی گئیں، اور کئی احکام آپ کو عطا کئے گئے۔

اب نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کے مناظر اور واقعات وحالات اوران سے حاصل ہونے والے فوائد وعبر کو ذکر کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سفرِ معراج میں نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کے اکثر حصہ میں رفیق ورہبر حضرت جبریلِ امین تھے، اس لئے اکثر مناظر اور واقعات میں جبریلِ امین کا تذکرہ ملتا ہے، اور قاعدہ ہے کہ جو رہبر مقرر کیا جاتا ہے، اسے پہلے سے راستہ اور سفر کی چیزوں کے بارے میں معلومات کا ہونا ضروری ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلِ امین کو سفرِ معراج میں پیش آنے والے حالات کا علم دے کر انہیں رہبر مقرر فرمایا۔

## معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث

امام بخاری نے، حضرت قتادہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ البَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ، وَاليَقْظَانِ – وَذَكَرَ: يَعْنِي رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ –، فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ

ذَهَبٍ، مُلِءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ، ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا.

وَأُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ، دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ: الْبُرَاقُ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرِيْلُ: قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، قِيْلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى، وَيَحْيٰى فَقَالاَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى يُوْسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيْلَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى إِدْرِيْسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الخَامِسَةَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ

وَلَنِعْمَ المَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيْلَ:مَنْ هَذَا؟ قِيْلَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ:مُحَمَّدٌ، قِيْلَ:وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ المَجِيْءُ جَاءَ،فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال:مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى، فَقِيْلَ:مَا أَبْكَاكَ؟قَالَ:يَا رَبِّ هَذَا الغُلَامُ الَّذِيْ بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِيْ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيْلَ مَنْ هَذَا؟ قِيْل :جِبْرِيْلُ، قِيْلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ:مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ المَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال:مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ.

فَرُفِعَ لِي البَيْتُ المَعْمُوْرُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ، فَقَال :هَذَا البَيْتُ المَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ.

وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ المُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، كَأَنَّهٗ آذَانُ الفُيُوْلِ فِيْ أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ، فَقَال :أَمَّا البَاطِنَانِ:فَفِي الجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ:النِّيْلُ وَالفُرَاتُ.

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلاَةً، فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى، فَقَال: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْت :فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلاَةً، قَال : أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ، عَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ المُعَالَجَةِ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ

تُطِيْقُ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ، فَسَلْهُ، فَرَجَعْتُ، فَسَأَلْتُهُ، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِيْنَ، ثُـمَّ مِثْـلَـهُ، ثُمَّ ثَلاَثِيْنَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا، فَأَتَيْتُ مُوْسٰى، فَقَالَ :مِثْـلَـهُ، فَجَعَلَهَا خَمْسًا، فَأَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ:مَا صَـنَـعْـتَ؟ قُـلْـتُ جَـعَلَهَا خَمْسًا، فَقَالَ مِثْلَهُ، قُلْت :سَـلَّمْتُ بِخَيْرٍ، فَـنُـوْدِيَ إِنِّـيْ قَـدْ أَمْـضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ، وَأَجْزِي الحَسَنَةَ عَشْرًا.

وَقَـالَ هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَـنِ الـنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي البَيْتِ المَعْمُوْرِ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۲۰۷، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة)

ترجمہ: ہم سے انس بن مالک نے حدیث بیان کی مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، انہوں نے آپ کے گلے سے لے کر پیٹ تک سینہ کو چاک کیا، اور آپ کے پیٹ کو زمزم سے دھویا گیا، پھر اس کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا۔ پھر ایک سفید جانور کو لایا گیا، جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا، جس کو براق کہا جاتا ہے، پس مجھے جبریل لے کر چلے، یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے، اُن سے کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ

مرحبا! نیک بیٹے، اور نیک نبی۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں (یعنی محمد) عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے، پھر جب میں آگے بڑھا، تو وہ رونے لگے، ان کو کہا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اس لیے روتا ہوں کہ ایک لڑکا (محمد) میرے بعد بھیجا گیا، اس کی امت کے لوگوں کی جنت میں داخل ہونے والی تعداد، میری امت کے لوگوں سے زیادہ ہوگی۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بیٹے، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر میرے سامنے بیت المعمور کو بلند کیا گیا، تو میں نے جبریل سے اس کے متعلق سوال کیا؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیت المعمور ہے، جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہیں، جب وہ عبادت کر کے نکلتے ہیں، تو دوبارہ نہیں آتے۔

اور میری طرف سدرۃُ المنتہیٰ کو بلند کیا گیا، تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں، دو اندرونی اور دو بیرونی، میں نے ان کے متعلق حضرت جبریل سے سوال کیا؟ جبریل علیہ السلام

نے کہا کہ دو اندرونی تو جنت کی نہریں ہیں، اور دو ظاہری نیل اور فرات ہیں۔
پھر میرے اوپر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں لوٹا، تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ سے زیادہ لوگوں کو جانتا ہوں، اور میں نے بنی اسرائیل پر اس کا سخت تجربہ کیا ہے، اور آپ کی امت کو ہر دن میں پچاس نمازوں کی قدرت نہ ہوگی، تو آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے، اور ان سے اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے؟ تو میں (اپنے رب کی طرف) لوٹ گیا، پس اللہ نے نمازوں کو چالیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو تیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو بیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو دس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو پانچ کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ نے نمازوں کو پانچ کر دیا، تو انہوں نے ویسے ہی کہا، میں نے کہا کہ میں نے اس کو خیر کے ساتھ قبول کیا، پس آواز آئی کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا، اور اپنے بندوں پر آسانی کر دی، اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس کے برابر بڑھا کر دوں گا۔

ھمام (راوی) کہتے ہیں کہ مجھ سے قتادہ نے روایت کیا، حسن سے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیتِ معمور کے بارے میں اسی طرح روایت کیا (جو پیچھے گزرا) (بخاری)

# معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حضرت قتادہ سے مروی مذکورہ حدیث کو امام مسلم نے بھی ''صحیح مسلم'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا ابن أبى عدى، عن سعيد، عن قتادة، عن أنس بن مالك، لعله قال :عن مالك بن صعصعة، رجل من قومه قال :قال نبى الله صلى الله عليه وسلم " :بينا أنا عند البيت بين النائم واليقظان، إذ سمعت قائلا يقول :أحد الثلاثة بين الرجلين، فأتيت فانطلق بى، فأتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم، فشرح صدرى إلى كذا وكذا -قال قتادة :فقلت للذى معى ما يعنى قال :إلى أسفل بطنه - فاستخرج قلبى، فغسل بماء زمزم، ثم أعيد مكانه، ثم حشى إيمانا وحكمة.

ثم أتيت بدابة أبيض، يقال له :البراق، فوق الحمار، ودون البغل، يقع خطوه عند أقصى طرفه، فحملت عليه.

ثم انطلقنا حتى أتينا السماء الدنيا، فاستفتح جبريل صلى الله عليه وسلم، فقيل :من هذا؟ قال :جبريل، قيل :ومن معك؟ قال :محمد صلى الله عليه وسلم، قيل :وقد بعث إليه؟ قال :نعم، قال :ففتح لنا، وقال :مرحبا به ولنعم المجىء جاء ".

قال :فأتينا على آدم صلى الله عليه وسلم، وساق الحديث بقصته، وذكر أنه لقى فى السماء الثانية عيسى، ويحيى عليهما السلام، وفى الثالثة يوسف، وفى الرابعة إدريس، وفى الخامسة هارون صلى الله عليه وسلم.

قال " :ثم انطلقنا حتى انتهينا إلى السماء السادسة، فأتيت على موسى عليه السلام، فسلمت عليه، فقال :مرحبا بالأخ الصالح والنبى الصالح، فلما جاوزته بكى، فنودى : ما يبكيك؟ قال :رب، هذا غلام بعثته بعدى يدخل من أمته الجنة أكثر مما يدخل من أمتى "

قال :ثم انطلقنا حتى انتهينا إلى السماء السابعة، فأتيت على إبراهيم.

وقال فى الحديث :وحدث نبى الله صلى الله عليه وسلم، "أنه رأى أربعة أنهار يخرج من أصلها نهران ظاهران، ونهران باطنان، فقلت :يا جبريل، ما هذه الأنهار؟ قال :أما النهران الباطنان فنهران فى الجنة، وأما الظاهران :فالنيل والفرات.

ثم رفع لى البيت المعمور، فقلت :يا جبريل ما هذا؟ قال :هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون ألف ملك، إذا خرجوا منه لم يعودوا فيه آخر ما عليهم.

ثم أتيت بإناء ين أحدهما خمر، والآخر لبن، فعرضا على فاخترت اللبن، فقيل :أصبت أصاب الله بك أمتك على الفطرة.

ثم فرضت على كل يوم خمسون صلاة "، ثم ذكر قصتها إلى آخر الحديث(مسلم،رقم الحديث ٢٦٤ ١٦٤"كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

www.idaraghufran.org

# معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی تیسری حدیث

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے شاگرد ''ثابت بنانی'' سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال : أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرَفِهٖ ، قَال :فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، قَال :فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ ، قَال ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيل :مَنَ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيْل :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقِيْل:مَنَ أَنْتَ؟ قَالَ :جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيلَ : وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيْ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْل: مَنَ أَنْتَ؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْل:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قِيْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا هُوَ قَدِ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيْلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قَالَ : وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:(وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا).

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ :جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيْلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ : وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ.

ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا

ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ:فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا.

فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ :خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ :ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ :فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ، فَقُلْتُ:يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِيْ، فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ :حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، قَالَ :إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ.

فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ:يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً .

قَالَ:فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ:ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَقُلْتُ:قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۵۹"۱۶۲"كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے (معراج کی رات میں) براق لایا گیا، جو کہ سفید اور لمبا، گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا جانور تھا، جو اپنے پاؤں حدِ نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا، یہاں تک کہ بیت المقدس آیا، پھر میں نے اس کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا، جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اور اس میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر میں نکلا، تو جبریلِ امین میرے پاس شراب کے اور دودھ کے برتن لائے، تو میں نے دودھ کو اختیار کر لیا، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔

پھر ہمیں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں دو خالہ زاد عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ

کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں یوسف صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ انہیں آدھا حسن عطا کیا گیا ہے، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی، اللہ عزوجل کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ ''ہم نے ان کا مقام بلند کیا''

پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ھارون صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا

تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے اُس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کی طرف اپنی کمر لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا، اور اس میں ہر دن ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو لوٹ کر پھر اُس کی طرف دوبارہ نہیں آتے۔

پھر (جبریل علیہ السلام) مجھے سدرۃُ المنتہیٰ کی طرف لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اور اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، پھر جب اس کو اللہ کے حکم سے اُن چیزوں نے ڈھانپ لیا، جن چیزوں نے ڈھانپ لیا، تو اس کی حالت تبدیل ہوگئی، اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اُس کے حُسن کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں۔

پھر اللہ نے میری طرف وحی کی، جو بھی وحی کی، پھر میرے اوپر ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کو فرض کیا گیا، پھر میں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتر کر آیا، انہوں نے فرمایا کہ آپ کے رب نے امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پس بے شک میں بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا تجربہ کر چکا ہوں، اور

آزما چکا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں رب کی طرف لوٹ کر گیا، اور میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما دیجیے، پھر رب تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازوں کو ختم کر دیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا، اور میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں مزید معاف کر دی گئی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، اس لیے آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے۔

پھر میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان لوٹ لوٹ کر (نماز کی تخفیف کے لئے) جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! یہ ہر دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کے لئے دس کا ثواب ہے، پس یہ (ثواب کے اعتبار سے) پچاس نمازیں ہی ہیں، اور جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا، پھر (کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے) اس کو نہیں کر سکے گا، تو اس کے لئے (اس ارادہ پر) ایک نیکی لکھی جائے گی، پھر اگر اس نے وہ نیک کام کر لیا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے برے کام کا ارادہ کیا، پھر اس کام کو نہیں کیا، تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا، پھر اگر اس نے وہ برا کام کر لیا، تو اس کے لئے ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں واپس موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو اس کی خبر دی، پھر انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور ان سے تخفیف کا سوال کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا، یہاں تک کہ مجھے رب تعالیٰ سے حیا آ گئی (اس لیے میں نے کچھ عرض نہ کیا) (مسلم)

''ثابت بنانی'' سے مروی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی مسند

میں روایت کیا ہے۔ [1]

[1] حدثنا حسن بن موسى، حدثنا حماد بن سلمة، أخبرنا ثابت البناني، عن أنس بن مالک، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت بالبراق، وهو دابة أبيض فوق الحمار ودون البغل يضع حافره عند منتهى طرفه، فركبته، فسار بى حتى أتيت بيت المقدس، فربطت الدابة بالحلقة التى يربط فيها الأنبياء، ثم دخلت، فصليت فيه ركعتين، ثم خرجت، فجائنى جبريل، بإناء من خمر، وإناء من لبن، فاخترت اللبن .قال جبريل أصبت الفطرة، قال: ثم عرج بنا إلى السماء الدنيا، فاستفتح جبريل، فقيل: ومن أنت؟ قال جبريل: قيل: ومن معک؟ قال محمد: فقيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بآدم، فرحب ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الثانية، فاستفتح جبريل، فقيل: ومن أنت؟ قال: جبريل، فقيل: ومن معک؟ قال: محمد، فقيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، قال: ففتح لنا، فإذا أنا بابنى الخالة يحيى، وعيسى، فرحبا، ودعوا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الثالثة، فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، فقيل: ومن معک؟ قال: محمد، فقيل: وقد أرسل إليه؟ قال: وقد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بيوسف، فإذا هو قد أعطى شطر الحسن، فرحب، ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الرابعة، فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد، فقيل: قد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح الباب، فإذا أنا بإدريس، فرحب بى، ودعا لى بخير، ثم قال: يقول الله: } ورفعناه مكانا عليا {، ثم عرج بنا إلى السماء الخامسة، فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، فقيل: ومن معک؟ قال: محمد، فقيل: قد بعث إليه؟ قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بهارون، فرحب، ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء السادسة، فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد، فقيل: وقد بعث إليه؟ قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بموسى، فرحب، ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء السابعة، فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟ قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بإبراهيم، وإذا هو مستند إلى البيت المعمور، وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملک لا يعودون إليه، ثم ذهب بى إلى سدرة المنتهى، وإذا ورقها كآذان الفيلة، وإذا ثمرها كالقلال، فلما غشيها من أمر الله ما غشيها تغيرت، فما أحد من خلق الله يستطيع أن يصفها من حسنها .قال: " فأوحى الله إلى ما أوحى، وفرض على فى كل يوم وليلة خمسين صلاة، فنزلت حتى انتهيت إلى موسى، فقال: ما فرض ربک على أمتک؟ قال: قلت: خمسين صلاة فى كل يوم وليلة، قال: ارجع إلى ربک، فاسأله التخفيف، فإن أمتک لا تطيق ذلک، وإنى قد بلوت بنى إسرائيل وخبرتهم .قال: فرجعت إلى ربى، فقلت: أى رب، خفف عن أمتى فحط عنى خمسا، فرجعت إلى موسى، فقال: ما فعلت؟ قلت:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں اس کو روایت کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حط عنی خمسا، قال: إن أمتک لا تطیق ذلک، فارجع إلی ربک، فاسأله التخفیف لأمتک .قال: فلم أزل أرجع بین ربی وبین موسی ویحط عنی خمسا خمسا، حتی قال: یا محمد هی خمس صلوات فی کل یوم ولیلة بکل صلاة عشر، فتلک خمسون صلاة، ومن هم بحسنة فلم یعملها کتبت حسنة، فإن عملها کتبت عشرا، ومن هم بسیئة فلم یعملها لم تکتب شیئا، فإن عملها کتبت سیئة واحدة .فنزلت حتی انتهیت إلی موسی، فأخبرته، فقال: ارجع إلی ربک، فاسأله التخفیف لأمتک، فإن أمتک لا تطیق ذاک، فقال: رسول الله صلی الله علیه وسلم، لقد رجعت إلی ربی حتی لقد استحیت "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۵۰۵)

قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم(حاشیة مسند احمد)

[1] حدثنا الحسن بن موسی الأشیب ، قال : حدثنا حماد بن سلمة ، قال : أخبرنا ثابت ، عن أنس ؛ أن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، قال : أتیت بالبراق ، وهو دابة أبیض فوق الحمار ودون البغل ، یضع حافره عند منتهی طرفه ، فرکبته ، فسار بی حتی أتیت بیت المقدس ، فربطت الدابة بالحلقة التی کان یربط بها الأنبیاء ، ثم دخلت فصلیت فیه رکعتین ، ثم خرجت فجائنی جبریل بإناء من خمر وإناء من لبن ، فاخترت اللبن ، فقال جبریل : أصبت الفطرة.

قال : ثم عرج بنا إلی السماء الدنیا ، فاستفتح جبریل ، فقیل : من أنت ؟ فقال : جبریل ، قیل : ومن معک ؟ قال : محمد ، فقیل : وقد أرسل إلیه ؟ فقال : قد أرسل إلیه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بآدم ، فرحب ودعا لی بخیر ، ثم عرج بنا إلی السماء الثانیة ، فاستفتح جبریل ، فقیل : ومن أنت ؟ قال : جبریل ، فقیل : ومن معک ؟ قال : محمد ، فقیل : وقد أرسل إلیه ؟ قال : قد أرسل إلیه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بابنی الخالة یحیی وعیسی ، فرحبا ودعوا لی بخیر.

ثم عرج بنا إلی السماء الثالثة ، فاستفتح جبریل ، فقیل : من أنت ؟ فقال : جبریل ، فقیل : ومن معک ؟ قال : محمد ، قالوا : وقد أرسل إلیه ؟ قال : قد أرسل إلیه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بیوسف ، وإذا هو قد أعطی شطر الحسن ، فرحب ودعا لی بخیر ، ثم عرج بنا إلی السماء الرابعة ، فاستفتح جبریل ، فقیل : من أنت ؟ قال : جبریل ، فقیل : ومن معک ؟ قال : محمد صلی الله علیه وسلم ، قالوا : وقد أرسل إلیه ؟ قال : قد أرسل إلیه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بإدریس ، فرحب ودعا لی بخیر ، ثم قال : یقول الله :"ورفعناه مکانا علیا"

ثم عرج بنا إلی السماء الخامسة ، فاستفتح جبریل ، فقیل : من أنت ؟ قال : جبریل ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ مندہ نے بھی ''الایمان'' میں اس کو روایت کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقيل : ومن معک ؟ فقال : محمد ، فقيل : وقد بعث إليه ؟ قال : قد بعث إليه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بهارون ، فرحب بی ودعا لی بخير ، ثم عرج بنا إلى السماء السادسة ، فاستفتح جبريل ، فقيل : من أنت ؟ قال : جبريل ، فقيل : ومن معک ؟ قال محمد ، فقيل : وقد بعث إليه ؟ قال : قد بعث إليه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بموسى ، فرحب ودعا لی بخير.

ثم عرج بنا إلى السماء السابعة ، فاستفتح جبريل ، فقيل : من أنت ؟ فقال : جبريل ، فقيل : ومن معک ؟ قال : محمد ، فقيل : وقد بعث إليه ؟ قال : قد بعث إليه ، ففتح لنا ، فإذا أنا بإبراهيم ، وإذا هو مستند إلى البيت المعمور ، وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملک ، لا يعودون إليه.

ثم ذهب بی إلى سدرة المنتهى ، فإذا ورقها كآذان الفيلة ، وإذا ثمرها أمثال القلال ، فلما غشيها من أمر الله ما غشيها تغيرت ، فما أحد من خلق الله يستطيع أن يصفها من حسنها ، قال : فأوحى الله إلى ما أوحى ، وفرض على فی كل يوم وليلة خمسين صلاة ، فنزلت حتى انتهيت إلى موسى ، فقال : ما فرض ربک على أمتک ؟ قال : قلت : خمسين صلاة فی كل يوم وليلة ، فقال : ارجع إلى ربک ، فاسأله التخفيف ، فإن أمتک لا تطيق ذلک ، فإنی قد بلوت بنی إسرائيل وخبرتهم ، قال : فرجعت إلى ربی ، فقلت له : رب خفف عن أمتی ، فحط عنی خمسا ، فرجعت إلى موسى ، فقال : ما فعلت ؟ فقلت : حط عنی خمسا ، قال : إن أمتک لا تطيق ذلک ، فارجع إلى ربک ، فاسأله التخفيف لأمتک ، فلم أزل أرجع بين ربی وبين موسى عليه السلام ، فيحط عنی خمسا خمسا ، حتى قال : يا محمد ، هی خمس صلوات فی كل يوم وليلة ، بكل صلاة عشر ، فتلک خمسون صلاة ، ومن هم بحسنة فلم يعملها ، كتبت له حسنة ، فإن عملها كتبت له عشرا ، ومن هم بسيئة ولم يعملها ، لم تكتب له شيئا ، فإن عملها كتبت سيئة واحدة.

فنزلت حتى انتهيت إلى موسى ، فأخبرته ، فقال : ارجع إلى ربک ، فاسأله التخفيف لأمتک ، فإن أمتک لا تطيق ذلک ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لقد رجعت إلى ربی حتى استحييت .(مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۷۷۲۵، كتاب المغازی، باب حديث المعراج حين أسری بالنبی عليه السلام)

[1] أخبرنا محمد بن يعقوب الشيبانی، ثنا عمران بن موسى الجرجانی، ثنا شيبان، ثنا حماد بن سلمة، ثنا ثابت البنانی، عن أنس بن مالک، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت بالبراق وهو دابة أبيض فوق الحمار ودون البغل يضع حافره عند منتهى طرفه قال: فركبته حتى أتيت بيت المقدس، قال: فربطته بالحلقة التی يربط به

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی چوتھی حدیث

اور امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت ابنِ شہاب زہری سے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأنبياء، قال: ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجائنى جبريل بإناء من لبن وإناء من خمر، فاخترت اللبن فقال جبريل: اخترت الفطرة، قال: ثم عرج إلى السماء الدنيا فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟، فقال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا فإذا أنا بآدم عليه السلام فرحب بى ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الثانية فاستفتح جبريل فقيل: من أنت؟، قال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، قال: ففتح لنا فإذا أنا بابنى الخالة عيسى ابن مريم، ويحيى بن زكريا عليهما السلام فرحبا ودعوا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الثالثة فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟، قال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بيوسف عليه السلام وإذا هو قد أعطى شطر الحسن، قال: فرحب ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء الرابعة فاستفتح جبريل، فقيل: من هذا؟، قال: جبريل، قال: ومن معك؟ ، قال: محمد، قال: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بإدريس عليه السلام فرحب ودعا لى بخير، قال الله عز وجل:"ورفعناه مكانا عليا"، ثم عرج بنا إلى السماء الخامسة فاستفتح جبريل، قال: من هذا؟، قال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بهارون عليه السلام فرحب ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء السادسة فاستفتح جبريل، فقال: من هذا؟، قال: جبريل، قيل: من معك؟، قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بموسى عليه السلام فرحب ودعا لى بخير، ثم عرج بنا إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟، قال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد، قيل: وقد بعث إليه؟، قال: قد بعث إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بإبراهيم عليه السلام مسندا ظهره إلى البيت المعمور وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إليه، ثم ذهب بى إلى السدرة المنتهى فإذا ورقها كآذان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِءٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ، فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيْل:لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ، قَالَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ هَذَا جِبْرِيْلُ، قَالَ:هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ:نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَلٰى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكٰى، فَقَالَ:مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ:هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ، فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الفيلة وإذا ثمرها كالقلال، فلما غشيها من أمر الله ما غشي تغيرت، قال: فما أحد من خلق الله يستطيع أن ينعتها من حسنها، قال: فأوحى إلي ما أوحى، ففرض على خمسين صلاة في كل يوم وليلة، فنزلت إلى موسى، فقال: ما فرض ربك على أمتك؟، قلت: خمسين صلاة، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف لأمتك، فإن أمتك لا تطيق ذلك، فإني قد بلوت بني إسرائيل وخبرتهم، قال: فرجعت إلى ربي، فقلت: يا رب خفف عن أمتي، قال: فحط عني خمسا، فرجعت إلى موسى، فقلت: حط عني خمسا، فقال: إن أمتك لا تطيق ذلك، فارجع إلى ربك فسله التخفيف، فلم أزل أرجع بين ربي عز وجل وبين موسى عليه السلام حتى قال: يا محمد إنهن خمس صلوات كل يوم وليلة لكل صلاة عشر، فذلك خمسون صلاة، ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة، فإن عملها كتبت له عشرا، ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شيئا، فإن عملها كتبت سيئة واحدة، قال :فنزلت حتى انتهيت إلى موسى عليه السلام فأخبرته فقال: ارجع فسله التخفيف، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قد رجعت إلى ربي حتى استحييت ."مشهور عن حماد، وآخر الحديث رواه معمر، عن الزهري، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم(الإيمان لابن منده، ج۲ص ۷۱۱ الٰی ۷۱۳، رقم الحديث ۷۰۸،ذكر وجوب الإيمان بما أخبر به النبي صلى الله عليه وسلم عما رأى في بدء أمره حين شق صدره وملء حكمة وإيمانا)

www.idaraghufran.org

أَهْلُ الجَنَّةِ، وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا :افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ:فَفَتَحَ، – قَالَ أَنَسٌ :فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ، وَإِدْرِيْسَ، وَمُوْسٰى، وَعِيْسٰى، وَإِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ – فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيْسَ قَالَ:مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالَ:هَذَا إِدْرِيْسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ:مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ:هَذَا مُوْسٰى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ :هَذَا عِيْسٰى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ : هَذَا إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ:فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ، كَانَا يَقُوْلاَنِ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوٰى أَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الأَقْلاَمِ، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ، حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ :مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ :فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلاَةً، قَالَ :فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ ذٰلِكَ، فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا،

فَرَجَعْتُ إِلٰی مُوْسٰی، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّکَ، فَإِنَّ أُمَّتَکَ لاَ تُطِيْقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰی رَبِّکَ، فَإِنَّ أُمَّتَکَ لاَ تُطِيْقُ ذٰلِکَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُوْنَ، لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلٰی مُوْسٰی، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّکَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ، حَتّٰی انْتَهٰی بِيْ إِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِيْ مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا فِيْهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْکُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۴۹، كتاب الصلاة،باب: كيف فرضت الصلاة فی الإسراء؟)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی، اور جبریل صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوئے، پھر میرے سینے کو چاک کیا، پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر ایک سونے کا طشت لائے، جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، پھر اس کو میرے سینے میں ڈال دیا، پھر اس کو برابر (ودرست) کر دیا۔

پھر مجھے ہاتھ سے پکڑا، اور مجھے آسمانِ دنیا کی طرف چڑھایا، پھر جب میں آسمانِ دنیا پر پہنچا، تو جبریل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولیں، اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ جواب میں کہا کہ یہ جبریل ہے، کہا گیا آپ کے ساتھ کوئی ہیں؟ جبریل نے کہا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر جب دروازہ کھلا، تو ہم آسمانِ دنیا پر پہنچ گئے، پھر میں نے وہاں ایک شخص کو بیٹھے دیکھا، جس کے دائیں جانب کچھ لوگ تھے، اور ان کی بائیں جانب (بھی) کچھ

لوگ تھے، جب وہ اپنے داہنی جانب دیکھتے، تو ہنس دیتے اور جب بائیں جانب دیکھتے، تو رو دیتے، انہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا کہ مرحبا! اے نیک نبی اور نیک بیٹے، میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم ہیں، اور ان کے دائیں اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف جنت والے ہیں اور بائیں طرف جہنم والے، اسی لئے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے ہیں، تو (خوشی کی وجہ سے) ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں، تو (رنج کی وجہ سے) روتے ہیں۔

پھر مجھے دوسرے آسمان پر پہنچایا گیا، تو جبریل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولیں، داروغہ نے وہی سوال وجواب کیا، جو پہلے آسمان پر کیا تھا، اور دروازہ کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہی ذکر کیا کہ انہوں نے آسمانوں پر آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم صلی اللہ علیہم وسلم کو پایا، لیکن (اس روایت میں) ان کے مقامات کا ذکر نہیں کیا، سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو آسمانِ دنیا میں اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے یہ فرمایا کہ نیک نبی کو اور نیک بھائی کو مرحبا ہو، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے بھی فرمایا کہ نیک نبی کو اور نیک بھائی کو مرحبا ہو، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے

گزرا، انہوں نے بھی فرمایا کہ نیک نبی کو اور نیک بھائی کو مرحبا ہو، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے بھی فرمایا کہ نیک نبی کو اور نیک بیٹے کو مرحبا ہو، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ابنِ شہاب نے فرمایا کہ مجھے ابنِ حزم نے خبر دی کہ ابنِ عباس اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے اوپر ہموار مقام پر لے جایا گیا، جہاں میں نے قلموں کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سنی۔

ابنِ حزم اور انس بن مالک نے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازوں کو فرض کیا، پھر میں لوٹ کر آیا، یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازوں کو فرض کیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پھر میں لوٹ کر گیا، تو آدھی نمازیں معاف کر دی گئیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، اور میں نے کہا کہ آدھی نمازیں معاف کر دی گئیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پھر میں لوٹ کر گیا، تو مزید آدھی نمازیں معاف کر دی گئیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پھر میں لوٹ کر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پانچ نمازیں ہیں، جو پچاس

نمازوں کے برابر ہیں، میرے نزدیک قول تبدیل نہیں کیا جاتا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، میں نے کہا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آ گئی ہے۔

پھر جبریل مجھے لے کر چلے، یہاں تک کہ مجھے سدرۃُ المنتھٰی تک لے گئے، جس کو مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا، جن کی حقیقت مجھے معلوم نہیں، پھر میں جنت میں داخل ہوا، تو اس میں موتیوں کی لڑیاں دیکھیں، اور جنت کی مٹی مشک کی تھی (بخاری)

## معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی پانچویں حدیث

امام مسلم نے بھی ابنِ شہاب کی حضرت انس سے مروی اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور اس کا مضمون بھی صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث کے مطابق ہے۔ [1]

---

[1] وحدثني حرملة بن يحيى التجيبي، أخبرنا ابن وهب، قال :أخبرني يونس، عن ابن شهاب، عن أنس بن مالك، قال :كان أبو ذر، يحدث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :فرج سقف بيتي وأنا بمكة، فنزل جبريل صلى الله عليه وسلم، ففرج صدري، ثم غسله من ماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلء حكمة وإيمانا فأفرغها في صدري، ثم أطبقه.

ثم أخذ بيدي فعرج بي إلى السماء ، فلما جئنا السماء الدنيا قال جبريل عليه السلام لخازن السماء الدنيا :افتح، قال :من هذا؟ قال :هذا جبريل، قال :هل معك أحد؟ قال :نعم، معي محمد صلى الله عليه وسلم "، قال :فأرسل إليه؟ قال :نعم، ففتح، قال: فلما علونا السماء الدنيا، فإذا رجل عن يمينه أسودة، وعن يساره أسودة، قال :فإذا نظر قبل يمينه ضحك، وإذا نظر قبل شماله بكى، قال :فقال مرحبا بالنبي الصالح، والابن الصالح "، قال " :قلت :يا جبريل، من هذا؟ قال :هذا آدم صلى الله عليه وسلم، وهذه الأسودة عن يمينه، وعن شماله نسم بنيه، فأهل اليمين أهل الجنة، والأسودة التي عن شماله أهل النار، فإذا نظر قبل يمينه ضحك، وإذا نظر قبل شماله بكى ".

قال " :ثم عرج بي جبريل حتى أتى السماء الثانية، فقال لخازنها :افتح، قال :فقال له خازنها مثل ما قال خازن السماء الدنيا :ففتح ".

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور امام حاکم نے فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے معراج سے متعلق کچھ چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست سنا، اور کچھ چیزوں کو مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے سنا، اور کچھ چیزوں کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سنا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقال أنس بن مالک، فذكر أنه وجد في السماوات آدم، وإدريس، وعيسى، وموسى، وإبراهيم صلوات الله عليهم أجمعين، ولم يثبت كيف منازلهم، غير أنه ذكر أنه قد وجد آدم عليه السلام في السماء الدنيا، وإبراهيم في السماء السادسة.

قال :فلما مر جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم بإدريس صلوات الله عليه قال : مرحبا بالنبي الصالح، والأخ الصالح.

قال " :ثم مر، فقلت :من هذا؟ فقال :هذا إدريس.

قال :ثم مررت بموسى عليه السلام، فقال :مرحبا بالنبي الصالح، والأخ الصالح "،

قال " :قلت :من هذا؟ قال :هذا موسى ".

قال " :ثم مررت بعيسى، فقال :مرحبا بالنبي الصالح، والأخ الصالح، قلت :من هذا؟

قال :هذا عيسى ابن مريم ".

قال " :ثم مررت بإبراهيم عليه السلام، فقال :مرحبا بالنبي الصالح، والابن الصالح "،

قال " :قلت :من هذا؟ قال :هذا إبراهيم "

قال ابن شهاب، وأخبرني ابن حزم، أن ابن عباس، وأبا حبة الأنصاري، يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى أسمع فيه صريف الأقلام.

قال ابن حزم، وأنس بن مالک، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ففرض الله على أمتي خمسين صلاة، قال :فرجعت بذلک حتى أمر بموسى، فقال موسى عليه السلام: ماذا فرض ربک على أمتک؟ قال :قلت :فرض عليهم خمسين صلاة، قال لي موسى عليه السلام :فراجع ربک، فإن أمتک لا تطيق ذلک، قال :فراجعت ربي، فوضع شطرها، قال :فرجعت إلى موسى عليه السلام، فأخبرته قال :راجع ربک، فإن أمتک لا تطيق ذلک، قال :فراجعت ربي، فقال :هي خمس وهي خمسون لا يبدل القول لدي، قال :فرجعت إلى موسى، فقال :راجع ربک، فقلت :قد استحييت من ربي.

قال :ثم انطلق بي جبريل حتى نأتي سدرة المنتهى فغشيها ألوان لا أدري ما هي؟ قال : ثم أدخلت الجنة، فإذا فيها جنابذ اللؤلؤ، وإذا ترابها المسک(مسلم،رقم الحديث ۲۶۳"۱۶۳ "كتاب الإيمان،باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

[1] قال الحاكم أبو عبد الله: قلت لشيخنا أبي عبد الله لم لم يخرجا هذا الحديث؟ قال: لأن أنس بن مالک لم يسمعه من النبي صلى الله عليه وسلم إنما سمعه من مالک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی وساتویں حدیث

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد ''شریک بن ابی النمر'' سے مروی حدیث میں چند باتیں ایسی آئی ہیں، جس میں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دیگر اصحاب اور دیگر ثقہ راویوں سے تفرد وشذوذ اختیار کیا ہے، جن میں معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے اور یہاں تک کہ دوقوسوں، یا اس سے بھی کم قریب ہونے کا ذکر ہے، اور اسی طرح کا ذکر سورہ نجم میں بھی ہے، جبکہ سورہ نجم میں مذکور قربت اور رؤیت، جبریلِ امین کی ہے، جس کے متعلق متعدد صحابۂ کرام سے تصریحات منقول ہیں، اوران میں سے کسی سے اس میں اختلاف ثابت نہیں۔

صحیح بخاری کی اس روایت کے پیشِ نظر بعد کے کئی اہلِ علم حضرات، سورہ نجم میں مذکور قربت ورؤیت کو اللہ تعالیٰ کی قربت ورؤیت پر محمول کرتے رہے، اور یہ سلسلہ چلتے چلتے شہرت اختیار کر گیا۔

جبکہ محدثین نے ''شریک بن ابی النمر'' کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور اس طرح کے تفردات وشذوذات پر تنقید کی ہے، اور ان کے مقابلے میں دوسری روایات، بالخصوص ''ثابت بنانی'' کی حضرت انس سے مروی گزشتہ روایات کو ترجیح دی ہے۔

رؤیتِ باری تعالیٰ کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے مستقل مضمون میں کردی ہے، جو ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اب ''شریک'' کی وہ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بن صعصعة "، قال الحاكم: ثم نظرت فإذا الأحرف التى سمعها من مالک بن صعصعة غير هذه وليعلم طالب هذا العلم أن حديث المعراج قد سمع أنس بعضه من النبى صلى الله عليه وسلم وبعضه من أبى ذر الغفارى، وبعضه من مالک بن صعصعة غير هذه، وبعضه من أبى هريرة (مستدرک حاكم، ج ا ص ۱۵۴ ،تحت رقم الحديث ۲۷۲، كتاب الايمان)

صحیح بخاری میں ''سلیمان بن بلال'' سے روایت ہے کہ:

عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الكَعْبَةِ، أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوْا خَيْرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرٰى، فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوْهُ، فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ، فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلٰى لَبَّتِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ، فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ، حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ، مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً، فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ – يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهِ – ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ جِبْرِيْلُ: قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مَعِيَ مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوْا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ، لاَ يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: هَذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ، وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِيْ، نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ، فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ، فَقَالَ: مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هَذَا النِّيْلُ وَالفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا، ثُمَّ مَضٰى بِهِ فِي السَّمَاءِ، فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ

آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ، قَالَ :مَا هَذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ :هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُوْلٰى مَنْ هَذَا، قَالَ جِبْرِيْلُ : قَالُوْا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالُوْا :مَرْحَبًا بِهٖ وَأَهْلًا، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى الرَّابِعَةِ، فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ الخَامِسَةِ، فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ، فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيْسَ فِی الثَّانِيَةِ، وَهَارُوْنَ فِی الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ فِی الخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيْمَ فِی السَّادِسَةِ، وَمُوْسٰى فِی السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلَامِ اللّٰهِ، فَقَالَ مُوْسٰى : رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيْمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ :خَمْسِيْنَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ، مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ؟ قَالَ :عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ : إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيْرُهُ فِیْ ذٰلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ

جِبْرِيْلُ :أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلاَ بِهٖ إِلَى الجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهٗ: يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِيْ لاَ تَسْتَطِيْعُ هٰذَا، فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهٗ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهٖ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهٗ مُوْسٰى عِنْدَ الخَمْسِ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَوْمِيْ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَكُوْهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ، كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ، وَلاَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ، فَرَفَعَهٗ عِنْدَ الخَامِسَةِ، فَقَالَ :يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الجَبَّارُ :يَا مُحَمَّدُ، قَالَ :لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ : إِنَّهٗ لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُهٗ عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ :كَيْفَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ : خَفَّفَ عَنَّا، أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوْسٰى: قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ، ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مُوْسٰى، قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، قَالَ :فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ :وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِيْ مَسْجِدِ الحَرَامِ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۷۵۱۷، کتاب التوحید، باب قولہ: وکلم اللہ موسی تکلیما)

ترجمہ: ''شریک بن عبداللہ'' (جن کو شریک بن ابی نمر بھی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں

کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ کعبہ (یعنی حرم شریف) سے سیر (ومعراج) ہوئی، تو وحی کے آنے سے پہلے آپ کے پاس تین فرشتے آئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں سو رہے تھے، ان فرشتوں میں سے پہلے نے کہا کہ ان میں وہ (نبی) کون ہیں؟ درمیان والے نے اشارہ سے بتایا کہ ان میں سب سے اچھے وہ ہیں، تیسرے فرشتے نے کہا کہ ان میں جو بہتر ہیں، ان کو لے لو (اس وقت اور لوگ بھی حرم میں آرام فرما رہے تھے) اس رات کو یہی ہوا، پھر دوسری رات آنے تک ان فرشتوں کو نہیں دیکھا۔

پھر دوسری رات کو وہ فرشتے آئے، آپ کا دل ان کو دیکھ رہا تھا اور آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا، ان فرشتوں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور آپ کو اٹھا کر چاہِ زمزم کے پاس لے گئے، جبریل نے اس کام کو سنبھالا، انہوں نے آپ کے گلے سے لے کر دل کے نیچے تک سینہ کو چاک کیا اور سینہ اور پیٹ کو (خواہشات سے) خالی کیا، اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا، آپ کے پیٹ کو خوب صاف کیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جس میں سونے کا ایک برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، اس سے آپ کے سینہ اور حلق (کی سب رگوں) کو بھرا، پھر اس کو برابر کر دیا۔

پھر جبریل آپ کو آسمانِ دنیا کی طرف لے کر چڑھے، اور اس کے ایک دروازے کو کھٹکھٹایا، آسمان والوں نے پوچھا کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا کہ جبریل! انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں، جبریل نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ہیں، انہوں نے پوچھا کہ ان کو بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ مرحبا واھلًا! پھر آپ کی وجہ سے آسمان والے خوش ہو گئے، اور آسمان

والوں کو زمین میں اللہ کے ارادہ کا علم نہیں ہوتا، جب تک کہ اللہ ان کو علم نہ دے دے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانِ دنیا میں آدم علیہ السلام کو پایا، آپ سے جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے جدِ امجد آدم ہیں، آپ ان کو سلام کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، حضرت آدم نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے! **مرحبا واھلًا** ! تم کیا ہی اچھے بیٹے ہو، آپ نے آسمانِ دنیا پر دو جاری نہروں کو دیکھا، تو آپ نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ دو نہریں کیا ہیں؟ تو جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ ''نیل'' اور ''فرات'' کا منبع ہے۔

پھر جبریل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے آسمان پر لے گئے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہر کو دیکھا، جس پر قیمتی موتیوں اور عالیشان پتھروں کا قبہ تھا، پھر اس نہر پر جبریل نے ہاتھ مارا، تو اُس میں سے قیمتی مشک کی تیز خوشبو پھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبریل نے کہا کہ یہ نہرِ کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کے لیے پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔

پھر جبریل آپ کو دوسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال وجواب کیا، جو پہلے آسمان والوں نے کیا تھا، آسمان والوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا کہ جبریل! انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں، جبریل نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ہیں، انہوں نے پوچھا کہ ان کو بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ **مرحبا واھلًا**!

پھر جبریل آپ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال جواب کیا، جو دوسرے آسمان والوں نے کیا تھا، پھر جبریل آپ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال وجواب کیا، جو

تیسرے آسمان والوں نے کیا تھا، پھر جبریل آپ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا، پھر جبریل آپ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا، پھر جبریل آپ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا۔

ہر آسمان پر انبیاء تھے، جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بتایا (شریک بن عبداللہ، راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ان میں سے دوسرے آسمان میں حضرت ادریس کے، اور چوتھے آسمان میں حضرت ھارون کے موجود ہونے کو یاد رکھا، لیکن پانچویں آسمان میں موجود نبی کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اور حضرت ابراہیم کے چھٹے آسمان میں، اور حضرت موسیٰ کے ساتویں آسمان میں موجود ہونے کو یاد رکھا، اللہ کے ساتھ کلام کی فضیلت کی وجہ سے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! میرا گمان نہیں تھا کہ کوئی مجھ سے اوپر بھی جائے گا۔

پھر آپ کو اس (ساتویں آسمان) سے بھی اوپر لے گئے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، یہاں تک کہ سدرۃُ المنتہیٰ کے (اوپر والے حصہ کے) پاس پہنچے، پھر اللہ رب العزت سے نزدیک ہوئے اور اس قدر نزدیک ہوئے جیسے کمان کے دو کونے، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوئے (جس کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی بھیجی، جو بھی وحی بھیجی، اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں ہیں، پھر آپ نیچے اترے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ اے محمد! تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے، انہوں نے کہا کہ تمہاری امت اس

کی طاقت نہیں رکھتی، اس لئے لوٹ جاؤ، اپنے رب سے اپنے لیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف کراؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کی طرف رخ کیا، گویا آپ ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے، جبریل نے مشورہ دیا کہ ہاں اگر آپ کی خواہش ہو، چنانچہ جبریل، اللہ جبار کے پاس اوپر تشریف لے گئے، شریک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ موجود رہے۔ [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اے میرے رب! نمازوں میں ہم پر کمی فرما دیجئے، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، تو اللہ تعالی نے دس نمازیں کم کر دیں (اور چالیس نمازیں رہ گئیں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، انہوں نے روک لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح اپنے رب کے پاس بھیجتے رہے، حتّٰی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، پھر پانچ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں، لیکن وہ ضعیف ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا، تمہاری امت تو جسم، بدن، آنکھ اور کان کے اعتبار سے بہت ضعیف ہے، لہٰذا واپس جاؤ، تمہارا رب تمہاری نمازوں میں کمی کر دے گا، ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف دیکھتے تھے، تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبریل علیہ السلام اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے، چنانچہ پانچویں بار بھی آپ کو لے گئے، آپ نے عرض کیا اے میرے رب! میری امت کے جسم ناتواں ہیں اور ان کے دل اور کان اور ان کے بدن کمزور ہیں، اس لئے ہم پر تخفیف فرما، اللہ جبار نے فرمایا کہ اے محمد، نبی

---

[1] قوله: ((فقال وهو مكانه)) الضمير عائد إلى الرسول – صلى الله عليه وسلم – أى: وهو فى مكانه الذى أوحى الله إليه فيه قبل نزوله إلى موسى(شرح كتاب التوحيد من صحيح البخارى،لعبد الله بن محمد الغنيمان، ج۲ ص ۴۶۱، حديث شريک فى الاسراء والمعراج عما اعتراض عليه فيه)

صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ لبیک و سعدیک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی، جو میں نے تم پر فرض کیا تھا، وہ امُّ الکتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے، اللہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، اس لئے پانچ نمازیں جو تم پر فرض ہوئیں، لوح محفوظ میں پچاس ہی رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کہا کہ ہمارے رب نے ہماری نماز میں بہت کمی فرمادی، ہر نیکی کا دس گنا ثواب عطا کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم کا ارادہ کیا تھا، لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، لہٰذا لوٹ کر اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اللہ کی قسم مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے، اس لئے کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اترو۔

شریک بن عبداللہ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے، اور آپ اس وقت مسجدِ حرام میں تھے (بخاری)

سلیمان بن بلال کی سند سے ''شریک بن ابی نمر'' کی حدیثِ انس کو امام طبری نے بھی ''تفسیرِ طبری'' میں روایت کیا ہے۔

اس میں بھی بخاری کی روایت کی طرح کا مضمون مذکور ہے، البتہ کچھ الفاظ کا فرق بھی ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا الربیع بن سلیمان، قال: أخبرنا ابن وهب، عن سلیمان بن بلال، عن شریک بن أبی نمر قال: سمعت أنسا یحدثنا عن لیلة المسری برسول الله صلی الله علیه وسلم من مسجد الکعبة أنه جائه ثلاثة نفر قبل أن یوحی إلیه وهو نائم فی المسجد الحرام، فقال أولهم: أیهم هو؟ قال: أوسطهم هو خیرهم، فقال أحدهم: خذوا خیرهم، فکانت تلک اللیلة، فلم یرهم حتی جائوا لیلة أخری فیما یری قلبه، والنبی صلی الله علیه وسلم تنام عیناه، ولا ینام قلبه. وکذلک الأنبیاء تنام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''شریک بن ابی نمر'' کی مذکورہ روایت میں کئی ایسی باتیں مذکور ہیں، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے دوسرے ''ثقہ وثبت'' راویوں اور واقعۂ معراج کی احادیث کو روایت کرنے والے دیگر ثقہ راویوں کی روایتوں میں موجود نہیں۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أعينهم، ولا تنام قلوبهم .فلم يكلموه حتى احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم، فتولاه منهم جبرائيل عليه السلام، فشق ما بين نحره إلى لبته، حتى فرغ من صدره وجوفه، فغسله من ماء زمزم حتى أنقى جوفه، ثم أتى بطست من ذهب فيه تور محشو إيمانا وحكمة، فحشا به جوفه وصدره ولغاديده ثم أطبقه ثم ركب البراق، فسار حتى أتى به إلى بيت المقدس فصلى فيه بالنبيين والمرسلين إماما، ثم عرج به إلى السماء الدنيا، فضرب بابا من أبوابها، فناداه أهل السماء : من هذا؟ قال: هذا جبرائيل، قيل: من معك؟ قال: محمد، قيل : أوقد بعث إليه ؟ قال: نعم، قالوا: فمرحبا به وأهلا فيستبشر به أهل السماء، لا يعلم أهل السماء بما يريد الله بأهل الأرض حتى يعلمهم، فوجد في السماء الدنيا آدم، فقال له جبرائيل: هذا أبوك ، فسلم عليه، فرد عليه، فقال: مرحبا بك وأهلا يا بني، فنعم الابن أنت، ثم مضى به إلى السماء الثانية، فاستفتح جبرائيل بابا من أبوابها، فقيل: من هذا؟ فقال: جبرائيل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: أوقد أرسل إليه؟ قال: نعم قد أرسل إليه، فقيل: مرحبا به وأهلا ففتح لهما؛ فلما صعد فيها فإذا هو بنهرين يجريان، فقال: ما هذان النهران يا جبرائيل؟ قال: هذا النيل والفرات عنصرهما ؛ ثم عرج به إلى السماء الثالثة، فاستفتح جبرائيل بابا من أبوابها، فقيل: من هذا؟ قال: جبرائيل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: أوقد بعث إليه؟ قال: نعم قد بعث إليه، قيل: مرحبا به وأهلا ففتح له فإذا هو بنهر عليه قباب وقصور من لؤلؤ وزبرجد وياقوت، وغير ذلك مما لا يعلمه إلا الله، فذهب يشم ترابه، فإذا هو مسك أذفر، فقال: يا جبرائيل ما هذا النهر؟ قال : هذا الكوثر الذي خبأ لك ربك في الآخرة؛ ثم عرج به إلى الرابعة، فقالوا له مثل ذلك؛ ثم عرج به إلى الخامسة، فقالوا له مثل ذلك؛ ثم عرج به إلى السادسة، فقالوا له مثل ذلك؛ ثم عرج به إلى السابعة، فقالوا له مثل ذلك، وكل سماء فيها أنبياء قد سماهم أنس ، فوعيت منهم إدريس في الثانية، وهارون في الرابعة، وآخر في الخامسة لم أحفظ اسمه، وإبراهيم في السادسة، وموسى في السابعة بتفضيل كلامه الله، فقال موسى: رب لم أظن أن يرفع على أحد، ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلا الله، حتى جاء سدرة المنتهى، ودنا باب الجبار رب العزة، فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى، فأوحى إلى عبده ما شاء، وأوحى الله فيما أوحى خمسين صلاة على أمته كل يوم وليلة، ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه، فقال: يا محمد ماذا عهد إليك ربك؟ قال:" عهد إلي خمسين صلاة على أمتي كل يوم وليلة ؛ قال: إن أمتك لا تستطيع ذلك، فارجع فليخفف عنك وعنهم، فالتفت إلى جبرائيل كأنه يستشيره في ذلك، فأشار إليه أن نعم، فعاد به جبرائيل حتى أتى الجبار عز وجل وهو مكانه، فقال: " رب خفف عنا، فإن أمتي لا تستطيع هذا، فوضع عنه عشر صلوات؛ ثم رجع إلى موسى عليه السلام فاحتبسه، فلم يزل يردده موسى إلى ربه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور خود ''شریک بن ابی نمر'' کی مذکورہ روایت میں بھی تصریح ہے کہ انہیں بعض چیزیں صحیح یاد نہیں رہیں۔

نیز ''شریک بن ابی نمر'' کے حافظے میں کچھ کمزوری ہونے کی محدثین نے تصریح فرمائی ہے، جس کی وجہ سے محدثین نے ''شریک بن ابی نمر'' کی سند سے مروی اس حدیثِ انس پر ان کی دوسری ثقہ راویوں سے مروی روایات کو ترجیح دی ہے۔

خود امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دوسرے زیادہ ''ثقہ وثبت'' شاگردوں مثلاً ''ابنِ شہاب زہری'' اور ''قتادہ'' اور ''ثابت بن اسلم بنانی'' سے، جس حدیثِ انس کو روایت کیا ہے، اس میں بھی ''شریک بن ابی نمر'' والی روایت میں مذکور کئی چیزوں کا ذکر نہیں، جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ تلامذہ کو محدثین نے ''شریک بن ابی نمر'' سے زیادہ ثبت وثقہ قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ''شریک بن ابی نمر'' کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں کئی باتیں ایسی مذکور ہیں، جو ''ابنِ شہاب زہری'' اور ''قتادہ'' اور ''ثابت بنانی'' کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں مذکور نہیں ہیں۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حتى صارت إلى خمس صلوات، ثم احتبسه عند الخمس، فقال: يا محمد قد والله راودت بنى إسرائيل على أدنى من هذه الخمس، فضعفوا وتركوه، فأمتك أضعف أجسادا وقلوبا وأبصارا وأسماعا، فارجع فليخفف عنك ربك، كل ذلك يلتفت إلى جبرائيل ليشير عليه، ولا يكره ذلك جبرائيل، فرفعه عند الخمس، فقال: يا رب إن أمتى ضعاف أجسادهم وقلوبهم وأسماعهم وأبصارهم، فخفف عنا، قال الجبار جل جلاله: يا محمد، قال: لبيك وسعديك، فقال: إنى لا يبدل القول لدى كما كتبت عليك فى أم الكتاب، ولك بكل حسنة عشر أمثالها، وهى خمسون فى أم الكتاب، وهى خمس عليك؛ فرجع إلى موسى، فقال: كيف فعلت؟ فقال: خفف عنى، أعطانا بكل حسنة عشر أمثالها، قال: قد والله راودت بنى إسرائيل على أدنى من هذا فتركوه فارجع فليخفف عنك أيضا، قال: " يا موسى قد والله استحييت من ربى مما أختلف إليه، قال: فاهبط باسم الله، فاستيقظ وهو فى المسجد الحرام (تفسير الطبرى، ج۱۷ ص ۳۳۲، ۳۳۳، سورة الاسراء)

www.idaraghufran.org

امام مسلم نے بھی ''شریک بن ابی نمر'' کی روایت کو ذکر کر کے اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ امام مسلم نے ''سلیمان بن بلال'' کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

حَدَّثَنِیْ شَرِیْکُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِیْ نَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، یُحَدِّثُنَا عَنْ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْکَعْبَۃِ، أَنَّہٗ جَائَہٗ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ یُّوْحٰی إِلَیْہِ وَھُوَ نَائِمٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ نَحْوَ حَدِیْثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ، وَقَدَّمَ فِیْہِ شَیْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ (مسلم، رقم الحدیث ۲۶۲''۱۶۲''کتاب الإیمان،باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: مجھ سے ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' نے حدیث بیان کی کہ میں نے انس بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''لیلۃُ الاسراء'' کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، مسجدِ کعبہ سے متعلق کہ آپ کے پاس تین افراد آئے، آپ کے پاس وحی کی آمد سے پہلے، اور آپ مسجدِ حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ پھر ''شریک'' نے ''ثابت بنانی'' کی حدیث کی طرح کے قصے کو بیان کیا ہے، لیکن ''شریک'' نے کسی چیز کو مقدم کر دیا، اور کسی کو مؤخر کر دیا، اور کوئی چیز زیادہ کر دی، اور کوئی چیز کم کر دی (مسلم)

اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں فرمایا کہ:

شریک کی روایت میں اسراء و معراج کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر ہے، جس کا اہلِ علم نے انکار کیا ہے، حافظ عبدالحق نے فرمایا کہ شریک بن ابی نمر کی حضرت انس سے مروی اس روایت میں مجہول چیزوں کی زیادتی اور غیر معروف الفاظ پائے جاتے ہیں، اور واقعۂ معراج کی حدیث کو حفاظِ متقنین اور

ائمۂ مشہورین، جیسا کہ ابنِ شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں بھی ان چیزوں کا ذکر نہیں، جن چیزوں کا شریک کی روایت میں ذکر ہے، اور اھلُ الحدیث حضرات کے نزدیک، شریک بن ابی نمر ''حافظ'' شمار نہیں ہوتے۔ [1]

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں فرمایا کہ:

**وفی حدیث شریک زیادة تفرد بها علی مذهب من زعم أنه صلی اللہ علیه وسلم رأی ربه عز وجل، وقول عائشة، وابن مسعود، وأبی هریرة فی حملهم هذه الآیات علی رؤیته، جبریل علیه السلام أصح.**

**فقد روینا عن مسروق، عن عائشة أنه ذکر لها قول الله عز وجل ولقد رآه بالأفق المبین ،ولقد رآه نزلة أخری .فقالت عائشة :أنا أول هذه الأمة سأل عن هذا رسول الله صلی ا لله علیه وآله وسلم، فقال (إنما هو) جبریل .لم أره علی صورته التی خلق علیها غیر**

---

[1] وأما قوله فی روایة شریک وهو نائم وفی الروایة الأخری بینا أنا عند البیت بین النائم والیقظان فقد یحتج به من یجعلها رؤیا نوم ولا حجة فیه إذ قد یکون ذلک حالة أول وصول الملک إلیه ولیس فی الحدیث ما یدل علی کونه نائما فی القصة کلها هذا کلام القاضی رحمه الله وهذا الذی قاله فی روایة شریک وأن أهل العلم أنکروها قد قاله غیره وقد ذکر البخاری رحمه الله روایة شریک هذه عن أنس فی کتاب التوحید من صحیحه وأتی بالحدیث مطولا قال الحافظ عبد الحق رحمه الله فی کتابه الجمع بین الصحیحین بعد ذکر هذه الروایة هذا الحدیث بهذا اللفظ من روایة شریک بن أبی نمر عن أنس وقد زاد فیه زیادة مجهولة وأتی فیه بألفاظ غیر معروفة وقد روی حدیث الإسراء جماعة من الحفاظ المتقنین والأئمة المشهورین کابن شهاب وثابت البنانی وقتادة یعنی عن أنس فلم یأت أحد منهم بما أتی به شریک وشریک لیس بالحافظ عند أهل الحدیث قال والأحادیث التی تقدمت قبل هذا هی المعول علیها هذا کلام الحافظ عبد الحق رحمه الله قول مسلم (شرح النووی علی مسلم، ج۲، ص ۲۱۰، کتاب الإیمان،باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم إلی السماوات، وفرض الصلوات)

هاتين المرتين (دلائل النبوة للبيهقي، ج ۲ ص ۳۸۵، جماع أبواب المبعث، باب الدليل على أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عرج به إلى السماء فرأى جبريل عليه السلام في صورته)

ترجمہ: اور ''شریک بن ابی نمر'' کی حدیث میں ایسی زیادتی ہے، جس میں انہوں نے، اس شخص کے مذہب پر تفرد اختیار کیا ہے، جس کا گمان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، جبکہ حضرت عائشہ اور ابنِ مسعود اور ابو ہریرہ کا قول ان آیات میں جبریل علیہ السلام کی رؤیت پر محمول ہونے میں زیادہ اصح ہے۔

چنانچہ ہم نے مسروق سے، سورہ نجم کی ان آیات ''ولقد رآه بالأفق المبين، ولقد رآه نزلة أخرى '' کے سوال کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو روایت کیا ہے کہ ان آیات کے متعلق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس امت میں سب سے پہلے میں نے سوال کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ یہ تو جبریل تھے، جن کو میں نے ان کی اصل پیدائش والی صورت پر صرف ان دو مرتبہ ہی دیکھا ہے (دلائل النبوة)

اور حافظ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں ''شریک بن ابی نمر'' کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے، لیکن ''شریک بن ابی نمر'' نے بعض چیزوں کو زیادہ کر دیا، اور بعض کو کم کر دیا، اور بعض کو مقدم اور بعض کو مؤخر کر دیا، جیسا کہ مسلم کے قول سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' نے اس حدیث میں ''اضطراب'' کیا ہے، اور ان

کا حافظہ درست نہ تھا، جس کی وجہ سے وہ اس واقعے کو پوری طرح ضبط نہیں کر سکے، جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

اسی وجہ سے حافظ ابوبکر بیہقی نے ''شریک بن ابی نمر'' کی حدیث میں زیادتیِ تفرد کا حکم لگایا ہے، اور سورہ نجم کی آیات کی تفسیر میں صحابۂ کرام سے جبریلِ امین کی رؤیت مروی ہے، اور صحابہ میں سے کسی سے اس کی تفسیر میں مخالفت معلوم نہیں''۔ [1]

تفسیرِ خازن میں بھی حافظ عبدالحق کی ''الجمع بین الصحیحین'' کے حوالے سے اسی طرح کی بات مذکور ہے۔ [2]

---

[1] قال: واستيقظ وهو في المسجد الحرام.

هكذا ساقه البخاري في كتاب التوحيد، ورواه في صفة النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن إسماعيل بن أبي أويس عن أخيه أبي بكر عبد الحميد عن سليمان بن بلال. ورواه مسلم عن هارون بن سعيد عن ابن وهب عن سليمان قال فزاد ونقص وقدم وأخر، وهو كما قال مسلم فإن شريك بن عبد الله بن أبي نمر اضطرب في هذا الحديث وساء حفظه ولم يضبطه كما سيأتي بيانه إن شاء الله في الأحاديث الأخر، ومنهم من يجعل هذا مناما توطئة لما وقع بعد ذلك والله أعلم.

وقد قال الحافظ أبو بكر البيهقي في حديث شريك زيادة تفرد بها، على مذهب من زعم أنه صلى الله عليه وسلم رأى الله عز وجل يعني قوله، ثم دنا الجبار رب العزة فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى قال وقول عائشة وابن مسعود وأبي هريرة في حملهم هذه الآيات على رؤيته جبريل أصح، وهذا الذي قاله البيهقي رحمه الله في هذه المسألة هو الحق، فإن أبا ذر قال: يا رسول الله هل رأيت ربك؟ قال: نور أنى أراه وفي رواية: رأيت نورا أخرجه مسلم.

وقوله: ثم دنا فتدلى إنما هو جبريل عليه السلام، كما ثبت ذلك في الصحيحين عن عائشة أم المؤمنين، وعن ابن مسعود، وكذلك هو في صحيح مسلم عن أبي هريرة، ولا يعرف لهم مخالف من الصحابة في تفسير هذه الآية بهذا (تفسير ابنِ كثير، ج۵ ص۵، ۶، سورة الاسراء)

[2] وقد ورد في الصحيحين في حديث المعراج من رواية شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن أنس ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى.

وهذه رواية أبي سلمة عن ابن عباس والتدلي هو النزول إلى النبي صلى الله عليه وسلم.

قال الحافظ عبد الحق في كتابه. الجمع بين الصحيحين، بعد ذكر حديث أنس من رواية شريك، وقد زاد فيه زيادة مجهولة وأتى فيه بألفاظ غير معروفة.

وقد روى حديث الإسراء جماعة من الحفاظ المتقنين كابن شهاب وثابت البناني وقتادة يعني عن أنس فلم يأت أحد منهم بما أتى به وفي رواية شريك قدم وآخر وزاد ونقص فيحتمل أن هذا اللفظ من زيادة شريك في الحديث (تفسير الخازن، ج۴ ص۲۰۴، سورة النجم)

ابنِ حبان نے ''کتابُ الثقات '' میں ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' کے بارے میں فرمایا کہ ''ربما اخطأ'' یعنی ''ان سے بعض اوقات خطا کا صدور ہوجاتا ہے'' [1]

اور حافظ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التهذیب '' میں ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' کے بارے میں فرمایا کہ ''صدوق یخطیٔ'' یعنی یہ سچے ہیں، لیکن خطاء کرتے ہیں۔ [2]

اور حافظ ذہبی نے ''میزانُ الاعتدال '' میں ''شریک بن ابی نمر'' کو ''صدوق'' قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ:

ابنِ معین نے ان کے متعلق ''لا بأس به '' فرمایا ہے، اور اور ابنِ معین اور نسائی سے ان کے متعلق، ایک روایت میں ''لیس بالقوی '' مروی ہے، اور ابوداؤد سے ان کے متعلق ''ثقة'' ہونا مروی ہے۔

پھر حافظ ذہبی نے فرمایا کہ ''شریک بن ابی نمر'' کی روایتِ اسراء میں جو یہ الفاظ ہیں کہ:

''ثم علا به فوق ذلک بما لا یعلمه إلا الله حتی جاء سدرة المنتهی ودنا من الجبار رب العزة، فتدلی حتی کان منه قاب قوسین أو أدنی''

یہ ''غرائبُ الصحیح'' کے قبیل سے تعلق رکھتے ہیں''۔ [3]

---

[1] شریک بن عبد الله بن أبی نمر القرشی من أهل المدینة ربما أخطأ (الثقات لابنِ حبان، ج۴ص ۳۶۰، تحت رقم الترجمة ۳۳۴۴)

[2] شریک ابن عبد الله ابن أبی نمر أبو عبد الله المدنی صدوق یخطیء من الخامسة مات فی حدود أربعین ومائة خ م د تم س ق (تقریب التهذیب، ص ۲۶۶، تحت رقم الترجمة ۲۷۸۸)

[3] شریک بن عبد الله [ع] بن أبی نمر المدنی.
عن أنس بن مالک وغیره.
تابعی صدوق.
قال ابن معین: لا بأس به.
وقال هو والنسائی: لیس بالقوی.
وقال أبو داود: ثقة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نیز حافظ ذہبی نے ''تاریخُ الاسلام'' میں فرمایا کہ:

''بعض حضرات نے ان کو ''متهم بالوضع'' قرار دیا ہے، لیکن یہ بات تو درست نہیں، کیونکہ ان سے بخاری اور مسلم نے حجت پکڑی ہے، البتہ ان کے علاوہ دوسرے راوی ان سے زیادہ ثقہ اور زیادہ اثبت ہیں، اور معراج کی حدیث میں انہوں نے الفاظِ غریبہ کے ساتھ تفرد اختیار کیا ہے، جن میں سے یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

''ودنا الجبار فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى'' [۲]

اور حافظ ذہبی نے ''سیر اعلامُ النبلاء'' میں فرمایا کہ:

''اس میں شک نہیں کہ ''شریک بن ابی نمر، یحییٰ بن سعید انصاری'' وغیرہ کی طرح

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن عدی: روى عنه مالک [وغیرہ] فإذا روى عنه ثقة فإنه ثقة.
ووهاه ابن حزم لاجل حديثه في الاسراء، أخبرناه محمد بن عبد السلام، وعبد الله ابن قوام، وعيسى المغازي، ويوسف السقاوي وطائفة، قالوا: أخبرنا ابن الزبيدي، أخبرنا عبد الاول، أخبرنا الداوودي، أخبرنا ابن حموية، أخبرنا الفربري، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا عبد العزيز بن عبد الله، حدثني سليمان، عن شريک، سمعت أنسا يقول: ليلة أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم ..وذكر الحديث – إلى أن قال: ثم علا به فوق ذلک بما لا يعلمه إلا الله حتى جاء سدرة المنتهى ودنا من الجبار رب العزة، فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى.
وهذا من غرائب الصحيح(میزان الاعتدال للذهبی، ج۲ص ۲۶۹، ۲۷۰، تحت رقم الترجمة ۳۶۹۶)

[۲] خ م د ن ق: شريک بن عبد الله بن أبی نمر المدنی.
عن: أنس بن مالک، وسعيد بن المسيب، وكريب، وعطاء بن يسار، وعدة.
وعنه: مالک، وسليمان بن بلال، والدراوردی، وإسماعيل بن جعفر، وغيرهم.
وجاء في صحيح البخاری من طريق سعيد المقبری عنه، وذلک من رواية الكبار عن الصغار.
وقال ابن معين والنسائی: ليس به بأس، وفي رواية عنهما: ليس بالقوی.
وذكره أبو محمد بن حزم فوهاه، واتهمه بالوضع .وهذا جهل من ابن حزم، فإن هذا الشيخ ممن اتفق البخاری ومسلم على الاحتجاج به، نعم غيره أوثق منه وأثبت، وهو راوی حديث المعراج وانفرد فيه بألفاظ غريبة؛ منها: " ودنا الجبار فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى ."(تاریخ الاسلام للذهبی، ج۳ص ۸۹۱، ۸۹۲، تحت رقم الترجمة ۲۱۲)

کے ''ثبت'' نہیں ہیں، اور اسراء کی حدیث میں ان کی سند سے ایسے الفاظ مروی ہیں، جن کی دوسروں کی طرف سے متابعت نہیں پائی جاتی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ان کی حدیث مروی ہے'' [1]

اور پیچھے ''شریک بن ابی نمر'' کے علاوہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوسرے ''اوثق واثبت ''راویوں کی روایات کا ذکر گزر چکا ہے، جن سب سے کئی چیزوں میں ''شریک بن ابی نمر'' نے مخالفت کی ہے۔

اسی لیے شیخ شعیب ارنؤوط نے ''سیر اعلام النبلاء '' کی مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرمایا کہ:

شریک ''صدوق'' ہیں، مگر یہ ''سیئ الحفظ ''ہیں، ان سے متابعات کی صورت میں استشہاد کیا جائے گا، جہاں تک ان کی اس حدیثِ اسراء کا تعلق ہے، جس کو بخاری نے روایت کیا ہے، تو اس میں انہوں نے چند ایسی چیزوں میں تفرد اختیار کیا ہے، جن کو ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے ذکر نہیں کیا، اور ان چیزوں کا شمار ''شریک'' کے ''وہم'' سے ہوتا ہے، اور وہ دس اشیاء ہیں:

جن میں ایک چیز تو ''انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے آسمان میں مقامات کا ذکر

---

[1] شريک بن عبد الله بن أبی نمر المدنی *(خ، م، د، س، ق)المحدث.
حدث عن: أنس، وسعيد بن المسيب، وكريب، وعطاء بن يسار، وجماعة.
حدث عنه: مالک، وسليمان بن بلال، وعبد العزيز الدراوردی، وإسماعيل بن جعفر، وأبو ضمرة الليثی.
وروى عنه من الكبار: سعيد المقبری، وذلک فی (الصحيح) .
قال ابن معين، والنسائی: ليس به بأس.وقالا مرة: ليس بالقوی.
وقد جهل عليه أبو محمد بن حزم، واتهمه بالوضع.
وقد وثقه: أبو داود، وروى عنه مثل مالک، ولا ريب أنه ليس فی الثبت كيحيی بن سعيد الأنصاری.
وفی حديث الإسراء من طريقه ألفاظ، لم يتابع عليها، وذلک فی (صحيح البخاری) .مات: قبل الأربعين ومائة(سير اعلام النبلاء للذهبی، ج٦ ص ١٥٩، ١٦٠، تحت رقم الترجمة ٧٣)

www.idaraghufran.org

ہے'' دوسرے ''معراج کا بعثت سے پہلے ہونے کا ذکر ہے'' تیسرے ''معراج کے نیند میں ہونے کا ذکر ہے'' چوتھے ''دونہروں کے بارے میں مخالفت ہے'' پانچویں ''سدرۃ المنتہیٰ کے مقام میں مخالفت ہے'' چھٹے ''اسراء کے وقت شقِ صدر کا ذکر ہے'' ساتویں ''نہرِ کوثر کے آسمانِ دنیا میں ہونے کا ذکر ہے'' آٹھویں ''اللہ عزوجل کے قریب ہونے کی نسبت کا ذکر ہے'' نویں ''پانچویں مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کی طرف نماز میں تخفیف کے لیے لوٹنے کی ممانعت کی تصریح کا ذکر ہے'' دسویں ''جبریل کے، اللہ جبار کے پاس اوپر تشریف لے جانے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی جگہ موجود رہنے کا ذکر ہے''۔ [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

شريک صدوق، إلا أنه سيء الحفظ، فهو يستشهد به في المتابعات، وأما حديث الاسراء الذى أخرجه البخارى من طريقه 406-13/399فقد تفرد فيه بأشياء لم يذكرها غيره، وهى معدودة من أوهامه، وهى عشرة أشياء: الأول: أمكنة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فى السماء.

الثانى: كون المعراج قبل البعثة، الثالث: كونه مناما.

الرابع: مخالفته فى النهرين.

الخامس: مخالفته فى محل سدرة المنتهى.

السادس: شق الصدر عند الاسراء.

السابع: ذكر نهر الكوثر فى السماء الدنيا.

الثامن: نسبة الدنو والتدلى إلى الله عزوجل.

التاسع: تصريحه أن امتناعه، صلى الله عليه وسلم، من الرجوع إلى سؤال ربه التخفيف كان عند الخامسة.

العاشر: قوله: فعلا به إلى الجبار، فقال وهو فى مكانه.

وقال عبد الحق الاشبيلى فى الجمع بين الصحيحين: زاد شريک فى حديث الاسراء زيادة مجهولة، وأتى فيه بألفاظ غير معروفة، وقد روى الاسراء جماعة من الحفاظ فلم يأت أحد منهم بما أتى شريک، وشريک ليس بالحافظ.

وقال الحافظ ابن كثير فى تفسيره 3 / 3: إن شريک بن عبد الله بن أبى نمر اضطرب فى هذا الحديث، وساء حفظه، ولم يضبطه.

وقال الحافظ أبو بكر البيهقى: فى حديث شريک زيادة تفرد بها، على مذهب من زعم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بعض دیگر حضرات نے بھی ''شریک بن ابی النمر'' کی روایت کے مختلف تفردات کا ذکر کیا ہے، اور بعض تفردات کی تاویل بھی کی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أنه، صلى الله عليه وسلم، رأى ربه عز وجل يعنى قوله: " ثم دنا الجبار رب العزة فتدلى، فكان قاب قوسين أو أدنى ."

وقول عائشة، وابن مسعود، وأبى هريرة، فى حملهم هذه الآيات على رؤية جبريل أصح، قال ابن كثير: وهذا الذى قاله البيهقى رحمه الله فى هذه المسألة هو الحق، فإن أبا ذر قال: يا رسول الله، هل رأيت ربك؟ قال، نور أنى أراه! وفى رواية "رأيت نورا "، أخرجه مسلم . (178)

وقوله (ثم دنا فتدلى) إنما هو جبريل عليه السلام، كما ثبت ذلك فى "الصحيحين " عن عائشة أم المؤمنين، وعن ابن مسعود، وكذلك هو فى صحيح مسلم عن أبى هريرة.

ولا يعرف لهم مخالف من الصحابة فى تفسير هذه الآية بها(حاشية سير اعلام النبلاء، ج٦ص ١٦٠، تحت رقم الترجمة ٧٣)

[1] قال أبو الفضل بن طاهر تعليل الحديث بتفرد شريک، ودعوى ابن حزم أن الآفة منه شيء لم يسبق إليه، فإن شريكا قبله أئمة "الجرح والتعديل "ووثقوه، وهذا الحديث رواه عنه ثقة، وهو سليمان بن بلال، وعلى تقدير تعزو بقوله "قبل أن يوحى إليه "لا يقتضى طرح حديثه، فوهم الثقة فى موضع من الحديث لا يسقط جميع الحديث، ولاسيما إذا كان الوهم لا يستلزم ارتكاب محذور، ولو ترک حديث من وهم فى موضع، لترک حديث جماعة من أئمة المسلمين، وأما مسلم، فإنه قال بعد أن ساق سنده وبعض المتن: قدم وأخر وزاد ونقص .والأولى فى أمره التزام ورود المواضع التى خالف فيها غيره، والجواب عنها إما بدفع تفرده أو بتأويلها على وفق الجماعة. ومجموع ما خالفت فيه رواية شريک غيره من المشهورين نحو اثنى عشر موضعا:

الأول: وهو أشدها، قوله: ودنا الجبار رب .العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى، وقد مر ما قاله الخطابى جوابا عن هذا الموضع، ثم قال أيضا: إن الذى وقع فى هذه الرواية من نسبة التدلى للجبار عز وجل مخالف لعامة السلف والعلماء وأهل التفسير، من تقدم منهم ومن تأخر .قال: والذى قيل فيه ثلاثة أقوال: أحدها أنه دنا جبريل من محمد –صلى الله عليه وسلم–، فتدلى أى فتقرب منه، وقيل هو على التقديم والتأخير، أى تدلى فدنا لأن التدلى سبب الدنو .الثانى: تدلى له جبريل بعد الانتصاب والارتفاع حتى رآه متدليا مرتفعا، وذلک من آيات الله حيث أقدره على أن يتدلى فى الهواء من غير اعتماد على شيء، ولا تمسک بشيء .الثالث: دنا جبريل فتدلى محمد –صلى الله عليه وسلم– ساجدا لربه تعالى، شكرا على ما أعطاه.

قال: وقد روى هذا الحديث عن أنس من غير طريق شريک، ولم تذكر فيه هذه الألفاظ الشنيعة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

گزشتہ تفصیل سے ''شریک بن ابی النمر'' کی حالت معلوم ہوگئی کہ محدثین نے ان کے حافظے کی شکایت کی ہے، اوران کی حدیثِ معراج میں کئی باتوں کے اندر تفرد کا حکم لگایا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وذلک مما یقوی الظن أنها صادرة من شریک، لکن جزمه بأن روایته مخالفة للسلف والخلف یرده ما أخرجه الأموی فی مغازیه، ومن طریق البیهقی عن ابن عباس فی قوله تعالی"ولقد رآه نزلة أخری"قال: دنا منه ربه، وهذا سنده حسن، وهو شاهد قوی لروایة شریک، ونقل القرطبی عن ابن عباس أنه قال: دنا الله سبحانه وتعالی، والمعنی دنا أمره وحکمه .وقیل: تدلی الرفرف لمحمد علیه الصلاة والسلام، حتی دنا محمد من ربه، ویأتی قریبا فی بحث الرؤیة، ان شاء الله تعالی، الکلام علی قوله"ولقد رآه"وقوله"فأوحی إلی عبده ما أوحی"وقال القاضی عیاض فی "الشفاء" اضافة الدنو والقرب إلی الله تعالی، أو من الله، لیس دنو مکان، ولا قرب زمان، وإنما هو بالنسبة إلی النبی –صلی الله علیه وسلم–، إبانة تعظیم منزلته، وتشریف رتبته، وبالنسبة إلی الله عز وجل، تأنیس لنبیه، وإکرام له .ویتأول فیه ما قالوه فی حدیث "ینزل ربنا إلی السماء "وحدیث "من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا ."وقال غیره: الدنو مجاز عن القرب المعنوی، لإظهار عظیم منزلته عند ربه تعالی، والتدلی طلب زیادة القرب، وإیضاح المعرفة، وبالنسبة إلی الله إجابة سؤاله ورفع درجته.

الثانی: وهو قریب من الأول فعلا به إلی الجبار، فقال وهو مکانه: یا رب خفف عنا .قال الخطابی: تفرد شریک بهذا اللفظ، والمکان لا یضاف إلی الله تعالی، إنما هو مکان النبی علیه الصلاة والسلام فی مقامه الأول، الذی قام فیه قبل هبوطه، وهذا هو المتعین، ولیس فی السیاق تصریح بإضافة المکان إلی الله تعالی.

الثالث: کون المعراج قبل البعثة، وقد مر الجواب عنه فی تفسیر، ویمکن الجواب عنه بأنه لعله أراد أن یقول: بعد أن أوحی إلیه، فقال: قبل أن یوحی إلیه، أو بان القبلیة هنا فی أمر مخصوص ولیست مطلقة، واحتمل أن یکون المعنی قبل أن یوحی إلیه فی شأن الإسراء والمعراج مثلا، أی أن ذلک وقع بغتة قبل أن ینذر به، ویؤیده قوله فی حدیث الزهری "فرج سقف بیتی."

الرابع: أمکنة الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام فی السموات، وقد أفصح بأنه لم یضبط منازلهم، وقد وافقه الزهری فی بعض ما ذکر، کما مر.

الخامس: کونه مناما، وقد سبق الجواب عنه.

السادس: مخالفته فی محل سدرة المنتهی، وأنها فوق السماء السابعة بما لا یعلمه إلا الله، والمشهور أنها فی السابعة أو السادسة کما مر.

السابع: مخالفته فی النهرین، وهما النیل والفرات، وأن عنصرهما فی السماء الدنیا، والمشهور فی غیر روایته أنهما فی السماء السابعة، وأنهما من تحت سدرة المنتهی.

الثامن: شق الصدر عند الإسراء، وقد وافقته روایة غیره کما مر عن مالک بن صعصعة .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ محدثین نے ''ثابت بنانی'' کو ''شریک بن ابی النمر'' سے زیادہ ''ثبت وثقہ'' قرار دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ ''إن للخير أهلا، وإن ثابتا هذا من مفاتيح الخير'' امام احمد نے فرمایا کہ ''كان ثابت يتثبت في الحديث'' [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التاسع: ذكر نهر الكوثر في السماء الدنيا، والمشهور في الحديث أنه في الجنة كما مر.

العاشر: تصريحه بان امتناعه عليه الصلاة والسلام من الرجوع إلى سؤال ربه التخفيف، كان عند الخامسة، ومقتضى رواية ثابت عن أنس أنه كان بعد التاسعة.

الحادى عشر: رجوعه بعد الخمس، والمشهور في الأحاديث أن موسى، عليه السلام، أمره بالرجوع بعد أن انتهى التخفيف إلى الخمس، فقال له: استحييت من ربى.

الثانى عشر: ذكره أنه جيء بطست من ذهب فيه تور من ذهب، وهذا يقتضى أنه غر الطست، وأنه كان داخل الطست، فإن كانت هذه الزيادة محفوظة، احتمل أن يكون أحدهما فيه ماء زمزم، والآخر هو المحشو بالإيمان، واحتمل أن يكون التور ظرف الماء وغيره .والطست لما يصب فيه عند الغسل صيانة له عن التبدد في الأرض، وجريا له على العادة في الطست، وما يوضع فيه الماء (كوثر المعانى الدرارى فى كشف خبايا صحيح البخارى للشنقيطى، ج٦ ص٣٣٥ الىٰ ٣٣٨، كتاب الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة فى الإسراء، الحديث الاول)

[1] ع: ثابت بن أسلم البنانى، أبو محمد.

أحد أئمة التابعين فى البصرة.

عن: ابن عمر، وعبد الله بن مغفل، وابن الزبير، وأنس بن مالک، وعبد الرحمن بن أبى ليلى، وعمر بن أبى سلمة المخزومى، وأبى العالية، وأبى عثمان النهدى، وطائفة.

وعنه: حميد الطويل، وسليمان بن المغيرة، ومعمر، وشعبة، وهمام، والحمادان، وسلام بن مسكين، وأبو عوانة، وجرير بن حازم، وجعفر بن سليمان، وخلائق، ومن الكبار عطاء بن أبى رباح.

وكان رأسا فى العلم، والعمل ثقة رفيعا، ولم يحسن ابن عدى بإيراده فى كامله، ولكنه اعتذر، وقال: ما وقع فى حديثه من النكرة، فإنما هو من جهة الراوى عنه؛ لأنه روى عنه جماعة ضعفاء.

روى حماد بن زيد عن أبيه قال: قال أنس بن مالک: إن للخير أهلا، وإن ثابتا هذا من مفاتيح الخير.

وقال حماد بن سلمة: كان ثابت يقول: اللهم إن كنت أعطيت أحدا أن يصلى فى قبره فأعطنى الصلاة فى قبرى.

وعن بعضهم قال: ما رأيت أعبد من ثابت البنانى.

وقال أحمد بن حنبل: كان ثابت يتثبت فى الحديث، وكان يقص، وكان قتادة يقص.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام احمد نے ایک روایت میں حضرت ثابت کو قتادہ سے بھی زیادہ ''ثبت'' قرار دیا ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال محمد بن ثابت: ذهبت ألقن أبی عند الموت فقال: دعنی فإنی فی وردی السابع، کان یقرأ ونفسه تخرج.

وروی حماد عن ثابت قال: دعوة فی السر أفضل من سبعین فی العلانیة.

وروی أبو هلال، عن غالب القطان، عن بکر بن عبد الله المزنی قال: من أراد أن ینظر إلی أعبد أهل زمانه فلینظر إلی ثابت البنانی، فما أدرکنا الذی هو أعبد منه.

وقال شعبة: کان ثابت یقرأ القرآن فی کل یوم ولیلة ویصوم الدهر.

وعن ثابت البنانی قال: ما ترکت فی الجامع سارية إلا وقد ختمت القرآن عندها وبکیت عندها.

وقال حماد بن زید: رأیت ثابتا البنانی یبکی حتی تختلف أضلاعه.

وقال جعفر بن سلیمان: بکی ثابت حتی کادت عینه تذهب، فقیل له: علاجها بأن لا تبکی، قال: وما خیرهما إذا لم تبکیا؟ وأبی أن تعالج.

وقال سلیمان بن المغیرة: رأیت ثابتا یلبس الثیاب الثمینة، والطیالسة، والعمائم.

قال ابن المدینی: لثابت نحو مائتین وخمسین حدیثا .قلت: وروایته عن ابن عمر فی صحیح مسلم، وروایته عن ابن الزبیر فی صحیح البخاری، وعن عبد الله بن مغفل فی سنن النسائی.

قال سعدویة: حدثنا مبارک بن فضالة قال: دخلت علی ثابت فی مرضه، وهو فی علو، وکان لا یزال یذکر أصحابه، فقال: یا إخوتاه لم أقدر أن أصلی البارحة کما کنت أصلی، ولم أقدر أن أصوم کما کنت أصوم، ولم أقدر أن أنزل إلی أصحابی فأذکر الله کما کنت أذکره معهم، ثم قال: اللهم إذ حبستنی عن ثلاث فلا تدعنی فی الدنیا ساعة.

وعنه قال: کابدت الصلاة عشرین سنة وتنعمت بها عشرین سنة.

مات ثابت سنة ثلاث وعشرین ومائة، وقیل: سنة سبع وعشرین ومائة، ومناقبه کثیرة (تاریخ الاسلام للذهبی، ج۳، ص ۳۸۲ الی ۳۸۴، تحت رقم الترجمة ۳۵، حرف الثاء)

لے [صح] ثابت بن أسلم [ع] البنانی.

ثقة بلا مدافعة کبیر القدر،

تناکر ابن عدی بذکره فی الکامل، وحدیثه عن ابن عمر مخرج فی صحیح مسلم.

قال ابن المدینی: له نحو من مائتین وخمسین حدیثاً.

وثقه أحمد والنسائی.

وقال ابن عدی: ما وقع فی حدیثه من النکرة فإنما هو من الراوی عنه، لانه روی عنه ضعفاء.

وروی غالب القطان، عن بکر بن عبد الله المزنی قال: من أراد أن ینظر إلی أعبد أهل زمانه فلینظر إلی ثابت البنانی، ما أدرکنا أعبد منه.

وقال شعبة: کان ثابت یقرأ القرآن فی کل یوم ولیلة، ویصوم الدهر.

وقال حماد بن زید: رأیت ثابتا یبکی حتی تختلف أضلاعه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام احمد بن حنبل نے ''ثابت بنانی'' کو ''محدث، ثقہ، مامون اور صحیح الحدیث'' قرار دیا ہے۔
اور ابو حاتم رازی نے انس بن مالک کے اصحاب میں پہلے زہری کو، پھر ثابت کو، اور پھر قتادہ کو زیادہ ''ثبت'' قرار دیا ہے۔
''ثابت بنانی'' کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی چالیس سال صحبت اٹھائی۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال جعفر بن سليمان: بكى ثابت حتى كادت عينه تذهب.
وقال سليمان بن المغيرة: رأيت ثابتا يلبس الثياب الثمينة والطيالسة والعمائم.
وقال ابن علية: مات سنة سبع وعشرين ومائة، وكذا قال يحيى القطان، وزاد: وله ست وثمانون سنة.
قلت: ما أذكر الآن ما تعلق به ابن عدى فى إيراده هذا السيد فى كامله، بلى ذكر قول يحيى القطان: عجب من أيوب يدع ثابتا لا يكتب عنه.
وقال أحمد بن حنبل: ثابت أثبت من قتادة. وكان يقص. وكان قتادة أذكر. وكان محدثا .
قلت: وثابت ثابت كاسمه، ولولا ذكر ابن عدى له ما ذكرته (ميزان الاعتدال للذهبى، ج ا ص ۳۶۲، ۳۶۳، تحت رقم الترجمة ۱۳۵۴، حرف الثاء)

[1] قال أبو طالب: سألت أحمد بن حنبل عن ثابت وقتادة، فقال: ثابت تثبت فى الحديث، وكان يقص، وقتادة كان يقص، وكان أذكر، وكان محدثا، من الثقات المأمونين، صحيح الحديث.
وقال أحمد العجلى: ثقة، رجل صالح. وقال النسائى: ثقة.
وقال أبو حاتم الرازى: أثبت أصحاب أنس بن مالك: الزهرى، ثم ثابت، ثم قتادة.
وقال ابن عدى: هو من تابعى أهل البصرة، وزهادهم، ومحدثيهم.
كتب عنه الأئمة، وأروى الناس عنه: حماد بن سلمة، وأحاديثه مستقيمة إذا روى عنه ثقة، وما وقع فى حديثه من النكرة إنما هو من الراوى عنه، فقد روى عنه جماعة مجهولون ضعفاء.
قال على بن المدينى: حدثنى عبد الرحمن – أو بهز – عن حماد بن سلمة، قال:
كنت أسمع أن القصاص لا يحفظون الحديث، فكنت أقلب الأحاديث على ثابت أجعل أنسا لابن أبى ليلى وبالعكس، أشوشها عليه، فيجىء بها على الاستواء.
حماد بن زيد: عن أبيه، قال: قال أنس: إن للخير أهلا، وإن ثابتا هذا من مفاتيح الخير.
عفان: عن حماد بن سلمة، قال: كان ثابت يقول: اللهم إن كنت أعطيت أحدا الصلاة فى قبره، فأعطنى الصلاة فى قبرى.
فيقال: إن هذه الدعوة استجيبت له، وإنه رئى بعد موته يصلى فى قبره – فيما قيل –.
قال على بن الحسين بن واقد، عن أبيه، عن ثابت: حدثنى عبد الله بن مغفل فى شأن الحديبية، وصحبت أنس بن مالك أربعين سنة ما رأيت أعبد منه! (سير اعلام النبلاء، ج۵ ص ۲۲۱، ۲۲۲، تحت رقم الترجمة ۹۱)

www.idaraghufran.org

اور بعض محققین نے ''شریک بن ابی النمر'' کی روایت میں مذکور قربت ورؤیت کے الفاظ کو درست مان کر ساتھ ہی اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ سورہ نجم میں جس قربت کا ذکر ہے، وہ اس حدیثِ معراج سے الگ قربت ہے، سورہ نجم میں جبریلِ امین کی قربت ورؤیت مراد ہے، اور ان دونوں میں خلط والتباس درست نہیں۔

صاحبِ ''مواهب اللدنية'' ابوالعباس احمد بن قسطلانی قتیبی (المتوفیٰ: 923ھ) نے مختلف دلائل سے اس فرق کو ثابت کیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ:

''سورہ نجم میں رؤیت وقربت سے مراد جبریل علیہ السلام کی رؤیت وقربت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اور قرآن کے الفاظ اس کے علاوہ کسی دوسری چیز پر دلالت نہیں کرتے، جس کے چند دلائل ہیں:

ایک جو یہ فرمایا کہ ''علمه شديد القوى'' یہ وہی جبریل ہیں، جن کی سورہ تکویر میں ''صفتِ قوة'' کو بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے جو یہ فرمایا کہ ''ذو مرة'' یعنی ''حسن الخلق'' تو یہ وہی ''كريم'' ہے، جس کا سورہ تکویر میں ذکر ہے۔

تیسرے جو یہ فرمایا کہ ''فاستوىٰ وهو بالأفق الأعلى'' جس سے آسمان کا کنارہ مراد ہے، تو یہ جبریل علیہ السلام کا استواء ہے، جہاں تک رب تعالیٰ کا استواء ہے، تو وہ عرش پر ہے۔

چوتھے جو یہ فرمایا کہ ''ثم دنا فتدلى، فكان قاب قوسين أو أدنى'' تو یہ جبریل کا ''دنو'' مراد ہے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمین پر نزول کیا تھا، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔

جہاں تک حدیثِ معراج میں ''دنو وتدلى'' کا ذکر ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آسمان پر تھے، وہاں اللہ جل جلالہٗ کا ''دنو'' مراد ہے۔

پانچویں جو یہ فرمایا کہ ''ولقد رآہ نزلة أخری ،عند سدرة المنتهٰی'' تو سدرۃُ المنتہٰی کے قریب یقینی طور پر جبریل ہی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی تفسیر بیان فرمائی، چنانچہ فرمایا کہ ''ذاک جبریل''

چھٹے اللہ تعالیٰ کے قول ''رآہ'' اور ''دنا فتدلّٰی'' اور ''فاستویٰ'' اور ''وهو بالأفق الأعلی'' میں ضمیر ایک ہی ہے، لہٰذا بغیر دلیل کے ان میں مخالفت جائز نہیں۔

ساتویں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ یہ ''دنا'' اور ''تدلی'' افقِ اعلیٰ پر تھا، جو کہ آسمان کا افق ہے، بلکہ اس سے بھی نیچے زمین کے قریب، جو کہ جبریل کا ''دنا'' اور ''تدلی'' ہے، اور رب تبارک وتعالیٰ کا ''دنو'' اور ''تدلی'' جو ''شریک'' کی حدیث میں ہے، وہ زمین کے بجائے عرش پر تھی''۔ [1]

---

[1] وقد ورد فی الصحیح عن أنس قال: (لما عرج بی جبریل إلی سدرة المنتهی .ودنا الجبار رب العزة جل جلاله فتدلی حتی کان منه قاب قوسین أو أدنی، فأوحی إلی عبده ما أوحی) الحدیث.

وهذا الدنو والتدلی المذکور فی هذا الحدیث وغیره من أحادیث المعراج غیر الدنو والتدلی المذکور فی قوله تعالی فی سورة النجم: ثم دنا فتدلی ،فکان قاب قوسین أو أدنی .وإن اتفقا فی اللفظ .فإن الصحیح أن المراد فی الآیة جبریل، لأنه الموصوف بما ذکر من أول السورة إلی قوله: ولقد رآه نزلة أخری،عند سدرة المنتهی .هکذا فسره النبی– صلی الله علیه وسلم– فی الحدیث الصحیح .

قالت عائشة– رضی الله عنها–: سألت رسول الله– صلی الله علیه وسلم– عن هذه الآیة فقال: ذاک جبریل لم أره فی صورته التی خلق علیها إلا مرتین .ولفظ القرآن لا یدل علی غیر ذلک من وجوه.

أحدها: أنه قال: علمه شدید القوی .وهذا جبریل الذی وصفه بالقوة فی سورة التکویر.

الثانی: أنه قال: ذو مرة أی حسن الخلق وهو الکریم الذی فی سورة التکویر.

الثالث: أنه قال: فاستوی وهو بالأفق الأعلی ، وهو ناحیة السماء العلیا، وهذا استواء جبریل– علیه السلام–، وأما استواء الرب جل جلاله فعلی عرشه.

الرابع: أنه قال: ثم دنا فتدلی،فکان قاب قوسین أو أدنی ،فهذا دنو جبریل وقد نزل إلی الأرض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اپنے مضمون ''صحیح بخاری کی روایات کے بارے میں چند نکات کی وضاحت'' میں صحیح بخاری کی احادیث میں راوی سے وہم صادر ہونے کی مثالوں میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''صحیح بخاری کی ''کتابُ التوحید'' ہی میں قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے جو واقعہ مروی ہے (حدیث نمبر: ۷۵۱۷) اس کے بارے میں معروف ہے کہ اس میں راوی سے بہت سے اوہام ہوئے ہیں، حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بارہ معاملات میں دوسری مشہور روایات کی مخالفت کی ہے (فتحُ الباری: ۴۸۵/۱۳) اور حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ نے ''لامعُ الدراری'' میں اس پر مزید اوہام کا اضافہ کیا ہے'' (فقہی مقالات، ج ۷ ص ۲۰۴، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعتِ اول: رجب ۱۴۴۱ھ، 2020ء)

اور بھی کئی اہلِ علم حضرات سے اس طرح کی تصریحات منقول ہیں، جن کو ہم نے اپنے دوسرے مضمون ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' میں ذکر کر دیا ہے۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ تاویل کی ضرورت بھی اس وقت پیش آتی ہے، جبکہ ''شریک''

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حيث كان رسول الله– صلى الله عليه وسلم– بها .

وأما الدنو والتدلى فى حديث المعراج فرسول الله– صلى الله عليه وسلم– كان فوق السماوات فهناك دنى الجبار جل جلاله منه وتدلى.

الخامس: أنه قال: ولقد رآه نزلة أخرى ،عند سدرة المنتهى ،والذى عند سدرة المنتهى قطعا هو جبريل، وبهذا فسره النبى– صلى الله عليه وسلم– فقال: ذاك جبريل.

السادس: أن نفس الضمير فى قوله: ولقد رآه وقوله: دنا فتدلى وقوله: فاستوى ،وقوله: وهو بالأفق الأعلى واحد، فلا يجوز أن يخالف بين المفسرين من غير دليل.

السابع: أنه سبحانه وتعالى أخبر أن هذا الذى دنا فتدلى كان بالأفق الأعلى، وهو أفق السماء، بل تحتها فدنا من الأرض فتدلى من رسول الله– صلى الله عليه وسلم–، ودنو الرب تبارک وتدليه– على ما فى حديث شريک– كان فوق العرش لا إلى الأرض (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ، ج ۲ ص ۴۸۵ الیٰ ۴۸۷، المقصد الخامس الإسراء والمعراج)

www.idaraghufran.org

کی روایت میں مذکوران الفاظ کومعتبر مانا جائے، ورنہ متعدد محدثین سے ان الفاظ کا ''غریب'' ہونا، اور ''شریک'' راوی کی طرف سے ''وہم'' ہونا پہلے باحوالہ ذکر کیا جاچکا ہے، جن کے پیشِ نظر مذکورہ تاویل وتوجیہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مگر حیرت اورافسوس ہے کہ آج ہمارے یہاں بہت سے مقررین مذکورہ چیزوں کومعراج کے عنوان سے خوب لچھے دار انداز میں بیان کرتے ہیں، اورعوام سے دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں۔

بعض مصنفین ومؤلفین نے بھی ان چیزوں کومعراج کے حوالے سے نقل کردیا ہے، جس کے بعدان کے معتقدین ومحبین ان چیزوں کے برخلاف موقف کوتسلیم کرنے کے لیے بھی آمادہ نہیں، جس کی اہم وجہ ''وجدنا آبائنا علیٰ امة'' کے مرض کا جڑ پکڑ جانا ہے۔

## معراج سے پہلے نبی ﷺ کا سینہ، حکمت وایمان سے بھرا گیا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِءٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ، ثُمَّ أَطْبَقَهُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۴۹، كتاب الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة فی الإسراء؟)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شب میرے گھر کی چھت (جس میں اس وقت میں موجود تھا) پھٹ گئی اور میں مکہ میں تھا، پھر جبریل علیہ السلام اترے اورانہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا، پھراسے زمزم کے پانی سے دھویا، پھرایک طشت سونے کا حکمت وایمان سے بھرا ہوالائے، اوراسے میرے

سینہ میں انڈیل دیا، پھر سینہ کو بند کر دیا (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتّٰى اِحْتَمَلُوْهُ، فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ، فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهٖ إِلٰى لَبَّتِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهٖ وَجَوْفِهٖ، فَغَسَلَهٗ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهٖ، حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهٗ، ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ، مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَّحِكْمَةً، فَحَشَا بِهٖ صَدْرَهٗ وَلَغَادِيْدَهٗ -يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهٖ- ثُمَّ أَطْبَقَهٗ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۷۵۱۷، كتاب التوحيد، باب قوله وكلم الله موسى تكليما)

ترجمہ: ان فرشتوں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور آپ کو اٹھا کر چاہِ زمزم کے پاس لے گئے، جبریل نے اس کام کو سنبھالا، انہوں نے آپ کے گلے سے لے کر دل کے نیچے تک سینہ کو چاک کیا اور سینہ اور پیٹ کو (خواہشات سے) خالی کیا، اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا، آپ کے پیٹ کو خوب صاف کیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جس میں سونے کا ایک برتن (طشت) ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، اس سے آپ کے سینہ اور حلق (کی سب رگوں) کو بھرا، پھر اس کو برابر کر دیا (بخاری)

اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ:

فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ إِيْمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِيْ، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۸۸۷، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

ترجمہ: پھر میرا دل نکالا، پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر میرا دل دھویا گیا، پھر اسے ایمان سے بھر دیا گیا، پھر دل کو اپنی جگہ پہنچا دیا گیا،

پھر میرے پاس براق لایا گیا (بخاری)

عبدالرحمٰن بن غنم کی روایت میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین کے نازل ہونے، اور آپ کے پیٹ کو چاک کرنے کا ذکر ہے، مگر اس کی سند میں ''ضعف'' پایا جاتا ہے۔ [1]

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو چاک کرنا اور اس کو نکال کر دھونا اور دوبارہ لگا دینا، ناممکن بات نہیں، آج کل مختلف آپریشن بھی ایسے ایجاد ہو گئے ہیں، جن میں دل کے مختلف علاج کئے جاتے ہیں، اور سینہ چاک کر کے فضلات کو دور کیا جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ عمل قادرِ مطلق کی طرف سے کیا گیا، جس کے حقیقت کے مطابق ہونے میں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

## براق پر سوار ہونا، اور براق کا شوخی کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُسَرَّجًا مُلَجَّمًا لِيَرْكَبَهُ، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى هٰذَا ؟ فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبَكَ أَحَدٌ قَطُّ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ، فَارْفَضَّ عَرَقًا (مسند أحمد، رقم الحديث ١٢٦٧٢) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معراج کی رات میں براق کو لایا گیا، جس

---

[1] أخبرنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية، عن يونس بن ميسرة، عن أبي إدريس الخولاني، عن ابن غنم، قال: " نزل جبريل عليه السلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم فشق بطنه .ثم قال جبريل: قلب وكيع فيه أذنان سميعتان وعينان بصيرتان محمد رسول الله المقفى، الحاشر، خلقك قيم، ولسانك صادق، ونفسك مطمئنة "قال أبو محمد: " وكيع يعني: شديدا "(سنن الدارمي، رقم الحديث ٥٤)

قال حسين سليم اسد الدراني: في إسناده ثلاث علل :عبد الله بن صالح ومعاوية بن يحيى ضعيفان وهو مرسل أيضا عبد الرحمن بن غنم تابعي وليس صحابيا(حاشية سنن الدارمي)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند أحمد)

کو عمدہ لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر خوبصورت زین بچھی ہوئی تھی، تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوں، تو براق کو یہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اوپر سوار ہونا) دشوار معلوم ہوا، تو براق کو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے یہ دشوار کیوں معلوم ہو رہا ہے، اللہ کی قسم! تیرے اوپر کوئی شخص (آج تک) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر سوار نہیں ہوا، پس (یہ سن کر وہ) براق پسینہ پسینہ ہو گیا (مسند احمد)

فائدہ: ''براق'' عربی کا لفظ ہے جس کے ایک معنیٰ ''بجلی'' کے ہیں، اور بجلی کی تیز رفتاری سب کو معلوم ہے، براق کیونکہ تیز ترین سواری تھی، اس لئے اس کا نام بجلی کے نام کے ساتھ رکھا گیا۔

براق دراصل اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک تیز ترین سواری ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سواری پر بہت سے نبی، نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی سوار ہوئے ہیں اور گویا کہ یہ نبیوں کی خاص سواری ہے، مگر نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شان وشوکت کے ساتھ اس کی سواری نصیب ہوئی، وہ بالکل امتیازی ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ براق پر ایک لمبی مدت سے کسی نے سواری نہیں کی تھی، اس لئے براق نے نئی چیز سمجھ کر شوخی کی اور بعض حضرات نے فرمایا کہ براق کی یہ شوخی دراصل نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اوپر سفر کرنے کی خوشی کے غلبہ کی وجہ سے تھی، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اوپر سوار ہونے سے بہت زیادہ خوشی اور فخر محسوس کر رہا تھا۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔ [1]

---

[1] (وعن أنس أن النبی -صلی الله علیه وسلم -أتی) ، أی :جیء (بالبراق لیلة أسری به) : بإضافتها علی البناء وجواز إعرابها منونا، والتقدیر أسری فیها به -صلی الله علیه وسلم -(ملجما مسرجا) ، علی بناء المفعول فیهما أی :موضوعا علیه اللجام والسرج (فاستصعب) ، أی :استعصی البراق (علیه) : ولم یمکنه من الرکوب، ویقال :استصعب علیه الأمر أی صعب، فالمعنی صعب علیه رکوبه باستعصائه (فقال له جبریل :أبمحمد تفعل هذا) ؟ ولم تفعل بغیره أو ولو فعلت بسائر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# مسجدِ اقصیٰ میں حاضری اور براق کو باندھنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَمَّا انْتَہَیْنَا إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِیْلُ بِأُصْبُعِہٖ فَخَرَقَ بِھَا الْحَجَرَ وَشَدَّ بِہِ الْبُرَاقَ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۳۷۰، کتاب التفسیر، ومن تفسیر سورۃ بنی إسرائیل) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے، تو جبریلِ امین نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے پتھر میں سوراخ کیا، اور اس سے براق کو باندھ دیا (حاکم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ، وَھُوَ دَابَّۃٌ أَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُوْنَ الْبَغْلِ، یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ مُنْتَھٰی طَرْفِہٖ، قَالَ: فَرَکِبْتُہٗ حَتّٰی أَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُہٗ بِالْحَلْقَۃِ الَّتِیْ یَرْبِطُ بِہِ الْأَنْبِیَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّیْتُ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأنبیاء (فما رکبک أحد أکرم علی اللہ منہ) برفع أکرم وفی نسخۃ صحیحۃ، قال التوربشتی: وجدنا الروایۃ فی أکرم بالنصب، فلعل التقدیر: فما رکبک أحد کان أکرم علی اللہ منہ. (قال)، أی: النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- (فارفض): بتشدید الضاد المعجمۃ أی انصب البراق (عرقا) تمییز، والمعنی سال منہ العرق حیاء لکون اهتزازہ صدر عنہ فرحا، وظن أنہ وقع استعصاء (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۹ ص ۳۸۱۹، کتاب الفضائل، باب فی المعجزات)

[1] قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ وأبو تمیلۃ والزبیر مروزیان ثقتان. وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح والزبیر مروزی ثقۃ.

www.idaraghufran.org

خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ (مسلم، رقم الحديث ۲۵۹"۱۶۲" ج ۱ ص ۱۴۵، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے (معراج کی رات میں) براق لایا گیا، جو کہ سفید اور لمبا، گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا جانور تھا، جو اپنے پاؤں حدِ نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا، یہاں تک کہ بیت المقدس آیا، پھر میں نے اس کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا، جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اور اس میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر میں نکلا، تو جبریلِ امین میرے پاس شراب کے اور دودھ کے برتن لائے، تو میں نے دودھ کو اختیار کر لیا، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا، پھر ہمیں آسمان کی طرف چڑھایا گیا (مسلم)

فائدہ: براق کے بھاگنے، یا گم ہونے کا ڈر بھی نہیں تھا، مگر اس کے باوجود براق کو باندھا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاموں میں احتیاط کرنا اور اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں جبکہ بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہو، اور اسباب کو اسباب سمجھ کر ہی اختیار کیا جائے (نشر الطیب صفحہ ۲۷ بتغیر)

براق کو اسی حلقہ میں باندھا، جس میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام باندھا کرتے تھے، لیکن اس کا سوراخ بند ہو گیا تھا، جس کو جبریلِ امین نے اشارے سے کھول دیا۔ [1]

---

[1] (وعن بريدة): بالتصغير أسلمي، أسلم قبل بدر، ولم يشهدها وبايع بيعة الرضوان .(قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: لما انتهينا إلى بيت المقدس): قد سبق ضبطه بالوجهين (قال جبريل بأصبعه)، أي: أشار بها (فخرق)، أي: جبريل (بها)، أي: بتلك الإشارة (الحجر فشد)، أي: جبريل أو النبي – صلى الله عليه وسلم – (به)، أي: بالحجر (البراق) .قال الطيبي:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور دودھ وغیرہ پیش کیے جانے کی تفصیل آگے آتی ہے۔

## بیت المقدس میں نماز پڑھنا اور انبیائے کرام کی امامت فرمانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، قَالَ: فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُصَلِّيْ، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ، جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَإِذَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ، وَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ -يَعْنِيْ نَفْسَهُ- فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٧٨ "١٧٢" كتاب الإيمان، باب ذكر المسيح ابن مريم، والمسيح الدجال)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو "حطیم" میں دیکھا اور قریش مجھ سے میرے معراج پر جانے کے بارے میں سوال کر رہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فإن قلت: كيف الجمع بين هذا وبين قوله في حديث أنس: فربطته بالحلقة التي كان يربط بها الأنبياء؟ قلت: لعل المراد من الحلقة الموضع الذي كان فيه الحلقة، وقد انسد فخرقه جبريل – عليه السلام (مرقاة المفاتيح، ج ٩ ص ٣٨١٩، كتاب الفضائل، باب في المعجزات)

تھے، تو قریش نے مجھ سے بیت المقدس کی چند ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھا جن کو میں دوسری اہم چیزوں میں مشغولیت کے باعث محفوظ نہ رکھ سکا تھا، مجھے اس کا اتنا زیادہ افسوس ہوا کہ اتنا اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا، اس کے بعد اللہ نے بیت المقدس کے درمیان پردے اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں اسے دیکھ کر جس کے بارے میں سوال کرتے وہ انہیں بتلا دیتا، اور میں نے اپنے آپ کو انبیائے کرام کی جماعت میں دیکھا، اور موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو وہ درمیانی قد کے گھنگھریالے بالوں والے آدمی تھے، گویا کہ وہ ''شنوءۃ'' (یمن کے مخصوص) لوگوں میں سے ہیں، اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جو لوگوں میں عروہ بن مسعود ثقفی (صحابی) کے زیادہ مشابہ تھے، اور ابراہیم علیہ السلام کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا، جو لوگوں میں تمہارے ساتھی، یعنی میرے مشابہ تھے، پھر نماز کا وقت ہو گیا، تو میں نے اُن کی امامت کرائی، پھر جب میں نماز سے فارغ ہو گیا، تو ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد! یہ مالک ہیں، آگ (یعنی جہنّم) کے نگران، تو آپ اُن کو سلام کیجیے، میں ان کی طرف متوجہ ہوا، تو انہوں نے فوراً ہی خود مجھے سلام کیا (مسلم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

**فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى قَامَ يُصَلِّيْ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّوْنَ أَجْمَعُوْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهٗ** (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۲۴)

ترجمہ: پھر جب (معراج کی رات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ اقصیٰ میں داخل ہوئے، تو آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، پھر مڑ کر دیکھا، تو سب نبی آپ کے ساتھ (یعنی آپ کی اقتداء میں) نماز پڑھ رہے تھے (مسند احمد)

بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو ضعیف، جبکہ بعض نے حسن قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے بھی آتا ہے۔

تاہم مذکور مضمون کی دوسری احادیث سے تائید ہوتی ہے، اس لیے اس حد تک اس مضمون کو حسن قرار دینے میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔ [1]

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا، فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ :اَنْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ .فَقَالَ :أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ، ثُمَّ قَالَ :اَنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ :أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ : اَنْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ .فَقَالَ :أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، قابوس مختلف فيه، وقد تقدمت ترجمته قريباً، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين، وصحح ابن كثير إسناده في "التفسير 5/26! "قلنا: ولجُله شواهد.

والحديث أورده السيوطي في "الدر المنثور 5/214 "وزاد نسبته إلى ابن مردويه وأبي نعيم في "الدلائل "والضياء في "المختارة "وصحح إسناده!

وقد ورد في معنى هذا الحديث أحاديث عن أنس وغيره من الصحابة انظرها في "الدر المنثور5/185-213 "، و"فتح الباري.7/208-209 "(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد، وفيه قابوس وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۱۳۱)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:

قلت: قابوس هو ابن أبي ظبيان حصين بن جندب وهو مختلف فيه، وثقه يعقوب بن سفيان وغيره، وضعفه أبو حاتم وغيره، والباقون ثقات(انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج٦ص ۴۳۸۷، تحت رقم الحديث ۳۱۱۲، حرف اللام)

بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ .ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ,فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَمَمْتُهُمْ، ثُمَّ صُعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا (سنن النسائی،رقم الحدیث ۴۵۰، کتاب الصلاۃ، باب فرض الصلاۃ وذکر اختلاف الناقلین، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، ج۶۵ ص ۲۸۱ وص ۲۸۲، تحت ترجمۃ" یزید بن عبد الرحمن بن أبی مالک ھانئ الھمدانی ")

ترجمہ: (معراج کی رات میں) میرے پاس ایک جانور (براق) لایا گیا جو کہ گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کے قدم حدِ نظر پر پڑتے تھے، تو میں اس پر سوار ہوگیا، اور میرے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی تھے، پھر میں چلا تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ یہاں اتر کر (نفل) نماز پڑھ لیجئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز پڑھی؟ آپ نے طَیبہ (یعنی مدینہ طیبہ) میں نماز پڑھی ہے، جہاں آپ (بعد میں) ہجرت فرمائیں گے، پھر (ایک مقام پر پہنچ کر) جبریلِ امین نے کہا (یہاں بھی) اتر کر نماز پڑھیے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طُورِ سینا میں اس جگہ نماز پڑھی، جہاں اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا، پھر (ایک مقام پر پہنچ کر) جبریلِ امین نے کہا (یہاں بھی) اتر کر نماز پڑھئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے دراصل بیتِ لحم میں نماز پڑھی، جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، پھر میں بیتُ المقدس میں داخل ہوا، پھر میرے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا، پھر مجھے جبریل نے آگے کیا، یہاں تک کہ میں نے انبیائے کرام کی امامت کرائی،

پھر مجھے آسمانِ دنیا کی طرف لے جایا گیا (نسائی، تاریخ دمشق)

اس حدیث کی سند کے بارے میں کلام آگے ''طیبہ، طورِ سینا اور بیتِ لحم میں نماز پڑھنا'' کے ضمن میں آتا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ ثُمَّ صُعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۳۴۱، ما أسند سعيد بن عبد العزيز التنوخی)

ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پھر میرے لیے انبیائے کرام کو جمع کیا گیا، تو میں نے ان کو نماز پڑھائی، پھر مجھے آسمانِ دنیا پر لے جایا گیا (طبرانی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ بِالنَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ إِمَامًا، ثُمَّ عُرِجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا (تفسير الطبری، ج ۱۷ ص ۳۳۲، تحت آية ۱ من سورة الاسراء)

ترجمہ: پھر میں اُس براق پر سوار ہوگیا، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس تک پہنچ گئے، پھر میں نے بیت المقدس میں نبیوں اور رسولوں کو امامت کر کے نماز پڑھائی، پھر مجھے آسمانِ دنیا پر لے جایا گیا (طبری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ أُسْرِيَ بِهٖ إِلَيْهِ فِيْهَا، بُعِثَ لَهٗ آدَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ دُوْنَهٗ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَمَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شرح مشكل الآثار للطحاوی، رقم الحديث ۵۰۰۹، باب بيان مشكل ما

اختلف أهل العلم فی کیفیة الشهادات فی الحقوق عند الحکام بما روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذلک،تفسیر طبری، ج۱۷ ص ۳۳۶، تحت آیة ۱ من سورة الاسراء؛ تهذیب الآثار للطبری رقم الحدیث۷۵۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس میں تشریف لائے، اس رات جبکہ آپ کو اُس کی طرف سیر کرائی گئی تھی، تو حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن سے نیچے کے انبیاء علیہم السلام کو آپ کے لیے بھیجا گیا، اور ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی (طحاوی)

اس طرح کا مضمون حضرت امِ ہانی رضی اللہ عنہا کی ایک لمبی حدیث میں بھی آیا ہے، مگر اس کی سند معتبر ثابت نہیں ہوئی، جس کا ذکر آگے خاتمہ میں ''معراج سے متعلق امِ ھانی کی پہلی روایت'' میں آتا ہے۔

نیز اس طرح کا مضمون عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی سند سے مروی ایک لمبی روایت میں بھی آیا ہے، جس کا ذکر آگے خاتمہ میں ''معراج سے متعلق ابنِ ابی لیلیٰ کی ایک روایت'' کے ذیل میں آتا ہے۔

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ مَضَيْنَا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَرَبَطْتُ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِیْ يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، وَنُشِرَتْ لِیَ الْأَنْبِيَاءُ مَنْ سَمَّى اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُسَمِّ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ إِلَّا أُولِی الْبَقَرِ عِيْسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ (المعجم الکبیر للطبرانی، للطبرانی، رقم الحدیث ۹۹۷۶، ج۱۰ ص ۶۹، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۵۰۳۶، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۸۷۹۳، مسند البزار، رقم الحدیث ۱۵۶۸، حلیة الاولیاء ج۴ص ۲۳۴، شرح مشکل الآثار،رقم الحدیث ۵۰۰۸)

ترجمہ: پھر ہم بیت المقدس کی طرف گئے، اور میں نے براق کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا، جس کے ساتھ انبیائے کرام باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجدِ اقصیٰ میں داخل ہوا، اور میرے لیے اُن سب انبیاء کو جمع کیا گیا، جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نام ذکر فرمایا ہے، اور جن کا نام ذکر نہیں فرمایا، پھر میں نے اُن کو نماز پڑھائی، سوائے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام کے (طبرانی، ابویعلیٰ، حاکم)

اس حدیث میں جو ان تین نبیوں کا استثناء مذکور ہے، وہ دوسری صحیح وکثیر احادیث کے خلاف ہے، اکثر احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب نبیوں کی امامت کرنا مذکور ہے، اور بعض احادیث میں حضرت موسیٰ، عیسیٰ وابراہیم علیہم السلام کی امامت کی بھی صراحت ہے۔

اسی لیے اس حدیث کو محدثین نے سند کے لحاظ سے کمزور قرار دیا ہے۔ [1]

اس لئے راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے نبیوں کے ساتھ ساتھ ان تین

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث تفرد به أبو حمزة ميمون الأعور، وقد اختلفت أقاويل أئمتنا فيه وقد أتى بزيادات لم يخرجها الشيخان رضى الله عنهما فى ذكر المعراج.

وقال العقيلى:

وهذا الحديث يروى من غير هذا الوجه بإسناد جيد (الضعفاء الكبير للعقيلى، ج۴ص۱۸۷، رقم الترجمة ۱۷۶۴، تحت ترجمة "ميمون ابوحمزة القصاب كوفى")

قال حسين سليم اسد الدارنى:

إسناده ضعيف، أبوحمزة هو الأعور القصاب وهو ضعيف، وأخرجه البزار فى كشف الأستار ۱/۴۸، برقم (۵۹) من طريق محمد بن معمر، حدثنا روح بن أسلم، حدثنا حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وقال البزار: لانعلم أحدا رواه بهذا اللفظ إلا حماد بن سلمة، بهذا الإسناد.

وذكره الهيثمى فى "مجمع الزوائد" ۱/۷۴، وقال: رواه البزار، وأبو يعلى، والطبرانى فى الكبير، ورجاله رجال الصحيح.

نقول: أبوحمزة ميمون ليس من رجال الصحيح، وقد وهم الحافظ الهيثمى فظنه أبا حمزة السكرى، والله اعلم.

وقد تقدم حديث أنس عن الإسراء برقم (۳۴۹۹) وأطرافه، وقد استوفينا تخريجه عن أنس بن مالك بن صعصعة عند ابن حبان برقم(۴۸) وعن أنس، عن أبى ذر، وقد تقدم فى المسند برقم(۳۶۱۶)(حاشية مسند ابى يعلىٰ، ج۸ص۴۵۱، تحت رقم الحديث ۵۰۳۶، مطبوعة: دار المامون للتراث، بروت. دمشق، الطبعة الاولىٰ: 1986ء)

www.idaraghufran.org

نبیوں کی امامت بھی فرمائی تھی۔ [1]

[1] اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لیے ارشاد فرمائی کہ ان نبیوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیت المقدس کے باہر ملاقات ہو چکی تھی، اور وہ امامت کے وقت بیت المقدس سے باہر تھے۔
اس لئے ممکن ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ احادیث نہ پہنچ سکی ہوں (اگر اُن کو یہ احادیث پہنچ جاتیں، تو یقیناً وہ بھی اس کا ذکر فرماتے) اور اللہ تعالیٰ کے لیے آناً فاناً ایک جگہ سے دوسری جگہ نبیوں کو منتقل کرنا کوئی بعید نہیں، خاص طور پر جبکہ معراج کی رات کے واقعات ہی سب کے سب غیر عادی اور معجزانہ ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اس چھوٹی سی بات کو تسلیم کر لینے میں کیا مانع ہیں؟
اور ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ اس حدیث کا یہ استثناء دوسری صحیح و کثیر احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں، اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس استثناء کی نسبت محلِ نظر ہے۔
اور اوپر امام حاکم وغیرہ کی رائے گزر چکی ہے۔ محمد رضوان۔

**قال أبو جعفر: ففي هذا الحديث لقاؤه صلى الله عليه وسلم كان للثلاثة المستثنين من الأنبياء الذين أمهم في الحديث الأول، وهم هؤلاء الثلاثة المسمون في حديثه هذا، فاحتمل أن يكون الاستثناء الذي في حديثه الأول كان لذلك، وأن يكون ذلك الاستثناء من ابن مسعود لما وقف من لقاء رسول الله صلى الله عليه وسلم إياهم دون بيت المقدس، فأخرجهم بذلك من أن يكونوا صلوا معه في بيت المقدس لا أنه سمع ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم، وكان ما روى أنس وأبو هريرة فيه إثبات إمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلتئذ هناك جميع الأنبياء فيهم هؤلاء الثلاثة، إذ كان قد يجوز أن يكون هؤلاء الثلاثة بعد مروره بهم في طريقه إلى بيت المقدس لحقوا به إلى بيت المقدس فأمهم مع من أمه من أنبياء الله صلوات الله عليهم سواهم، وقد روى عن أنس بن مالك أيضا في ذلك ما يدل على هذا المعنى (شرح مشكل الآثار للطحاوي، ج ۱۲ ص ۵۴۱، ۵۴۲، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في إمامته في الليلة التي أسري به فيها إلى بيت المقدس، هل كانت لكل الأنبياء صلوات الله عليهم، أو لبعضهم دون بعض؟)**
**(فحانت الصلاة) أي :دخل وقتها، ولعل المراد بها صلاة التحية، أو يراد بها صلاة المعراج على الخصوصية (فأممتهم) ، أي صرت لهم إماما وكنت لهم إماما .في شرح مسلم للنووي :قال القاضي عياض، فإن قيل :كيف رأى موسى عليه السلام يصلي وأم -صلى الله عليه وسلم -الأنبياء في بيت المقدس، ووجدهم على مراتبهم في السماوات؟ فالجواب :يحتمل أنه -صلى الله عليه وسلم -رآهم وصلى بهم في بيت المقدس، ثم صعدوا إلى السماء ، فوجدهم فيها، وأن يكون اجتماعهم وصلاته معهم بعد انصرافه ورجوعه عن سدرة المنتهى اهـ.**
**والأظهر أنه لا منع من الجمع حيث لا يخالفه العقل والسمع، مع أن الأمور الخارقة للعادة عن الكيفية العقلية خارجة، فقد روى أنه قيل للسيد عبد القادر -رحمه الله :-إن قضيب البان ما يصلي، فقال :لا تقولوا فإن رأسه دائما على باب الكعبة ساجد، وتشكله بصوره المتعددة في الأماكن المختلفة معروف عند طبقة الصوفية، فكأن الأنبياء عليهم السلام كانوا يصلون في**

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں نماز پڑھ لیتے، تو تمہارے اوپر اس میں نماز پڑھنا فرض ہو جاتا۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قبورهم، ويستزيدون في سرورهم بنورهم وظهورهم، فلما تبين لهم إسراء سيد الأنبياء إلى جهة السماء استقبلوه، واجتمعوا معه في بيت المقدس الذي هو مقر الأصفياء، واقتدوا بالإمام الحي الذي هو أفضل رجال الطي، ثم تقدموا بطريق المشايعة وآداب المتابعة إلى السماوات، وتوقف كل فيما أعطاه الله تعالى من المقامات، فمر عليهم وخص كلا بالسلام عليه وهم أظهر، والترحيب والتعظيم لديه مع سائر الملائكة المقربين وحملة العرش والكروبيين إلى أن تجاوز عن سدرة المنتهى (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۹ ص ۳۷۷۴، كتاب الفضائل، باب في المعراج)

[1] مندرجہ ذیل روایت میں جس طرح بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نفی کا ذکر ہے، اسی طرح ''براق'' کو باندھنے سے بچنے کے لیے، باندھنے کو بھی قابلِ تعجب قرار دیا گیا ہے۔

لیکن چونکہ صحیح مرفوع احادیث میں جس طرح بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، اسی طرح ''براق'' کو باندھنے کا بھی ذکر ملتا ہے، اور اس کی حکمت پہلے گزر چکی ہے۔

اس لیے مندرجہ ذیل روایت کے مقابلہ میں ان صحیح احادیث کو ہی ترجیح حاصل ہوگی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

عن زر بن حبيش قال: أتيت على حذيفة بن اليمان وهو يحدث عن ليلة أسرى بمحمد صلى الله عليه وسلم وهو يقول: " فانطلقت - أو انطلقنا حتى أتينا على بيت المقدس "، فلم يدخلاه، قال: قلت: بل دخله رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلتئذ وصلى فيه، قال: ما اسمك يا أصلع؟ فإني أعرف وجهك، ولا أدري ما اسمك قال: قلت: أنا زر بن حبيش، قال: فما علمك بأن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى فيه ليلتئذ؟ قال: قلت: القرآن يخبرني بذلك، قال: من تكلم بالقرآن فلح، اقرأ، قال: فقرأت: "سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام" قال: فلم أجده صلى فيه، قال: يا أصلع، هل تجد صلى فيه؟ قال: قلت: لا، قال: والله ما صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلتئذ، لو صلى فيه لكتب عليكم صلاة فيه، كما كتب عليكم صلاة في البيت العتيق، والله ما زايلا البراق حتى فتحت لهما أبواب السماء، فرأيا الجنة والنار، ووعد الآخرة أجمع، ثم عادا عودهما على بدئهما، قال: ثم ضحك حتى رأيت نواجذه، قال: ويحدثون أنه ربطه أليفر منه؟، وإنما سخره له عالم الغيب والشهادة، قال: قلت: أبا عبد الله، أي دابة البراق؟ قال: دابة أبيض طويل هكذا خطوه مد البصر (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۳۲۸۵)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده حسن من أجل عاصم –وهو ابن بهدلة– وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين .أبو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تو کئی احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیتُ المقدس میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے، اس لیے بیتُ المقدس میں نماز پڑھنے کی نفی کا حکم لگانا، راجح معلوم نہیں ہوتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النضر: هو هاشم بن القاسم، وشيبان: هو ابن عبد الرحمن النحوى.
وأخرجه مختصراً البزار فى "مسنده (2915) "من طريق أبى أحمد محمد بن عبد الله بن الزبير الزبيرى، عن شيبان بن عبد الرحمن، بهذا الإسناد.
وأخرجه تاماً ومختصراً الحميدى (448)، والترمذى (3147)من طريق مسعر ابن كدام، وابن حبان (45)من طريق حماد بن زيدٍ، والحاكم 2/359من طريق أبى بكر بن عياش، ثلاثتهم عن عاصم، به.
وسيأتى مختصراً برقم (23320)من طريق سفيان، وبرقم (23332)و (23333)و (23343)من طريق حماد بن سلمة، كلاهما عن عاصم بن بهدلة.
وفى الباب عن أنس بن مالك عند مسلم وسلف برقم (12505)وفيه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما جاء بيت المقدس ربط الدابة بالحلقة التى يربط فيها الأنبياء، ثم صلَّى فيه ركعتين.
وعن أبى هريرة عند مسلم (172)أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى بالأنبياء.
قال الإمام الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار :12/544 "وكان ما رويناه عن ابن مسعود، وأنس، وأبى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من إثباتِ صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم هناك أولى من نفى حذيفة أن يكون صلَّى هناك، لأن إثبات الأشياء أولى من نفيها، ولأن الذى قاله حذيفة: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان صلى هناك، لوجب على أمته أن يأتوا ذلك المكان، ويصلوا فيه كما فعل صلى الله عليه وسلم فإن ذلك مما لا حجة لحذيفة فيه، إذ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كان يأتى مواضع، ويصلى فيها، لم يكتب علينا إتيانها، ولا الصلواتُ فيها.
وبنحوه قال الإمام البيهقى فى "دلائل النبوة .2/365 "
قال السندى: قوله:" فلم يدخلاه "هذا من كلام حذيفة أى: هو صلى الله عليه وسلم وجبريل.
"فلج "أى: غلب بالحجة".ووعد الآخرة "أى: موعود الآخرة.
"أنه ربطه "أى: البراق".أليفر منه؟! "بكسر اللام ونصب المضارع، أى: أكان، لك الربط لخوف أن يفرَّ منه (حاشية مسند احمد)

[1] قال أبو جعفر: وكان ما رويناه عن ابن مسعود وأنس وأبى هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من إثبات صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم هناك أولى من نفى حذيفة أن يكون صلى هناك؛ لأن إثبات الأشياء أولى من نفيها؛ ولأن الذى قاله حذيفة: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان صلى هناك لوجب على أمته أن يأتوا ذلك المكان، ويصلوا فيه، كما فعل صلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بیت المقدس میں نماز پڑھنے کو ثابت ماننے سے وہاں نماز پڑھنے کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی، البتہ بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الله عليه وسلم، فإن ذلک مما لا حجة لحذيفة فيه، إذ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كان يأتى مواضع ويصلى فيها، لم يكتب علينا إتيانها، ولا الصلوات فيها، بل قد نهى عمر بن الخطاب عن تتبع تلک المواضع والصلوات فيها (شرح مشكل الآثار للطحاوى، ج ۱۲ ص ۵۴۳، تحت رقم الحديث ۵۰۱۴، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى إمامته فى الليلة التى أسرى به فيها إلى بيت المقدس، هل كانت لكل الأنبياء صلوات الله عليهم، أو لبعضهم دون بعض؟)

واعلم أن فى حديث حذيفة هذا عبرة بالغة وهى أن الصحابى قد يقول برأيه ما يخالف الواقع المروى عند غيره من أجل ذلک كان من المتفق عليه بين العلماء: أن المثبت مقدم على النافى ومن حفظ حجة على من لم يحفظ فنفى حذيفة رضى الله عنه لصلاته صلى الله عليه وسلم فى بيت المقدس وربط البراق بالحلقة مما لا قيمة له مع إثبات غير ما واحد من الصحابة لذلک وهو عمدة زر رحمه الله فى معارضة حذيفة فيما نفاه ولهذا قال ابن كثير:

"وهذا الذى قاله حذيفة رضى الله عنه وما أثبته غيره عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من ربط الدابة بالحلقة ومن الصلاة ببيت المقدس – مما سبق وما سيأتى – مقدم على قوله "(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها للالبانى، ص ۶۴، حديث حذيفة بن اليمان)

[1] وأنكر حذيفة أيضا فى هذا الحديث أنه صلى الله عليه وسلم صلى فى بيت المقدس واحتج بأنه لو صلى فيه لكتب عليكم الصلاة فيه كما كتب عليكم الصلاة فى البيت العتيق والجواب عنه منع التلازم فى الصلاة إن كان أراد بقوله كتب عليكم الفرض وإن أراد التشريع فنلتزمه وقد شرع النبى صلى الله عليه وسلم الصلاة فى بيت المقدس فقرنه بالمسجد الحرام ومسجده فى شد الرحال وذكر فضيلة الصلاة فيه فى غير ما حديث وفى حديث أبى سعيد عند البيهقى حتى أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتى بالحلقة التى كانت الأنبياء تربط بها وفيه فدخلت أنا وجبريل بيت المقدس فصلى كل واحد منا ركعتين وفى رواية أبى عبيدة بن عبد الله بن مسعود عن أبيه نحوه وزاد ثم دخلت المسجد فعرفت النبيين من بين قائم وراكع وساجد ثم أقيمت الصلاة فأممتهم وفى رواية يزيد بن أبى مالک عن أنس عند بن أبى حاتم فلم ألبث إلا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير ثم أذن مؤذن فأقيمت الصلاة فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فأخذ بيدى جبريل فقدمنى فصليت بهم وفى حديث بن مسعود عند مسلم وحانت الصلاة فأممتهم وفى حديث بن عباس عند أحمد فلما أتى النبى صلى الله عليه وسلم المسجد الأقصى قام يصلى فإذا النبيون أجمعون يصلون معه وفى حديث عمر عند أحمد أيضا أنه لما دخل بيت المقدس قال أصلى حيث صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدم إلى القبلة فصلى وقد تقدم شيء من ذلک فى الباب الذى قبله (فتح البارى لابنِ حجر، ج۷ص ۲۰۸، ۲۰۹، كتاب مناقب الانصار، قوله باب المعراج)

www.idaraghufran.org

اکثر احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں نماز میں امامت کا واقعہ آسمان پر تشریف لے جانے سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ [1]

جہاں تک بیت المقدس میں نماز کی فضیلت کا تعلق ہے، تو مندرجہ ذیل احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ، وَأَلَّا يَأْتِيَ هٰذَا

---

[1] قال القاضی عیاض: یحتمل أن یکون– صلی اللہ علیہ وسلم– صلی بالأنبیاء جمیعا فی بیت المقدس، ثم صعد منهم من ذکر أنه– صلی اللہ علیہ وسلم– رآهم فی السماوات، ویحتمل أن یکون صلی بهم بعد أن هبط من السماء، فهبطوا أیضا، والأظهر أن صلاته بهم فی بیت المقدس کان قبل العروج .انتهی .

وقال ابن کثیر: صلی بهم ببیت المقدس قبل العروج وبعده، فإن فی الحدیث ما یدل علی ذلک، ولا مانع منه، انتهی (المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة ، ج۲، ص ۴۵۹،المقصد الخامس الإسراء والمعراج)

"قال القاضی عیاض :یحتمل أن یکون -صلی الله علیه وسلم -صلی بالأنبیاء جمیعًا فی بیت المقدس قبل العروج.

قال الشامی :وهو الذی تظافرت به الروایات، واستظهره الحافظ "ثم صعد منهم إلی السماء من ذکر أنه علیه السلام رآه فی السموات "آدم، فیحیی وعیسی، فیوسف، فإدریس، فهارون فموسی فإبراهیم، "ویحتمل أن یکون صلی بهم بعد أن هبط من السماء فهبطوا أیضًا"للصلاة معه.

قال الشامی :وصححه ابن کثیر، وقوله :والأظهر أن صلاته بهم ببیت المقدس کان قبل العروج، انتهی "ظاهره أنه من کلام عیاض، ولیس کذلک.

إنما هو للحافظ، ذکره فی فتح الباری بعد کلام عیاض، وکذا عزاه له تلمیذه النعمانی، ثم الشامی، ثم الغیطی".

وقال ابن کثیر :صلی بهم ببیت المقدس قبل العروج وبعده، فإن فی الحدیث ما یدل علی ذلک، ولا مانع منه، انتهی"، وهذا منابذ لنقله عن ابن کثیر نفسه، ومن قوله :الظاهر أنه بعد رجوعه إلی ما یأتی بعد أسطر، وقد نسب النعمانی ما هنا لنفسه، وتبعه الشامی فعزا له (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، المجلد الثامن، صفحه ۱۱۳، ۱۱۴، المقصد الخامس :فی تخصیصه علیه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء)

www.idaraghufran.org

الْمَسْجِدَ أَحَدٌ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيْهِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا اِثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا وَأَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّالِثَةَ (سنن ابن ماجه،رقم الحديث ۱۴۰۸ ،ابواب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی الصلاة فی مسجد بيت المقدس،صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۶۳۳ ) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے اللہ سے تین چیزوں کا سوال کیا، ایک تو ایسے فیصلے کا جو اللہ کے فیصلہ (اور حکم) کے مطابق ہو، اور دوسرے ایسی بادشاہت کا جو اِن کے بعد کسی کو حاصل نہ ہو، اور تیسرے یہ کہ اس مسجد (یعنی بیت المقدس) میں جو بھی صرف نماز کے ارادے سے آئے، تو وہ اس مسجد سے اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر نکلے، جس طرح پیدائش کے دن تھا۔

نبی نے فرمایا کہ (پہلی) دو چیزیں تو ان کو مل گئیں، اور مجھے امید ہے کہ تیسری (یعنی بیت المقدس میں نماز کی مذکورہ فضیلت) بھی مل جائے (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

تَذَاكَرْنَا وَنَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ: مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ مَسْجِدُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ فِيْهِ، وَلَنِعْمَ الْمُصَلّٰى،

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابن حبان)
و قال ايضاً: حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف أيوب بن سويد الرّملي، ولكنه متابع .عبد الله بن الدّيلمي :هو ابن فيروز . وأخرجه النسائي 34 /2من طريق ربيعة بن يزيد، عن أبي إدريس الخولاني، عن ابن الديلمي، به وهو في "مسند أحمد "(6644) و"صحيح ابن حبان "(1633) من طريق ربيعة ابن يزيد، عن ابن الديلمي، به .وهذا لا يضر ولا يُعَلّ به الحديث، ويكون ربيعة سمعه من الاثنين، فالإسناد صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

وَلَيُوشِكَنَّ أَنْ لَّا يَكُوْنَ لِلرَّجُلِ مِثْلُ شَطَنِ فَرَسِهٖ مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ يَرٰى مِنْهُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ خَيْرٌ لَّهُ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا، أَوْ قَالَ: خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۵۵۳، کتاب الفتن والملاحم، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۸۳) [1]

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) اور بیتُ المقدس کی مسجد میں سے کون سی مسجد افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں نماز پڑھنا، بیتُ المقدس کی مسجد میں چار نمازوں سے افضل ہے، اور وہ (یعنی بیتُ المقدس) بہت ہی عمدہ نماز کی جگہ ہے، اور قریب ہے کہ (ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ) آدمی کے پاس اپنے گھوڑے کی رسی کے برابر بھی زمین کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، جہاں سے بیتُ المقدس دیکھا جاسکے، وہ (یعنی وہ حصہ جہاں سے بیتُ المقدس کو دیکھا جاسکے) تمام دنیا سے بہتر ہوگا، یا یہ فرمایا کہ دنیا و ما فیھا سے بہتر ہوگا (حاکم، طبرانی)

اس طرح کا مضمون ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد، ولم یخرجاہ.
و قال الذھبی فی التلخیص: صحیح.
و قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۵۸۷۴)
و قال الالبانی:
قال الحاکم عقبہ " :صحیح الإسناد ."ووافقہ الذھبی.
وھو کما قالا .وقال الھیثمی فی "المجمع "( 7/4 ) " : رواہ الطبرانی فی "الأوسط "، ورجالہ رجال الصحیح (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۹۰۲)

[2] حدثنا أحمد بن المعلی الدمشقی، ثنا ھشام بن عمار، ثنا الولید بن مسلم، ثنا سعید بن بشیر، (عن قتادۃ) ، عن عبد اللہ بن الصامت، عن أبی ذر، قال :قلت :یا رسول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیتُ المقدس میں ایک نماز کا ثواب، مسجدِ نبوی کے چوتھائی ثواب کے برابر ہے، اور صحیح احادیث کی رُو سے مسجدِ نبوی میں ایک نماز کا ثواب، ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، تو اس کے چوتھائی کے حساب سے بیت المقدس میں ایک نماز کا ثواب اڑھائی سو (250) نمازوں کے برابر ہوا۔

مگر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں بیت المقدس کی ایک نماز کا ثواب، پانچ سو (500) نمازوں کے برابر بتایا گیا ہے، اور یہ ثواب مسجدِ نبوی کے مقابلہ میں چوتھائی کے بجائے ''نصف'' یعنی آدھا بنتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّمَ: فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عَلٰى غَيْرِهٖ مِئَةَ أَلْفِ صَلَاةٍ وَفِيْ مَسْجِدِيْ أَلْفُ صَلَاةٍ وَفِيْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدَسِ خَمْسَمِئَةِ صَلَاةٍ (مسند البزار، رقم الحديث ۴۱۴۲، حديث أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب،

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله الصلاة في مسجدك هذا أفضل من صلاة في بيت المقدس؟ فقال: صلاة في مسجدي هذا أفضل من أربع صلوات فيه، ولنعم المصلى، هي أرض المحشر والمنشر (مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۲۷۱۴)

قال المنذري:

وعن أبي ذر رضي الله عنه أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة في بيت المقدس أفضل أو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلاة في مسجدي هذا أفضل من أربع صلوات فيه ولنعم المصلى هو أرض المحشر والمنشر وليأتين على الناس زمان ولقيد سوط أو قال قوس الرجل حيث يرى منه بيت المقدس خير له أو أحب إليه من الدنيا جميعا.

رواه البيهقي بإسناد لا بأس به وفي متنه غرابة (الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، للمنذري، رقم الحديث ۱۸۴۰، كتاب الحج، الترغيب في الصلاة في المسجد الحرام ومسجد المدينة وبيت المقدس وقباء)

www.idaraghufran.org

دوسری مسجدوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اور میری مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں ایک نماز کا ثواب، ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، اور بیتُ المقدس کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب، پانچ سو نمازوں کے برابر ہے (بزار)

امام بزار اور ابنِ عدی نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن قرار دیا ہے۔ [1]

جبکہ بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجه من الوجوه بهذا اللفظ الا من هذا الوجه بهذا الاسناد، واسناده حسن(مسند البزار، تحت رقم الحديث ۴۱۴۲)

حدثنا محمد بن هارون بن حميد، حدثنا محمد بن يزيد الأدمي، حدثنا سعيد بن سالم القداح عن سعيد بن بشير عن إسماعيل بن عبيد الله عن أم الدرداء ، عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :فضل الصلاة في المسجد الحرام على غيره مئة ألف صلاة وفي مسجدي ألف صلاة وفي مسجد بيت المقدس خمسمئة صلاة.....

قال الشيخ :ولسعيد بن سالم له غير ما ذكرت من الحديث، وهو حسن الحديث وأحاديثه مستقيمة ورأيت الشافعي كثير الرواية عنه كتب عنه بمكة، عن ابن جريج والقاسم بن معن وغيرهما، وهو عندي صدوق لا بأس به مقبول الحديث(الكامل في ضعفاء الرجال، ج۴، ص۴۵۳، ۴۵۴، تحت ترجمة"سعيد بن سالم القداح" رقم الترجمة ۸۲۳)

[2] الصلاة في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة، والصلاة في مسجدي بألف صلاة، والصلاة في بيت المقدس بخمسمائة صلاة"قال الحافظ :وروى البزار والطبراني من حديث أبي الدرداء رفعه: فذكره، قال البزار :إسناده حسن"

ضعيف.

أخرجه البزار (كشف 422) والطحاوي في "المشكل "(609) وابن عدي ( 1234 /3) وابن عبد البر في "التمهيد "(30 /6) من طريق سعيد بن سالم القداح ثنا سعيد بن بشير عن إسماعيل بن عبيد الله عن أم الدرداء عن أبي الدرداء مرفوعاً "فضل الصلاة في المسجد الحرام على غيره مائة ألف صلاة، وفي مسجدي ألف صلاة، وفي مسجد بيت المقدس خمسمائة صلاة" قال البزار: لا نعلمه يُروى بهذا اللفظ مرفوعاً إلا بهذا الإسناد" وقال الهيثمي :رواه الطبراني في "الكبير" ورجاله ثقات وفي بعضهم كلام وهو حديث حسن "المجمع 7 /4 قلت :سعيد بن بشير ضعفه أحمد وابن معين وابن المديني وأبو مسهر وأبو داود والنسائي وابن حبان وابن نمير والدارقطني وغيرهم، وقواه بعضهم. وتابعه سعيد بن عبد العزيز الدمشقي عن إسماعيل بن عبيد الله بن أبي المهاجر الدمشقي به، لكنه قال "وصلاة في بيت المقدس أفضل من ألف صلاة فيما سواه" ولم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس طرح کا مضمون حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

## طیبہ، طورِ سینا اور بیتِ لحم میں نماز پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ اَنْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۴۵۰، کتاب الصلاۃ، باب فرض الصلاۃ، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، ج۶۵ ص ۲۸۲، تحت ترجمۃ "یزید بن عبد الرحمن بن أبی مالک هانئ الهمدانی")

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یذکر الصلاۃ فی المسجد النبوی. أخرجه الفاکهی فی "أخبار مکة "(1186) عن محمد بن أبی مقاتل البلخی ثنا المسیب بن واضح ثنا سلیم بن مسلم المکی عن سعید به. وإسناده ضعیف لضعف المسیب وسلیم(أنیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۵، ص ۳۴۸۱، تحت رقم الحدیث ۲۳۷۰، حرف الصاد)

[1] یحیی بن أبی حیة أبو جناب الکلبی کوفی واسم أبی حیة حی.....حدثنا عمرو بن حفص بن عمر بن الخیار وأحمد بن علی، قالا :حدثنا عبد الله بن أحمد بن أبی میسرة، حدثنی أبی، حدثنی یحیی بن أبی حیة عن عثمان بن الأسود عن مجاهد عن جابر، قال :قال النبی صلی الله علیه وسلم الصلاة فی المسجد الحرام مئة ألف صلاة والصلاة فی مسجدی ألف صلاة والصلاة فی مسجد بیت المقدس خمسمئة صلاة.....وأبو جناب له غیر ما ذکرت، وهو من جملة المتشیعین بالکوفة(الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۹، ص ۵۰ الیٰ ۵۲ ملخصاً، تحت ترجمة"سعید بن سالم القداح" رقم الترجمة ۲۱۱۲)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: (معراج کی رات میں) میرے پاس ایک جانور (براق) لایا گیا، جو کہ گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کے قدم حدِ نظر پر پڑتے تھے، تو میں اس پر سوار ہوگیا، اور میرے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی تھے، پھر میں چلا، تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ یہاں اتر کر (نفل) نماز پڑھ لیجئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز پڑھی؟ آپ نے طَیبہ (یعنی مدینہ طیبہ) میں نماز پڑھی ہے، جہاں آپ (بعد میں) ہجرت فرمائیں گے، پھر (ایک مقام پر پہنچ کر) جبریلِ امین نے کہا کہ (یہاں بھی) اتر کر نماز پڑھیے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طورِ سینا میں اس جگہ نماز پڑھی، جہاں اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا، پھر (ایک مقام پر پہنچ کر) جبریلِ امین نے کہا (یہاں بھی) اتر کر نماز پڑھئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر جبریلِ امین نے کہا آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے دراصل بیتِ لحم میں نماز پڑھی، جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی (نسائی، تاریخ دمشق)

علامہ ابنِ کثیر نے اس حدیث میں ''غرابة'' اور ''نکارة'' کا حکم لگایا ہے۔ [1]

اور ناصر الدین البانی صاحب نے بھی اس حدیث کی سند پر اسی نوعیت کا حکم لگایا ہے۔ [2]

---

[1] قال ابن كثير: [طريق أخرى] عن أنس بن مالك، وفيها غرابة ونكارة جدا وهي في سنن النسائي والمجتبى ولم أرها في الكبير (تفسير ابنِ كثير، ج۵ ص ۹، سورة الاسراء، رواية انس بن مالک)

[2] أخرجه النسائي. ويزيد – هو ابن عبد الرحمن بن أبي مالك الدمشقي – صدوق ربما وهم يرويه عنه سعيد بن عبد العزيز – وهو التنوخي الدمشقي – وهو ثقة إمام ولكنه اختلط في آخر عمره كما في التقريب ولذلك قال ابن كثير في هذه الطريق: "فيها غرابة ونكارة جدا."
وقد تابعه خالد بن يزيد بن أبي مالك عن أبيه عن أنس فذكر أوله إلى: " طرفها "وقال: فلما بلغ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تاہم بعض حضرات نے اس رائے سے اختلاف کیا ہے، اور مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بيت المقدس وبلغ المكان الذى يقال له: باب محمد صلى الله عليه وسلم أتى إلى الحجر الذى ثمة فغمزه جبريل بإصبعه فنقبه ثم ربطها.

ثم صعد فلما استويا فى صرحة المسجد قال جبريل: يا محمد! هل سألت ربک أن يريک الحور العين؟ فقال:" نعم ."فقال: انطلق إلى أولئک النسوة فسلم عليهن وهن جلوس عن يسار الصخرة. قال:" فأتيتهن فسلمت عليهن فرددن السلام فقلت: من أنتن؟ فقلن: نحن خيرات حسان نساء قوم أبرار نقوا فلم يدرنوا وأقاموا فلم يظعنوا وخلدوا فلم يموتوا.

قال: ثم انصرفت فلم ألبث إلا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير ثم أذن مؤذن وأقيمت الصلاة.

قال: فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فأخذ بيدى جبريل عليه السلام فقدمنى فصليت بهم.

فلما انصرفت قال جبريل: يا محمد! أتدرى من صلى خلفک؟ قال: قلت: لا .قال: صلى خلفک كل نبى بعثه الله عز وجل.

قال: ثم أخذ بيدى جبريل فصعد بى إلى السماء قلت: فذكر عروجه إلى السماوات ولقائه الأنبياء فيها بنحو ما سبق ثم قال: ثم انطلق بى على ظهر السماء السابعة حتى انتهى بى إلى نهر عليه خيام اللؤلؤ والياقوت والزبرجد وعليه طير خضر أنعم طير رأيت فقلت: يا جبريل! إن هذا الطير لناعم.

قال: يا محمد أتدرى أى نهر هذا؟ قال: قلت: لا .قال: هذا الكوثر الذى أعطاک الله إياه .فإذا فيه آنية الذهب والفضة يجرى على رضراض من الياقوت والزمرد ماؤه أشد بياضا من اللبن.

قال: فأخذت من آنيته آنية من الذهب فاغترفت من ذلک الماء فشربت فإذا هو أحلى من العسل وأشد رائحة من المسک.

ثم انطلق بى حتى انتهيت إلى الشجرة فغشيتنى سحابة فيها من كل لون فرفضنى جبريل وخررت ساجدا لله عز وجل فقال الله لى: يا محمد! إنى يوم خلقت السماوات والأرض " ...قلت: فذكر الحديث بنحو حديث ابن عبد العزيز إلى خمس صلوات وأنهن خمس بخمسين ثم قال:

قال: ثم انحدر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل:" ما لى لم آت أهل سماء إلا رحبوا بى وضحكوا لى غير رجل واحد فسلمت عليه فرد على السلام ورحب بى ولم يضحک لى؟! قال: يا محمد! ذاک مالک خازن جهنم لم يضحک منذ خلق ولو ضحک إلى أحد لضحک إليک."

قال: ثم ركب منصرفا فبينما هو فى الطريق مر بعير لقريش تحمل طعاما منها جمل عليه غرارتان: غرارة سوداء وغرارة بيضاء فلما حاذى بالعير نفرت منه واستدارت وصرع ذلک البعير وانكسر .

ثم إنه مضى فأصبح فأخبر عما كان فلما سمع المشركون قوله أتوا أبا بكر فقالوا: يا أبا بكر! هل لک فى صاحبک؟! يخبر أنه أتى فى ليلته هذه مسيرة شهر ورجع فى ليلته؟! فقال أبو بكر رضى الله عنه: إن كان قاله فقد صدق وإنا لنصدقه فيما هو أبعد من هذا لنصدقه على خبر السماء.

فقال المشركون لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ما علامة ما تقول؟

قال:" مررت بعير لقريش وهى فى مكان كذا وكذا فنفرت الإبل منا واستدارت وفيها بعير عليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''حسن'' درجے میں معتبر مانا ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

غرارتان: غرارة سوداء وغرارة بيضاء فصرع فانكسر."
فلما قدمت العير سألوهم فأخبروهم الخبر على مثل ما حدثهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن ذلک سمي أبو بكر: الصديق.
وسألوه وقالوا: هل كان فيمن حضر معک موسى وعيسى؟ قال:" نعم ."قالوا: فصفهم لنا .قال:
"نعم أما موسى فرجل آدم كأنه من رجال أزد عمان وأما عيسى فرجل ربعة سبط تعلوه حمرة كأنما يتحادر من شعره الجمان ."
أخرجه ابن أبي حاتم كما في "تفسير ابن كثير "وقال: "هذا سياق فيه غرائب عجيبة."
قلت: وآفته خالد بن يزيد فإنه ضعيف مع كونه فقيها وقد اتهمه ابن معين كما في "التقريب."(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص ۴۲ الیٰ ۴۸، حدیث انس بن مالک)

لے قال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:
"أتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل "الحديث وفيه "فركبت ومعي جبريل فسرت فقال: أنزل فصل، ففعلت، فقال: أتدرى أين صليت؟ صليت بطيبة وإليها المهاجرة"
قال الحافظ: وقع عند النسائي من رواية يزيد بن أبي مالک عن أنس قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: فذكره.
وقال: وزاد في رواية يزيد بن أبي مالک "ثم دخلت بيت المقدس فجمع لي الأنبياء فقدمني جبريل حتى أمهتهم"
وقال: وللنسائي وابن مردويه من طريق يزيد بن أبي مالک عن أنس نحوه موصولا، وزاد "وكانت تسخر للأنبياء قبله"
وقال: وفي رواية يزيد بن أبي مالک عن أنس عند ابن أبي حاتم "فلم ألبث إلا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير، ثم أذن مؤذن فأقيمت الصلاة فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فأخذ بيدي جبريل فقدمني فصليت بهم"
وقال: ووقع في رواية يزيد بن أبي مالک عن أنس "جراد من ذهب"
وقال: ووقع في رواية يزيد بن أبي مالک عن أنس عند ابن أبي حاتم أنه بعد أن رأى إبراهيم قال: " ثم انطلق بي على ظهر السماء السابعة حتى انتهى إلى نهر عليه خيام اللؤلؤ والياقوت والزبرجد وعليه طير خضر أنعم طير رأيت، قال جبريل: هذا الكوثر الذى أعطاک الله، فإذا فيه آنية الذهب والفضة .يجرى على رضراض من الياقوت والزمرد، ماؤه أشد بياضا من اللبن، قال: فأخذت من آنيته فاغترفت من ذلک الماء فشربت فإذا هو أحلى من العسل، وأشد رائحة من المسک"
وقال: وفي رواية يزيد بن أبي مالک عن أنس عند النسائي "وأتيت سدرة المنتهى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس مضمون کی تائید حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے، اس لیے ہمیں اتنے مضمون کے منکر ہونے سے اتفاق نہیں، جو ہم نے اوپر ذکر کیا، اور ہمارے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فغشيتني ضبابة فخررت ساجدا، فقيل لي: إني يوم خلقت السموات والأرض فرضت عليك وعلى أمتك خمسين صلاة، فقم بها أنت وأمتك "فذكر مراجعته مع موسى، وفيه "فإنه فرض على بني إسرائيل صلاتان فما قاموا بهما "وقال في آخره "فخمس بخمسين فقم بها أنت وأمتك، قال: فعرفت أنها عزمة من الله فرجعت إلى موسى فقال لي: ارجع، فلم أرجع"

وقال: وفي رواية يزيد بن أبي مالك عن أنس عند ابن أبي حاتم "إن جبريل قال: يا محمد، هل سألت ربك أن يريك الحور العين؟ قال: نعم، قال: فانطلق إلى أولئك النسوة فسلم عليهن، قال: فأتيت إليهن فسلمت فرددن، فقلت: من أنتن؟ فقلن: خيرات حسان"

يرويه سعيد بن عبد العزيز التنوخي عن يزيد بن أبي مالك واختلف عنه:

– فقال غير واحد: عن سعيد بن عبد العزيز ثنا يزيد بن أبي مالك ثنا أنس بن مالك رفعه "أتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل، خطوها عند منتهى طرفها، فركبت ومعي جبريل – عليه السلام –، فسرت، فقال: أنزل فصل، ففعلت، فقال: أتدري اين صليت؟ صليت بطيبة واليها المهاجر ...وذكر الحديث بطوله.

منهم:

1– مخلد بن يزيد القرشي الحراني.أخرجه النسائي (181 - 180 /1)عن عمرو بن هشام أبي أمية الحراني ثنا مخلد به.

2– عبد الله بن صالح المصري .أخرجه الطبراني في "مسند الشاميين "( 341و /2 420)

3– يحيى بن صالح الوحاظي .أخرجه الطبراني في "مسند الشاميين "( 341و /2 420)

4– مروان بن محمد الطاطري.أخرجه أبو الشيخ في "العظمة(567) "

– وقال أبو مسهر عبد الأعلى بن مسهر الدمشقي: عن سعيد بن عبد العزيز عن يزيد بن أبي مالك عن بعض أصحابه عن أنس.

قاله المزي في "التحفة(439 /1) "

وتابعه عمرو بن أبي سلمة التنيسي عن سعيد بن عبد العزيز به.

قاله المزي.

والأول أصح فقد صرح يزيد بن أبي مالك بالتحديث من أنس، والإسناد إليه صحيح.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نزدیک مذکورہ مضمون کا ''حسن'' درجے میں معتبر ہونا راجح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لكن قال ابن كثير: هذه الطريق فيها غرابة ونكارة جدا "التفسير 5 /3

قلت: ولم ينفرد سعيد بن عبد العزيز به بل تابعه خالد بن يزيد بن أبي مالك الدمشقي عن أبيه عن أنس به.

أخرجه ابن أبي حاتم (تفسير ابن كثير 6 /3– 7) عن أبيه ثنا هشام بن عمار ثنا خالد بن يزيد به.

قال ابن كثير: هذا سياق فيه غرائب عجيبة"

قلت: خالد بن يزيد مختلف فيه، وثقه أبو زرعة الدمشقي وغيره، وضعفه ابن معين وجماعة(انيس الساری تخريج احاديث فتح الباری، ج ا ص ۱۲۴ الیٰ ۱۲۶، تحت رقم الحديث ۸۱، حرف الهمزة)

[1] چنانچہ نسائی کی حدیث کی سند درج ذیل ہے:

أخبرنا عمرو بن هشام قال حدثنا مخلد عن سعيد بن عبد العزيز قال حدثنا يزيد بن أبي مالك قال حدثنا أنس بن مالك.

اور اس روایت میں مذکور راویوں کے بارے میں محدثین کلام بالترتیب درج ذیل ہے:

(1)..... عمرو ابن هشام الحرانی أبو أمية ثقة من العاشرة مات سنة خمس وأربعين س (تقريب التهذيب ،ص۴۲۸، تحت رقم الترجمة ۵۱۲۹)

(2)..... مخلد بن يزيد القرشي أبويحيى ، ويُقال :أبوخداش ويُقال :أبو الجيش ، ويُقال :أبو الحسن.....قال أبو بكر الأثرم عن أحمد بن حنبل :لا بأس به ، وكان يهم.وَقَال عثمان بن سَعِيد الدارمي عن يحيى بن مَعِين ، وأبو داود ، ويعقوب بن سفيان :ثقة . وَقَال أبو حاتم :صدوق.وَقَال أحمد بن على الابار :سألت على بن ميمون عنه ، فقال :كان قرشيا ، نعم الشيخ .وذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب "الثقات(تهذيب الكمال ج۲۷ص ۳۴۳ الیٰ ۳۴۵ملخصاً، تحت رقم الترجمة ۵۸۴۳)

(3)..... سعيد بن عبد العزيز بن أبي يحيى التنوخي، أبو محمد ، ويقال :أبو عبد العزيز ، الدمشقي ، فقيه أهل الشام ومفتيهم بدمشق بعد الأوزاعي.....قال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عَن أبيه :ليس بالشام رجل أصح حديثا من سَعِيد بن عبد العزيز ، هو والأوزاعي عندى سواء .وقال إسحاق بن منصورعن يحيى بن معين ، وأبو حاتم، وأحمد بن عبد الله العجلى : ثقة.وقال عمرو بن على :حديث الشاميين كلهم ضعيف إلا نفرا ، منهم :الأوزاعي ، وسعيد بن عبد العزيز ، وعبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان ، وعبد الله بن العلاء بن زبر.....وقال الحاكم أبو عبد الله : سعيد بن عبد العزيز لاهل الشام كمالك بن أنس لاهل المدينة فى التقدم والفضل والفقه والامانة.وقال النسائى : ثقة ثبت(تهذيب الكمال ج۱۰ ص ۵۳۹ الیٰ ۵۴۴ ملخصاً، تحت رقم الترجمة ۲۳۲۰)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون اس طرح مروی ہے کہ:

حَتّٰی بَلَغْنَا أَرْضًا ذَاتَ نَخْلٍ فَأَنْزَلَنِیْ، فَقَالَ: صَلِّ. فَصَلَّیْتُ، ثُمَّ رَکِبْنَا فَقَالَ: أَتَدْرِیْ أَیْنَ صَلَّیْتَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ: صَلَّیْتَ بِیَثْرِبَ، صَلَّیْتَ بِطَیْبَةَ، فَانْطَلَقْتُ تَهْوِیْ بِنَا یَقَعُ حَافِرُهَا حَیْثُ أَدْرَکَ طَرَفُهَا، ثُمَّ بَلَغْنَا أَرْضًا فَقَالَ: اَنْزِلْ، فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالَ: صَلِّ، فَصَلَّیْتُ، ثُمَّ رَکِبْنَا، فَقَالَ: أَتَدْرِیْ أَیْنَ صَلَّیْتَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ: صَلَّیْتَ بِمَدْیَنَ، صَلَّیْتَ عِنْدَ شَجَرَةِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ تَهْوِیْ بِنَا یَقَعُ حَافِرُهَا حَیْثُ أَدْرَکَ طَرَفُهَا، ثُمَّ بَلَغْنَا أَرْضًا بَدَتْ لَنَا قُصُوْرٌ، فَقَالَ: اَنْزِلْ فَنَزَلْتُ فَقَالَ: صَلِّ فَصَلَّیْتُ، ثُمَّ رَکِبْنَا قَالَ: أَتَدْرِیْ أَیْنَ صَلَّیْتَ؟ قُلْتُ اَللّٰهُ أَعْلَمُ. قَالَ: صَلَّیْتَ بِبَیْتِ لَحْمٍ، حَیْثُ وُلِدَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ - اَلْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ، الحدیث (دلائل النبوۃ للبیهقی، ج۲ص۳۵۵، ۳۵۶، جماع أبواب المبعث، باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی، مسند البزار رقم الحدیث ۳۴۸۴، المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۷۱۴۲، مسند الشامیین للطبرانی رقم الحدیث ۱۸۹۴، تهذیب الآثار للطبری رقم الحدیث ۲۷۷۵)

ترجمہ: یہاں تک کہ ہم بہت کھجوروں والی زمین میں پہنچے، جبریلِ امین نے مجھے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(4)..... یزید بن عبد الرحمن بن أبی مالک ، واسمه هانئ ، الهمدانی الدمشقی الفقیه، قاضی دمشق .....وقال عبد الرحمن بن أبی حاتم :سئل أبی عنه ، فقال :من فقهاء الشام وهو ثقة ، وسئل أبو زرعة عنه فأثنی علیه خیرا .وقال المفضل بن غسان الغلابی :الولید ویزید ابنا أبی مالک أخوان لیس بحدیثهما بأس .وقال الدارقطنی ، وأبو بکر البرقانی : من الثقات .وذکره ابن حبان فی کتاب "الثقات "(تهذیب الکمال ج۳۲ ص ۱۸۹ تا ۱۹۱ ملخصاً، تحت رقم الترجمة ۷۰۲۲)

www.idaraghufran.org

براق سے نیچے اتارا، اور فرمایا کہ نماز پڑھئے، تو میں نے نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ اَللّٰہ أعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے یثرب میں نماز پڑھی، آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی، پھر وہ براق روانہ ہوا، ہمیں اتنی تیزی سے لے جارہا تھا کہ اس کی حدِ نظر پر اس کے قدم پڑتے تھے، پھر ہم ایک جگہ پہنچے، تو جبریلِ امین نے کہا کہ اتر جایئے، تو میں اتر گیا، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ نماز پڑھئے، تو میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، تو جبریلِ امین نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ اَللّٰہ أعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے مدین میں نماز پڑھی، آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے قریب نماز پڑھی (جہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا تھا) پھر ہم چلے اور براق ہمیں اتنی تیزی سے لے جارہا تھا کہ اس کی حدِ نظر پر اس کے قدم پڑتے تھے، پھر ہم ایک زمین پر پہنچے، جہاں سے ہمیں بلند عمارات نظر آئیں، تو جبریلِ امین نے کہا کہ اتریئے، تو میں اتر گیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ نماز پڑھئے، تو میں نے نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ اَللّٰہ أعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے بیتِ لحم میں نماز پڑھی، جہاں عیسیٰ مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی، آخر حدیث تک (بیہقی، بزار، طبرانی)

اس حدیث کی سند پر تفصیلی کلام آگے خاتمہ میں ''معراج سے متعلق شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ متبرک جگہوں اور شریف مقامات پر نماز پڑھنا برکت کا باعث ہے، بشرطیکہ اس مقام سے مخلوق کی بے جا تعظیم مقصود نہ ہو، خوب سمجھ لیجئے، نازک بات

ہے، بعض لوگ اس میں بہت غلو کرنے لگتے ہیں اور بدعت وشرک کی حرکات تک آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ہماری مفصل کتاب ''متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام'' (مشمولہ: علمی وتحقیقی رسائل، جلد 7) ملاحظہ فرمائیں۔

## بیت المقدس میں حاضری اور اُس کی صفات کا اظہار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٠٣٤) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے میرے بیت المقدس کی طرف سیر کرنے کو جھٹلا دیا، تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا، پھر اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کو نمایاں فرمادیا، اور میں نے اس کو دیکھ کر مشرکین کو، اس کی نشانیوں کی خبر دینا شروع کردی (مسند احمد)

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے بھی، اپنی ''صحیحین'' میں روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] حدثنا يحيى بن بكير، حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، حدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن، سمعت جابر بن عبد الله رضى الله عنهما، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لما كذبتني قريش، قمت في الحجر، فجلا الله لي بيت المقدس، فطفقت أخبرهم عن آياته وأنا أنظر إليه (بخاری، رقم الحديث ٣٨٨٦)

عن جابر بن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما كذبتني قريش، قمت في الحجر، فجلا الله لي بيت المقدس، فطفقت أخبرهم عن آياته، وأنا أنظر إليه (مسلم، رقم الحديث ٢٧٦ "١٧٠")

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ وَضَعْتُ قَدَمَيَّ حَيْثُ تُوْضَعُ أَقْدَامُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَعُرِضَ عَلَيَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ. قَالَ: فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَعُرِضَ عَلَيَّ مُوْسٰى، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ إِبْرَاهِيْمُ. قَالَ: فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ شَبَهًا بِصَاحِبِكُمْ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٠٨٣٠) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی، میں نے اپنے قدم بیت المقدس میں اس جگہ رکھے، جہاں انبیائے کرام کے قدم رکھے جاتے تھے، پھر میرے اوپر عیسیٰ بن مریم کو پیش کیا گیا، میں نے اچانک دیکھا کہ وہ شکل وشباہت کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب عروہ بن مسعود کے ہیں، اور میرے اوپر موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا گیا، وہ گویا کہ ''شنوءۃ'' (یمن کے مخصوص) لوگوں میں سے ہیں، اور میرے اوپر ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا گیا، جو لوگوں میں تمہارے ساتھی (یعنی میرے) مشابہ تھے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ جَاءَ مِنْ لَيْلَتِهٖ، فَحَدَّثَهُمْ بِمَسِيْرِهٖ، وَبِعَلَامَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَبِعِيْرِهِمْ، فَقَالَ نَاسٌ، قَالَ حَسَنٌ: نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُوْلُ؟ - فَارْتَدُّوْا كُفَّارًا، فَضَرَبَ اللّٰهُ أَعْنَاقَهُمْ مَعَ أَبِيْ جَهْلٍ، وَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: يُخَوِّفُنَا مُحَمَّدٌ بِشَجَرَةِ الزَّقُّوْمِ، هَاتُوْا تَمْرًا وَزُبْدًا، فَتَزَقَّمُوْا.

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

وَرَأَى الدَّجَّالَ فِيْ صُورَتِهٖ رُؤْيَا عَيْنٍ، لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ، وَعِيْسٰى، وَمُوْسٰى، وَإِبْرَاهِيْمَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ؟ فَقَالَ :أَقْمَرُ هِجَانًا -قَالَ حَسَنٌ :قَالَ:رَأَيْتُهٗ فَيْلَمَانِيًّا أَقْمَرَ هِجَانًا -إِحْدٰى عَيْنَيْهِ قَائِمَةٌ، كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، كَأَنَّ شَعْرَ رَأْسِهٖ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ.

وَرَأَيْتُ عِيسٰى شَابًّا أَبْيَضَ، جَعْدَ الرَّأْسِ، حَدِيْدَ الْبَصَرِ، مُبَطَّنَ الْخَلْقِ، وَرَأَيْتُ مُوْسٰى أَسْحَمَ آدَمَ، كَثِيرَ الشَّعْرِ -قَالَ حَسَنٌ : الشَّعَرَةِ -شَدِيْدَ الْخَلْقِ، وَنَظَرْتُ إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ، فَلَا أَنْظُرُ إِلٰى إِرْبٍ مِنْ آرَابِهٖ، إِلَّا نَظَرْتُ إِلَيْهِ مِنِّي، كَأَنَّهٗ صَاحِبُكُمْ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سَلِّمْ عَلٰى مَالِكٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٣٥٤٦) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح كسابقه، وصححه الحافظ ابن كثير في "تفسيره .5/26 "ثابت أبو زيد: هو ثابت بن يزيد الأحول.
وأخرجه أبو يعلى (2720)عن زهير بن حرب، عن الحسن بن موسى، بهذا الإسناد .
وقال في آخره بدل قوله: " سلم على مالك :"سلم على أبيك، وهو الصواب، والله تعالى أعلم.
وأخرجه الطبري في "تهذيب الآثار "ص408من طريق أبي النعمان، عن ثابت بن يزيد، به .وعنده كذلك: سلم على أبيك.
وأخرجه من أوله إلى قوله: " فضرب الله أعناقهم مع أبي جهل "النسائي في "الكبرى" (11283)من طريق أبي النعمان، عن ثابت، به.
وأخرج قول أبي جهل في الزقوم النسائي أيضاً (11484)من طريق أبي النعمان، عن ثابت، به.
وأخرج البيهقي في "كتاب البعث والنشور (546) "من طريق عباد بن حنيف، عن عكرمة، عن ابن عباس أنه قال: لما ذكر الله الزقوم خوف به هذا الحي من قريش، فقال أبو جهل: هل تدرون ما هذا الزقوم الذي يخوفكم به محمد؟ قالوا: لا، قال: نتزبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (شبِ معراج میں) بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، پھر آپ اسی رات واپس تشریف لے آئے، پھر آپ نے لوگوں کو اپنے جانے کے متعلق اور بیت المقدس کی علامات اور ان کے ایک قافلے کے متعلق بتایا، کچھ لوگ یہ کہنے لگے کہ کیا محمد کی اس بات کی ہم تصدیق کر سکتے ہیں؟ یہ کہہ کر وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے۔ پھر اللہ نے ابوجہل کے ساتھ ان کی گردنیں بھی مار دیں، ایک مرتبہ ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد ہمیں زقوم کے درخت سے ڈراتے ہیں، تم میرے پاس کھجور اور جھاگ لے کر آؤ، پھر تم زقوم بناؤ (اور اسے کھاؤ) اور (اسی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالزبدة، أما والله لئن أمكننا لنتزقمها تزقماً .فأنزل الله عز وجل فيه: (والشجرة الملعونة فى القرآن) ، يقول: المذمومة (ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغياناً كبيراً) " الإسراء:60"

وأورده بهذا اللفظ السيوطى فى "الدر المنثور 5/310 "، وزاد نسبته إلى ابن إسحاق وابن أبى حاتم.

وأخرج الطبرى فى "جامع البيان 15/113 "عن محمد بن سعد العوفى، قال: حدثنى أبى، قال: حدثنى عمى، قال: حدثنى أبى، عن أبيه عطية العوفى، عن ابن عباس قوله: (والشجرة الملعونة فى القرآن) ، قال: هى شجرة الزقوم، قال أبو جهل: أيخوفنى ابن أبى كبشة بشجرة الزقوم، ثم دعا بتمر وزبد، فجعل يقول: زقمنى، فأنزل الله تعالى: (طلعها كأنه رؤوس الشياطين) ] الصافات: 65 [، وأنزل: (ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغيانًا كبيرا) ] الإسراء: 60 [.

وأورده بهذا اللفظ السيوطى وزاد نسبته إلى ابن المنذر .وانظر ما سلف برقم (1916) و (2197)و (2324)و (2501)و . (2819)

الأقمر: الشديد البياض .والهِجَان: الأبيض .والفَيْلمانى: العظيم الجثة .والعين القائمة: هى الباقية فى مكانها صحيحة، إنما فقدت الأبصار .والكوكب الدرى: المضىء .وجعد الرأس، أى: جعد الشعر، وهو ضد الشعر المسترسل .وحديد البصر: قويه .والمبطن: الضامر البطن .والأسحم: الأسود، وهو الأدم أيضا .والأرب: العضو.

والزقوم، قال ابن الأثير فى "النهاية :2/306 "من الزَّقُم: اللقْم الشديد، والشرب "المفرط، ومنه الحديث: " إن أبا جهل قال: إن محمداً يخوفنا شجرة الزقوم، هاتوا الزبدَ والتمرَ وتَزَقموا "أى: كلوا، وقيل: أكل الزبد والتمر بِلُغة إفريقية: الزقوم.(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

شبِ معراج میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اس کی اصل صورت میں جاگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا، خواب میں نہیں دیکھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں سوال کیا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بڑے ڈیل ڈول کا اور سبزی مائل سفید رنگ والا شخص ہے، اس کی ایک آنکھ موجود ہے، اور وہ آنکھ ایسی محسوس ہوتی ہے کہ گویا کہ وہ کوئی چمکتا ہوا موتی ہے، اور اس کے سر کے بال درخت کی ٹہنیوں کی طرح کے ہیں۔

اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ سفید رنگ کے جوان تھے، ان کے سر کے بال گھنگھریالے تھے، نگاہیں تیز تھیں، پیدائشی طور پر پیٹ پتلا تھا، اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ انتہائی گندمی رنگ اور گھنے بالوں والے تھے، اور پیدائشی طور پر بڑے مضبوط تھے، اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا، ان کے جسم کا کوئی عضو ایسا نہ تھا، جو میں نے نہ دیکھا ہو، اور وہ گویا کہ تمہارے ساتھی (یعنی میری) طرح کے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ ''مالک'' (اور دوسری روایت کے مطابق اپنے والد) کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُسْرِيَ بِيْ اللَّيْلَةَ، قَالُوْا: إِلٰى أَيْنَ ؟ قَالَ: إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ، مُتَعَجِّبًا لِلْكَذِبِ زَعَمَ قَالُوا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ ؟ وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَلَدِ، وَرَأَى الْمَسْجِدَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ

فَمَا زِلْتُ أُنْعَتُ حَتّٰى اِلْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ، قَالَ: فَجِيْءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ أَوْ عُقَيْلٍ فَنَعَتُّهُ ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ، قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَصَابَ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٨١٩، السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ١١٢٢١؛ ودلائل النبوة للبيهقي) [1]

ترجمہ: پھر (معراج کی رات گزرنے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے رات میں سیر کرائی گئی ہے، مشرکین نے کہا کہ کہاں کی سیر کرائی گئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کی، لوگوں نے کہا کہ پھر آپ صبح کے وقت ہمارے درمیان موجود ہیں (یہ کیسے ممکن ہے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (میرا کہنا درست ہے) جس پر بعض لوگوں نے (تمسخر کے طور پر) تالی بجائی، اور بعض نے جھوٹ کا گمان اور تعجب کرنے کی وجہ سے اپنا ہاتھ سَر پر رکھ لیا۔

لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے سامنے مسجدِ اقصیٰ کی کوئی صفت وکیفیت بیان

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط الشيخين .روح :هو ابن عُبادة، وعوف :هو ابن أبى جميلة الأعرابى العبدى البصرى.وأخرجه البزار(٥٦.كشف الأستار) من طريق محمد بن جعفر وحده، بهذا الإسناد .وأخرجه ابن أبى شيبة(١١/٤٦٢، ٤٦١)والنسائى فى الكبرى(١١٢٨٥)، والطبرانى (١٢٧٨٢)والبيهقى فى الدلائل(٢/٣٦٣، ٣٦٤)و٣٦٤من طرق عن عوف ابن أبى جميلة، به .وانظر ما سيأتى برقم(٣٥٤٦)وأورده السيوطى فى الدر المنثور(٥/٢٢٢)وزاد نسبته إلى ابن مردويه وأبى نعيم فى "الدلائل"، والضياء فى" .المختارة"، وابن عساكر، وصحح إسناده.وأخرج أحمد٣/٣٧٧، والبخارى(٣٨٨٦)ومسلم (١٧٠)(٢٧٦) من حديث جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :لما كذبتنى قريش، قمت فى الحجر، فجلا الله لى بيتَ المقدسِ، فطفقت أخبرهم عن آياته وأنا أنظر إليه ." ونحوه عن أبى هريرة عند مسلم (حاشيه مسند أحمد)

www.idaraghufran.org

کر سکتے ہیں؟ اور اس وقت ان لوگوں میں ایسے لوگ بھی تھے، جنہوں نے مسجدِ اقصیٰ کے شہر میں سفر کیا تھا، اور مسجدِ اقصیٰ کو دیکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس مسجد کی صفات بیان کرنی شروع کیں، تو مجھے کچھ صفات میں التباس ہوا (کیونکہ اس وقت ان چیزوں کو اتنے غور سے نہ دیکھا تھا، اور یاد رکھنے کی اتنی ضرورت نہ سمجھی تھی) اتنے میں (بحکمِ الٰہی) مسجدِ اقصیٰ کو (میری) نظروں کے سامنے اس طرح کر دیا گیا جیسا کہ وہ دارِ عُقیل کے قریب رکھی ہوئی ہے، میں نے اُس کو دیکھ کر اُس کی صفات بیان کرنا شروع کیں، جو ایسی صفات بھی تھیں، جو مجھے پہلے یاد نہیں رہی تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! صفات تو بالکل درست بیان کیں (مسند احمد، نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بیتُ المقدس میں اور راستے میں جن چیزوں کا مشاہدہ کیا تھا، اُن میں سے بعض چیزوں کا اُس زمانے کے مشرکین بھی انکار نہیں کر سکے۔

## ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام سے سلام وکلام

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا آدَمُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِيْ

حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الثَّانِیَةَ، فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی، وَهُمَا اِبْنَا الْخَالَةِ، قَالَ: هٰذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ إِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا یُوْسُفُ، قَالَ: هٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلٰی إِدْرِیْسَ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِیْسُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ، حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ، قَالَ: هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: مَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ:

نَعَمْ، قَالَ :مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰی، قَالَ :هٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ :مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَکٰی، قِیْلَ لَهٗ :مَا یُبْکِیْکَ؟ قَالَ :أَبْکِیْ لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَکْثَرُ مِمَّنْ یَّدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِیْ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ إِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتُفْتَحَ جِبْرِیْلُ، قِیْلَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ :جِبْرِیْلُ، قِیْلَ :وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِیْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَیْهِ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِیْمُ قَالَ:هٰذَا أَبُوْکَ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، قَالَ :فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ:مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ (صحیح البخاری، رقم الحدیث۳۸۸۷، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج)

ترجمہ: پس مجھے جبریل لے کر چلے، یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے، اور دروازہ کھلوانے کا کہا، اُن سے کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، پوچھا گیا، اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا، محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس دروازہ کھول دیا، تو جب میں داخل ہوا، تو حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا کہ مرحبا نیک بیٹے، اور نیک نبی۔ پھر مجھے جبریل اوپر لے کر چڑھے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر آئے، پھر دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے

لئے ) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ ان کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے، پس دروازہ کھول دیا، پس جب میں داخل ہوا، تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسی علیہما السلام کو دیکھا، اور وہ دونوں خالہ زاد ہیں ( حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں، تو حضرت عیسیٰ کی خالہ کے نواسے ہیں ) جبریل نے کہا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے سلام کیا، ان دونوں نے جواب دیا، پھر کہا مرحبا، نیک بھائی، اور نیک نبی۔

پھر مجھے جبریل تیسرے آسمان پر لے کر چڑھے، پھر دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، کہا گیا کہ کیا اُن کی طرف ( لانے کے لئے ) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ ان کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے، پس دروازہ کھول دیا، پس جب میں داخل ہوا، تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ یوسف ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا کہ مرحبا، نیک بھائی، اور نیک نبی۔

پھر مجھے جبریل اوپر لے کر چڑھے، یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے، پھر دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف ( لانے کے لئے ) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ ان کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے، پس دروازہ کھول دیا، پس جب میں داخل ہوا، تو حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ ادریس ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا، مرحبا، نیک بھائی اور نیک نبی۔

پھر مجھے جبریل اوپر لے کر چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے، پھر

دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ ان کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے، پس دروازہ کھول دیا، پس جب میں داخل ہوا، تو ہارون علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ ہارون ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا کہ مرحبا، نیک بھائی اور نیک نبی۔

پھر مجھے جبریل اوپر لے کر چڑھے، یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے، پھر دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، انہوں نے کہا کہ ان کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے (پس دروازہ کھول دیا) پس جب میں داخل ہوا، تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ موسیٰ ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا: مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی۔

پھر جب میں آگے بڑھا، تو وہ رونے لگے، ان کو کہا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اس لیے (حسرت کی بناء پر) روتا ہوں کہ ایک لڑکا (محمد) میرے بعد بھیجا گیا، اس کی امت کے لوگوں کی جنت میں داخل ہونے والی تعداد میری امت کے لوگوں سے زیادہ ہوگی۔

پھر مجھے جبریل اوپر لے کر چڑھے، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے، پھر جبریل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد، پوچھا گیا کہ کیا اُن کی طرف (لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہ کہا کہ جی ہاں، انہوں نے کہا کہ ان

کو مرحبا ہو، بہت اچھا آنا ہے (پس دروازہ کھول دیا) پس جب میں داخل ہوا، تو ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ہیں، ان کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا کہ مرحبا، نیک بیٹے اور نیک نبی (بخاری)

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے معراج سے متعلق ہی مروی ہے، یہ بھی ہے کہ:

لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ

(صحيح البخاری، رقم الحديث ۷۵۱۷، كتاب التوحيد، باب قوله :وكلم الله موسى تكليما)

ترجمہ: آسمان والے (فرشتوں) کو اس کی خبر نہیں ہوتی کہ اللہ زمین میں کیا کرنا چاہتے ہیں جب تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ بتلا نہ دیں (بخاری)

اس لیے فرشتوں نے ہر آسمان پر یہ معلوم کیا کہ کون ہے؟ اور ساتھ میں کون ہے؟ اور کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ [1]

اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دروازہ پر دستک دینے والے سے دروازہ کھولنے سے پہلے ان کا نام معلوم کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ ساتھ میں کون ہیں، اور کیا کام ہے وغیرہ، اور اطمینان ہونے کے بعد دروازہ کھولنا سنت سے ثابت ہے، اور اس قسم کے سوالات سے آنے والے کو برا نہیں منانا چاہئے۔

اور آج کے پرفتن دور میں جبکہ مختلف بہانوں سے چور، ڈاکو دروازہ کھلوا کر گھروں میں داخل

---

[1] هذا موافق لرواية شريک في إبراهيم وهما مخالفان لرواية قتادة عن أنس عن مالک بن صعصعة وقد قدمت في شرحه أن الأكثر وافقوا قتادة وسياقه يدل على رجحان روايته فإنه ضبط اسم كل نبي والسماء التي هو فيها ووافقه ثابت عن أنس وجماعة ذكرتهم هناک فهو المعتمد(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۳ ص۴۸۲، كتاب التوحيد، قوله باب ما جاء في قوله عز وجل وكلم الله موسى تكليما)

www.idaraghufran.org

ہوجاتے ہیں، اس طریقہ کی افادیت واہمیت مزید واضح ہوچکی ہے۔
اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ دروازہ پر دستک دینے والے کے لیے بہتر ہے کہ سوال کئے جانے پر اپنا اور اپنے ساتھی کا نام بتلادے، اور صرف اس طرح کے گول مول الفاظ نہ کہے کہ میں ہوں؟ وغیرہ۔

## حضرت آدم کا جنّتی و جہنّمی روحوں سے خوش وناخوش ہونا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيْلُ :لِخَازِنِ السَّمَاءِ اِفْتَحْ، قَالَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ، قَالَ :هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ :نَعَمْ مَعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :نَعَمْ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ أَسْوِدَةٌ، وَعَلٰى يَسَارِهٖ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهٖ بَكٰى، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ :هٰذَا آدَمُ، وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ، فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۴۹، کتاب الصلاۃ، باب: کیف فرضت الصلاۃ فی الإسراء؟)

ترجمہ: جب میں (معراج کی رات) دنیا کے آسمان (یعنی پہلے آسمان) پر پہنچا، تو جبریل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ (دروازہ) کھول دیجئے، انہوں نے کہا کون ہے؟ وہ بولے جبریل ہے، پھر انہوں نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی (اور

بھی) ہے؟ جبریل نے کہا جی ہاں! میرے ساتھ محمد ہیں، انہوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا جی ہاں! جب دروازہ کھول دیا گیا، تو ہم آسمانِ دنیا (پہلے آسمان) کے اوپر چڑھے، یکا یک ایک ایسے شخص پر نظر پڑی، جو بیٹھے ہوئے تھے، ان کی داہنی جانب کچھ لوگ تھے، اور ان کی بائیں جانب (بھی) کچھ لوگ تھے، جب وہ اپنے داہنی جانب دیکھتے، تو ہنس دیتے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو رو دیتے، انہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا کہ مرحبا اے نیک نبی اور نیک بیٹے! میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم ہیں، اور ان کے دائیں اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف جنت والے ہیں اور بائیں طرف جہنم والے، اسی لئے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے ہیں، تو (خوشی کی وجہ سے) ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں، تو (رنج کی وجہ سے) روتے ہیں (بخاری)

قیامت تک آنے والے سارے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی نسل در نسل اولاد ہیں، اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی جنتی اولاد سے خوشی اور جہنمی اولاد سے غمی ہوتی۔

## یوسف علیہ السلام کو نہایت حسین دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ :مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقِيْلَ:مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ :

وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيْ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ :مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا هُوَ قَدِ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيْلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:(وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا)

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ :جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيْلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيلَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ :قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ :مَنْ هٰذَا؟

قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ: اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِيْ، فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَقَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقُلْتُ:قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (مسلم،رقم الحديث ۲۵۹"۱۶۲"كتاب الإيمان،باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: پھر ہمیں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں خالہ کے دو بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں یوسف صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ انہیں آدھا حسن عطا کیا گیا ہے، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور

میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی، اللہ عزوجل کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ ''ہم نے ان کا مقام بلند کیا''

پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ھارون صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا

کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے اُس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کی طرف اپنی کمر لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا، اور اس میں ہر دن ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو لوٹ کر پھر اُس کی طرف نہیں آتے۔

پھر (جبریل علیہ السلام) مجھے سدرۃُ المنتہیٰ کی طرف لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اور اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، پھر جب اس کو اللہ کے حکم سے اُن چیزوں نے ڈھانپ لیا، جن چیزوں نے ڈَھانپ لیا، تو اس کی حالت تبدیل ہوگئی، اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اُس کے حُسن کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں۔

پھر اللہ نے میری طرف وحی کی، جو بھی وحی کی، پھر میرے اوپر ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کو فرض کیا گیا، پھر میں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتر کر آیا، انہوں نے فرمایا کہ آپ کے رب نے امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پس بے شک میں بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا تجربہ کر چکا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں رب کی طرف لوٹ کر گیا، اور میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما دیجیے، پھر رب تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازوں کو ختم کر دیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا، اور میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں معاف کر دی گئی، انہوں نے فرمایا کہ آپ کی

امت اس کی طاقت نہیں رکھے گے، اس لیے آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے۔

پھر میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان لوٹ لوٹ کر (نماز کی تخفیف کے لئے) جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد یہ ہر دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کے لئے دس کا ثواب ہے، پس یہ (ثواب کے اعتبار سے) پچاس نمازیں ہی ہیں، اور جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا، پھر (کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے) اس کو نہیں کر سکے گا، تو اس کے لئے (اس ارادہ پر) ایک نیکی لکھی جائے گی، پھر اگر اس نے وہ نیک کام کرلیا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے برے کام کا ارادہ کیا، پھر اس کام کو نہیں کیا، تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا، پھر اگر اس نے وہ برا کام کرلیا، تو اس کے لئے ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں واپس موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو اس کی خبر دی، پھر انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور ان سے تخفیف کا سوال کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا، یہاں تک کہ مجھے رب تعالیٰ سے حیا آ گئی (مسلم)

بعض دوسری روایات میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن عطاء کیے جانے کا ذکر ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا شيبان، حدثنا حماد، عن ثابت، عن أنس – مرفوعا – قال: أعطى يوسف شطر الحسن (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ٣٣٧٣)

قال حسين سليم أسد الدارانى: إسناده صحيح (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا محمد بن إسحاق الصغانى، وحدثنا على بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بعض موقوف روایات میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو تہائی حسن عطاء کیے جانے کا ذکر آیا ہے۔ [1]
اور یہ روایات سند کے اعتبار سے موقوف ہیں، اگرچہ صحیح ہیں۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حمشاذ العدل، ثنا محمد بن غالب بن حرب، وإسحاق بن الحسن بن ميمون، قالوا: ثنا عفان بن مسلم، ثنا حماد بن سلمة، أنبأ ثابت، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: أعطي يوسف وأمه شطر الحسن (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۰۸۲)
قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه "
وقال الذهبی فی التلخيص:على شرط مسلم.
عن أنس – مرفوعا – قال: أعطي يوسف شطر الحسن (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۳۳۷۳)
قال الهيثمي:رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۷۷۵، باب ذكر يوسف صلى الله عليه وسلم)
وقال حسين سليم أسد الدارانی:إسناده صحيح(حاشية مسند ابی يعلیٰ)

[1] حدثنا وكيع , عن سفيان , عن أبي إسحاق , عن أبي الأحوص , عن عبد الله قال : أعطي يوسف وأمه ثلث الحسن(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۷۸۸۲)
حدثنا وكيع ، عن سفيان ، عن أبي إسحاق ، عن أبي الأحوص ، عن عبد الله ، قال : أعطي يوسف عليه السلام وأمه ثلث حسن الخلق(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۲۵۸۴)
عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال: أعطي يوسف، وأمه ثلثي الحسن، حسن الناس في الوجه والبياض وغير ذلك، وكانت المرأة إذا أتته غطى وجهه مخافة أن تفتتن(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۸۵۵۷)
قال الهيثمي:رواه الطبرانی موقوفا، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۷۷۳، باب ذكر يوسف صلى الله عليه وسلم)

[2] قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثری:
قال إسحاق: أخبرنا النضر بن شميل، ثنا شعبة، عن أبي إسحاق قال: قال أبو الأحوص عن عبد الله: أوتي (يوسف (وأمه) ثلث الحسن .
هذا إسناد صحيح موقوف .
الحكم عليه:
هذا إسناد صحيح عن ابن مسعود رضي الله عنه، قال البوصيری ( /42 /3ب): رواته ثقات.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت کعب سے مروی ایک روایت میں جو یوسف علیہ السلام کے لیے، اللہ کی طرف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأبو إسحاق وإن كان مدلسا لا بد من تصريحه بالسماع إلا أن رواية شعبة عنه مقبولة مطلقا لأنه كان يستوقفه عند الأحاديث على السماع كما ذكر الحافظ في النكت (631 /2) تخريجه:

من طريق شعبة أخرجه ابن جرير في تفسيره (207 /12)، حدثنا محمد بن المثنى، قال ثنا محمد بن جعفر، قال ثنا شعبة، به.

والطبراني في الكبير (110 /9)، حدثنا أحمد بن محمد السوطي، ثنا عفان بن مسلم، ثنا شعبة، به إلا أنه قال ثلث.

وتابع شعبة سيفان الثوري.

أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه: أخرجه في الفضائل، ما ذكر في يوسف عليه السلام (565 /11)، والطبري في تفسيره في الموضع السابق بطرق ثلاث عن سفيان، والطبراني في الكبير (110 /9)، كلهم من طريق سفيان عن أبي إسحاق، به.

وتابعهم زهير بن معاوية عن أبي إسحاق، به إلا أنه فيه ثلثي الحسن .أخرجه الطبراني في الكبير (111 /9)حدثنا محمد بن النضر الأذى ثنا معاوية بن عمرو، ثنا زهير، به.

قلت: رواية زهير عن أبي إسحاق بعد التغير فلا يثبت لفظ ثلثين، به كما في الكواكب النيرات .(84)

والثابت إن شاء الله ثلث، أما ثلثين فوهم؛ لأن رواية سفيان فيها ثلث ولم تختلف، ورواية شعبة فيها طريقان فيها ثلث، وفي واحد منها محمد بن جعفر غندر وهو من أثبت أصحاب شعبة، كما في شرح العلل .(702 /2)قال الهيثمي في المجمع (8/206) والظاهر أنه وهم، والله أعلم.

وللحديث شاهد مرسل عن الحسن عن النبي –صلى الله عليه وسلم– (أعطى يوسف وأمه ثلث حسن أهل الدنيا، وأعطى الناس الثلثين، أو قال أعطى يوسف وأمه الثلثين وأعطى الناس الثلث).

أخرجه ابن جرير في الموضع السابق عن محمد بن حميد قال ثنا حكام عن أبي معاذ عن يون عن الحسن، به .

وهذا على إرساله ضعيف، أبو معاذ هو سليمان بن أرقم وهو ضعيف كما في التقريب .321 /1 وقد ورد الحديث بلفظ غير هذا مرفوعا.

في حديث الإسراء الطويل عن أنس رضي الله عنه وفيه عن النبي –صلى الله عليه وسلم– لما صعد إلى السماء الثالثة قال: فإذا أنا بيوسف –صلى الله عليه وسلم–، إذا هو قد أعطي شطر الحسن.

أخرجه مسلم في صحيحه في الإيمان باب الإسراء برسول الله –صلى الله عليه وسلم– ( 213 /2نووي). ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سے اپنے تمام بندوں میں سے دو ثلث (یعنی دو تہائی) حسن عطاء کیے جانے، اور ایک ثلث (یعنی ایک تہائی) باقی تمام بندوں میں تقسیم کیے جانے کا ذکر ہے، وہ سند کے اعتبار

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن طريقة البغوى فى شرح السنة .(342 /13)
وأخرجه أحمد .(148 /3)وابن أبى شيبة فى مصنفه فى المغازى فى حديث المعراج .(402 /14)والبيهقى فى دلائل النبوة .(382 /2)
كلهم من طريق حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس رضى الله عنه، به مرفوعا.
ومن طريق آخر عنه بذكر هذا الطرف.
عن عفان، عن حماد بن سلمة، عن ثابت عن أنس رضى الله عنه، به مرفوعا.
أخرجه أحمد .(286 /3)
وابن أبى شيبة فى المصنف فى الفضائل ما ذكر فى يوسف عليه السلام (564 /11)
وابن جرير فى التاريخ .(169 /1)وفى التفسير .(207 /12)
وابن عدى فى الكامل (2021 /5)كلهم عن عفان، به والحاكم (570 /2)من طريق محمد بن غالب بن حرب وإسحاق بن الحسن بن ميمون كلهم عن عفان، به وزادوا (وأمه).وخالف شيبان عفان فوقفه عند أبى يعلى .(360 /3)
وهذا لا يضر فأكثر الروايات عن غير عفان بطرق أخرى وقد سبقت فى التخريج فيها بهذا اللفظ مرفوعا.فالحديث صحيح.
فائدة:يقدم فى المعنى الذى أشار إليه الأثر –مع صحته– المعنى المثبت فى حديث أنس رضى الله عنه، فإن الأثر وإن كان له حكم الرفع، إلا أن حديث أنس أولى؛ لأنه قد انتهى عن الظن بحكم رفعه، بخلاف أثر ابن مسعود فكل الروايات تقفه .فاعطائه حكم الرفع أضعف من الأول –أى حديث أنس– لأن الظن يدخل حينئذ.
ولو سلم برفعه، فالحكم لحديث أنس رضى الله عنه، لاحتمال أن يكون النبى –صلى الله عليه وسلم– قد أخبر أولا أنه أعطى ثلث الحسن، ثم أخبر أنه أعطى نصف الحسن.
ولا يدخل هنا الشك فى تقديم رواية أنس؛ لأنه فى رواية أثبت أن شطر الحسن ثابت ليوسف عليه السلام، وفى الأخرى أثبتها له ولامه معا.
فهذا بعيد لأن حسن يوسف عليه السلام من حسن أمه، وحسن أم يوسف من حسن ابنها عليهما السلام، فلا تعارض حينئذ.
قال الحافظ: ابن كثير فى التفسير (477 /2)، نقلا عن السهيلى، معناه أن يوسف عليه السلام كان على النصف من حسن آدم عليه السلام، فإن الله خلق آدم بيده على أكمل صورة وأحسنها، ولم يكن فى ذريته من يوازيه فى جماله وكان يوسف عليه السلام، قد أعطى شطر حسنه(حاشية المطالب العالية، ج۱۴ ص۲۴۵ الیٰ ۲۴۸،تحت رقم الحديث ۳۴۵۱، كتاب بدء الخلق، باب يعقوب ويوسف عليهما الصلاة والسلام)

سے کمزور ہے۔ [1]

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو آدھا، یا تہائی حسن جو دیا گیا تھا، اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آدھا، یا تہائی حسن مراد ہے۔

لیکن محققین نے اس بات کی تردید کی ہے، کیونکہ احادیث میں اس طرح کی کوئی قید مذکور نہیں۔ [2]

---

[1] أخبرنی أبو سعید الأحمسی، ثنا الحسین بن حمید، ثنا مروان بن جعفر السمری، حدثنی حمید بن معاذ، حدثنی مدرک بن عبد الرحمن، ثنا الحسن بن ذکوان، عن الحسن، عن سمرة، عن کعب، قال: ثم ولد لیعقوب، یوسف الصدیق الذی اصطفاه الله واختاره وأکرمه وقسم له من الجمال الثلثین وقسم بین عباده الثلث، وکان یشبه آدم یوم خلقه الله وصوره ونفخ فیه من روحه قبل أن یصیب المعصیة، فلما عصی آدم نزع منه النور والبهاء، والحسن وکان الله أعطی آدم الحسن والجمال والنور والبهاء یوم خلقه، فلما فعل ما فعل وأصاب الذنب نزع ذلک منه، ثم وهب الله لآدم الثلث من الجمال مع التوبة الذی تاب علیه، ثم إن الله أعطی یوسف الحسن والجمال والنور والبهاء الذی نزعه من آدم حین أصاب الذنب، وذلک أن الله أحب أن یری العباد أنه قادر علی ما یشاء وأعطی یوسف من الحسن والجمال ما لم یعطه أحدا من الناس، ثم أعطاه الله العلم بتأویل الرؤیا، وکان یخبر بالأمر الذی رآه فی منامه أنه سیکون وقبل أن یکون علمه الله کما علم آدم الأسماء کلها، وکان إذا تبسم رأیت النور فی ضواحکه، وکان إذا تکلم رأیت شعاع النور فی کلامه ویلتهب التهابا بین ثنایاه (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۰۹۲)

قال الحاکم: قد اختصرت من أخبار یوسف علیه الصلاة والسلام ما صح إلیه الطریق ولو أخذت فی عجائب وهب بن منبه وأبی عبد الله الواقدی لطالت الترجمة بها "

وقال الذهبی فی التلخیص: عن سمرة عن کعب والسند واه.

[2] قوله: " وإذا هو قد أعطی شطر الحسن فرحب بی"، (الشطر): النصف.

وقیل: المراد به ها هنا: البعض، کما قال – صلی الله علیه وسلم –: " الطهور شطر الإیمان "؛ أی: بعضه. وقال شریح: أصبحت ونصف الناس علی غضاب.

قال الشاعر:

إذا مت کان الناس نصفین شامت وآخر مثن بالذی کنت أفعل

والمقصود منهما: البعض مطلقا لا علی التساوی، فإذا کان کذلک فمعناه: قد أعطی یوسف بعض الحسن.

قال الإمام أرشد الدین الفیروزانی فی "شرحه :"ویحتمل أن المراد: أن الحسن شطره للرجال،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، دجّال اور داروغۂ جہنم کو دیکھنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وشطره للنساء، فقد يوصف الرجل بالحسن من حيث لا توصف المرأة به، وكذلك توصف المرأة بالجمال بما لا يوصف به الرجال، فإعطاؤه شطر الحسن كونه أحسن من جميع الرجال، وإن لم يكن أحسن من جميع الخلق رجالهم ونسائهم(المفاتيح فی شرح المصابيح لحسين بن محمود المظهری الحنفی، ج٦ ص١٩٥، ١٩٦، كتاب الفتن،باب بدء الخلق، وذكر الأنبياء عليهم السلام، فصل فی المعراج)

وحمله بعضهم على أن المراد: أن يوسف أعطى شطر الحسن الذی أوتيه نبينا صلى الله عليه وسلم، وفيه ما فيه(عمدة القاری للعينی، ج١٧ ص٢٦، كتاب بدء الخلق، باب المعراج)

وقيل: إنه لم يعط أحد من الحسن أكثر مما أعطی يوسف لأنه فی مقام إفضاله تعالى على يوسف فالقائل أن نبينا – صلى الله عليه وسلم – أعطی أكثر مما أعطی يوسف من الحسن يحتاج إلى دليل(التنوير شرح الجامع الصغير للصنعانی، ج٢ ص٤٩٦، تحت رقم الحديث ١١٧٣، حرف الهمزة، الهمزة مع السين المهملة)

(قد أعطی شطر الحسن) ، قال المظهر أی: نصف الحسن .أقول: وهو محتمل أن يكون المعنى نصف جنس الحسن مطلقا، أو نصف حسن جميع أهل زمانه .وقيل بعضه لأن الشطر كما يراد به نصف الشیء قد يراد به بعضه مطلقا .أقول: لكنه لا يلائمه مقام المدح وإن اقتصر عليه بعض الشراح، اللهم إلا أن يراد به بعض زائد على حسن غيره، وهو إما مطلق فيحمل على زيادة الحسن الصوری دون الملاحة المعنوية لئلا يشكل نبينا – صلى الله عليه وسلم – وإما مقيد بنسبة أهل زمانه وهو الأظهر، وكان الطيبی – رحمه الله – أراد هذا المعنى، لكنه أغرب فی المبنى حيث عبر عنه بقوله: وقد يراد به الجهة أيضا نحو قوله تعالى: "فول وجهك شطر المسجد الحرام" أی إلى جهة من الحسن ومسحة منه، كما قال: على وجهه مسحة ملك ومسحة جمال .أی: أثر ظاهر، ولا يقال ذلك إلا فی المدح اهـ .وغرابته مما لا تخفى على ذوی النهى، هذا وقد قال بعض الحفاظ من المتأخرين، وهو من مشايخنا المعتبرين: أنه – صلى الله عليه وسلم – كان أحسن من يوسف عليه السلام إذ لم ينقل أن صورته كان يقع من ضوئها على جدران ما يصير كالمرآة يحكی ما يقابله، وقد حكی عن صورة نبينا – صلى الله عليه وسلم – لكن الله تعالى ستر عن أصحابه كثيرا من ذلك الجمال الباهر، فإنه لو برز لهم لم يطيقوا النظر إليه كما قاله بعض المحققين، وأما جمال يوسف عليه السلام فلم يستر منه شیء اهـ.

وهو يؤيد ما قدمناه من أن زيادة الحسن الصوری ليوسف عليه الصلاة والسلام، كما أن زيادة الحسن المعنوی لنبينا – صلى الله عليه وسلم – مع الاشتراك فی أصل الحسن على أنه قد يقال: المعنى أعطی شطر حسنی (مرقاة المفاتيح، ج٩ ص٣٧٦٦، كتاب الفضائل، باب فی المعراج)

www.idaraghufran.org

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ ' "فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهٖ" (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۳۹، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جو گندمی رنگ کے لمبے اور گھنگھریالے بالوں والے تھے، گویا کہ وہ ''شنوءۃ'' (یمن کے مخصوص) لوگوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جو درمیانی قد کے تھے، جن کا رنگ سفید اور سرخ تھا، جو سیدھے بالوں والے تھے، اور میں نے مالک یعنی داروغۂ جہنم کو دیکھا، اور میں نے دجال کو دیکھا (یہ سب) ان نشانیوں میں سے نشانیاں تھیں، جو (اس رات) اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائیں (آیت ''فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهٖ'' میں موسیٰ علیہ السلام کے اسی دیکھنے کی طرف گویا اشارہ ہے) (بخاری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

رَأَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، وَمُوْسٰى، وَإِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسٰى، فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوْسٰى فَآدَمُ جَسِيْمٌ قَالُوْا لَهُ: فَإِبْرَاهِيْمُ ؟ قَالَ اُنْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۹۷، مسند عبداللہ بن العباس) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم، حضرت موسیٰ، اور حضرت ابراہیم علیہم

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط البخاری، رجاله ثقات رجال الشيخين غيرَ عثمان بن المغيرة، فمن رجال البخاری (حاشیة مسند احمد)

www.idaraghufran.org

السلام کو دیکھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگت والے، گھنگریالے بالوں اور کشادہ سینے والے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سانولے، اور خوب جسامت والے تھے، صحابۂ کرام نے پوچھا کہ تو حضرت ابراہیم؟ (یعنی وہ کیسے تھے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اس صاحب کو (یعنی مجھے) دیکھ لو (وہ کچھ میرے مشابہ تھے) (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

وَرَأَى الدَّجَّالَ فِيْ صُوْرَتِهٖ رُؤْيَا عَيْنٍ لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ وَعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَإِبْرَاهِيْمَ، قَالَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ، فَقَالَ رَأَيْتُهٗ فَيْلَمَانِيًّا أَقْمَرَ هِجَانًا، إِحْدٰى عَيْنَيْهِ قَائِمَةٌ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، كَأَنَّ شَعْرَهٗ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ، وَرَأَيْتُ عِيْسٰى :شَابًّا أَبْيَضَ جَعْدَ الرَّأْسِ حَدِيْدَ الْبَصَرِ مُبَطَّنَ الْخَلْقِ، وَرَأَيْتُ مُوْسٰى :أَسْحَمَ، آدَمَ : كَثِيْرَ الشَّعْرِ، شَدِيْدَ الْخَلْقِ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۲۷۲۰، ج۵ ص۱۰۸، اول مسند ابن عباس) [1]

ترجمہ: اور دجال کو اس کی صورت میں دیکھا، جاگتی ہوئی آنکھوں سے، نہ کہ سوتی ہوئی آنکھوں سے، اور عیسیٰ بن مریم اور ابراہیم علیہما السلام کو بھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اُسے بڑے قدّ وقامت میں سفید رنگ میں دیکھا، اس کی دونوں آنکھوں میں سے ایک آنکھ سپٹ تھی، گویا کہ وہ سفید موتی ہے، اور گویا کہ اس کے بال درخت کی ٹہنیوں کی طرح ہیں، اور میں نے حضرت عیسیٰ کو جوان اور گورا دیکھا، بال گھنگریالے تھے، آنکھ سُرمگیں تھیں، پتلے تھے، میں نے موسیٰ کو دیکھا گندمی رنگ، اور زیادہ بالوں،

---

[1] قال حسین سلیم أسد الدارانی: إسناده صحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)
قلت :فالإسناد حسن (الإسراء والمعراج للالبانی، ص۷۷، حدیث عبد الله بن عباس)

www.idaraghufran.org

اور مضبوط جسم والے تھے، اور میں نے حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا (ابو یعلیٰ)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقِيتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى قَالَ فَتَذَاكَرُوْا أَمْرَ السَّاعَةِ فَرَدُّوْا أَمْرَهُمْ إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهَا فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهَا فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلٰى عِيْسٰى فَقَالَ أَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ ذٰلِكَ وَفِيْمَا عَهِدَ إِلَيَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ الدَّجَّالَ خَارِجٌ قَالَ وَمَعِي قَضِيْبَانِ فَإِذَا رَآنِيْ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الرَّصَاصُ قَالَ فَيُهْلِكُهُ اللّٰهُ حَتّٰى إِنَّ الْحَجَرَ وَالشَّجَرَ لَيَقُوْلُ يَا مُسْلِمُ إِنَّ تَحْتِيْ كَافِرًا فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ فَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ يَرْجِعُ النَّاسُ إِلٰى بِلَادِهِمْ وَأَوْطَانِهِمْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَخْرُجُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَطَئُوْنَ بِلَادَهُمْ لَا يَأْتُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا أَهْلَكُوْهُ وَلَا يَمُرُّوْنَ عَلٰى مَاءٍ إِلَّا شَرِبُوْهُ ثُمَّ يَرْجِعُ النَّاسُ إِلَيَّ فَيَشْكُوْنَهُمْ فَأَدْعُو اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ وَيُمِيْتُهُمْ حَتّٰى تَجْوَى الْأَرْضُ مِنْ نَتْنِ رِيْحِهِمْ قَالَ فَيُنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطَرَ فَتَجْرُفُ أَجْسَادَهُمْ حَتّٰى يَقْذِفَهُمْ فِي الْبَحْرِ قَالَ أَبِيْ ذَهَبَ عَلَيَّ هَاهُنَا شَيْءٌ لَمْ أَفْهَمْهُ كَأَدِيْمٍ وَقَالَ يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُوْنَ ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيْمِ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ هُشَيْمٍ قَالَ فَفِيْمَا عَهِدَ إِلَيَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ ذٰلِكَ إِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَإِنَّ السَّاعَةَ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ الَّتِي لَا يَدْرِيْ أَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادِهَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا (مسند احمد، رقم الحديث ٣٥٥٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں ابراہیم،

موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے، پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم (علیہ السلام) سے رجوع کیا (کہ وہ قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں، پھر موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف رجوع کیا، تو انہوں نے (بھی) فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں، پھر عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف رجوع کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک قیامت کے قائم ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، البتہ جو عہد میرے رب عزوجل نے مجھ سے کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا، اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی، پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا، پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا، یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مسلمان! میری آڑ میں ایک کافر (چھپا ہوا) ہے، آ کر اُسے قتل کردے، چنانچہ اللہ اُن سب (کافروں) کو ہلاک فرمادے گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہوجائیں گے، تو اُس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے، جو (تیز رفتاری کے ساتھ) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے، وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر اُن کا گزر ہوگا، اس کا خاتمہ کردیں گے، جس پانی (نہر، چشمہ، کنویں یا دریا وغیرہ) سے گزریں گے، اُسے پی کر ختم کردیں گے۔ پھر لوگ میرے پاس آ کر اُن کی شکایت کریں گے، میں اللہ سے ان کے بارے میں بددعاء کروں گا، پس اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردے گا، اور مار ڈالے گا، حتیٰ کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہوجائے گی، پھر اللہ عزوجل بارش برسائے گا، جو ان کی لاشیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی (راوی فرماتے ہیں کہ آگے اس حدیث کا کچھ حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا، ایک دوسرے راوی یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ پوری بات یہ تھی کہ)

پھر پہاڑ دُھن دیے جائیں گے، اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا (کر سیدھی کر) دی جائے گی (پھر اصل راوی کہتے ہیں کہ) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پس جن امور کا عہد میرے رب نے مجھ سے کیا ہے، اُن میں یہ بھی ہے کہ جب ایسا ہو چکے تو قیامت کا حال پورے دنوں کی اُس گابھن (حاملہ) جانور (اونٹنی) کی طرح ہوگا، جو بس بچہ جنا ہی چاہتی ہے، جس کے مالک نہیں جانتے کہ وہ دن، یا رات میں کب اچانک بچہ دیدے گی (مسند احمد)

بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کی سند میں ''مؤثر بن عفازۃ'' راوی کے پائے جانے کی وجہ سے ''ضعیف'' قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ ان کو ابنِ حبان اور عجلی کے علاوہ کسی نے ''ثقہ'' قرار نہیں دیا، اور ان کا شمار ''مجہول'' راویوں میں ہوتا ہے۔ [1]

اس طرح کا مضمون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے، اور اس کی سند کو بعض حضرات نے ''حسن یا صحیح'' قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسٰى، وَعِيسٰى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوْهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ مُوسٰى، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَتَرَاجَعُوا الْحَدِيْثَ إِلٰى عِيسٰى، فَقَالَ عِيسٰى: عَهِدَ اللّٰهُ إِلَيَّ فِيْمَا دُوْنَ وَجْبَتِهَا فَلَا نَعْلَمُهَا، قَالَ: فَذَكَرَ مِنْ خُرُوجِ الدَّجَّالِ، فَأَهْبِطُ فَأَقْتُلُهُ، وَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلٰى بِلَادِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ، فَلَا يَمُرُّوْنَ بِمَاءٍ إِلَّا شَرِبُوْهُ وَلَا يَمُرُّوْنَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، مؤثر بن عَفَازَة لم يوثقه غير ابن حبان والعجلي، فهو في عداد المجاهيل، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين .هشيم: هو ابن بشير، والعوام: هو ابن حوشب(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ٣٥٥٦)

www.idaraghufran.org

بِشَيْءٍ إِلَّا أَفْسَدُوْهُ فَيَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ فَيُمِيْتُهُمْ فَتَجْأَرُ الْأَرْضُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ رِيْحِهِمْ وَيَجْأَرُوْنَ إِلَيَّ، فَأَدْعُوا اللّٰهَ فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ فَيَحْمِلُ أَجْسَامَهُمْ فَيَقْذِفُهَا فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ يَنْسِفُ الْجِبَالَ، وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيْمِ فَعَهِدَ اللّٰهُ إِلَيَّ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَإِنَّ السَّاعَةَ مِنَ النَّاسِ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ لَا يَدْرِيْ أَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَأُهُمْ بِوِلَادَتِهَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۴۴۸، ج۲ ص ۴۱۶، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الأنبیاء، و رقم الحدیث ۸۵۰۲، کتاب الفتن والملاحم)

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی، تو آپ کی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، جو قیامت (کی آمد) کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے، انہوں نے پہلے اس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار فرمایا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک قیامت کے قائم ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا حتمی علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، البتہ جو عہد میرے اللہ نے مجھ سے کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا، اور میں اتر کر اسے قتل کروں گا، اور لوگ اپنے شہروں کی طرف جائیں گے، تو ان کو یاجوج ماجوج ملیں گے، اور وہ ہر اونچائی سے نیچے اتریں گے، تو وہ جس پانی کے قریب سے بھی گزریں گے، اسے پی لیں گے، اور جس چیز کے پاس سے بھی گزریں گے، اسے خراب کر دیں گے، پھر لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں (یعنی یاجوج ماجوج کو) ہلاک کر دیں گے، پھر زمین اللہ سے ان (مرے، سڑے ہوئے یاجوج ماجوج کے جسموں

ولاشوں ) کی بدبو سے پناہ چاہے گی، اور لوگ میری طرف متوجہ ہوں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کروں گا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، اور وہ بارش کا پانی ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں ڈال دے گا، پھر اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو اکھاڑے گا، اور زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ جب یہ واقعات ہوں گے، تو قیامت لوگوں کے قریب اس طرح ہوجائے گی، جیسے کہ پورے دنوں کی گابھن (حاملہ) اونٹنی کی حالت ہوتی ہے، کہ اس کے گھر والوں کو معلوم نہیں کہ کس وقت رات، یا دن میں اچانک اس کے بچہ پیدا ہوجائے (حاکم)

امام حاکم نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ''یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے، اور ''مؤثر بن عفازہ'' مجہول نہیں ہیں، اور علامہ ذھبی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] قال الحاكم تحت رقم الحديث ۳۴۴۸:

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه فأما مؤثر فليس بمجهول "قد روى عن عبد الله بن مسعود والبراء بن عازب وروى عنه جماعة من التابعين.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۳۴۴۸، ج ۲ ص ۴۱۶، كتاب التفسير، تفسير سورة الأنبياء)

وقال الحاكم تحت رقم الحديث ۸۵۰۲:

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۸۵۰۲، كتاب الفتن والملاحم)

وقال المزي:

ق: مؤثر بن عفازة الشيباني ، ويقال: العبدي، أبو المثنى الكوفي.

روى عن: بشير بن الخصاصية، وعبد الله بن مسعود (ق) .

روى عنه: جبلة بن سحيم (ق) .

قال عباس الدوري عن يحيى بن معين: مؤثر بن عفازة كوفي يروي زيد بن أبي أنيسة عن رجل عنه ويكنيه أبو المثنى، هكذا زعم أصحاب الحديث.

وذكره ابن حبان في كتاب "الثقات. "

روى له ابن ماجة (تهذيب الكمال للمزي، ج ۲۹ ص ۱۵، تحت رقم الترجمة ۶۲۳۱)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بھی بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے ''حسن، یا صحیح'' قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال مغلطای بن قلیج الحنفی:

(ق) مؤثر بن غفارة الشیبانی، ویقال :العبدی، أبو المثنی الکوفی.

قال الحاکم أبو عبد الله لما خرج حدیثه مصححا له :لیس بمجهول، قد روی عن ابن مسعود والبراء بن عازب، وروی عنه جماعة من التابعین.

وذکره ابن سعد فی الطبقة الأولی من أهل الکوفة.

وقال العجلی :من أصحاب عبد الله، ثقة (إکمال تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، ج ۱۲، ص ۵، تحت رقم الترجمة ۴۷۷۱)

وقال ابن حبان:

مؤثر بن غفارة أبو المثنی العبدی یروی عن بن مسعود وبشیر بن الخصاصیة روی عنه جبلة بن سحیم(الثقات لابنِ حبان، ج۵ ص ۴۶۳، تحت رقم الترجمة ۵۷۳۵)

وقال العجلی:

مؤثر بن عفازة من أصحاب عبد الله ثقة(الثقات للعجلی، ج ۲ ص ۳۰۳، تحت رقم الترجمة ۱۸۰۸، باب مؤثر ومورق)

وقال أبو زکریا یحیی بن معین:

قلت لیحیی مؤثر بن عفازة هو أبو المثنی العبدی قال هکذا یقول أصحاب الحدیث(تاریخ ابن معین ـ روایة الدوری، ج ۴، ص ۸، رقم الترجمة ۲۸۶۳، أهل الکوفة)

وقال ابن حجر العسقلانی:

أبو المثنی العبدی عن بشیر بن الخصاصیة وعنه جبلة بن سحیم مجهول قلت بل هو مؤثر بن عفازة المذکور فی التهذیب کرره بلا فائدة(تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، لابن حجر العسقلانی، ج ۲ ص ۵۳۶، رقم الترجمة ۱۳۸۵، حرف المیم)

[1] حدثنا أبو خیثمة، حدثنا یزید بن هارون، أخبرنی العوام بن حوشب، حدثنی جبلة بن سحیم، عن مؤثر بن غفارة، عن عبد الله قال: " لما کان لیلة أسری بالنبی صلی الله علیه وسلم، لقی إبراهیم، وموسی، وعیسی صلوات الله علیهم فتذاکروا الساعة، متی هی؟ فبدئوا بإبراهیم، فسألوه عنها فلم یکن عنده منها علم، فسألوا موسی، فلم یکن عنده منها علم، فردوا الحدیث إلی عیسی فقال: عهد الله إلی فیما دون وجبتها، فأما وجبتها فلا یعلمها إلا الله، فذکر من خروج الدجال فأهبط فأقتله، فیرجع الناس إلی بلادهم، فیستقبلهم یأجوج ومأجوج، وهم من کل حدب ینسلون، لا یمرون بماء إلا شربوه ولا بشیء إلا أفسدوه، فیجأرون إلی فأدعوا الله فیمیتهم، فتجوی الأرض من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

معلوم ہوا کہ قیامت کا قطعی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، البتہ قُربِ قیامت کی کچھ نشانیاں ہیں، جن سے قیامت کی آمد کو پہچانا جاسکتا ہے، انہیں میں سے ایک بڑی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجّال کا خروج، نیز یاجوج ماجوج کا برآمد ہونا ہے (ان نشانیوں کی تفصیلات مستقل کتابوں میں موجود ہیں، ان کا علم حاصل کرنا چاہئے تاکہ قُربِ قیامت کے فتنوں سے حفاظت رہے)

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ریحهم فأدعوا الله أن يرسل السماء فتحمل أجسامهم فتلقيها فى البحر، ثم تنسف الجبال، وتمد الأرض مد الأديم، فعهد الله تبارک وتعالى إلى أنه إذا كان ذلک أن الساعة من الناس كالحامل المتم، لا يدرى أهلها متى تفجؤهم بولادها ليلا أو نهارا "، قال العوام: فوجدت تصديق ذلک فى كتاب الله ثم قرأ: "حتى إذا فتحت يأجوج ومأجوج" (مسند أبى يعلى ، رقم الحديث ٥٢٩٤، مسند عبدالله بن مسعود)

قال حسين سليم أسد الدارانى:

إسناده حسن(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

وقال ابو العباس شهاب الدين البوصيرى الكنانى:

هذا إسناد صحيح رجاله ثقات مؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان فى الثقات وباقى رجال الإسناد ثقات رواه أبو بكر بن أبى شيبة عن يزيد بن هارون بإسناده ومتنه ورواه أبو يعلى الموصلى ثنا أبو خيثمة ثنا يزيد بن هارون فذكره نحوه ورواه الحاكم فى المستدرک عن أبى العباس أحمد بن محمد المحبوبى عن سعيد بن مسعود عن يزيد بن هارون به وقال هذا حديث صحيح الإسناد (مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه ، ج ٤ص ٢٠٢، كتاب الفتن،باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج،دار العربية -بيروت)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتى:

عن ابن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لقيت ليلة أسرى بى إبراهيم وموسى وعيسى، قال: فتذاكروا الساعة، وذكر الحديث.

قال الحاكم: صحيح الإسناد"

وقال البوصيرى: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات، مؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان فى "الثقات"، وباقى رجال الإسناد ثقات "المصباح 202 /4

قلت: مؤثر ذكره العجلى أيضاً فى "الثقات "وقال: من أصحاب عبد الله، ثقة(انيس الساری تخريج احاديث فتح البارى، ج٦ ص٤٣٩٨، تحت رقم الحديث ٣١٢٠، حرف اللام)

www.idaraghufran.org

یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے معراج کی رات میں پیشگی دیکھ لیا ہے، اور جہنم کے داروغہ سے بھی ملاقات کی ہے، جس کی تفصیل دوسری روایت میں ہے۔

معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیائے کرام علیہم السلام کی زیارت و ملاقات کرائی گئی اور بہت سے حقائق اور اعمال کی جزا و سزا کو تمثیلات کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیا گیا اور دکھایا گیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی نشانیاں تھیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ کرائی گئیں، دجال کا دیکھنا بھی اسی حیثیت سے تھا۔ [1]

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۱۶۳۴، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب ذکر صلاة نبی الله موسی علیه السلام، صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۳۷۵ "۱۶۴" باب من فضائل موسی صلی الله علیه وسلم)

---

[1] (رأیت لیلة أسری بی) أرواح الأنبیاء متشکلین بصور کانوا علیها فی الحیاة فرأیت (موسی رجلا آدم) أی أسمر (طوالا) بضم الطاء وتخفیف الواو أی طویلا (جعدا) أی جعد الجسم وهو اجتماعه واکتنازه لا الشعر علی الأصح (کأنه من رجال شنوءة أی یشبه واحدا من هذه القبیلة والشنوءة بفتح الشین التباعد بین الأدناس لقب به حی من الیمن لطهارة نسبهم وحسن سیرتهم (ورأیت عیسی) ابن مریم (رجلا مربوع الخلق) أی بین الطول والقصر قال الطیبی :وقوله (إلی الحمرة) حال أی مائلا لونه إلی الحمرة (والبیاض) فلم یکن شدید الحمرة والبیاض (بسط الرأس) أی مسترسل شعر الرأس والسبوطة ضد الجعودة (ورأیت مالکا) هذه روایة البخاری فی بعض النسخ .قال النووی :وأکثر الأصول ملک بالرفع وجوابه أنه منصوب لکن سقطت الألف خطأ (خازن النار) نار جهنم (و) رأیت (الدجال) تمامه عند البخاری فی آیات أراهن الله إیاه فلا تکن فی مریة من لقائه اه .قیل :وهو من کلام الراوی أدرجه دفعا لاستبعاد السامع بدلیل قوله إیاه وإلا لقال إیای(فیض القدیر للمناوی، ج۴ص۷، و۸، تحت رقم الحدیث ۴۳۸۰، حرف الراء)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں (نسائی، مسلم)

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے مبارک جسموں کو حرام کر دیا ہے۔

چنانچہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُوْلُوْنَ :بَلِيْتَ -؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (سن ابی داؤد ،رقم الحدیث ۱۰۴۷ ،کتاب الصلاۃ، ابواب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ،ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۱۰۸۵ ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۱۶۲ ، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۰۲۹ ، سنن النسائی، رقم الحدیث ۱۳۷۴ ، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۹۱۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن اِن کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت سے پہلے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، اس لئے کہ

---

[1] وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ، ولم یخرجاه.
وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری .
وقال شعیب الارنؤوط:صحیح لغیره، وهذا إسناد رجاله ثقات(حاشیة ابی داؤد)
وقال ایضاً:إسناده صحیح، رجاله رجال الصحیح، غیر صحابیه فمن رجال أصحاب السنن(حاشیة مسند احمد)
وقال ایضاً:صحیح لغیره(حاشیة سنن ابن ماجه)
وقال ایضاً:إسناده صحیح، رجاله رجال الصحیح(حاشیة ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت اوس کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ کا جسمِ مبارک (وصال کے بعد) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ آپ مٹی ہو چکے ہوں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا ہے (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس لئے انبیائے کرام کے مبارک جسموں کا اصل ٹھکانہ تو ان کی مبارک قبریں ہیں، لہٰذا نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ واقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اصل مستقر وٹھکانہ میں ہی دیکھا اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو جو آسمانوں اور بیت المقدس میں دیکھا، تو یہ کوئی بعید نہیں، کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے بطورِ خاص اپنی قدرتِ کاملہ سے اصلی جسموں کے ساتھ مدعو فرمایا ہو، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا مشکل نہیں ''**وماذالک علی اللہ بعزیز**''

اور بعض نے فرمایا کہ بعض مقاموں پر جسموں کے بغیر خالی روحوں کو دیکھا۔

اور بعض حضرات نے یہ تاویل وتوجیہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضراتِ انبیائے کرام کی روحوں کو مثالی جسم کے ساتھ متمثل فرما کر نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات وزیارت کا موقع عطا فرمایا، البتہ حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر اصلی جسموں کے ساتھ دیکھا، کیونکہ ان دونوں شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا، ''**و اللہ تعالیٰ اعلم**'' (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ، ج ۱ ص ۳۲۰ بتغیر، تفصیل واقعۂ معراج، مطبوعہ: الطاف اینڈ سنز، کراچی)

اور کیونکہ عالمِ بالا کے بعض حالات کو صرف عقل کے بل بوتے پر سمجھنا مشکل ہے، اس لئے اس معاملہ میں زیادہ کھود کرید کے بجائے اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا چاہئے، اور

جو کچھ شریعت کی طرف سے بیان کیا گیا، اس پر اسی طرح ایمان لانا چاہئے۔ [1]

[1] ویشهد له صلاة موسى فى قبره، فإن الصلاة تستدعى جسدًا حيًا، وكذلك الصفات المذكورة فى الأنبياء ليلة الإسراء ، كلها صفات الأجسام، ولا يلزم من كونها حياة حقيقية أن تكون الأبدان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب وغير ذلك من صفات الأجسام(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،لشهاب الدين أحمد بن محمد القسطلانى ، المجلد الثانى،صفحة ۳۹۴، المقصد الرابع، الفصل الثانى، القسم الرابع: فيما اختص به– صلى الله عليه وسلم– من الفضائل والكرامات)

ويشهد له صلاة موسى فى قبره "كما ثبت فى الصحيح.

واختلف فيها، فقيل :الصلاة اللغوية، أى :يدعو الله ويذكره ويثنى عليه وقيل :الشرعية، ولا مانع من ذلك، لأنه إلى الآن فى الدنيا، وهى دار تعبد، وعلى هذا جرى القرطبى، فقال :الحديث يدل بظاهره على أنه رآه رؤية حقيقية فى اليقظة، وأنه حى فى قبره، يصلى الصلاة التى كان يصليها فى الحياة، وذلك ممكن، "فإن الصلاة تستدعى جسدًا حيًا "سواء قلنا أنها الشرعية أو اللغوية، "وكذلك الصفات المذكورة فى الأنبياء ليلة الإسراء ، كلها صفات الأجسام، ولا يلزم من كونها حياة حقيقية أن تكون الأبدان معها، كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب، وغير ذلك من صفات الأجسام "لأن ذلك عادى لا عقلى(شرح الزرقانى على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، لأبى عبد الله محمد بن عبد الباقى الزرقانى ، المجلد السابع ،صفحة ۳۶۸، الفصل الرابع :ما اختص به صلى الله عليه وسلم من الفضائل والكرامات)

ولا تدافع بين رؤيته موسى يصلى فى قبره، وبين رؤيته فى السماء لأن للأنبياء مراتع ومسارح يتعرفون فيما شاء وا، ثم يرجعون، أو لأن أرواحهم بعد فراق الأبدان فى الرفيق الأعلى، ولها إشراق على البدن وتعلق به، فيتمكنون من التعرف والتقرب، بحيث يرد السلام على المسلم، وبهذا التعلق رآه يصلى فى قبره، ورآه فى السماء ، ورأى الأنبياء فى بيت المقدس وفى السماء كما أن نبينا بالرفيق الأعلى، وبدنه فى قبره يرد السلام على من يسلم عليه، ولم يفهم هذا من قال :رؤيته يصلى فى قبره منامية، أو تمثيل، أو إخبار عن وحى، لا رؤية عين، فكلها تكلفات بعيدة(ايضاً ،المجلد السابع ،صفحة ۳۶۸)

قال البيهقى وفى حديث سعيد بن المسيب عن أبى هريرة أنه لقيهم ببيت المقدس فحضرت الصلاة فأمهم نبينا صلى الله عليه وسلم ثم اجتمعوا فى بيت المقدس وفى حديث أبى ذر ومالك بن صعصعة فى قصة الإسراء أنه لقيهم بالسماوات وطرق ذلك صحيحة فيحمل على أنه رأى موسى قائما يصلى فى قبره ثم عرج به هو ومن ذكر من الأنبياء إلى السماوات فلقيهم النبى صلى الله عليه وسلم ثم اجتمعوا فى بيت المقدس فحضرت الصلاة فأمهم نبينا صلى الله عليه وسلم قال وصلاتهم فى أوقات مختلفة(فتح البارى لابنِ حجر، ج٦ ص۴۸۷، كتاب احاديث الأنبياء، قوله باب قول الله تعالى واذكر فى الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

يجوز أن يكون لروحه اتصال بجسده فى الأرض فلذلك يتمكن من الصلاة وروحه مستقرة فى السماء (فتح البارى لابنِ حجر، ج۷ص ۲۱۲، كتاب مناقب الأنصار، قوله باب المعراج)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وفات کے بعد نماز اور دیگر اعمال ذمہ میں لازم نہیں رہتے، اور مقدس ہستیاں فوت ہونے کے بعد قبر و عالمِ برزخ میں بعض نیک اعمال اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے غذائے روحانی اور اکرام و شرافت کا درجہ رکھتے ہیں، جن سے انہیں راحت اور تسکین حاصل ہوتی ہے، اور ان کا اکرام و اعزاز ہوتا ہے، جیسا کہ فرشتوں کی عبادت کا معاملہ ہے۔ [1]

## سدرۃُ المنتہیٰ اور اس کی زیارت

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ قوله: لما أتى السماء السادسة فإذا موسى؟ وقد قال في حديث آخر: رأيت موسى ليلة الإسراء وهو يصلي في قبره؟ قلت: لا إشكال في ذلك على قول من يقول بتعدد الإسراء، وعلى قول من يقول: بأن الإسراء مرة واحدة، فالجواب: أن موسى، عليه الصلاة والسلام، صعد إلى السماء السادسة بعد أن رآه النبي صلى الله عليه وسلم، في قبره حتى اجتمع به هناك، وما ذلك على الله بعزيز. ولا على موسى بكثير (عمدة القاري للعيني، ج ۱۷ ص ۲۷، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

يحتمل أن تكون رؤيته موسى في قبره عند الكثيب الأحمر كانت قبل صعود النبي صلى الله عليه وسلم إلى السماء وفي طريقه إلى بيت المقدس ثم وجد موسى قد سبقه إلى السماء ويحتمل أنه صلى الله عليه وسلم رأى الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم وصلى بهم على تلك الحال لأول ما رآهم ثم سألوه ورحبوا به أو يكون اجتماعه بهم وصلاته ورؤيته موسى بعد انصرافه ورجوعه عن سدرة المنتهى والله أعلم (شرح النووي علىٰ مسلم، ج ۲ ص ۲۳۸، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات)

[1] ذلك ليس بحكم التكليف بل بحكم الإكرام والتشريف لأنهم حبب إليهم في الدنيا الصلاة فلزموها ثم توفوا وهم على ذلك فتشرفوا بإبقاء ما كانوا يحيونه عليه فتكون عبادتهم إلهامية كعبادة الملائكة لا تكليفية (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۸۱۷۱، ج ۵ ص ۵۱۹، حرف الميم)

www.idaraghufran.org

لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۸۸۷، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۷۲)

ترجمہ: پھر (ساتویں آسمان پر پہنچنے کے بعد) میری طرف سدرۃُ المنتہیٰ کو ظاہر کیا گیا، تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح (لمبے چوڑے) تھے (جبریل علیہ السلام) نے کہا کہ یہ سدرۃُ المنتہیٰ ہے، اور (وہاں) چار (قسم کی) نہریں تھیں، دو نہریں باطنی تھیں، اور دو نہریں ظاہری تھیں، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ دو (نہریں) کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دو اندرونی تو جنت کی نہریں ہیں، اور دو ظاہری نیل اور فرات ہیں، پھر میرے لیے بیتُ المعمور کو ظاہر کر دیا گیا (بخاری، حاکم)

بیتُ المعمور کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا (صحيح مسلم، رقم الحديث ۲۵۹ "۱۶۲" كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: پھر (جبریل علیہ السلام) مجھے سدرۃُ المنتہیٰ کی طرف لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اور اس کے پھل "ہجر" (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، پھر جب اس کو اللہ کے حکم سے اُس چیز نے ڈھانپ لیا، جس چیز نے ڈھانپ لیا، تو اس کی حالت تبدیل ہوگئی، اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اُس کے حُسن کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں (مسلم)

اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْتَهَيْتُ إِلَى السِّدْرَةِ ، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ الْجِرَارِ ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، فَلَمَّا غَشِيَهَامِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَهَا، تَحَوَّلَتْ يَاقُوْتًا ، أَوْ زُمُرُّدًا أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٢٣٠١) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (معراج کی رات) میں سدرۃُ المنتہیٰ تک پہنچا، تو اس کے پھل گھڑے کی طرح تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح (بڑے بڑے اور چوڑے) تھے، پس جب اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس چیز نے ڈھانپ لیا، جس نے بھی ڈھانپ لیا، تو وہ یاقوت، یا زمرد، یا اسی جیسی کسی خوبصورت ترین چیز سے تبدیل ہو گیا (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی ''مصنف'' میں روایت کیا ہے۔ [2]

اور اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] حدثنا أبو خالد الأحمر ، عن حميد ، عن أنس : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما انتهيت إلى سدرة المنتهى إذا ورقها أمثال آذان الفيلة وإذا نبقها أمثال القلال ، فلما غشيها من أمر الله ما غشيها تحولت فذكرت الياقوت (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ٣٢٣٧٥ كتاب الفضائل، ما أعطى الله محمدا صلى الله عليه وسلم)

[3] حدثنا أحمد بن رشدين المصرى، ثنا محمد بن أبان الهاشمى، حدثتنا زينب بنت سليمان بن على بن عبد الله بن عباس قالت: حدثنى أبى، عن جدى، عن ابن عباس قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لما أسرى بى انتهيت إلى سدرة المنتهى، فإذا نبقها أمثال القلال (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٠٦٨٣، ج ١٠ ص ٢٨٧)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وفيه زينب بنت سليمان بن على بن عبد الله بن عباس، لم أر من ذكرها (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٤٤)

www.idaraghufran.org

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، انْتُھِیَ بِہٖ إِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی، وَھِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ، إِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُعْرَجُ بِہٖ مِنَ الْأَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْھَا، وَإِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُھْبَطُ بِہٖ مِنْ فَوْقِھَا فَیُقْبَضُ مِنْھَا ، قَالَ: "إِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی "قَالَ :فَرَاشٌ مِنْ ذَھَبٍ (مسلم،رقم الحدیث ۱۷۳ "۲۷۹"، ج ۱ ص ۱۵۷ ، کتاب الإیمان،باب فی ذکر سدرۃ المنتھی)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں سیر کرائی گئی، تو آپ کو سدرۃُ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، جو (یعنی اس کی جڑ) چھٹے آسمان میں ہے، جو چیز بھی زمین سے چڑھتی ہے، وہیں جا کر رُکتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اور اسی سدرۃ المنتہیٰ تک وہ چیز بھی آ کر ٹھہرتی ہے، جو اس سے اوپر سے آتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے (سورہ نجم میں) فرمایا" جبکہ سدرہ کو ڈھانپ لیا اس چیز نے، جس چیز نے کہ ڈھانپ لیا" فرمایا کہ سونے کے فرش نے (مسلم)

اور حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ یَصِفُ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی قَالَ: یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِی الْفَنَنِ مِنْھَا مِائَۃَ سَنَۃٍ یَسْتَظِلُّ بِالْفَنَنِ مِنْھَا مِائَۃُ رَاکِبٍ فِیْھَا فَرَاشٌ مِنْ ذَھَبٍ (مستدرک حاکم،رقم الحدیث ۳۷۴۸، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النجم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے سدرۃُ المنتہیٰ کی

---

[1] قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ.
وقال الذھبی: علی شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سوار اس کی سیدھی شاخ کے سائے میں سو سال سفر کرتا ہے، اور اُس کی شاخ کے سائے میں بیک وقت سو سوار چلتے ہیں، اور اُس کا فرش سونے کا ہے (حاکم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃُ المنتہیٰ کے پاس پہنچے، اور آپ سے فرمایا گیا کہ یہ سدرۃ وہ مقام ہے، جہاں آپ کی امت میں سے جو آپ کے طریقے پر ہوگا، وہ پہنچے گا، اور وہ ایسا درخت ہے، جس کی جڑ سے نہریں نکلتی ہیں، پانی کی نہریں، جو خراب ہونے والی نہیں، اور دودھ کی نہریں، جس کا ذائقہ بدلنے والا نہیں، اور شراب کی نہریں، جو پینے والوں کے لیے لذّت آمیز ہیں، اور صاف شفاف شہد کی نہریں، اور وہ ایسا درخت ہے، کہ اُس کے سائے میں سوار ستّر سال چلنے کے باوجود اُس کے سائے کو طے نہیں کر سکتا، اور اُس درخت کے پتے تمام اُمت کو ڈھانکے ہوئے ہیں، پھر اُس کو اللہ خالق کے نور نے ڈھانپ لیا، نیز اُس کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا، اس طرح جیسا کہ کوے، درخت پر آ (کر اسے ڈھانپ لے) تے ہیں (تهذيب الآثار للطبری، ج ۱ ص ۴۴۰، رقم الحديث ۷۲۷، مسند ابن عباس)

لیکن اس حدیث کی سند پر کلام ہے، جس کا ذکر آگے خاتمہ میں ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔ [1]

---

[1] قلت :وفيه أبو جعفر الرازی عيسى بن ماهان.
قال يحيى بن معين :ثقة.وقال أبو حاتم :ثقة صدوق.وقال أحمد بن حنبل والنسائی وغيرهما :ليس بالقوی.وقال أبو زرعة :يهم كثيرا.وقال ابن المدينی :هو عيسى بن أبی عيسى، ثقة، كان يخلط .وقال مرة :يكتب حديثه، إلا أنه يخطء.وقال حنبل، عن أحمد :صالح الحديث .وروى عبدالله بن علی بن المدينی، عن أبيه، قال :هو نحو موسى بن عبيدة.وروى محمد بن عثمان بن أبی
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فائدہ: ''سدرۃ'' عربی زبان میں ''بیری کے درخت'' کو کہتے ہیں، کیونکہ اس درخت کی شکل بیری کے درخت کی طرح ہے، اس لئے اس کا نام ''سدرۃ'' رکھا گیا، اور ''المنتھٰی'' کا معنیٰ ہے ''انتہاء ہونے کی جگہ'' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آنے والے احکام پہلے اس مقام پر نازل ہوتے ہیں، پھر وہاں سے نیچے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے بندوں کے اعمال بھی اسی مقام پر جا کر منتہی ہوتے ہیں، اس لئے اس مقام کا نام ''سدرۃُ المنتھٰی'' رکھا گیا ہے۔ [1]

''سدرۃُ المنتھٰی'' کے بارے میں مختلف احادیث پر نظر کرتے ہوئے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں، اور اس کا بڑا حصہ ساتویں آسمان پر ہے۔

اسی سے ''سدرۃُ المنتھٰی'' کے چھٹے اور ساتویں آسمان میں اور بیتُ المعمور کی زیارت سے پہلے اور بعد میں دیکھنے کی روایات میں اتفاق اور تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

شيبة، عن ابن المديني، قال: كان عندنا ثقة. وقال عمرو بن علي: فيه ضعف. وقال الساجي: صدوق، ليس بمتقن (سير اعلام النبلاء، ج۷ ص۳۴۷، تحت ترجمة "أبو جعفر الرازي عيسى بن ماهان" رقم الترجمة ۱۲۷)

قال فيه الحافظ ابن كثير: والظاهر أنه سيء الحفظ، ففيما تفرد به نظر (تفسير ابن كثير، سورة الإسراء)

اقول: في هذا لم يتفرد به. محمد رضوان.

[1] (سدر) في حديث الإسراء ثم رفعت إلى سدرة المنتهى السدر: شجر النبق. وسدرة المنتهى: شجرة في أقصى الجنة إليها ينتهي علم الأولين والآخرين ولا يتعداها (النهاية في غريب الاثر لابن الاثير، ج۲ ص۳۵۳، حرف السين، باب السين مع الدال، مادة "سدر")

[2] قال: لما أسري برسول الله -صلى الله عليه وسلم- انتهي به إلى سدرة المنتهى، وهي في السماء السادسة)، قال شارح: وهم بعض الرواة في السادسة، والصواب في السابعة على ما هو المشهور بين الجمهور من الرواة اهـ. والمعنى أن إضافة السهو إلى واحد منهم أولى، ولأنه ورد أن علم الخلائق ينتهي إليها، وليس كذلك في السادسة على ما لا يخفى. وقال النووي: هكذا هو في جميع الأصول. قال القاضي: كونها في السابعة هو الأصح، وقول الأكثرين وهو الذي يقتضيه المعنى وتسميتها بالمنتهى. قال النووي: ويمكن أن يجمع بينهما، أن يكون أصلها في السادسة ومعظمها في السابعة، فقد علم أنها في نهاية من العظم، وقد قال الخليل: السدرة في السماء السابعة قد أظلت السماوات والجنة (مرقاة المفاتيح، ج۹ ص۳۷۷۲، كتاب الفضائل، باب في المعراج)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# بیتُ المعمور اور اس کی زیارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، ثُمَّ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ(مسند احمد ،رقم الحدیث ۱۲۵۵۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیتُ المعمور ساتویں آسمان میں ہے، جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر وہ دوبارہ لوٹ کر اُس کی طرف نہیں آتے (مسند احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، وَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوْا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت ولا يعارض قوله انها فى السادسة مادلت عليه بقية الأخبار أنه وصل إليها بعد أن دخل السماء السابعة لأنه يحمل على أن أصلها فى السماء السادسة وأغصانها وفروعها فى السابعة وليس فى السادسة منها إلا أصل ساقها (فتح البارى لابنِ حجر، ج۷ص۲۱۳، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

قوله :(المنتهى) يعنى المنتهى فوق السماء السابعة، وقال الخليل :فى السابعة قد أظلت السموات والجنة، وفى رواية :(هو فى السماء السادسة) والأول أكثر، ويحمل على تقدير الصحة أن يكون أصلها فى السادسة ومعظمها فى السابعة، وزعم عياض أن أصلها فى الأرض لخروج النيل والفرات من أصلها .انتهى، وليس هذا بلازم، بل معناه :أن الأنهار تخرج من أصلها ثم تسير حيث أراد الله تعالى (عمدة القارى للعينى، ج۴ص۴۵، كتاب الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة فى الاسراء)

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم .حسن :هو ابن موسى الأشيب، وثابت :هو ابن أسلم البنانى(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

مِنْهُ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ أَبَدًا (السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ١١٢٦٦، كتاب التفسير، باب قوله تعالى: والبيت المعمور)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کے ساتویں آسمان میں ہونے کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کی طرف اپنی کمر لگائے بیٹھے تھے، اور اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جب وہ اُس سے نکلتے ہیں، تو اس کے بعد کبھی بھی اُس کی طرف دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے (نسائی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (مسلم، رقم الحديث ٢٥٩"١٦٢" كتاب الايمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: پھر ہمارے لیے اُس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کی طرف اپنی کمر لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا، اور اس میں ہر دن ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو لوٹ کر پھر اُس کی طرف نہیں آتے، پھر حضرت جبریل مجھے سدرۃُ المنتہیٰ (کے اوپر والے حصے) کی طرف لے گئے (مسلم)

اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ، فَقَالَ: هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ (صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٢٠٧، كتاب

بدء الخلق، باب ذكر الملائكة،مسلم ، رقم الحديث ۲۶۴"۱۶۴" كتاب الايمان، باب الإسراء برسول اللهﷺ إلى السماوات)

ترجمہ: پھر میرے سامنے بیتُ المعمور کو ظاہر کیا گیا، میں نے جبریل سے اس کے متعلق معلوم کیا، تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیتُ المعمور ہے، جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہیں، جب وہ عبادت کر کے نکلتے ہیں، تو دوبارہ نہیں آتے (بخاری، مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ بیتُ المعمور ساتویں آسمان میں بیتُ اللہ کی بالکل سیدھ میں واقع ہے، جس کو "الضراح" کہا جاتا ہے، اور آسمان میں اس کا احترام اسی طرح ہے، جس طرح زمین میں کعبے کا احترام ہے، اور یہ وسعت کے اعتبار سے اتنا بڑا ہے کہ اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے عبادت کرنے کے لئے داخل ہوتے ہیں، اور پھر دوبارہ ان فرشتوں کی باری نہیں آتی۔ [1]

---

[1] حدثنا أبو الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي، حدثني جدي، عن سعيد بن سالم، أخبرني ابن جريج، عن صفوان بن سليم، عن كريب مولى ابن عباس، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيت الذي في السماء يقال له الضراح، وهو مثل بناء البيت الحرام، لو سقط سقط عليه، يدخله كل يوم سبعون ألف ملك , لا يعودون فيه أبدا(الجزء الاول من امالي ابي اسحاق، ص ۵۲، رقم الحديث ۷۶)

حدثني جدي، عن سعيد بن سالم، قال: أخبرني ابن جريج، عن صفوان بن سليم، عن كريب مولى ابن عباس، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيت الذي في السماء يقال له الضراح، وهو مثل بناء هذا البيت الحرام، ولو سقط لسقط عليه، يدخله كل يوم سبعون ألف ملك، لا يعودون فيه أبدا(اخبارِ مكة للأزرقي، ج ۱ ص ۴۹، ما جاء في البيت المعمور)

قال ابو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي: ورواته ثقات غير سعيد بن سالم القداح وهو صدوق(انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج ۱۰ ص ۸۳۶، تحت رقم الحديث ۶۹۵"۵۴۸۹" كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة )

أخبرنا زيد بن أبي هاشم العلوي، وعبد الواحد بن محمد بن إسحاق المقرء، بالكوفة، أخبرنا محمد بن علي بن دحيم، حدثنا أحمد بن حازم، حدثنا عمرو بن حماد، حدثنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ہر دن ستر ہزار فرشتوں کو ہر دن کے ساتھ حساب لگا کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فرشتوں کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أسباط، عن سماک، عن عکرمة، عن ابن عباس: " إن فی السماء بیتا یقال له الضراح، وهو فوق البیت العتیق من حیاله حرمته فی السماء کحرمة هذا فی الأرض یلجه کل لیلة سبعون ألف ملک یصلون فیه، لا یعودون إلیه أبدا غیر تلک اللیلة "(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۷۰۹)

عبد الرزاق،عن الأسلمی، عن صفوان بن سلیم، عن کریب، مولی ابن عباس، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: البیت المعمور الذی فی السماء یقال له الضراح وهو علی البیت الحرام، لو سقط سقط علیه یعمره کل یوم سبعون ألف ملک لم یروه قط، وإن فی السماء السابعة لحرما علی قدر حرمه(مصنف عبدالرزاق، رقم الروایة ۸۸۷۴)

حدثنا أبو کریب، قال: ثنا طلق بن غنام، عن زائدة، عن عاصم، عن علی بن ربیعة، قال: سأل ابن الکواء علیا،رضی الله عنه عن البیت المعمور، قال: مسجد فی السماء یقال له الضراح، یدخله کل یوم سبعون ألفا من الملائکة، لا یرجعون فیه أبدا.

حدثنا ابن حمید، قال: ثنا حکام، عن عنبسة، عن عبید المکتب،عن أبی الطفیل، قال: سأل ابن الکواء علیا عن البیت المعمور، قال: بیت بحیال البیت العتیق فی السماء یدخله کل یوم سبعون ألف ملک علی رسم ریاتهم، یقال له الضراح، یدخله کل یوم سبعون ألفا من الملائکة ثم لا یرجعون فیه أبدا.

حدثنا ابن حمید، قال: ثنا بهرام، قال: ثنا سفیان، عن سماک بن حرب، عن خالد بن عرعرة، عن علی رضی الله عنه ، قال: سأله رجل عن البیت المعمور، قال: بیت فی السماء یقال له الضریح قصد البیت، یدخله کل یوم سبعون ألف ملک، ثم لا یعودون فیه.

حدثنی محمد بن سعد، قال: ثنی أبی، قال: ثنی عمی، قال: ثنی أبی، عن أبیه، عن ابن عباس، قوله:( والبیت المعمور ) قال: هو بیت حذاء العرش تعمره الملائکة، یصلی فیه کل یوم سبعون ألفا من الملائکة ثم لا یعودون إلیه.

حدثنا عبد الله بن أحمد بن شبویه، قال: ثنا علی بن الحسن، قال: ثنا حسین، قال: سئل عکرمة وأنا جالس عنده عن البیت المعمور، قال: بیت فی السماء بحیال الکعبة.

حدثنی محمد بن عمرو، قال: ثنا أبو عاصم، قال: ثنا عیسی ;حدثنی الحارث، قال: ثنا الحسن، قال: ثنا ورقاء جمیعا، عن ابن أبی نجیح، عن مجاهد، فی قوله:( والبیت المعمور ) قال: بیت فی السماء یقال له الضراح.

حدثنا بشر، قال :ثنا یزید، قال :ثنا سعید، عن قتادة(والبیت المعمور) ذکر لنا أن نبی الله صلی الله علیه وسلم قال یوما لأصحابه" :هل تدرون ما البیت المعمور "قالوا :الله ورسوله أعلم، قال" :فإنه مسجد فی السماء تحته الکعبة لو خر لخر علیها، أو علیه، یصلی فیه کل یوم سبعون ألف ملک إذا خرجوا منه لم یعودوا آخر ما علیهم(تفسیر الطبری، ج۲۲ ص۴۵۵، ۴۵۶،سورة الطور)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تعداد کتنی زیادہ ہے، انسانوں سے بھی کہیں زیادہ۔ لہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثری:

أخرجه ابن جرير كذلک فی (16 /27)، عن أبی كريب، عن طلق بن غنام، عن زائدة، عن عاصم، عن علی بن ربيعة، عن علی بنحوه.ورجاله ثقات أيضا.

وأخرجه كذلک عن ابن حميد، عن حكام، عن عنبسة، عن عبيد المكتب، عن أبی الطفيل، عن علی بنحوه.ورجاله ثقات .وعنبسة هو ابن سعيد الضريس.

فالمروی عن علی رضی الله عنه صحيح لغيره.

وقد عزاه فی الدر (117 /6)إلی ابن المنذر، وابن أبی حاتم، وابن الأنباری.

وله شاهد مرفوع صحيح عن أنس(حاشية المطالب العالية ، ج۱۵ ص ۲۸۰، تحت رقم الحديث ۳۷۳۰، كتاب التفسير، سورة الطور)

وقال الالبانی:

وأخرج ابن جرير من طريق خالد بن عرعرة " :أن رجلا قال لعلی رضی الله عنه : ما البيت المعمور؟ قال :بيت فی السماء يقال له الضراح وهو بحيال الكعبة من فوقها، حرمته فی السماء كحرمة البيت فی الأرض، يصلی فيه كل يوم سبعون ألفا من الملائكة، ولا يعودون فيه أبدا ."

ورجاله ثقات غير خالد بن عرعرة وهو مستور. قال ابن أبی حاتم ( 1/ 2 /343 ): " روی عن علی، وعنه سماک والقاسم بن عوف الشيبانی ."

ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا.وكذلک أورده ابن حبان فی "الثقات "( 1/37 )

وقد تابعه أبو الطفيل قال " :سأل ابن الكواء عليا عن البيت المعمور؟ ." ...

أخرجه ابن جرير أيضا :حدثنا ابن حميد ...عن أبی الطفيل.

وابن حميد اسمه محمد، وهو ضعيف جدا.

ولهذه الزيادة شاهد مرسل من رواية قتادة قال : "ذكر لنا أن نبی الله صلی الله عليه وسلم قال يوما لأصحابه :هل تدرون ما البيت المعمور؟ قالوا :الله ورسوله أعلم، قال : فإنه مسجد فی السماء ، تحته الكعبة، لو خر لخر عليها ." ...

أخرجه ابن جرير :حدثنا بشر قال :حدثنا يزيد قال :حدثنا سعيد عن قتادة.

قلت :وهذا إسناد مرسل صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين، غير بشر وهو ابن هلال الصواف فمن رجال مسلم وحده .

وجملة القول: أن هذه الزيادة "حيال الكعبة "ثابتة بمجموع طرقها، وأصل الحديث أصح .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۴۷۷)

لہ البيت المعمور وهو بيت فی السماء السابعة حيال الكعبة وحرمته فی السماء كحرمة الكعبة فی الأرض (مرقاة المفاتيح، ج۹ ص ۳۷۶۳، كتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعراج)

# چند چیزوں میں سے دودھ کا انتخاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِہٖ بِإِیْلِیَاءَ بِقَدَحَیْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَیْھِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِیْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھٰدَاکَ لِلْفِطْرَۃِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُکَ (صحیح البخاری ،رقم الحدیث ۴۳۴۰، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ أسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام، مسلم، رقم الحدیث ۱۶۸ "۹۲" کتاب الأشربۃ ، باب جواز شرب اللبن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس رات میں، جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، دو برتن لائے گئے، ایک شراب کا اور ایک دودھ کا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، اور دودھ کو لے لیا، جبریل نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت بخشی، اگر آپ شراب کو لے لیتے، تو آپ کی امت بھٹک جاتی (بخاری، مسلم)

اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ، فَقُلْتُ: یَا جِبْرِیْلُ مَا ھٰذَا؟ قَالَ: ھٰذَا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ یَدْخُلُہٗ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَکٍ، إِذَا خَرَجُوْا مِنْہُ لَمْ یَعُوْدُوْا فِیْہِ آخِرُ مَا عَلَیْھِمْ، ثُمَّ أُتِیْتُ بِإِنَاءَیْنِ أَحَدُھُمَا خَمْرٌ، وَالْآخَرُ لَبَنٌ، فَعُرِضَا عَلَیَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقِیْلَ :أَصَبْتَ أَصَابَ اللّٰہُ بِکَ أُمَّتَکَ عَلَی الْفِطْرَۃِ(مسلم،رقم الحدیث ۲۶۴ "۱۶۴" کتاب الإیمان ، باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: پھر میرے لئے بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بیت المعمور ہے، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جب وہ اس سے نکل جاتے ہیں، تو وہ دوسری مرتبہ اس میں داخل نہیں ہوتے، پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے، جن میں سے ایک شراب کا تھا، اور دوسرا دودھ کا تھا، پھر وہ دونوں مجھے پیش کیے گئے، تو میں نے دودھ کو لے لیا، تو کہا گیا کہ آپ نے درست کام کیا ہے، آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو فطرت پر رکھے گا (مسلم)

اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ثُمَّ رُفِعَ لِيَ البَيْتُ المَعْمُوْرُ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ :هِيَ الفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ،ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ (صحيح البخاری ،رقم الحديث ٣٨٨٧، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج ،مسند احمد، رقم الحديث ١٧٨٣٥)

ترجمہ: پھر میرے لئے بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا، پھر میرے پاس چند برتن لائے گئے، ایک شراب کا، ایک دودھ کا، اور ایک شہد کا، تو میں نے دودھ کو لے لیا، تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ (الحمدُ للہ) یہی وہ فطرت ہے، جس پر آپ ہیں اور (آپ کے اس عمل کی برکت سے) آپ کے امتی ہیں، پھر مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں (بخاری، مسند احمد)

اور ابنِ شہاب کی، ابن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْلِيَاءَ، فَأُتِيَ بِقَدَحَيْنِ،

قَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحَ اللَّبَنِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ :هُدِيْتَ إِلَى الْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ قَدَحَ الْخَمْرِ غَوَتْ أُمَّتُكَ (تهذيب الآثار للطبری، ج ۱ ص ۴۱۲، رقم الحديث ۷۱۵، مسند ابن عباس ،ذكر من روى عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال : رأيت الأنبياء ، الذين ذكر عنه أنه رآهم ليلة أسرى به، ببيت المقدس)

ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس آئے، پھر دو پیالے پیش کئے گئے، ایک پیالہ دودھ کا، اور ایک پیالہ شراب کا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ لے لیا، آپ کو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کی طرف ہدایت پائی، اگر آپ شراب کے پیالے کو لے لیتے، تو آپ کی امت بھٹک جاتی (طبری)

بعض دوسری روایات میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

---

[1] حدثنا علی بن مسهر ، عن أبی إسحاق الشيبانی ، عن عبد الله بن شداد ، قال : لما أسری بالنبی صلى الله عليه وسلم ، أوتی بدابة حتى أتى بيت المقدس ، فأتی بإنائين ؛ فی واحد خمر ، وفی آخر لبن ، فأخذ اللبن ، فقال له جبريل : هديت ، وهديت أمتک. (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۲۴۵۵۸)

حدثنا علی بن مسهر ، عن الشيبانی ، عن عبد الله بن شداد ، قال : لما أسری بالنبی صلى الله عليه وسلم أتی بدابة دون البغل وفوق الحمار , يضع حافره عند منتهى طرفه , يقال له : البراق , ومر رسول الله صلى الله عليه وسلم بعير للمشركين فنفرت ، فقالوا : يا هؤلاء , ما هذا ؟ قالوا : ما نری شيئا , ما هذه إلا ريح , حتى أتى بيت المقدس ، فأتی بإنائين فی واحد خمر وفی الآخر لبن , فأخذ اللبن ، فقال له جبريل : هديت وهديت أمتک.ثم سار إلى مصر(مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۲۳۵۷)

حدثنا ابن أبی الشوارب، قال: ثنا عبد الواحد بن زياد، قال: ثنا سليمان الشيبانی، عن عبد الله بن شداد، قال: لما كان ليلة أسری برسول الله صلى الله عليه وسلم أتی بدابة يقال لها البراق، دون البغل وفوق الحمار، تضع حافرها عند منتهى ظفرها؛ فلما أتی بيت المقدس أتی بإنائين: إناء من لبن، وإناء من خمر، فشرب اللبن .قال: فقال له جبرائيل: هديت وهديت أمتک(تفسير طبری، ج۱۷ ص۳۴۸، سورة الاسراء)

www.idaraghufran.org

حَتّٰی اِنْتَهٰی إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ، فَعُرِضَ عَلَیْهِ الْمَاءُ وَالْخَمْرُ وَاللَّبَنُ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اللَّبَنَ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِیْلُ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ وَلَوْ شَرِبْتَ الْمَاءَ لَغَرِقْتَ وَغَرِقَتْ أُمَّتُکَ، وَلَوْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ لَغَوَیْتَ وَغَوِیَتْ أُمَّتُکَ، ثُمَّ بُعِثَ لَهٗ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَأَمَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تِلْکَ اللَّیْلَةَ (دلائل النبوة للبیهقی، ج۲ص ۳۶۲،جماع أبواب المبعث، باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی وما ظهر فی ذلک من الآیات)

ترجمہ: یہاں تک کہ آپ بیت المقدس تک پہنچ گئے، پھر آپ پر پانی اور شراب اور دودھ کو پیش کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو لے لیا، آپ کو حضرت جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پایا ہے، اور اگر آپ پانی کو پی لیتے، تو آپ اور آپ کی امت غرق ہوجاتی، اور اگر آپ شراب کو پی لیتے، تو آپ اور آپ کی امت بھٹک جاتی، پھر آپ کے لئے حضرت آدم، اور حضرت آدم سے نیچے کے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات امامت فرمائی (بیہقی)

اس روایت کی سند پر کلام ہے، جس کا ذکر آگے ''حضرت ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ کا سلام کرنا اور شیطان کا پکارنا'' کے ذیل میں آتا ہے۔ [1]

---

[1] قال ابن کثیر:
وهکذا رواه الحافظ البیهقی فی دلائل النبوة من حدیث ابن وهب .وفی بعض ألفاظه نکارة وغرابة(تفسیر ابنِ کثیر، ج۵ص ۹ ،سورة الاسراء، روایة انس بن مالک رضی الله عنه)

وقال الالبانی:
أخرجه ابن جریر 15/6والبیهقی فی "الدلائل "کما فی "تفسیر ابن کثیر 3/5" وقال:" وفی بعض ألفاظه نکارة وغرابة."﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت صہیب بن سنان کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے، جس کی سند پر کلام ہے۔ ۱؎ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے، جس کا ذکر آگے خاتمہ میں ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت: وعلته عبد الرحمن بن هاشم هذا فإني لم أجد من ترجمه .ومن طريقه أورده السيوطي في "الخصائص 1/387 "برواية ابن مردويه أيضا في "التفسير" والبيهقي(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص ۴۱، حديث انس بن مالک)

۱؎ حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح، ثنا أبو الأسود النضر بن عبد الجبار، ثنا ابن لهيعة، عن يزيد بن أبي حبيب، أن جعفر بن عبد الله، أخبره أنه سمع عبيد بن عمير الليثي يحدث، عن صهيب بن سنان، قال: " لما عرض على رسول الله صلى الله عليه وسلم الماء، ثم الخمر، ثم اللبن أخذ اللبن، فقال له جبريل: أصبت أخذت الفطرة، وبها عذبت كل دابة، ولو أخذت الخمر غويت، وغوت أمتک، وكنت من أهل هذه، وأشار إلى الوادي الذي يقال له: وادي جهنم، فنظرت فيه فإذا هو يلتهب "(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۳۱۳، ج۸ص ۳۹)

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير، وفيه ابن لهيعة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۴۲)

وقال الالباني:

أخرجه ابن مردويه والسياق له والطبراني في "الكبير "والرواية الأخرى له وعزاه إليهما السيوطي في "الخصائص 397 - 1/396 "وسكت عنه كعادته.

وأعله الهيثمي 1/78بابن لهيعة مشيرا إلى ضعفه وذلک لأنه معروف بسوء حفظه (الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص ۷۰، حديث صهيب)

۲؎ ثم أتي بآنية ثلاثة مغطاة أفواهها: فأتي بإناء منها فيه ماء، فقيل له: اشرب فشرب منه يسيرا، ثم رفع إليه إناء آخر فيه لبن فشرب منه حتى روى، ثم رفع إليه إناء آخر فيه خمر، فقال: قد رويت لا أريده، فقيل له:قد أصبت، أما إنها ستحرم على أمتک، ولو شربت منها لم يتبعک من أمتک إلا قليلا، قال: ثم صعد به إلى السماء(دلائل النبوة للبيهقي ج۲ ص ۴۰۱،باب الدليل على أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عرج به إلى السماء الخ،مسند البزار، رقم الحديث ۹۵۱۸ عن ابی العالية عن ابی هريرة او غيره )

وفي سنده ابوجعفر الرازی ،قال ابن كثيربعد نقل هذا الحديث:

ثم رواه ابن جرير، عن محمد بن عبيد الله، عن أبي النضر هاشم بن القاسم، عن أبي جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أبي العالية أو غيره -شک أبو جعفر-عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے، جس کا ذکر آگے خاتمہ میں ''معراج سے متعلق شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أبی هريرة، عن النبی صلی الله عليه وسلم فذكره بمعناه .
وقد رواه الحافظ أبو بكر البيهقی، عن أبی سعيد الماليني، عن ابن عدی، عن محمد بن الحسن السَّكُونی البالسی بالرملة، حدثنا علی بن سهل، فذكر مثل ما رواه ابن جرير عنه، وذكر البيهقی أن الحاكم أبا عبد الله رواه عن إسماعيل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی، عن جده، عن إبراهيم بن حمزة الزبيری، عن حاتم بن إسماعيل، حدثنی عيسی بن ماهان -يعنی أبا جعفر الرازی-عن الربيع بن أنس، عن أبی العالية، عن أبی هريرة، عن النبی صلی الله عليه وسلم، فذكره.
وقال :ابن أبی حاتم :ذكر أبو زُرْعَة، حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير، حدثنا يونس بن بكير، حدثنا عيسی بن عبد الله التميمی- يعنی :أبا جعفر الرازی -عن الربيع بن أنس البكری، عن أبی العالية أو غيره -شك عيسی-، عن أبی هريرة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال" :قال الله:"سبحان الذی أسری بعبده ليلا من المسجد الحرام"فذكر الحديث بطوله كنحو مما سقناه.
قلت" :أبو جعفر الرازی "قال فيه الحافظ أبو زرعة" :الرازی يهم فی الحديث كثيرًا" وقد ضعفه غيره أيضًا، ووثقه بعضهم، والأظهر أنه سيء الحفظ ففيما تفرد به نظر .وهذا الحديث فی بعض ألفاظه غرابة ونكارة شديدة، وفيه شيء من حديث المنام من رواية سمرة بن جندب فی المنام الطويل عند البخاری، ويشبه أن يكون مجموعًا من أحاديث شتی، أو منام أو قصة أخری غير الإسراء ، والله أعلم(تفسير ابنِ كثير ج۵ ص ۳۶، تحت رقم الآية ۱ ، سورة الاسراء)

[1] فأتی قبلة المسجد، فربط دابته، ودخلنا المسجد من باب فيه تميل الشمس، فصليت من المسجد حيث شاء الله، وأخذنی من العطش أشد ما أخذنی، فأتيت بإنائين فی أحدهما لبن، وفی الآخر عسل، أرسل إلی بهما جميعا، فعدلت بينهما، ثم هدانی الله عز وجل، فأخذت اللبن، فشربت حتی قرعت به جبينی، وبين يدی شيخ متكء علی مشرفة له، فقال: أخذ صاحبک الفطرة، إنه ليهدی (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۱۴۲، ج۷ص ۲۸۲، ۲۸۳، عن شداد بن اوس)

قال الهيثمی:
رواه البزار والطبرانی فی الكبير، إلا أن الطبرانی قال فيه " :قد أخذ صاحبک الفطرة، وإنه لمهدی .وقال فی وصف جهنم كيف وجدتها؟ قال :مثل الحمة السخنة ."وفيه إسحاق بن إبراهيم بن العلاء ، وثقه يحيی بن معين، وضعفه النسائی(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۷۴، تحت رقم الحديث ۲۳۶ ،باب منه فی الإسراء )

www.idaraghufran.org

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ چیزیں دو مرتبہ پیش کی گئیں، ایک مرتبہ آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس میں اور دوسری مرتبہ آسمان پر پہنچنے کے بعد سدرَۃُ المنتہیٰ کے قریب نمازیں فرض ہونے سے پہلے۔

اور اہلِ علم حضرات نے دو مرتبہ پیش کرنے میں یہ حکمت بیان فرمائی کہ پہلی مرتبہ بیتُ المقدس میں تو پیاس لگنے کی وجہ سے یہ چیزیں پیش کی گئیں۔

اور دوسری مرتبہ سدرَۃُ المنتہیٰ میں جنت کی نہروں کے پاس پہنچنے کی وجہ سے پیش کی گئیں، تاکہ آپ کی ان کے ذریعہ سے ضیافت واکرام کیا جائے۔ [1]

---

[1] وذكر إناء ين لا ينفى الثالث مع أننى قدمت فى الكلام على حديث الإسراء أن عرض الآنية على النبى صلى الله عليه وسلم وقع مرتين قبل المعراج وهو فى بيت المقدس وبعده وهو عند سدرة المنتهى وبهذا يرتفع الإشكال جملة (فتح البارى، ج ۱۰ ص ۷۳، كتاب الأشربة، باب شرب اللبن)

وقد وقع فى هذه الرواية أن إتيانه الآنية كان بعد وصوله إلى سدرة المنتهى وسيأتى فى الأشربة من طريق شعبة عن قتادة عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفعت لى سدرة المنتهى فإذا أربعة أنهار فذكره قال وأتيت بثلاثة أقداح الحديث وهذا موافق لحديث الباب إلا أن شعبة لم يذكر فى الإسناد مالك بن صعصعة وفى حديث أبى هريرة عند بن عائذ فى حديث المعراج بعد ذكر إبراهيم قال ثم انطلقنا فإذا نحن بثلاثة آنية مغطاة فقال جبريل يا محمد ألا تشرب مما سقاك ربك فتناولت إحداها فإذا هو عسل فشربت منه قليلا ثم تناولت الآخر فإذا هو لبن فشربت منه حتى رويت فقال ألا تشرب من الثالث قلت قد رويت قال وفقك الله وفى رواية البزار من هذا الوجه أن الثالث كان خمرا لكن وقع عنده أن ذلك كان ببيت المقدس وأن الأول كان ماء ولم يذكر العسل وفى حديث بن عباس عند أحمد فلما أتى المسجد الأقصى قام يصلى فلما انصرف جىء بقدحين فى أحدهما لبن وفى الآخر عسل فأخذ اللبن الحديث وقد وقع عند مسلم من طريق ثابت عن أنس أيضا أن إتيانه بالآنية كان ببيت المقدس قبل المعراج ولفظه ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاء جبريل بإناء من خمر وإناء من لبن فأخذت اللبن فقال جبريل أخذت الفطرة ثم عرج إلى السماء وفى حديث شداد بن أوس فصليت من المسجد حيث شاء الله وأخذنى من العطش أشد ما أخذنى فأتيت بإناء ين أحدهما لبن والآخر عسل فعدلت بينهما ثم هدانى الله فأخذت اللبن فقال شيخ بين يدى يعنى لجبريل أخذ صاحبك الفطرة وفى حديث أبى سعيد عند بن إسحاق فى قصة الإسراء فصلى بهم يعنى الأنبياء ثم أتى بثلاثة آنية إناء فيه لبن وإناء فيه خمر وإناء فيه ماء فأخذت اللبن الحديث وفى مرسل الحسن عنده نحوه لكن لم يذكر إناء الماء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

شراب کے پیش کرنے میں اور کوئی حکمت بھی ہوسکتی ہے، مثلاً آزمائش وغیرہ مقصود ہو۔

دودھ حلال اور پاکیزہ مشروب ہے اور شراب دنیا میں خبیث، ناپاک اور گندا ترین مشروب ہے، نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور شراب میں سے دودھ کا انتخاب فرما کر، اپنی امت کو دودھ کی ترغیب اور شراب سے نفرت کی تعلیم دی۔

اس واقعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قائد اور پیشوا کے اعمال واخلاق کا اس کے ماننے والوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔

دودھ کھانے اور پینے دونوں کی ضرورت پوری کرتا ہے اور دودھ میں جسم کے لئے درکار ضروری اجزاء وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں، بچہ کی پیدائش کے بعد اس کی ابتدائی غذا بھی دودھ ہوتی ہے، خواب میں دودھ پینے کی تعبیر، دین کا علم حاصل ہونے سے دی گئی ہے، اس غذائیت ونورانیت سے بھرپور غذا اور مشروب کو ان جیسی وجوہات کی بناء پر شہد اور پانی پر ترجیح حاصل تھی، اس لئے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ کو منتخب فرمانا فطرت وحکمت کے مطابق ہوا۔

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیت المقدس میں شراب اور

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ووقع بيان مكان عرض الآنية في رواية سعيد بن المسيب عن أبي هريرة عند المصنف كما سيأتي في أول الأشربة ولفظه أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به بإيلياء بإناء فيه خمر وإناء فيه لبن فنظر إليهما فأخذ اللبن فقال له جبريل الحمد لله الذي هداك للفطرة لو أخذت الخمر غوت أمتك وهو عند مسلم وفي رواية عبد الرحمن بن هاشم بن عتبة عن أنس عند البيهقي فعرض عليه الماء والخمر واللبن فأخذ اللبن فقال له جبريل أصبت الفطرة ولو شربت الماء لغرقت وغرقت أمتك ولو شربت الخمر لغويت وغوت أمتك ويجمع بين هذا الاختلاف إما بحمل ثم على غير بابها من الترتيب وإنما هي بمعنى الواو هنا وإما بوقوع عرض الآنية مرتين مرة عند فراغه من الصلاة ببيت المقدس وسببه ما وقع له من العطش ومرة عند وصوله إلى سدرة المنتهى ورؤية الأنهار الأربعة أما الاختلاف في عدد الآنية وما فيها فيحمل على أن بعض الرواة ذكر ما لم يذكره الآخر ومجموعها أربعة آنية فيها أربعة أشياء من الأنهار الأربعة التي رآها تخرج من أصل سدرة المنتهى(فتح الباری، ج۷ص۲۱۵، ۲۱۶، کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

دودھ کو اور بعض روایات کے مطابق پانی کو بھی پیش کیا گیا، جن میں سے آپ نے دودھ کو لے لیا۔

بہرحال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دودھ، شہد اور شراب کو آسمان پر نماز فرض ہونے سے پہلے بھی پیش کیا گیا تھا، جس میں سے آپ نے دودھ کا ہی انتخاب فرمایا تھا۔

جنت کی شراب تو ویسے بھی حرام نہیں، اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دنیا میں بھی شراب کو حرام نہیں کیا گیا تھا، لیکن کیونکہ دنیا کے اعتبار سے شراب اچھی نہیں، اس لئے اس کے اس وقت لینے کو اچھا نہیں سمجھا گیا۔

## جنت اور جہنم کی زیارت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۴۹، کتاب الصلاۃ، باب: کیف فرضت الصلاۃ فی الإسراء؟)

ترجمہ: پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا (بخاری)

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ، فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَهُ أَنَا وَجِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَفُتِحَتْ لَنَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَرَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۳۲) [1]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل عاصم بن بهدلة، وباقی رجاله ثقات رجال الصحیح. یونس: هو ابن محمد المؤدب. وأخرجه الطیالسی (۴۱۱) ومن طریقه البیهقی فی دلائل النبوة ۲/۳۶۴، والطحاوی فی شرح المشکل (۵۰۱۴) من طریق الحجاج بن منهال، کلاهما (الطیالسی وحجاج) عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد (حاشیه مسند احمد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا، جو کہ لمبا اور سفید جانور تھا، جو اپنے پاؤں حدِ نظر تک رکھتا تھا، تو میں اور جبریل اُس کی پشت پر سوار رہے، یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا، پھر بعد میں ہمارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، اور میں نے جنت اور جہنم کو (بنفسِ نفیس اپنی آنکھوں سے) دیکھا (مسند احمد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَابَّةٍ طَوِيْلَةِ الظَّهْرِ، مَمْدُوْدَةٍ. هَكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ بَصَرِهِ، فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتّٰى رَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ، ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلٰى بَدْئِهِمَا (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۱۴۷، أبواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة بنی إسرائيل) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمبی پیٹھ والا جانور لایا گیا، اس کا قدم وہاں پڑتا تھا، جہاں اس کی نظر ہوتی تھی، اور پھر وہ دونوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریلِ امین) جنت اور جہنم اور آخرت کے متعلق ہونے والے وعدوں کی چیزیں دیکھنے تک، اس کی پیٹھ سے نہیں اترے، پھر جہاں سے چلے تھے، وہیں واپس لوٹے (سنن الترمذی)

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن حذيفة بن اليمان، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت بالبراق "، فذكر معناه، قال حسن في حديثه ـ يعني هذا الحديث ـ ورأيا الجنة والنار، وقال عفان: وفتحت لهما أبواب السماء، ورأى الجنة والنار (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۳۳۳)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل عاصم بن بهدلة، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح. ورواية عفان -وهو ابن مسلم (حاشيه مسند احمد)

[1] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح (حواله بالا)

www.idaraghufran.org

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ابوداؤ دطیالسی نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]
معراج کی رات میں جنت اور جہنم میں داخلے اور ان کے بعض حالات کا ذکر دوسری احادیث میں بھی ہے، اس لئے بعض روایات کا ضعف نقصان دہ نہیں۔
اس سے معلوم ہوا کہ معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت اور جہنم کے بعض حالات واوصاف بھی ظاہر کئے تھے، جنت عالی شان مقام ہے، جبکہ جہنم انتہائی برا مقام ہے۔

## جنت کی مٹی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

(صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۴۹، كتاب الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة فی الإسراء؟)

ترجمہ: پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا (تو کیا دیکھتا ہوں) کہ اس میں موتی کی لڑیاں ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے (بخاری)

ایک حدیث حضرت ابی بن کعب سے بھی مروی ہے، جس میں جنت کی زمین کو صاف ستھرے سونے کی قرار دیا گیا ہے، مگر وہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ [2]

---

[1] عن زر بن حبيش، عن حذيفة، أن النبی صلی الله عليه وسلم أتی بالبراق وهو دابة أبيض فوق الحمار ودون البغل فلم يزايلا ظهره هو وجبريل حتی انتهينا إلی بيت المقدس فصعد به جبريل إلی السماء فاستفتح جبريل فأراه الجنة والنار (مسند ابی داؤد الطيالسی، رقم الحديث ۴۱۱، أحاديث حذيفة بن اليمان رحمه الله)

[2] حدثنا حبيب، وثنا أبو محمد بن حيان، ثنا عمرو بن الحصين، ثنا ابن علاثة، ثنا ابن جريج، عن عطاء، عن عبيد بن عمير , عن أبی بن كعب، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم:، قلت ليلة أسری بی: يا جبريل، إنهم سيسألونی عن الجنة، قال: فأخبرهم أنها من درة بيضاء، وأن أرضها عقيان (صفة الجنة لابی نعيم، رقم الحديث ۱۵۱، ص۱۶۷، ۱۶۸، ذكر أرض الجنة , وبياض تربتها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

یہ جنت کی صفت کا صرف ایک نمونہ بیان کیا گیا ہے، ورنہ جنت میں بے شمار خوبصورت صفات ومناظر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُرِضَ عَلَيَّ مَا هُوَ مَفْتُوْحٌ لِأُمَّتِيْ بَعْدِيْ، فَسَرَّنِيْ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُوْلٰى إِلٰى قَوْلِهٖ: فَتَرْضٰى، أَعْطَاهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ أَلْفَ قَصْرٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ، تُرَابُهَا الْمِسْكُ، فِي كُلِّ قَصْرٍ مَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۷۲، ج ۱ ص ۱۷۹، ۱۸۰، باب الألف، من اسمهٗ احمد) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعبيد بن عمير -هو الليثي -تابعي ثقة وإنما النظر فيمن دونه (الاسراء والمعراج، ص ۵۶ وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها للألباني، حديث أبي بن كعب)

ابن علاثة ( د، س، ق ) قاضي الخلافة، أبو اليسير محمد بن عبدالله بن علاثة العقيلي الجزري..... قال ابن سعد :ثقة إن شاء الله، حراني، ولي معه القضاء عافية .وقال ابن معين :ثقة.وقال أبو حاتم : لا يحتج به .وقال أبو زرعة :صالح الحديث.وقال البخاري :في حفظه نظر .وقال الازدي :حديثه يدل على كذبه.مات ابن علاثة سنة ثمان وستين ومئة، ويقال له :قاضي الجن.قيل :حكم بينهم وبين الانس في ماء بئر، فحكم للجن أن يستقوا بالليل، فكان من استقى بعد المغرب جاء ه الرجم (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۰۸، ۳۰۹، تحت رقم الترجمة ۱۰۱)

عمرو بن الحصين العقيلي الكلابي ، ويقال :الباهلي ، أبو عثمان ، البصري ثم الجزري..... قال عبد الرحمن بن أبي حاتم :سمع منه أبي ، وَقَال :تركت الرواية عنه ، ولم يحدثنا بحديثه ، وَقَال :هو ذاهب الحديث ، وليس بشيء ، أخرج أول شيء أحاديث مشبهة حسانا ، ثم أخرج بعد لابن علاثة أحاديث موضوعة ، فأفسد علينا ما كتبنا عنه ، فتركنا حديثه .قال عبد الرحمن وسئل أبو زُرْعَة عنه عندما امتنع من التحديث عنه فقال :ليس هو في موضع يحدث عنه ، وهو واهي الحديث.وَقَال أبو أحمد بن عدى :حدث عن الثقات بغير حديث منكر ، وهو مظلم الحديث .وَقَال أبو الفتح الأزدي :ضعيف جدا يتكلمون فيه .وقال الدارقطني :متروك (تهذيب الكمال ج ۲۱ ص ۵۸۷ الیٰ ۵۸۹، تحت رقم الترجمة ۴۳۴۸)

[1] قال الهيثمي:

وفيه معاوية بن أبي العباس، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات، وإسناد الكبير حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۴۹۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کے لیے جو فتوحات ہوں گی، وہ مجھ پر پیش کی گئیں، جس سے مجھے خوشی ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے (سورۃ الضحیٰ کی) یہ آیات نازل فرمائیں:

" وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُوْلٰى .وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال الالبانی:

قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات غير معاوية بن أبي العباس، قال الهيثمي في "مجمع الزوائد " : (139 / 3) "ولم أعرفه ."وتبعه المناوي في "الجامع الأزهر " 14/ 2) 2 /) . قلت: ويحتمل عندي أنه معاوية بن أبي عياش الزرقي الأنصاري المدني المترجم في "التاريخ (332 / 1 / 4) "و "الجرح (380 / 1 / 4) " وابن حبان في أتباع التابعين من "الثقات (467 / 7) "برواية ثقتين عنه، فإنه من هذه الطبقة، فتصحف على بعض الرواة (عياش) إلى (العباس) ، ويحتمل أن ذلك من تدليس مروان الفزاري، فإنه مع كونه ثقة حافظا، فقد كان يدلس أسماء الشيوخ كما في " التقريب "وغيره، فإن كان هو ابن أبي عياش، فالإسناد حسن عندي، بل هو صحيح، فقد وجدت له متابعا ثقة حجة، ألا وهو الإمام الأوزاعي، وجدت له عنه طرقا ثلاثا: الأولى: عن سفيان عن الأوزاعي عن إسماعيل بن عبيد الله به .إلا أنه قال: " رأيت ما هو مفتوح على أمتي " ..إلخ .أخرجه البيهقي في "دلائل النبوة . (61 / 7) "قلت: وإسناده صحيح رجاله كلهم ثقات.

الثانية: عمرو بن هاشم قال: سمعت الأوزاعي به نحوه، وزاد في آخره: " من الأزواج والخدم ."أخرجه ابن جرير الطبري في "التفسير (149 / 30) " والطبراني في " المعجم الكبير (10650 / 337 / 10) "والسكن بن جميع في " حديثه "، وكذا ابن أبي حاتم من طريق ابن جرير كما في "تفسير ابن كثير "(4 / 523) وقال: " وهذا إسناد صحيح ."وقال الهيثمي: " وإسناده حسن ." قلت: وهذا أقرب لأن عمرو بن هاشم – وهو البيروتي – فيه كلام، ولذا قال الحافظ في "التقريب " :"صدوق يخطيء ."نعم هو صحيح بما قبله وما بعده .

الثالثة: رواد بن الجراح عن الأوزاعي به .أخرجه ابن جرير، والحاكم( 2\526) وقال: "صحيح الإسناد ."ورده الذهبي بقوله: " قلت: تفرد به عصام بن رواد عن أبيه وقد ضعف ."قلت: لم يتفرد به عصام، فقد تابعه محمد بن خلف العسقلاني، وهو صدوق كما قال العسقلاني .نعم رواد ضعيف لاختلاطه، لكن المتابعات المتقدمة تدل على أنه قد حفظه، فالحديث صحيح بلا ريب (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٧٩٠)

www.idaraghufran.org

یعنی ''یقیناً آخرت بہتر ہے آپ کے لیے، پہلی (یعنی دنیا) سے، اور یقیناً عنقریب عطاء کرے گا، آپ کا رب آپ کو، جس سے آپ راضی ہو جائیں گے'' اللہ آپ کو جنت میں موتیوں کے ہزار محل عطا فرمائے گا، جن کی مٹی مشک کی ہوگی، ہر محل میں اس کی شایانِ شان نعمتیں ہوں گی (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِنَاءُ الْجَنَّةِ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٨٧٤٧) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عمارت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے (مسند احمد)

## نہرِ کوثر، دودھ، شراب، پانی اور شہد کی نہروں کی زیارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ، إِذْ عُرِضَ لِيْ نَهْرٌ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ لِلْمَلَكِ :مَا هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ، قَالَ :ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ إِلٰى طِيْنَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا (سنن الترمذی، رقم الحديث ٣٣٦٠، ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الكوثر، مسند أحمد، رقم الحديث ١٢٩٨٩) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان کہ میں معراج کی

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، عمران –وهو ابن داور القطان– متابع، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح غير العلاء بن زياد العدوى، فقد روى له النسائى وابن ماجه وهو ثقة (حاشية مسند احمد)

[2] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح قد روى من غير وجه عن أنس .
وقال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

رات میں جنت میں چل رہا تھا، اچانک میرے سامنے ایک نہر آئی، جس کے دونوں کناروں پر ایسے موتیوں کے قبے بنے ہوئے تھے، جو درمیان سے خالی تھے، میں نے فرشتے (یعنی جبریل) سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ نہرِ کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو عطاء فرمائی ہے، پھر جبریلِ امین نے اس کی زمین پر اپنا ہاتھ مارا، تو پانی کی سطح کے نیچے سے خوب تیز خوشبو والا مشک برآمد ہوا (ترمذی، مسند احمد)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ مَضٰی بِهٖ فِی السَّمَاءِ، فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ، قَالَ :مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ:هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ (صحيح البخاری،رقم الحديث ٧٥١٧، كتاب التوحيد، باب قوله :كلم الله موسى تكليما،مستخرج ابی عوانة، رقم الحديث ٤٢٦، كتاب الإيمان، تهذيب الآثار للطبری، رقم الحديث ٢٧٦١ ،مسند ابن عباس، الاسماء والصفات للبيهقی، رقم الحديث ٩٣٠ ،الايمان لابنِ منده، رقم الحديث ٧١٩)

ترجمہ: پھر جبریل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے آسمان پر لے گئے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہر کو دیکھا، جس پر قیمتی موتیوں اور عالیشان پتھروں کا قبہ تھا، پھر اس نہر پر جبریل نے ہاتھ مارا، تو اُس میں سے قیمتی مشک کی تیز خوشبو پھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبریل نے کہا کہ یہ نہرِ کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کے لیے پوشیدہ رکھی ہوئی ہے (بخاری، ابوعوانہ، طبری)

نہرِ کوثر کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے، بلکہ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام ''کوثر'' ہے، جس

میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (سورۃ الکوثر ، رقم الآیۃ ۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو نہرِ کوثر عطاء فرمائی ہے (سورہ کوثر)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ''نہرِ کوثر'' کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے آسمان میں دیکھا، اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں آسمان میں دیکھا۔

اس سلسلے میں بعض حضرات نے فرمایا کہ ''نہرِ کوثر'' کا اصل منبع تو ساتویں آسمان کے اوپر جنت میں ہی ہے، اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے دِکھلانے اور خوش کرنے کے لیے اُس کی ایک شاخ آسمانِ دنیا پر بھی جاری فرمادی ہو۔ [1]

''کوثر'' بہت عمدہ، لذیذ اور عالی شان نہر ہے، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین۔

کئی احادیث میں ''نہرِ کوثر'' کی مزید تفصیلات آئی ہیں، حوضِ کوثر کا ثبوت اس قدر کثرت کے ساتھ احادیث سے ثابت ہے کہ بہت سے محدثین نے ان روایات اور احادیث کو تواتر کے درجہ میں شمار کیا ہے، اور جو چیز متواتر احادیث سے ثابت ہو وہ قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا انکار، یا ایسی تاویل جو انکار کے درجہ میں آئے، شرعی اصول کی رو سے کفر ہے (معارف القرآن ادریسی، جلد ۸ صفحہ ۵۵۸، سورہ کوثر)

---

[1] "ووقع فی هذه الروياة أيضًا :ثم مضى به فی السماء الدنيا، فإذا هو بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد، وأنه "فسره جبريل بقوله :هذا "الكوثر"، ولفظه عقب زبرجد، فضرب يده، فإذا هو مسک، قال" :ما هذا يا جبريل"؟، قال :هذا الكوثر الذی خبا لک ربک، "وهو مما استشكل من رواية شريک، فإن الكوثر فی الجنة، والجنة فوق السماء السابعة، ويحتمل الجمع برد رواية شريک إلى هذا، وهو "أن يكون "هناک حذف "تقديره :ثم مضى فی سماء الدنيا إلى السابعة، فإذا هو بنهر"، كذا ذكره الحافظ، واستبعده تلميذه القطب الخيضری فی الخصائص، بأن بين الأولى والسابعة خمس سماوات، كل منها له صفة غير صفة الأخرى، ولها أبواب وخدام غير الأخرى، فإطلاق المسير إليها بعيد، وذكرها بعد السادسة مما يبعده أيضًا لكن قد يقال من غير استبعاد؛ أن أصل الكوثر فی الجنة، وجعل الله تعالى منه فرعًا فی السماء الدنيا، عجل لنبيه رؤيته استبشارًا؛ لأنها أول المراتب العلوية بعد السفلية، ويؤيد هذا قول جبريل :خبا لک ربک انتهى (شرح الزرقانی على المواهب اللدنية، ج۸ص ۱۲۰، المقصد الخامس :فی تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء)

www.idaraghufran.org

کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ''حوضِ کوثر'' سے بعض لوگوں کو فرشتے ہٹائیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ارشاد ہوگا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی بدعات پیدا کیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اپنے سے دور ہو جانے کا حکم فرمائیں گے۔ [1]

معلوم ہوا کہ بدعت اتنی بدترین چیز ہے کہ اس کو کرنے والے لوگ قیامت کے دن ''حوضِ کوثر'' سے نہ صرف محروم ہوں گے، بلکہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے بھی مستحق ہوں گے۔

---

[1] أشهد على أبى سعيد الخدرى، لسمعته وهو يزيد فيها: " فأقول إنهم منى، فيقال: إنک لا تدرى ما أحدثوا بعدک، فأقول: سحقا سحقا لمن غير بعدى "وقال ابن عباس: سحقا: بعدا يقال:"سحيق" بعيد، سحقه وأسحقه أبعده (صحيح البخارى، رقم الحديث ٦٥٨٤، كتاب الرقاق، باب فى الحوض)

حدثنا يحيى بن أيوب، وسريج بن يونس، وقتيبة بن سعيد، وعلى بن حجر، جميعا عن إسماعيل بن جعفر – قال ابن أيوب حدثنا إسماعيل – أخبرنى العلاء، عن أبيه، عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى المقبرة، فقال: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، وددت أنا قد رأينا إخواننا قالوا: أولسنا إخوانک؟ يا رسول الله قال: أنتم أصحابى وإخواننا الذين لم يأتوا بعد فقالوا: كيف تعرف من لم يأت بعد من أمتک؟ يا رسول الله فقال: أرأيت لو أن رجلا له خيل غر محجلة بين ظهرى خيل دهم بهم ألا يعرف خيله؟ قالوا: بلى يا رسول الله قال: " فإنهم يأتون غرا محجلين من الوضوء، وأنا فرطهم على الحوض ألا ليذادن رجال عن حوضى كما يذاد البعير الضال أناديهم ألا هلم فيقال: إنهم قد بدلوا بعدک فأقول سحقا سحقا "(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٤٩"٣٩"كتاب الطهارة، باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل فى الوضوء)

حدثنا أنس بن مالک، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: " ليردن على الحوض رجال ممن صاحبنى، حتى إذا رأيتهم ورفعوا إلى اختلجوا دونى، فلأقولن: أى رب أصيحابى، أصيحابى، فليقالن لى: إنک لا تدرى ما أحدثوا بعدک "(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٣٠٤"٤٠"كتاب الفضائل،باب إثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم وصفاته)

www.idaraghufran.org

آج کل طرح طرح کی بدعات معاشرے میں عام ہیں اور کثرت سے لوگ ان بدعات میں مبتلا ہیں، ان کو مذکورہ احادیث سے عبرت پکڑنی چاہئے اور اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ :هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ : نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ : أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۸۸۷، کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، مسلم، رقم الحدیث ۲۶۴ "۱۶۴")

ترجمہ: پھر (ساتویں آسمان پر پہنچنے کے بعد) میری طرف سدرۃ المنتہیٰ کو ظاہر کیا گیا، تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، (جبریل علیہ السلام) نے کہا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، اور (وہاں) چار (قسم کی) نہریں تھیں، دو نہریں باطنی (اندرونی) تھیں، اور دو نہریں ظاہری تھیں، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ دو نہریں کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دو اندرونی تو جنت کی نہریں ہیں، اور دو ظاہری نیل اور فرات ہیں، پھر میرے لیے بیت المعمور کو بلند کر دیا گیا (بخاری، مسلم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ :يَا جِبْرِيْلُ

مَا هٰذَانِ ؟ قَالَ :أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّاالظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۲۶۷۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے ساتویں آسمان میں سدرۃُ المنتہیٰ کو ظاہر کیا گیا، اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اس کی شاخ سے دو نہریں ظاہری اور دو نہریں باطنی جاری ہو رہی تھیں، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ باطنی نہریں تو جنت میں ہیں، اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں (مسند احمد)

دریائے نیل جو کہ مصر میں ہے، اور دریائے فرات جو کہ بغداد میں ہے، ان کو جنت کی نہریں کس لیے کہا گیا، اس میں محدثین نے کافی علمی گفتگو کی ہے۔

اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہمیں تو اتنی بات پر یقین کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی طریقے پر ان دریاؤں کے ساتھ جنت کی نہروں کا تعلق قائم فرما دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط الشيخين .وأخرجه الحاكم ۱/ ۸۱من طريق عبد الله بن أحمد، عن أبيه، بهذا الإسناد .وقال :صحيح على شرط الشيخين .ووافقه الذهبي.وهو في "تفسيره عبد الرزاق "۲/ ۲۵۱، ۲۵۲، ومن طريقه أخرجه أبو يعلى(۳۱۸۵)والدارقطني ۱/ ۲۵وأخرجه ابن طهمان في مشيخته۱۱۹، ومن طريق ابن طهمان أخرجه البخاري تعليقاً ۶۵۱۰، وأبو عوانة۵/ ۳۲۳، والطبراني في الصغير ۱۱۳۹، والحاكم ۱/ ۸۱، وابن حجر في التغليق۵/ ۲۷، ۲۸عن شعبة، عن قتادة، به -دون وصف سدرة المنتهى، وزادوا فيه قصة اللبن عدا ابن طهمان في "المشيخة. "وسيأتي الحديث ضمن حديث الإسراء الطويل من طريق قتادة، عن أنس، عن مالك بن صعصعة في مسنده۴/ ۲۰۷، ۲۰۱وانظر ما سلف برقم(۱۲۳۰۱) .وقد سلف الكلام على الأنهار في مسند أبي هريرة عند الحديث رقم (۷۵۴۴)(حاشية مسند احمد)

[2] (وأما الظاهران فالنيل والفرات) ، قال القاضي :الحديث يدل على أن أصل سدرة المنتهى في الأرض لخروج النيل والفرات من أصلها .وقال ابن الملك :يحتمل أن يكون المراد منهما ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: أَنَّهٗ رَأٰى لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِهٖ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عرفا بين الناس، ويكون ماؤهما مما يخرج من أصل السدرة، وإن لم يدرک كيفيته وأن يكون من باب الاستعارة فى الاسم بأن شبههما بنهرى الجنة فى الهضم والعذوبة، أو من باب توافق الأسماء بأن يكون نهرى الجنة موافقين لاسمى نهرى الدنيا .وفى شرح مسلم قال مقاتل :الباطنان هو السلسبيل والكوثر، والظاهر أن النيل والفرات يخرجان من أصلها، ثم يسيران حيث أراد الله تعالى، ثم يخرجان من الأرض ويسيران فيها، وهذا لا يمنعه شرع ولا عقل، وهو ظاهر الحديث فوجب المصير إليه(مرقاة المفاتيح، ج۹ ص۳۷۶۳، كتاب الفضائل ، باب فى المعراج)

وظاهره يخالف حديث مالک بن صعصعة فإن فيه بعد ذكر سدرة المنتهى: فإذا فى أصلها أربعة أنهار .ويجمع بينهما: بأن أصل نبعهما من تحت سدرة المنتهى ومقرهما فى السماء الدنيا، ومنها ينزلان إلى الأرض .ووقع فى هذه الرواية أيضا: ثم مضى به فى سماء الدنيا فإذا هو بنهر آخر، عليه قصور من لؤلؤ وزبرجد، وأنه الكوثر .وهو مما استشكل من رواية شريک، فإن الكوثر من الجنة، والجنة فوق السماء بالسابعة .ويحتمل أن يكون تقديره: ثم مضى فى السماء الدنيا إلى السابعة فإذا هو بنهر(المواهب اللدنية، ج ۲ ص ۴۶۱، المقصد الخامس :فى تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء )

وفى حديث أبى ذر :فلما جئت إلى السماء ، قال جبريل لخازن السماء الدنيا :افتح قال :من هذا؟، "قال :جبريل قالوا :ومن معک؟، قال :محمد، قالوا :وقد بعث إليه؟، قال :نعم، قالوا :مرحبًا وأهلًا، فيستبشر به أهل السماء "، سقطت الفاء من رواية الأصيلى، وزاد الدنيا، "لا يعلم أهل السماء بما يريد الله به فى الأرض حتى يعلمهم، أى :على لسان من شاء ، كجبريل "عليه السلام، "ووقع فى هذه الرواية"، أى :رواية شريک عن أنس "أيضًا، أنه رأى فى سماء الدنيا النيل والفرات، عنصرهما "بضم المهملتين، بينهما نون ساكنة أصلهما الذى تميزا به عن نهرى الجنة، فينزلان إلى سمء ا الدنيا، ثم ينزلان إلى الأرض بدل مما قبله.

ولفظ رواية شريک :فإذ هو فى السماء الدنيا بنهرين يطردان :فقال :ما هذان النهران يا جبريل؟، قال :هذا النى والفرات عنصرهما، "وظاهرها"، أى :هذه الرواية "يخالف حديث مالک بن صعصعة، فإن فيه بعد ذكر سدرة المتنتهى، وإذا فى أصلها أربعة أنهار "، نهران باطنان ونهران ظاهران، فقلت :ما هذان يا جبريل؟، قال :أما الباطنان فنهران فى الجنة، وأما الظاهران فالنيل والفرات، "ويجمع بينهما؛ بأن أصل نبعهما من تحت سدرة المنتهى، ومقرهما فى السماء الدنيا، ومنها ينزلان إلى الأرض "وجمع ابن دحية، بأنه رأى هذين عند سدرة المنتهى مع نهرى الجنة، ورآهما فى السماء الدنيا دون نهرى الجنة، وأراد بالعنصر عنصر انشتارهما السماء الدنيا، وكان الحافظ لم يرتضه لقوله، كذا قال ابن دحية انتهى، وتبعه المصنف فيما يأتى وجمع غيره بأن منبعهما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

شَجَرَةً، إِنَّهَا لَتُغَطِّيْ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ، وَبَنِيْ آدَمَ، يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِهَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من السدرة، وإذا نزلا إلى الأرض، يسلكان أولًا على الجنة، فيدخلانها، ثم ينزلان إلى الأرض بعد ذلک، ويأتي مزيد لذلک إن شاء الله قريبًا(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ج۸ص ۱۱۹، ۱۲۰، المقصد الخامس :فی تخصیصه علیه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء)

وأما الظاهران فالنيل والفرات وقع فی روایة شریک کما سیأتی فی التوحید أنه رأی فی السماء الدنیا نهرین یطردان فقال له جبریل هما النیل والفرات عنصرهما والجمع بینهما أنه رأی هذین النهرین عند سدرة المنتهی مع نهری الجنة ورآهما فی السماء الدنیا دون نهری الجنة وأراد بالعنصر عنصر امتیازهما بسماء الدنیا کذا قال بن دحیة ووقع فی حدیث شریک أیضا ومضی به یرقی السماء فإذا هو بنهر آخر علیه قصر من لؤلؤ وزبرجد فضرب بیده فإذا هو مسک أذفر فقال ما هذا یا جبریل قال هذا الکوثر الذی خبأ لک ربک ووقع فی روایة یزید بن أبی مالک عن أنس عند بن أبی حاتم أنه بعد أن رأی إبراهیم قال ثم انطلق بی علی ظهر السماء السابعة حتی انتهی إلی نهر علیه خیام اللؤلؤ والیاقوت والزبرجد وعلیه طیر خضر أنعم طیر رأیت قال جبریل هذا الکوثر الذی أعطاک الله فإذا فیه آنیة الذهب والفضة یجری علی رضراض من الیاقوت والزمرد ماؤه أشد بیاضا من اللبن قال فأخذت من آنیته فاغترفت من ذلک الماء فشربت فإذا هو أحلی من العسل وأشد رائحة من المسک وفی حدیث أبی سعید فإذا فیها عین تجری یقال لها السلسبیل فینشق منها نهران أحدهما الکوثر والآخر یقال له نهر الرحمة قلت فیمکن أن یفسر بهما النهران الباطنان المذکوران فی حدیث الباب وکذا روی عن مقاتل قال الباطنان السلسبیل والکوثر وأما الحدیث الذی أخرجه مسلم بلفظ سیحان وجیحان والنیل والفرات من أنهار الجنة فلا یغایر هذا لأن المراد به أن فی الأرض أربعة أنهار أصلها من الجنة وحینئذ لم یثبت لسیحون وجیحون أنهما ینبعان من أصل سدرة المنتهی فیمتاز النیل والفرات علیهما بذلک وأما الباطنان المذکوران فی حدیث الباب فهما غیر سیحون وجیحون والله أعلم.

قال النووی فی هذا الحدیث أن أصل النیل والفرات من الجنة وأنهما یخرجان من أصل سدرة المنتهی ثم یسیران حیث شاء الله ثم ینزلان إلی الأرض ثم یسیران فیها ثم یخرجان منها وهذا لا یمنعه العقل وقد شهد به ظاهر الخبر فلیعتمد وأما قول عیاض إن الحدیث یدل علی أن أصل سدرة المنتهی فی الأرض لکونه قال إن النیل والفرات یخرجان من أصلها وهما بالمشاهدة یخرجان من الأرض فیلزم منه أن یکون أصل السدرة فی الأرض وهو متعقب فإن المراد بکونهما یخرجان من أصلها غیر خروجهما بالنبع من الأرض والحاصل ان أصلها فی الجنة وهما یخرجان أولا من أصلها ثم یسیران إلی أن یستقرا فی الأرض ثم ینبعان واستدل به علی فضیلة ماء النیل والفرات لکون منبعهما من الجنة وکذا سیحان وجیحان قال القرطبی لعل ترک ذکرهما فی حدیث الإسراء لکونهما لیسا أصلا برأسهما وإنما یحتمل أن یتفرعا عن النیل والفرات قال وقیل انما أطلق علی هذه الأنهار أنها من الجنة تشبیها لها بأنهار الجنة لما فیها من شدة العذوبة والحسن والبرکة والأول أولی والله أعلم (فتح الباری لابنِ حجر ج۷ص ۲۱۴، کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

www.idaraghufran.org

اَلْأَنْهَارُ الْأَرْبَعَةُ :نَهَرٌ مِنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ، وَنَهَرٌ مِنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ، وَنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ، وَنَهَرٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى (صفة الجنة،لابی نعیم اصبهانی، رقم الحدیث ۳۰۸، ج۲ص۱۵۷، باب ذکر مافیها من العیون والانهار)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات میں ایک درخت دیکھا، جس نے سب مخلوق اور بنی آدم کو ڈھانکا ہوا تھا (جو سدرۃ المنتہیٰ ہے) اور اُس کے نیچے سے چار نہریں نکل رہی تھیں، ایک نہر دودھ کی، جس کا ذائقہ بدلنے والا (یعنی خراب ہونے والا) نہیں تھا، دوسری نہر شراب کی، جو پینے والوں کے لیے لذّت والی تھی، اور تیسری نہر پانی کی، جو خراب ہونے والی نہیں تھی، اور چوتھی نہر صاف شفاف شہد کی (ابونعیم)

مندرجہ بالا حدیث کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس مضمون کی تائید، دیگر احادیث وروایات سے ہوتی ہے۔ [1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری سند سے مروی، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ انْتَهٰى إِلَى السِّدْرَةِ، فَقِيْلَ لَهٗ:هٰذِهِ السِّدْرَةُ يَنْتَهِيْ إِلَيْهَا كُلُّ أَحَدٍ خَلَا مِنْ أُمَّتِكَ عَلٰى سُنَّتِكَ، فَإِذَا هِيَ شَجَرَةٌ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ، وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (تفسیر الطبری، ج۱۷ ص ۳۳۷، تحت رقم الآیة ۱، سورة الاسراء، تهذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث ۲۷۶۸)

---

[1] قال المحقق علی رضا بن عبدالله بن علی رضا:
اسناده ضعیف: الولید، هو ابن مسلم، کان یدلس تدلیس التسویة، ولم یصرح بالتحدیث عمن فوق شیخه! وعطاء هو ابن ابی مسلم: یهم کثیرا، ویدلس، وقد عنعن"التقریب" ص: ۲۳۹، ۳۷۱) (حاشیة صفة الجنة،لابی نعیم اصبهانی، رقم الحدیث ۳۰۸، ج۲ص۱۵۷، باب ذکر مافیها من العیون والانهار، الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق / سوریا، الطبعة الثانیة: ۱۴۱۵ هـ، 1995م)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پھر نبی علیہ الصلاۃ والسلام ''سدرۃ المنتھیٰ'' کی طرف تشریف لے گئے، تو نبی علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ سدرہ ہے کہ جہاں تک ہر وہ شخص جو آپ کی امت میں سے آپ کے طریقہ پر ہے، پہنچتا ہے، پس وہ ایک ایسا درخت تھا، جس کی جڑ سے ایسے پانی کی نہریں نکل رہی تھیں، جو خراب ہونے والی نہیں تھیں، اور ایسے دودھ کی نہریں نکل رہی تھیں، جن کا ذائقہ بدلنے والا (یعنی خراب ہونے والا) نہیں تھا، اور ایسی شراب کی نہریں نکل رہی تھیں، جو پینے والوں کے لیے لذّت والی تھیں، اور ایسی شہد کی نہریں نکل رہی تھیں، جو خالص تھا (طبری)

اس روایت کی سند پر کلام آگے خاتمہ میں ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔

جنت کی ان چار نہروں کا ذکر دوسری احادیث میں بھی ہے۔

چنانچہ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ اللَّبَنِ، وَبَحْرُ الْمَاءِ، وَبَحْرُ الْعَسَلِ، وَبَحْرُ الْخَمْرِ، ثُمَّ تَشَقَّقُ الْأَنْهَارُ مِنْهَا بَعْدُ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٠٥٢، سنن الترمذی، رقم الحديث ٢٥٧١، صحيح ابن حبان رقم الحديث ٧٤٠٩) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ جنت میں دودھ کا سمندر ہے، اور پانی کا سمندر ہے، اور شہد کا سمندر ہے، اور شراب کا سمندر ہے،

---

[1] قال الترمذی:
هذا حديث حسن صحيح، وحكيم بن معاويه هو والد بهز بن حكيم، والجريری يكنى ابا مسعود واسمه: سعيد بن اياس .
وقال شعيب الارنؤوط:
إسناده حسن، حكيم بن معاوية صدوق، والجريری :هو سعيد بن إياس .روى عنه هذا الحديث خالد بن عبد الله الواسطی الذی أخرج له الشيخان عنه، فكأنه سمع منه هذا الحديث قبل اختلاطه(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

پھر ان سے آگے مزید نہریں پھوٹتی ہیں (مسند احمد، ترمذی، ابنِ حبان)

اور قرآن مجید میں بھی ان نہروں کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُه وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (سورۃ محمد، رقم الآیۃ ۱۵)

ترجمہ: جس جنت کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں (ایسے) پانی کی نہریں ہیں، جس میں بو (کا نام) نہیں اور (ایسے) دودھ کی نہریں ہیں، جس کا ذائقہ (مطلق) نہیں بدلا اور (ایسی) شراب کی نہریں ہیں، جو پینے والوں کے لئے یکسر لذت ہوگی، اور صاف (وشفاف) شہد کی نہریں (بھی) ہیں، اور ان کے لئے وہاں ہر طرح کے میوے (موجود) ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت بھی (سورہ محمد)

فائدہ: یہ جنت کی عالیشان نہریں ہیں، جو جنتیوں کو نصیب ہوں گی۔ [1]

## فیصلے لکھنے والے قلموں کی آواز کا سننا

حضرت ابنِ عباس اور ابوجبہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

---

[1] (إن فی الجنة بحر الماء) غیر آسن (وبحر العسل) أی المصفی (وبحر اللبن) أی الذی لم یتغیر طعمه (وبحر الخمر) الذی هو لذة للشاربین (ثم تشقق الأنهار بعد) قال الطیبی رحمه الله تعالی: یرید بالبحر مثل دجلة والفرات ونحوهما وبالنهر مثل نهر معفل حیث تشقق منها جداول وخص هذه الأنهار بالذکر لکونها أفضل أشربة النوع الإنسانی فالماء لریهم وطهورهم والعسل لشفائهم ونفعهم واللبن لقوتهم وغذائهم والخمر للذتهم وسرورهم وقدم الماء لأنه حیاة النفوس وثنی بالعسل لأنه شفاء للناس وثلث باللبن لأنه الفطرة وختم بالخمر إشارة إلی أن من حرمه فی الدنیا لا یحرمه فی الآخرة (حم ت عن معاویة بن حیدة) بفتح الحاء المهملة بن معاویة بن کعب القشیری صحابی نزل البصرة (فیض القدیر للمناوی، ج ۲ ص ۴۶۶، تحت رقم الحدیث ۲۳۱۶)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَی أَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ الْأَقْلَامِ (صحیح البخاری ،رقم الحدیث ۳۴۹، کتاب الصلاۃ، باب :کیف فرضت الصلاۃ فی الإسراء ؟مسلم ، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر (یعنی ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات وغیرہ کے بعد) مجھے اوپر ہموار مقام پر لے جایا گیا، جہاں میں نے قلموں کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سنی (بخاری، مسلم)

اس حدیث کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ ان قلموں کی آواز تھی، جن سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کائنات کے فیصلے تحریر کر کے متعلقہ امور انجام دیئے جاتے ہیں۔ [2]

---

[1] عن ابن شهاب قال: حدثنی ابن حزم، عن ابن عباس، وأبی حبة الأنصاری قالا: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لما أسری بی ظهرت لمستوی أسمع فیه صریف الأقلام (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۲۵۳۵)

قال حسین سلیم أسد الدارانی:إسناده صحیح(حاشیة مسند ابی یعلٰی)

[2] (قال النبی -صلی الله علیه وسلم :-عرج بی حتی ظهرت) أی :علوت (لمستوی) : بفتح الواو منونا وهو المستقر وموضع الاستعلاء ، من استوی الشیء استعلاه، وثبوت الیاء بعد الواو یدل علی أنه صیغة اسم المفعول، واللام فیه للعلة أی :علوت لاستعلاء مستوی، أو لرؤیته أو لمطالعته، ویحتمل أن یکون متعلقا بالمصدر، أی :ظهرت ظهور المستوی، ویحتمل أن یکون بمعنی إلی . قال تعالی :(أوحی لها)أی إلیها .وقیل بمعنی (علی) (أسمع فیه) أی :فی ذلک المکان أو فی ذلک المقام (صریف الأقلام) . أی صوتها عند الکتابة، قیل :هو هاهنا عبارة عن الاطلاع علی جریانها بالمقادیر، والأصل فیه البکرة عند الاستعلاء یقال :صرفت البکرة تصرف صریفا، والمعنی أنی أقمت مقاما بلغت فیه من رفعة المحل إلی حیث اطلعت علی الکوائن، وظهر لی ما یراد من أمر الله وتدبیره فی خلقه، وهذا والله هو المنتهی الذی لا تقدم فیه لأحد علیه، کذا حققه بعض الشارحین من علمائنا .وقال النووی :المستوی بفتح الواو .قال الخطابی :المراد به المصعد، وقیل المکان المستوی، وصریف الأقلام بالصاد المهملة صوت ما یکتبه الملائکة من أقضیة الله تعالی ووحیه، وما ینسخونه من اللوح المحفوظ، أو ما شاء الله تعالی من ذلک أن یکتب ویرفع لما أراد الله من أمره وتدبیره.قال القاضی عیاض :هذا حجة لمذهب أهل السنة فی الإیمان بصحة کتابة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# پہلے پچاس اور بعد میں پانچ نمازوں کی فرضیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوَاتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ خَمْسِيْنَ، ثُمَّ نُقِصَتْ حَتّٰى جُعِلَتْ خَمْسًا، ثُمَّ نُوْدِيَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّهٗ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، وَإِنَّ لَكَ بِهٰذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِيْنَ (مسند أحمد ، رقم الحديث ١٢٦٤١) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر معراج کی رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر ان میں کمی کی گئی، یہاں تک کہ پانچ نمازیں کردی گئیں، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے محمد! میرا فیصلہ تبدیل نہیں کیا جاتا، اور بے شک آپ (اور آپ کی امت) کے لئے ان پانچ نمازوں کے ساتھ پچاس نمازوں کا (ثواب) ہے (مسند احمد)

بعض احادیث میں پچاس نمازوں کی فرضیت اور کمی کرنے کی تفصیل بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الوحي، والمقادير في كتب الله تعالى من اللوح المحفوظ بالأقلام التي هو تعالى يعلم كيفيتها على ما جاء به الآيات، لكن كيفية ذلك، وصورته هنا لا يعلم إلا الله تعالى، وما يتأول هذا ويحيله عن ظاهره إلا ضعيف النظر والإيمان، إذ جاءت به الشريعة ودلائل العقول لا تحيله (مرقاة ، ج ٩ ص ٣٧٧٠، كتاب الفضائل ، باب في المعراج )

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ :إِنَّ أُمَّتَكَ لا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ :بِمَ أُمِرْتَ؟ قُلْتُ : أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ :إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ :سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اِسْتَحْيَيْتُ، وَلٰكِنِّيْ أَرْضٰى وَأُسَلِّمُ، قَالَ :فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ:أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ(صحيح البخاری، رقم الحديث۳۸۸۷،كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج)

ترجمہ: پھر میرے اوپر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں لوٹا، تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت کو ہر دن میں پچاس نمازوں کی قدرت نہ ہوگی، اور میں نے اللہ کی قسم لوگوں کی حالت کا آپ سے پہلے تجربہ کرلیا ہے، اور بنی اسرائیل کے لیے سخت کوشش کی ہے، تو آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے، اور ان سے اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے؟ تو میں (اپنے رب کی

طرف) لوٹ گیا (اور تخفیف کی درخواست کی) اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازوں کو کم کر دیا (اور پچاس کے بجائے چالیس نمازیں رہ گئیں)

پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، انہوں نے پہلے کی طرح بات کی (اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا) تو میں (دوبارہ) اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا (اور کمی کرنے کی درخواست کی) اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں (اور تیس نمازیں رہ گئیں) پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، انہوں نے پھر پہلے کی طرح بات کی (اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا) پھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر گیا (اور کمی کی درخواست کی) اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس مزید کم فرما دیں (اور بیس نمازیں رہ گئیں) پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح بات کی (اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا) پھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر گیا (اور کمی کی درخواست کی) تو مجھے ہر دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا (اور دس نمازیں رہ گئیں) پھر میں لوٹ کر آیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر پہلے کی طرح بات کی (اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا) پھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر گیا (اور کمی کی درخواست کی) تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، انہوں نے فرمایا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت کو ہر دن میں پانچ نمازوں کی استطاعت نہ ہوگی، اور میں آپ سے پہلے لوگوں کی حالت کا تجربہ کر چکا ہوں، اور بنی اسرائیل کے ساتھ سخت جدوجہد کر چکا ہوں، لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے، اور ان سے اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے (کئی مرتبہ) درخواست کر لی ہے، یہاں تک

کہ اب مجھے حیاء آ گئی ہے، اور اب میں راضی ہوں، اور اس حکم کو (ہر طرح سے) تسلیم کرتا ہوں، پھر جب میں آگے بڑھا تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والے نے کہا کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا ہے، اور اپنے بندوں پر آسانی کر دی ہے (بخاری)

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِکَ بِمَا لَا يَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ، حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيْمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ :خَمْسِيْنَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِکَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهٗ مُوْسٰى، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، مَاذَا عَهِدَ إِلَيْکَ رَبُّکَ؟ قَالَ :عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، قَالَ :إِنَّ أُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِکَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْکَ رَبُّکَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهٗ يَسْتَشِيْرُهٗ فِيْ ذٰلِکَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيْلُ :أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلَا بِهٖ إِلَى الْجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهٗ :يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ هٰذَا، فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهٗ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهٖ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهٗ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَوْمِيْ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَكُوْهُ، فَأُمَّتُکَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْکَ رَبُّکَ، كُلَّ ذٰلِکَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ، وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ :يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الْجَبَّارُ :يَا مُحَمَّدُ، قَالَ :لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ :إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، قَالَ :فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ :كَيْفَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ :خَفَّفَ عَنَّا، أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوْسٰى :قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ، ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا مُوْسٰى، قَدْ وَاللّٰهِ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اِخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، قَالَ :فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۷۵۱۷، كتاب التوحيد، باب قوله :وكلم الله موسى تكليما)

ترجمہ: پھر آپ کو اس (ساتویں آسمان) سے بھی اوپر لے گئے، جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ کے (اوپر والے حصہ کے) پاس پہنچے، پھر اللہ رب العزت سے نزدیک ہوئے اور اس قدر نزدیک ہوئے جیسے کمان کے دو کونے، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوئے (جس کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی بھیجی، جو بھی وحی بھیجی، اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں، پھر آپ نیچے اترے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ اے محمد! تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے دن رات پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے، انہوں نے کہا کہ

تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، اس لیے لوٹ جاؤ اپنے رب سے اپنے لیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف کراؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کی طرف رخ کیا، گویا آپ ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے، جبریل نے مشورہ دیا کہ ہاں اگر آپ کی خواہش ہو، چنانچہ جبریل آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے، آپ نے اپنی پہلی جگہ پر کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے ہمارے رب! نمازوں میں ہم پر کمی فرمادیجئے، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، تو اللہ تعالی نے دس نمازیں کم کردیں (اور چالیس نمازیں رہ گئیں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، انہوں نے روک لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح اپنے رب کے پاس بھیجتے رہے، حتّٰی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، پھر پانچ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں، لیکن وہ ضعیف ہوگئے اور اس کو چھوڑ دیا، تمہاری امت تو جسم، بدن، آنکھ اور کان، کے اعتبار سے بہت ضعیف ہے، لہٰذا واپس جاؤ، تمہارا رب تمہاری نمازوں میں کمی کردے گا، ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف دیکھتے تھے، تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبریل علیہ السلام اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے، چنانچہ پانچویں بار بھی آپ کو لے گئے، آپ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری امت کے جسم ناتواں ہیں، اور ان کے دل اور کان اور ان کے بدن کمزور ہیں، اس لئے ہم پر تخفیف فرما، اللہ جبار نے فرمایا کہ اے محمد! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ ''لبیک و سعدیک'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی، جو میں نے تم پر فرض کیا تھا وہ اُمُّ الکتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے، اللہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، اس لئے پانچ نمازیں جو تم پر فرض ہوئیں، لوحِ محفوظ میں پچاس ہی رہیں، آپ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کہا کہ ہمارے رب نے ہماری نماز میں بہت کمی فرما دی، ہر نیکی کا دس گنا ثواب عطاء کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم کا ارادہ کیا تھا، لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، لہٰذا لوٹ کر اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اللہ کی قسم مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے، اس لئے کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اترو (بخاری)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**فُرِضَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُوْنَ صَلاۃً، فَسَأَلَ رَبَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ، فَجَعَلَھَا خَمْسًا** (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۸۸۹) [1]

ترجمہ: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، جس پر

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد ضعیف، شریک– وھو ابن عبد اللہ القاضی– سیيء الحفظ، وأبو علوان: ھو عبد اللہ بن عُصْم، ویقال: ابن عِصْمة، ورجح أحمد قول شریک: أنہ عبد اللہ بن عُصْم، دون ھاء، وثقہ ابن معین، وقال أبو زرعة: لیس بہ بأس، وقال أبو حاتم: شیخ.

وأخرجہ ابن ماجہ (1400)، والمزی فی "تھذیب الکمال 15/307-308"من طریق أبی الولید (سقطت لفظة "أبی "من مطبوعة سنن ابن ماجہ، وأبو الولید: ھو الطیالسی) ، عن شریک، بھذا الإسناد.

وأخرج نحوہ أبو داود (247)عن قتیبة بن سعید، عن أیوب بن جابر، عن عبد اللہ بن عُصْم، عن ابن عمر رفعہ .وأیوب بن جابر ضعیف، ورجح الحافظ ابن حجر فی "النکت الظراف 5/47 "روایة شریک علی روایة أیوب ھذا، وقال: شریک أقوی منہ .

لہ شاھد من حدیث مالک بن صعصعة عند أحمد 4/208-209، والبخاری (3207)، ومسلم (164)ضمن حدیث الإسراء الطویل.

وثان من حدیث أنس بن مالک عند الترمذی (213)، وقال: حسن صحیح، وفی الباب عن عبادة بن الصامت وطلحة بن عبید اللہ وأبی ذر وأبی قتادة ومالک بن صعصعة وأبی سعید الخدری(حاشیة مسند احمد)

www.idaraghufran.org

آپ نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا، تو رب عزوجل نے ان نمازوں کو پانچ کر دیا (مسند احمد)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پچاس نمازوں کو کم کر کے پانچ کر دیا، اور ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہی رکھا۔

نماز دراصل معراج کا خاص تحفہ ہے، اب بھی اگر مومن ہو کر کوئی مرد، یا عورت پانچ نمازوں کی پابندی نہ کرے، تو یہ اس کی بہت بڑی بدقسمتی ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، دوسری عبادات اسی سرزمین پر رہتے ہوئے فرض کی گئیں، لیکن نماز عالمِ بالا میں معراج میں فرض کی گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ بالا کی سیر کرائی اور وہاں پچاس، پھر بعد میں پانچ نمازیں عطاء کی گئیں، اور ثواب پچاس ہی کا رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توجہ دلانے پر بار بار بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر نمازوں کی تخفیف اور کمی کے لئے درخواست کرتے رہے، اور درخواست قبول ہوتی رہی، اس غرض کے لئے عالمِ بالا میں بار بار آپ کی حاضری ہوتی رہی۔

عالمِ بالا میں معراج کی شکل میں نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے مناجات ہوئی، پھر اس دنیا میں نماز کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور اس کے بعد پوری امت کی مناجات ہوتی رہی ہے اور تا قیامت یہ مناجات ہوتی رہے گی۔

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے، اس لئے اس کے وہ آداب ہیں، جو دوسری عبادات کے لئے لازم نہیں کئے گئے، باوضو ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، نماز کی جگہ کا پاک ہونا، قبلہ رُخ ہونا، ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، اللہ کے کلام کو پڑھنا، رکوع کرنا، سجدے کرنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو مجموعی حیثیت سے کسی دوسری عبادات میں مشروط نہیں ہیں (اگرچہ ان میں سے بعض احکام بعض دیگر عبادات سے بھی متعلق ہیں) پھر نمازی

ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھتا ہے جو التحیات للہ سے شروع ہوتا ہے، حدیث کے بعض شارحین نے فرمایا کہ تشہد میں انہی الفاظ کا اعادہ ہے، جو شبِ معراج میں ادا کئے گئے تھے۔

## ایک نیکی کا ثواب دس کے اور ایک برائی کا گناہ ایک کے برابر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معراج کی حدیث میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے واقعہ کے ذیل میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً (مسلم، رقم الحديث ۲۵۹"۱۶۲ "كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

ترجمہ: پھر میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان لوٹ لوٹ کر (نماز کی تخفیف کے لئے) جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد یہ ہر دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کے لئے دس کا ثواب ہے، پس یہ (ثواب کے اعتبار سے) پچاس نمازیں ہی ہیں، اور جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا، پھر (کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے) اس کو نہیں کر سکے گا، تو اس کے لئے (اس ارادہ پر) ایک نیکی لکھی جائے گی، پھر اگر اس نے وہ نیک کام کر لیا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے برے کام کا ارادہ کیا، پھر اس کام کو نہیں کیا، تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا، پھر اگر اس نے وہ برا کام کر لیا، تو اس کے لئے ایک گناہ ہی لکھا جائے گا (مسلم)

اس مضمون کا ذکر کچھ اضافی تفصیل کے ساتھ دوسری احادیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً، فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۷۵۰۱، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ يريدون أن يبدلوا كلام الله)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجلّ (فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کے کام کو کرنے کا ارادہ کرے، تو تم اس کو اس بندے کے نامۂ اعمال میں اس وقت تک نہ لکھو، جب تک وہ اس کام کو کر نہ لے، پھر اگر وہ اس گناہ کے کام کو کر لے، تو تم اس کے مثل ایک گناہ ہی لکھو، اور اگر وہ میری (رضا وخوف کی) وجہ سے اس گناہ کو چھوڑ دے (اور نہ کرے) تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھو (کیونکہ اللہ کے خوف سے گناہ سے بچ جانا بھی نیکی کے ارادہ کا حکم رکھتا ہے) اور جب وہ کسی نیک عمل کا ارادہ کرے، پھر وہ اس نیک عمل کو (کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے) نہ کر سکے، تو تم اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھو، پھر وہ اس نیک عمل کو کر لے، تو تم اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھو سات سو تک (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے ایک نیک عمل کے کرنے پر دس نیکیوں کے عطاء فرمانے، اور ایک برے عمل کے کرنے پر ایک گناہ دیئے جانے کا قرآن مجید میں بھی ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ،وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى

اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ(سورۃ الانعام ،رقم الآیۃ ۱۶۰)

ترجمہ: (یادرکھو) جوکوئی (اللہ کے حضور) نیکی لے کرآئے گا، اس کے لئے دس گنا (اجر) ہے، اور جوکوئی بدی لے کرآئے گا، اس کو بس اس کے برابر ملے گا اور لوگوں پر (کسی طرح کا) ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ انعام)

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر خاص فضل ہے۔

اور یہ ایک اور دس کا فیصلہ عام حالات کے مطابق ہے، ورنہ مخصوص و بابرکت حالات (مقام یا زمانے) میں جب کسی نیک عمل کو کیا جاتا ہے، تو جس طرح اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، تو برے عمل کے کرنے کی صورت میں اس کے گناہ میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، جیسے رمضانُ المبارک اور مسجد وحرمین شریفین میں نیک اور برے عمل کا معاملہ ہے۔ [1]

---

[1] (لكل صلاة) أى :حقيقة واختيارا (عشرا) أى :ثواب صلوات أى :حكما واعتبارا (فذلك) أى فمجموع ما ذكر (خمسون صلاة) ، ثم استأنف ببيان قضية أخرى وعطية أخرى متضمنة لهذه الجزئية المندرجة فى القاعدة الكلية حيث قال :(من هم بحسنة) أى :عزم على فعلها (فلم يعملها) :لمانع شرعى أو عذر عرفى (كتبت) : بصيغة المجهول أى :كتب له هم الحسنة والتأنيث من إضافته إلى الحسنة، أو من قبيل حذف المضاف وإقامة المضاف إليه مقامه (له) أى :لعاملها (حسنة) ، النصب أى ثواب حسنة واحدة .قال الطيبى :كتبت مبنى على المفعول والضمير فيه راجع إلى قوله :بحسنة .وحسنة :وضعت موضع المصدر أى :كتبت الحسنة كتابة واحدة، وكذا عشرا وكذا شيئا منصوبان على المصدر على ما فى جامع الأصول، وشرح السنة، وفى بعض نسخ المصابيح :حسنة وعشر مرفوعان وهو غلط من الناسخ .أقول :لعله من جهة الرواية، وأما من طريق الدراية فله وجه فى الجملة، وهو أن يكون قوله :كتبت له جملة مستقلة مجملة، وقوله :حسنة بتقدير هى جملة مبينة مفصلة (فإن عملها) أى :بعدما هم بها واهتم بشأنها (كتبت) أى :تلك الحسنة المهمومة والمعمولة (له عشرا) أى :ثواب عشر حسنات لانضمام قصد القلب إلى مباشرة عمل القالب، كقوله تعالى :(من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها)وهذا أقل التضاعف فى غير الحرم المحترم (ومن هم بسيئة) أى :ولم يصمم على فعلها (فلم يعملها) أى :فتركها من غير باعث أو لسبب مباح بخلاف ما إذا تركها لله (لم تكتب) أى :تلك السيئة الموصوفة (له شيئا) . أما لو تركها وقد عزم على عملها، فإن تركها لله فلا شك أنها تكتب له حسنة، وإن تركها لغرض فاسد، فتكتب له سيئة على ما بينه حجة الإسلام فى الإحياء ، وصرح به كثير من العلماء ، (فإن عملها كتبت) أى :له كما فى نسخة صحيحة (سيئة واحدة) . لأن السيئة لا تتضاعف بحسب الكمية كما قال تعالى :(ومن جاء بالسيئة فلا يجزى إلا مثلها وهم لا يظلمون) إشارة إلى أن هذا عدل كما أن التضاعف فضل(مرقاة المفاتيح، ج۹ ص۳۷۶۷، ۳۷۶۸، كتاب الفضائل،باب فى المعراج)

مگر اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ گناہ کا ارادہ کرنے پر جو گناہ نہیں لکھا جاتا، وہ ان گناہوں کے بارے میں ہے، جن کے عملی طور پر کرنے کا پختہ ارادہ نہ ہو، اور ان کو بعد میں نہ کیا جائے۔

جہاں تک کسی گناہ کا پختہ ارادہ ونیت کر لینے کا معاملہ ہے، یا ان گناہوں کا معاملہ ہے کہ جو دل کے فعل سے بھی وجود میں آجاتے ہیں، جیسے کوئی برا عقیدہ، تکبر، حسد، کینہ، بدگمانی وغیرہ، تو ان پر انہی کے مطابق دل میں پختہ ارادہ ونیت کر لینے، یا صرف دل سے کر لینے پر حکم لگایا جاتا ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

[1] قيل :لما كان الهم بالحسنة معتبرا باعتبار أنه فعل القلب لزم أن يكون بالسيئة أيضا كذلك . وأجيب :بأن هذا من فضل الله على عباده حيث عفا عنهم، ولولا هذا الفضل العظيم لم يدخل أحد الجنة لأن السيئات من العباد أكثر من الحسنات، فلطف الله عز وجل بعباده بأن ضاعف لهم الحسنات دون السيئات .

قيل :إذا هم العبد بالسيئة ولم يعمل بها فغايته أن لا تكتب له سيئة فمن أين أن تكتب له حسنة؟ وأجيب :بأن الكف عن الشر حسنة .قيل :اتفق العلماء على أن الشخص إذا عزم على ترك صلاة بعد عشرين سنة عصى فى الحال؟

وأجيب :بأن العزم وهو توطين النفس على فعله غير الهم الذى هو تحديث النفس من غير استقرار، وقال ابن الجوزى :إذا حدث العبد نفسه بالمعصية لم يؤاخذ، فإذا عزم فقد خرج عن تحديث النفس فيصير من أعمال القلب، فإن عقد النية على الفعل فحينئذ يأثم، وبيان الفرق بين الهم والعزم أنه لو حدث نفسه فى الصلاة وهو فيها بقطعها لم تنقطع، فإذا عزم حكمنا بقطعها.

ثم إعلم أن حديث ابن عباس هذا معناه الخصوص لمن هم بسيئة فتركها لوجه الله تعالى، وأما من تركها مكرها على تركها بأن يحال بينه وبينها فلا تكتب له حسنة، فلا يدخل فى نص الحديث .

وقال الطبرى :وفى هذا الحديث تصحيح مقالة من يقول :إن الحفظة تكتب ما يهم به العبد من حسنة أو سيئة، وتعلم اعتقاده كذلك، ورد مقالة من زعم أن الحفظة لا تكتب إلا ما ظهر من عمل العبد وتسمع(عمدة القارى للعينى، ج۲۳ ص ۸۰، كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة)

وقد تظاهرت نصوص الشرع بالمؤاخذة بعزم القلب المستقر ومن ذلك قوله تعالى إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذاب أليم الآية وقوله تعالى اجتنبوا كثيرا من الظن إن بعض الظن إثم والآيات فى هذا كثيرة وقد تظاهرت نصوص الشرع وإجماع العلماء على تحريم الحسد واحتقار المسلمين وإرادة المكروه بهم وغير ذلك من أعمال القلوب وعزمها والله أعلم(شرح النووى علىٰ مسلم ج۲ ص ۱۵۱، ۱۵۲، كتاب الإيمان، باب بيان تجاوز الله تعالى عن حديث النفس والخواطر بالقلب الخ)

www.idaraghufran.org

# مشرک کی مغفرت نہ ہونے کا فیصلہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْتُهِيَ بِهٖ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: (إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى) قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ (صحيح مسلم، رقم الحديث ۲۷۹ "۱۷۳" كتاب الايمان، باب فی ذكر سدرة المنتهى)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں سیر کرائی گئی، تو آپ کو "سدرۃ المنتہٰی" تک لے جایا گیا، جو کہ (یعنی اس کی جڑ) چھٹے آسمان میں ہے، جو چیز بھی زمین سے چڑھتی ہے، وہیں جا کر رُکتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اور اسی "سدرۃ المنتہٰی" تک وہ چیز بھی آ کر ٹھہرتی ہے، جو اس سے اوپر سے آتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے (سورہ نجم میں) فرمایا "جبکہ سدرہ کو ڈھانپ لیا، اس چیز نے، جس چیز نے کہ ڈھانپ لیا" فرمایا کہ سونے کے پتنگوں نے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معراج کی رات میں) تین چیزیں عطاء کی گئیں، پانچ نمازیں عطاء کی گئیں، اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عطاء کی گئیں، اور آپ کی امت میں سے جو شرک نہ کرے، اس کے ہلاک کرنے والے گناہوں کو معاف

کر دیا جائے گا (مسلم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ جو کہ آگ میں پہنچانے والے، اور ہلاک کرنے والے ہیں، کسی نہ کسی وقت سزا پا کر ان کو درگزر کر دیا جائے گا، لیکن شرک کو درگزر نہیں کیا جائے گا، اس لئے مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اس سے شرک کی برائی معلوم ہوئی، لہٰذا ہر مسلمان کو شرک سے بچنے کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ [1]

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا (سورة النساء، رقم الآية ۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ نہیں مغفرت فرماتا، اِس کی کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ، اور مغفرت فرما دیتا ہے اس کے علاوہ جس کے لیے چاہتا ہے، اور جو شرک کرے اللہ کے ساتھ، تو بلاشبہ اس نے گھڑ لیا بڑا گناہ (سورہ نساء)

سورہ نساء ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ

---

[1] قوله (وغفر لمن لم يشرك بالله من أمته شيئا المقحمات) هو بضم الميم وإسكان القاف وكسر الحاء ومعناه الذنوب العظام الكبائر التي تهلك أصحابها وتوردهم النار وتقحمهم إياها والتقحم الوقوع في المهالك ومعنى الكلام من مات من هذه الأمة غير مشرك بالله غفر له المقحمات والمراد والله أعلم بغفرانها أنه لا يخلد في النار بخلاف المشركين وليس المراد أنه لا يعذب أصلا فقد تقررت نصوص الشرع وإجماع أهل السنة على إثبات عذاب بعض العصاة من الموحدين ويحتمل أن يكون المراد بهذا خصوصا من الأمة أي يغفر لبعض الأمة المقحمات وهذا يظهر على مذهب من يقول إن لفظة من لا تقتضي العموم مطلقا وعلى مذهب من يقول لا تقتضيه في الإخبار وإن اقتضته في الأمر والنهي ويمكن تصحيحه على المذهب المختار وهو كونها للعموم مطلقا لأنه قد قام دليل على إرادة الخصوص وهو ما ذكرناه من النصوص والاجماع والله أعلم (شرح النووي علىٰ مسلم، ج۳ص۳، كتاب الايمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات)

www.idaraghufran.org

يُشْرِكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (سورة النساء، رقم الآية ١١٦)

ترجمہ: بے شک اللہ نہیں مغفرت فرماتا، اِس کی کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ، اور مغفرت فرما دیتا ہے، اس کے علاوہ جس کے لیے چاہتا ہے، اور جو شرک کرے اللہ کے ساتھ، تو بلاشبہ گمراہ ہو گیا وہ دور کا گمراہ ہونا (سورہ نساء)

اور سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (سورة المائدة، رقم الآية ٧٢)

ترجمہ: بلاشبہ تحقیق کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ ہی مسیح مریم کا بیٹا ہے، حالانکہ کہا مسیح نے کہ اے بنی اسرائیل! عبادت کرو تم اللہ کی، جو میرا رب ہے، اور تمہارا رب ہے، بے شک جو شرک کرے گا اللہ کے ساتھ، تو یقیناً حرام کر دے گا اللہ اس پر جنت کو، اور اس کا ٹھکانہ آگ ہوگا، اور نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی مددگار (سورہ مائدہ)

اور سورہ بینہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (سورة البينة، رقم الآية ٦)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اہلِ کتاب میں سے اور مشرکین میں سے، وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے، ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں، یہ لوگ ہی مخلوق میں بدترین ہیں (سورہ بینہ)

# معراج میں امتِ محمدیہ کی کثرت کو دیکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَمُرُّ بِالنَّبِیِّ وَالنَّبِیَّیْنِ وَمَعَھُمُ القَوْمُ وَالنَّبِیِّ وَالنَّبِیَّیْنِ وَمَعَھُمُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیِّ وَالنَّبِیَّیْنِ وَلَیْسَ مَعَھُمْ أَحَدٌ حَتّٰی مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِیْمٍ، فَقُلْتُ: مَنْ ھٰذَا؟ قِیْلَ: مُوْسٰی وَقَوْمُہٗ وَلٰکِنِ ارْفَعْ رَأْسَکَ فَانْظُرْ. قَالَ: فَإِذَا ھُوَ سَوَادٌ عَظِیْمٌ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ مِنْ ذَا الجَانِبِ وَمِنْ ذَا الجَانِبِ، فَقِیْلَ ھٰؤُلَاءِ أُمَّتُکَ وَسِوٰی ھٰؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِکَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ، فَدَخَلَ وَلَمْ یَسْأَلُوْہُ وَلَمْ یُفَسِّرْ لَھُمْ فَقَالُوْا: نَحْنُ ھُمْ، وَقَالَ قَائِلُوْنَ: ھُمْ أَبْنَاءُ الَّذِیْنَ وُلِدُوْا عَلَی الفِطْرَۃِ وَالإِسْلَامِ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَکْتَوُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَنَا مِنْھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَنَا مِنْھُمْ؟ فَقَالَ: سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۴۴۶، أبواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب بلا ترجمة بعد باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض) [1]

---

[1] قال الترمذی:

ھذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن ابن مسعود، وأبی ھریرة.

وقال الالبانی:

قلت: وھذا إسناد صحیح رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أبی حصین ھذا وھو ثقة إلا أنه یبدو أنه وھم ھو أو شیخه عبثر فی ذکر الإسراء فی ھذا الحدیث فقد رواه جمع من الثقات عن حصین بن عبد الرحمن به دون الإسراء. أخرجه البخاری 3410 و 5705 و 5752 و 6472 و 6541 ومسلم 374 و 375 وأحمد 1/271.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے، تو آپ کا ایسے نبی، یا نبیوں پر گزر ہوا کہ ان کے ساتھ ایک قوم تھی، پھر کسی نبی، یا نبیوں پر سے گزرے، تو ان کے ساتھ ایک جماعت تھی، پھر ایسے نبی، یا انبیاء پر سے گزر ہوا کہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ ایک بڑے مجمع کے پاس سے گزرے، تو پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ موسیٰ اور ان کی قوم، آپ سر کو بلند کیجئے اور دیکھیے، آپ نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد أشار الحافظ إلى شذوذ هذه الزيادة فقد ذكره بها من رواية الترمذى والنسائى ثم قال: " فإن كان ذلك محفوظا كانت فيه قوة لمن ذهب إلى تعدد الإسراء وأنه وقع بالمدينة أيضا غير الذى وقع بمكة فقد وقع عند أحمد والبزار بسند صحيح قال: أكرينا 1الحديث عند رسول الله صلى الله عليه وسلم [ذات ليلة] ثم غدونا إليه فقال: "عرضت على الأنبياء الليلة بأممها فجعل النبى يمر ومعه الثلاثة والنبى ومعه العصابة ."..فذكر الحديث."

قلت: الحديث عند أحمد 1/401و 420من حديث عبد الله بن مسعود وليس من حديث ابن عباس كما يوهمه صنيع الحافظ رحمه الله بذكره إياه تحت حديث ابن عباس وفى شرحه دون أن يصرح بأنه لابن مسعود وهو من رواية الحسن عن عمران عنه .والحسن – وهو البصرى – مدلس لكن قد قرن به أحمد – فى رواية – العلاء بن زياد وهو ثقة فصح به الإسناد والحمد لله.

وقد رواه الطيالسى فى مسنده 352وأحمد أيضا 1/403و 454من طريق حماد بن سلمة عن عاصم ابن بهدلة عن زر بن حبيش عن عبد الله بن مسعود مرفوعا بلفظ: "عرضت على وفى لفظ: أريت الأمم بالموسم " ...الحديث نحوه مختصرا.

قلت: وإسناده حسن وهو صريح أن العرض لم يكن ليلة الإسراء وإنما فى موسم الحج والجمع الذى ذهب إليه الحافظ جيد لو كانت تلك الزيادة محفوظة أما وهى شاذة فلا داعى حينئذ للجمع .والله أعلم.

ثم إن الحافظ السيوطى قد أبعد النجعة فعزا حديث الباب لابن مردويه فقط! فانظر "الخصائص.1/401 "

الثامنة: عن شريك عن أبى علوان عبد الله بن عصم عن ابن عباس قال: فرض الله عز وجل على نبيه صلى الله عليه وسلم الصلاة خمسين صلاة فسأل الله عز وجل فجعلها خمس صلوات.

أخرجه أحمد 1/315وابن ماجة 1400وإسناده حسن فى الشواهد(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها،ص ۸۴ الیٰ ۸۶، حديث عبدالله بن عباس)

www.idaraghufran.org

فرمایا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جمِ غفیر ہے، جس نے آسمان کی دونوں جانب کو گھیر ہوا ہے، پھر کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے علاوہ ستر ہزار آدمی اور ہیں جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر چلے گئے، نہ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں اور نہ ہی آپ نے بتایا، چنانچہ بعض حضرات کہنے لگے کہ شاید وہ ہم لوگ ہوں، جبکہ بعض کا خیال تھا کہ وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہونے والے بچے ہیں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے، اور فرمایا کہ وہ لوگ ہیں، جو نہ داغ لگواتے ہیں، نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں، اور نہ ہی بدفالی لیتے ہیں، بلکہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس پر عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے، اور عرض کیا کہ کیا میں ان میں سے ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، پھر ایک اور صحابی کھڑے ہوئے، اور پوچھا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ :مَا هٰذَا؟ أُمَّتِيْ هٰذِهٖ؟ قِيْلَ :بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ، قِيْلَ :انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيْلَ لِيْ : انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيْلَ :هٰذِهٖ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ، وَقَالُوْا :نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي

الإِسْلاَمِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ، فَقَالَ :هُمُ الَّذِيْنَ لاَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُوْنَ، وَلاَ يَكْتَوُوْنَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ .

فَقَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ :أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ :سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۷۰۵، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره، وفضل من لم يكتو)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے مختلف امتیں پیش کی گئیں، پھر میرے سامنے سے ایک، یا دو نبی ایسے گزرے، جن کے ساتھ (ان کے ماننے والوں کی) ایک جماعت تھی، اور ایک نبی ایسے گزرے، جن کے ساتھ (ان کا ماننے والا) کوئی نہیں تھا، یہاں تک کہ میرے سامنے ایک بڑی جماعت پیش کی گئی، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کیا یہ میری امت ہے؟ اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، پھر مجھے کہا گیا کہ آپ آسمان کے افق (یعنی کنارے) کی طرف دیکھیں، تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت آسمان کے افق (یعنی کنارے) کو گھیرے ہوئے تھی، پھر مجھے کہا گیا کہ آپ یہاں سے یہاں تک آسمان کے آفاق (اور کناروں) میں دیکھیں، میں نے دیکھا کہ اتنی بڑی جماعت ہے (اور اتنے زیادہ لوگ ہیں) کہ جنہوں نے آسمان کے تمام افق (یعنی کناروں) کو گھیر رکھا ہے، پھر مجھے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے، اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور یہ واضح نہیں فرمایا کہ وہ لوگ کون ہیں، تو لوگ آپس میں اختلاف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ وہ ہم ہیں، اس لئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس کے رسول کی اتباع کی، یا ہماری اولاد ہے، جو اسلام میں

پیدا ہوئی، اس لئے کہ ہم تو جاہلیت میں پیدا ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی، تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو تعویذ دھاگا (ٹونا ٹوٹکا) نہیں کرتے، اور نہ بدفالی و بدشگونی کرتے ہیں، اور نہ (جسم پر) داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں ان لوگوں میں سے ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ کیا میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی (اور سبقت) لے گیا (اس لیے اصل مستحق وہی ہے) (بخاری)

## جبریلِ امین کو اصلی صورت میں دیکھنا

حضرت ابو اسحاق شیبانی فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ (لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) (النجم:۱۸) قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: رَأٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۴۲۷، ج۱۴ ص ۳۳۶، كتاب التاريخ، باب من صفته صلى الله عليه وسلم، وأخباره) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت زرّ بن حبیش سے سورہ نجم کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (معراج کی رات میں) اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا'' تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبریل کو ان کی (اصل) صورت میں دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے (ابنِ حبان)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

اور ایک روایت میں حضرت زر بن حبیش سے مروی ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) (النجم) قَالَ:رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (سنن الترمذی،رقم الحديث ۳۲۸۳،ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة النجم) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نجم کی اس آیت کے بارے میں کہ ''نبی کے دل نے جھوٹ نہیں بولا، اس چیز کے بارے میں جو نبی علیہ السلام نے دیکھا'' فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو سبز لباس کے حلّے میں دیکھا، جنہوں نے آسمان وزمین کے درمیان والی جگہ کو پُر کر دیا تھا (ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، عَلَيْهِ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، يُنْتَثَرُ مِنْ رِّيْشِهِ التَّهَاوِيْلُ :اَلدُّرُّ وَالْيَاقُوْتُ (مسند احمد،رقم الحديث ۳۹۱۵) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نجم کی اس آیت کے بارے میں کہ ''نبی علیہ السلام نے اُن کو دوسری مرتبہ نازل ہوتے ہوئے دیکھا'' فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل کو سِدرۃُ المنتہیٰ

---

[1] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح(حواله بالا)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن، عاصم بن بهدلة صدوق حسن الحديث، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم، عفان :هو ابن مسلم الصفار، وزر :هو ابن حبيش الأسدی (حاشيه مسند احمد)

www.idaraghufran.org

کے قریب دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے، اور ان کے پَروں سے مختلف رنگوں کے موتی اور یاقوت گر رہے تھے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے فرشتوں اور خاص کر حضرت جبریل علیہ السلام کی حیثیت وعظمت ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی بڑی قوت وصلاحیت عطا فرمائی ہے۔

''اسحاق بن ابی کہتلۃ'' کی سند سے، حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يَرَ جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ إِلَّا مَرَّتَيْنِ، أَمَّا مَرَّةً، فَإِنَّهٗ سَأَلَهٗ أَنْ يُرِيَهٗ نَفْسَهٗ فِيْ صُوْرَتِهٖ، فَأَرَاهُ صُوْرَتَهٗ فَسَدَّ الْأُفُقَ، وَأَمَّا الْأُخْرٰى، فَإِنَّهٗ صَعِدَ مَعَهٗ حِيْنَ صَعِدَ بِهٖ. وَقَوْلُهٗ: ''وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى'' قَالَ: فَلَمَّا أَحَسَّ جِبْرِيْلُ رَبَّهٗ، عَادَ فِيْ صُوْرَتِهٖ، وَسَجَدَ، فَقَوْلُهٗ: ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى'' قَالَ: خَلْقُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ٣٨٦٤)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی شکل وصورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے اپنی اصل شکل وصورت دکھانے کی فرمائش کی تھی، چنانچہ جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی شکل دکھائی، جس نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا، اور دوسری مرتبہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے گئے تھے، یہی مراد ہے (سورہ نجم کی) اس آیت کی ''وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى، ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى'' پھر جبریلِ امین کو اپنے رب کا

احساس ہوا، تو وہ اپنی اصلی شکل میں آ کر سجدہ ریز ہو گئے، یہی مراد ہے اس آیت کی ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى، عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ،عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى، إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ،مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ،لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ''یعنی اس سے حضرت جبریل علیہ السلام کی خلقت اور جسم دیکھنا مراد ہے (مسند احمد)

مذکورہ حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے ''اسحاق بن ابی کہتلہ'' کے مجہول ہونے اور اس روایت میں ابنِ مسعود سے اس روایت کے متصل ہونے میں شک کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے اس کو حسن قرار دیا ہے، اور انہوں نے کہا کہ ''اسحاق بن ابی کہتلہ'' سے دو ثقہ راوی روایت کرتے ہیں، اور ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

لہٰذا مذکورہ حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، لجهالة حال إسحاق بن أبى الكهتلة، روى عنه اثنان، وذكره البخارى فى "التاريخ الكبير 401-1/400 "، وابن أبى حاتم فى "الجرح والتعديل " 2/232، والحافظ فى "التعجيل "ص 29، ولم يذكروا فيه جرحاً ولا تعديلاً، وذكره ابن حبان فى "الثقات4/25 "، وللشك فى وصله عن ابن مسعود، وبقية رجاله ثقات رجال الصحيح غير الوليد بن قيس –وهو السكونى– فقد أخرج له النسائى، وهو ثقة .أبو النضر: هو هاشم بن القاسم، ومحمد بن طلحة: هو ابن مصرف اليامى.
وأخرجه ابن أبى حاتم – فيما ذكره ابن كثير فى "التفسير) "سورة النجم) ، والطبرانى فى "الكبير (10547) "، وأبو الشيخ فى "العظمة (366) "من طرق عن محمد بن طلحة، بهذا الإسناد.وانظر الحديث السالف برقم . (3740)
قوله:" فلما أحس جبريل ربه :"قال السندى: أى: ظهر له آثار تجليه.
عاد: أى صار فى صورته الأصلية، فلذلك رآه النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى تلك الصورة .والله تعالى أعلم.(حاشية مسند احمد)

[2] وإسناده حسن رجاله كلهم ثقات معروفون غير إسحاق هذا وقد روى عنه ثقتان وذكره ابن حبان فى "الثقات"(الإسراء والمعراج ،للألبانى،ص ۱۰۳ ،حديث عبد الله بن مسعود)

www.idaraghufran.org

اور ابو شیخ اصبہانی نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے شک کے بغیر روایت کیا ہے۔ [1]

نیز اس طرح کی حدیث حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے مرسلاً بھی مروی ہے، جس کو ابو شیخ اصبہانی نے روایت کیا ہے، اور اس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں آسمان کی طرف تشریف لے گئے، تو اللہ عز وجل نے اپنے بندے کی طرف وحی کی، جو بھی وحی کی، پھر جب جبریل نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب ہونے کو محسوس کیا، تو سجدے میں گر پڑے، اور مستقل یہ تسبیح کرتے رہے کہ:

''سبحان ذی الجبروت ، والملکوت ، والکبریاء ، والعظمة''

پھر اللہ عز وجل نے جب اپنے بندے پر فیصلہ فرمادیا، تو انہوں نے اپنا سر اٹھایا، اور میں نے ان کو اصلی صورت میں دیکھا، جنہوں نے افق کو گھیر لیا تھا''۔ [2]

---

[1] حدثنا عبد الله بن أحمد الدورقي، حدثنا سعيد بن محمد بن الحسن، حدثنا محمد بن طلحة بن مصرف، عن الوليد بن قيس، عن إسحاق بن أبي كهتلة، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ير جبريل في صورته إلا مرتين: أما واحدة: فإنه سأله أن يريه نفسه، فأراه نفسه، فسد الأفق، وأما الأخرى، فإنه كان معه، فصعد، فذلك قوله:"وهو بالأفق الأعلى ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى إلى عبده ما أوحى" فلما أحس جبريل ربه تبارک وتعالى عاد في صورته وسجد، فذلك قوله تعالى:"ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى إذ يغشى السدرة ما يغشى ما زاغ البصر وما طغى لقد رأى من آيات ربه الكبرى"قال: خلق جبريل عليه السلام "(العظمة،لأبي الشيخ الأصبهاني، ج۲ ص ۷۹۱، ۷۹۲ ،ذكر الملائكة الموكلين في السموات والأرضين)

[2] حدثنا عبد الله بن محمد بن العباس، حدثنا سلمة، حدثنا أبو المغيرة، حدثنا صفوان بن عمرو، عن شريح بن عبيد رحمه الله تعالى، قال: لما صعد النبي صلى الله عليه وسلم إلى السماء فأوحى الله عز وجل إلى عبده ما أوحى، قال: " فلما أحس جبريل بدنو الرب تبارک وتعالى خر ساجدا، فلم يزل يسبحه: سبحان ذي الجبروت، والملكوت، والكبرياء، والعظمة، ثم قضى الله عز وجل إلى عبده ما قضى، ثم رفع رأسه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لہٰذا اس طرح کے شواہد کی وجہ سے مذکورہ حدیث کا ''حسن'' ہونا زیادہ راجح معلوم ہوا۔

سورہ نجم کی ابتدائی آیات کے متعلق جو احادیث وروایات ذکر کی گئیں، ان کے مطابق ہی تفسیر کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جبریلِ امین کے ساتھ قربت اور جبریلِ امین کی رؤیت مراد ہے، اور دلائل کے لحاظ سے یہی راجح ہے۔

اور پیچھے ''شریک بن عبداللہ'' کی روایت میں جو اللہ تعالیٰ کی قربت اور اللہ تعالیٰ کی رؤیت مذکور ہے، مفسرین ومحدثین نے اس کو مرجوح قرار دیا ہے۔

علامہ ابنِ کثیر نے فرمایا کہ ان آیات میں جبریل علیہ السلام کا مراد ہونا ہی صحیحین کی احادیث میں حضرت عائشہ، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے ثابت ہے، اور صحابہ میں سے کسی سے ان آیات کی مذکورہ تفسیر میں مخالفت ثابت نہیں۔

مذکورہ آیات میں جبریلِ امین کی دو مرتبہ رؤیت کا ذکر ہے، پہلی مرتبہ کی رؤیت زمین پر تھی، اور دوسری مرتبہ کی رؤیت، معراج میں ''سدرۃُ المنتہٰی'' کے قریب تھی۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فرأيته في خلقه الذى خلق عليه، منظوم أجنحته بالزبرجد واللؤلؤ والياقوت، فخيل إلى أن ما بين عينيه قد سد الأفق، وكنت لا أراه قبل ذلك إلا على صور مختلفة، وأكثر ما كنت أراه على صورة دحية الكلبى، وكنت أحيانا لا أراه قبل ذلك إلا كما يرى الرجل صاحبه من وراء الغربال "(العظمة،لأبِی الشيخ الأصبهانی، ج۲ ص ۷۸۰،ذكر الملائكة الموكلين فى السموات والأرضين)

[1] هكذا ساقه البخارى فى كتاب التوحيد، ورواه فى صفة النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن إسماعيل بن أبى أويس عن أخيه أبى بكر عبد الحميد عن سليمان بن بلال .ورواه مسلم عن هارون بن سعيد عن ابن وهب عن سليمان قال فزاد ونقص وقدم وأخر، وهو كما قال مسلم فإن شريك بن عبد الله بن أبى نمر اضطرب فى هذا الحديث وساء حفظه ولم يضبطه كما سيأتى بيانه إن شاء الله فى الأحاديث الأخر، ومنهم من يجعل هذا مناما توطئة لما وقع بعد ذلك والله أعلم.

وقد قال الحافظ أبو بكر البيهقى فى حديث شريك زيادة تفرد بها، على مذهب من زعم أنه صلى الله عليه وسلم رأى الله عز وجل يعنى قوله، ثم دنا الجبار رب العزة فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى.قال وقول عائشة وابن مسعود وأبى هريرة فى حملهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ابنِ عطیہ اندلسی نے بھی سورہ نجم کی مذکورہ تمام آیات میں، جبریل علیہ السلام کے مراد ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذه الآيات على رؤيته جبريل أصح، وهذا الذى قاله البيهقى رحمه الله فى هذه المسألة هو الحق، فإن أبا ذر قال:يا رسول الله هل رأيت ربك؟ قال :نور أنى أراه وفى رواية : رأيت نورا أخرجه مسلم .

وقوله :ثم دنا فتدلى إنما هو جبريل عليه السلام، كما ثبت ذلك فى الصحيحين عن عائشة أم المؤمنين، وعن ابن مسعود، وكذلك هو فى صحيح مسلم عن أبى هريرة، ولا يعرف لهم مخالف من الصحابة فى تفسير هذه الآية بهذا(تفسير ابن كثير، ج۵،ص۵وص۶ ،سورة الإسراء ،رواية أنس بن مالك رضى الله عنه)

وقوله تعالى :فكان قاب قوسين أو أدنى أى فاقترب جبريل إلى محمد لما هبط عليه إلى الأرض حتى كان بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم قاب قوسين، أى بقدرهما إذا مدا، قاله مجاهد وقتادة وقد قيل إن المراد بذلك بعد ما بين وتر القوس إلى كبدها .

وقوله تعالى :أو أدنى قد تقدم أن هذه الصيغة تستعمل فى اللغة لإثبات المخبر عنه ونفى ما زاد عليه كقوله تعالى:"ثم قست قلوبكم من بعد ذلك فهى كالحجارة أو أشد قسوة " أى ما هى بأليين من الحجارة، بل هى مثلها أو تزيد عليها فى الشدة والقسوة وكذا قوله : "يخشون الناس كخشية الله أو أشد خشية "وقوله :"وأرسلناه إلى مائة ألف أو يزيدون" أى ليسوا أقل منها بل هم مائة ألف حقيقة أو يزيدون عليها .فهذا تحقيق للمخبر به لا شك ولا تردد فإن هذا ممتنع وهكذا هاهنا هذه الآية فكان قاب قوسين أو أدنى وهذا الذى قلناه من أن هذا المقترب الدانى الذى صار بينه وبين محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إنما هو جبريل عليه السلام، وهو قول أم المؤمنين عائشة وابن مسعود وأبى ذر وأبى هريرة، كما سنورد أحاديثهم قريبا إن شاء الله تعالى.

وروى مسلم فى صحيحه عن ابن عباس أنه قال :رأى محمد ربه بفؤاده مرتين 1 فجعل هذه إحداهما، وجاء فى حديث شريك بن أبى نمر عن أنس فى حديث الإسراء :ثم دنا الجبار رب العزة فتدلى ، ولهذا قد تكلم كثير من الناس فى متن هذه الرواية وذكروا أشياء فيها من الغرابة، فإن صح فهو محمول على وقت آخر وقصة أخرى، لا أنها تفسير لهذه الآية فإن هذه كانت ورسول الله صلى الله عليه وسلم فى الأرض لا ليلة الإسراء ، ولهذا قال بعده :ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى فهذه هى ليلة الإسراء والأولى كانت فى الأرض(تفسير ابن كثير، ج۷،ص۴۱۴، ۴۱۵، سورة النجم)

[1] والصحيح عندى أن جميع ما فى هذه الآيات هو مع جبريل، بدليل قوله"ولقد رآه نزلة أخرى "فإن ذلك يقضى بنزلة متقدمة(تفسير ابن عطية الأندلسى ،ج۵،ص۱۹۷،سورة النجم)

www.idaraghufran.org

اور ابوحیان اندلسی نے بھی جبریل علیہ السلام کے مراد ہونے کو زیادہ مناسب قرار دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے مراد ہونے کو بعید قرار دیا ہے۔ [1]

اور انہوں نے بھی ان تمام آیات میں جبریل علیہ السلام کے مراد ہونے کو صحیح قرار دیا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو قرآن مجید کے الفاظ میں ہر تاویل کو ختم کرنے کا باعث قرار دیا ہے۔ [2]

اور علامہ سمرقندی نے بھی اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے۔ [3]

اور علامہ سمعانی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے، اور فرمایا کہ حضرت ابنِ مسعود، وحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور قتادہ اور علقمہ اور قرہ بن شراحیل اور اکثر اہلِ تفسیر کا

---

[1] فالمفعول الثانی محذوف، أی علمه الوحی .أو علی القرآن، فالمفعول الأول محذوف، أی علمه الرسول صلی الله علیه وسلم.
شدید القوی :هو جبریل، وهو مناسب للأوصاف التی بعده، وقاله ابن عباس وقتادة والربیع .وقال الحسن :شدید القوی :هو الله تعالی، وهو بعید(البحر المحیط فی التفسیر،للأندلسی ،ج۱۰،ص۱۰،سورة النجم)

[2] وقال ابن عطیة :ثم دنا، قال الجمهور :أی جبریل إلی محمد علیهما الصلاة والسلام عند حراء .وقال ابن عباس وأنس فی حدیث الإسراء :ما یقتضی أن الدنو یستند إلی الله تعالی .وقیل: کان الدنو إلی جبریل .وقیل :إلی الرسول صلی الله علیه وسلم، أی دنا وحیه وسلطانه وقدرته، والصحیح أن جمیع ما فی هذه الآیات هو مع جبریل بدلیل قوله :ولقد رآه نزلة أخری، فإنه یقتضی نزلة متقدمة.....
وحدیث عائشة قاطع لکل تأویل فی اللفظ، لأن قول غیرها إنما هو منتزع من ألفاظ القرآن، ولیست نصا فی الرؤیة بالبصر، بلا ولا بغیره(البحر المحیط فی التفسیر،للأندلسی ،ج۱۰، ص۱۱ وص۱۲ ملخصاً،سورة النجم)

[3] قوله تعالی :فأوحی إلی عبده ما أوحی.یعنی :أوحی الله تعالی إلی النبی صلی الله علیه وسلم، فقرأ علیه جبریل ما قرأ .ویقال :تکلم مع عبده لیلة المعراج ما تکلم .ویقال :أمر عبده بما أمر.
ثم قال :ما کذب الفؤاد ما رأی یعنی :ما کذب قلب محمد صلی الله علیه وسلم ما رأی بصره من أمر ربه فی رؤیة جبریل علیه السلام .ویقال :فی رؤیة الله تعالی بقلبه .قال محمد بن کعب القرظی، والربیع بن أنس، سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم، هل رأیت ربک :فقال :رأیته بفؤادی .ولم أره بعینی(تفسیر بحر العلوم،للسمرقندی ،ج۳،ص۳۵۹،سورة النجم)

www.idaraghufran.org

یہی قول ہے، اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ [1]

نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہی قول مفسرین کے نزدیک زیادہ معروف ومشہور ہے، اور یہی قول زیادہ سلامتی وعافیت پر مبنی ہے۔ [2]

ابنِ جریر طبری نے بھی اسی قول کو ''اولیٰ بالصواب'' قرار دیا ہے۔ [3]

اور علامہ ثعالبی نے بھی اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ [4]

---

[1] وقوله :(فاستوى) أى :فاستوى جبريل فى أفق السماء على صورته التى خلق فيها .وكذا قول ابن مسعود وابن عباس ومجاهد وقتادة وعلقمة وقرة بن شراحيل وأكثر أهل التفسير .وعن الحسن البصرى :أنه الله تعالى، والأصح هو الأول(تفسير القرآن،للسمعانى، ج۵،ص۲۸۵،سورة النجم)

[2] قوله تعالى :(ثم دنا) أى :دنا جبريل من النبى عليه الصلاة والسلام.
وقوله :(فتدلى) أى :زاد فى الدنو .وقال بعضهم :قوله :(ثم دنا فتدلى) على التقديم والتأخير.
وقوله :(تدلى) أى :هوى وأرسل نفسه من السماء ، ثم دنا أى :دنا جبريل من (فكان قاب قوسين أو أدنى) النبى وصار ما بينهما قاب قوسين أو أدنى، وهو معنى قوله :(فكان قاب قوسين أو أدنى) أى: كان (بينهما) مقدار قوسين أو أقل من ذلك.....
القول الثانى فى الآية :أن قوله :(ثم دنا) أى :دنا محمد من ربه.
وقوله :(فتدلى) أى :زاد فى الدنو .وفى رواية مالك بن صعصعة أن النبى (قال) " : بينا أنه قاعد إذ أتانى جبريل فلكزنى بين كتفى، فقمت فإذا شجرة عليها شبه وكرين، فجلست فى أحدهما، وجلس جبريل فى الآخر، وارتفعنا إلى السماء ، ورأيت نورا عظيما، ونظرت فإذا جبريل كالحلس فعرفت فضل خشيته على خشيتى، ولط دوننا الحجاب ."وفى بعض الروايات قال " :فارقنى جبريل، وهدأت الأصوات، وسمعت من ربى :ادن يا محمد ."وقد ذكر هذا اللفظ فى الصحيح، وهو دنو محمد من ربه ليلة المعراج.
والقول الثالث :أن معنى قوله :(ثم دنا) أى :دنا الرب من محمد، وهو لفظ ثابت أيضا، وهو على ما شاء الله.
وقوله :(فتدلى) أى :زاد فى الدنو، والمعروف عند الأكثرين القول الأول، وهو الأسلم(تفسير القرآن،للسمعانى، ج۵،ص۵۸۵ الیٰ ۲۸۷ ملخصاً،سورة النجم)

[3] وأولى القولين فى ذلك عندنا بالصواب قول من قال :معنى ذلك :فأوحى جبريل إلى عبده محمد صلى الله عليه وسلم ما أوحى إليه ربه، لأن افتتاح الكلام جرى فى أول السورة بالخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وعن جبريل عليه السلام ، وقوله( فأوحى إلى عبده ما أوحى ) فى سياق ذلك ولم يأت ما يدل على انصراف الخبر عنهما، فيوجه ذلك إلى ما صرف إليه(تفسير الطبرى، ج۲۲،ص۵۰۶،سورة النجم)

[4] وقوله :ثم دنا فتدلى قال الجمهور :المعنى :دنا جبريل إلى محمد فى الأرض عند حراء ، وهذا هو الصحيح أن جميع ما فى هذه الآيات من الأوصاف هو مع جبريل، ودنا أعم من فتدلى فبين تعالى بقوله :فتدلى هيئة الدنو كيف كانت(الجواهر الحسان فى تفسير القرآن،للثعالبى ، ج۵، ص۳۲۳،سورة النجم)

www.idaraghufran.org

اور ابنِ عادل نے ''تفسیر اللباب'' میں اسی کو مشہور تفسیر قرار دیا ہے۔ [1]

اور معارف القران عثمانی میں ''وھو بالأفق الأعلٰی ، ثم دنٰی فتدلٰی، فکان قاب قوسین أو أدنٰی'' کی تفسیر میں مختلف احادیث اور مفسرین کے اقوال نقل کرنے کے بعد مذکور ہے:

مذکور الصدر وجوہ کی بناء پر عامۂ مفسرین حضرات نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے، ابنِ کثیر کا مضمون تو ابھی اوپر گزرا ہے، قرطبی، ابو حیان، امام رازی وغیرہ عموماً اسی تفسیر کو ترجیح دے رہے ہیں، سیدی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے، جو اوپر خلاصۂ تفسیر کے عنوان میں بیان ہو چکا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں حق تعالیٰ کی رؤیت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ رؤیتِ جبریل علیہ السلام مذکور ہے، نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اور حافظ نے فتح الباری میں بھی یہی تفسیر اختیار فرمائی ہے (تفسیر معارف القرآن، ج۸ ص ۱۹۷، سورہ نجم، مطبوعہ: مکتبہ معارف القران، کراچی، طبع جدید: اپریل 2008ء)

اور معارف القران عثمانی میں ہی آگے ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى'' کی تفسیر میں مذکور ہے کہ:

راجح تفسیر کے مطابق یہ نزول بھی جبرئیلِ امین کا ہے اور جیسا کہ پہلی رؤیت کا مقام، قرآن کریم نے اسی عالمِ دنیا میں مکہ مکرمہ کا افقِ اعلیٰ بتلایا تھا، اسی طرح اس دوسری رؤیت کا مقام ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ بتلایا، اور یہ ظاہر ہے کہ

---

[1] فصل فی قوله " :دنا فتدلی "وجوه :
أشهرها :أن جبريل -صلی الله عليه وسلم -دنا من النبی -صلی الله عليه وسلم -أی بعد ما مد جناحه "وهو بالأفق "عاد إلی الصورة التی كان يعتاد النزول عليها وقرب من النبی -صلی الله عليه وسلم -وعلی هذا ففی "تدلی "وجوه :
الأول :فيه تقديم وتأخير أی تدلی من الأفق الأعلی فدنا من النبی -صلی الله عليه وسلم(تفسير اللباب لابن عادل، ج۱۸، ص ۱۶۲، سورة النجم)

www.idaraghufran.org

ساتویں آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا شبِ معراج میں ہوا ہے، اس سے اس دوسری رؤیت کا وقت بھی فی الجملہ متعین ہو جاتا ہے (تفسیر معارف القرآن، ج۸ص۱۹۹، سورہ نجم، مطبوعہ: مکتبہ معارف القران، کراچی، طبع جدید: اپریل 2008ء)

اور امام ابنِ خزیمہ نے فرمایا کہ:

''سورہ نجم کی آیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر استدلال محلِ نظر ہے، کیونکہ سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا ذکر نہیں، بلکہ یہ ذکر ہے کہ:

"رَأٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی"

اور رب تعالیٰ کی آیات، رب تعالیٰ سے الگ چیز ہیں''۔ [1]

## جبریلِ امین کا اللہ کے خوف سے کمزور ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَرَرْتُ لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِیْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰی، وَجِبْرِیْلُ کَالْحِلْسِ الْبَالِیْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (المعجم الاوسط، للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۷۹،

---

[1] حدثنا محمد بن یحیی، قال: ثنا قبیصة بن عقبة، قال: ثنا سفیان، عن ابن جریج، عن عطاء، عن ابن عباس، رضی الله عنهما قال: رآه مرتین.
قال أبو بکر: احتج بعض أصحابنا بهذا الخبر أن ابن عباس رضی الله عنهما وأبا ذر کانا یتأولان هذه الآیة أن النبی صلی الله علیه وسلم رأی ربه بفؤاده لقوله بعد ذکر ما بینا "فأوحی إلی عبده ما أوحی ما کذب الفؤاد ما رأی" وتؤول أن قوله: "ثم دنا فتدلی" إلی قوله: "فأوحی إلی عبده ما أوحی" أن النبی صلی الله علیه وسلم دنا من خالقه عز وجل قاب قوسین أو أدنی، وأن الله عز وجل أوحی إلی النبی صلی الله علیه وسلم ما أوحی، وأن فؤاد النبی صلی الله علیه وسلم لم یکذب ما رأی، یعنون رؤیته خالقه جل وعلا.
قال أبو بکر: ولیس هذا التأویل الذی تأولوه لهذه الآیة بالبین، وفیه نظر؛ لأن الله إنما أخبر فی هذه الآیة أنه رأی من آیات ربه الکبری ولم یعلم الله فی هذه الآیة أنه رأی ربه جل وعلا وآیات ربنا لیس هو ربنا جل وعلا فتفهموا لا تغالطوا فی تأویل هذه الآیة (التوحید لابن خزیمة، ج۲ ص ۴۹۱، ۴۹۲، باب ذکر الأخبار المأثورة فی إثبات رؤیة النبی صلی الله علیه وسلم خالقه العزیز العلیم المحتجب عن أبصار بریته الخ)

www.idaraghufran.org

ج۵ص ۶۴، باب العین، من اسمه عبد الرحمن،السنة لابنِ ابی عاصم، رقم الحدیث ۶۲۱) [1]

ترجمہ: معراج کی رات میں میرا گزر ملاءِ اعلیٰ (اوپر کی ایک جماعت) پر ہوا، اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گھُل کر پرانے اور باریک کپڑے کی طرح کمزور ہو گئے تھے (طبرانی)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلِ امین کو ان کی اصلی حالت میں بھی دیکھا ہے، ممکن ہے کہ اِس وقت کسی خاص حالت اور خوف کے غلبہ کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوگئی ہو۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ سے سخت خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کی وجہ سے وہ کمزور اور لاغر ہو جاتے ہیں۔

## تسبیح، تحمید، تہلیل اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ أُمَّتَكَ مِنِّيْ اَلسَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۳۴۶۲، ابواب الدعوات، باب بلا ترجمة بعد باب ما جاء فی فضل التسبیح والتکبیر والتهلیل والتحمید) [2]

---

[1] قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۷۸، تحت رقم الحدیث ۲۴۶، باب منه فی الإسراء)

وقال الالبانی: و بالجملة، فالحدیث بمجموع الطریقین حسن أو صحیح .و الله أعلم (السلسلة الصحیحة، ج۵ص ۳۶۳، تحت رقم الحدیث ۲۲۸۹)

[2] قال الالبانی:

أخرجه الترمذی (۲/۲۵۸ بولاق) عن عبد الرحمن بن إسحاق عن القاسم ابن عبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو یہ خبر دینا کہ جنت کی مٹی بہت پاکیزہ اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان (کی طرح) ہے اور اس کی شجر کاری ''سبحان اللہ، اور الحمد للہ، اور لآ الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر'' ہیں (ترمذی)

اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ مَرَّ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ مَنْ مَّعَكَ يَا جِبْرِيْلُ ؟ قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدٌ، فَقَالَ لَهٗ إِبْرَاهِيْمُ: مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوْا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ، وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ قَالَ: وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۵۲، الترغيب فى فضائل الأعمال وثواب ذلک لابن شاهين، رقم الحديث ۳۴۶، امالى المحاملى - رواية ابن يحيى البيع، رقم الحديث ۲۶۳) [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرحمن عن ابن مسعود مرفوعا ، و قال ":هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه من حديث ابن مسعود . "

قلت :و عبد الرحمن بن إسحاق هذا ضعيف اتفاقا ، لكن يقويه أن له شاهدين من حديث أبى أيوب الأنصارى ، و من حديث عبد الله بن عمر (سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج ۱ ص ۲۱۴، ۲۱۵، تحت رقم الحديث ۱۰۵)

[1] قال الهيثمى:

رواه أحمد، والطبرانى، إلا أنه قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول: "ليلة أسرى بى مررت بإبراهيم -صلى الله عليه وسلم -فقال :يا جبريل، من هذا معک؟ فقال :محمد فسلم على، ورحب بى وقال :مر أمتک ."والباقى بنحوه. ورجال أحمد رجال الصحيح غير عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وهو ثقة لم يتكلم فيه أحد، ووثقه ابن حبان (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۹۷، تحت رقم الحديث ۱۶۸۹۸، باب ما جاء فى لا حول ولا قوة إلا بالله)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے فرمایا کہ اے جبریل! آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اپنی امت کو جنت کی شجر کاری کا حکم فرمایئے، کیونکہ اُس کی مٹی پاکیزہ ہے، اور اس کی زمین وسیع ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ جنت کی شجر کاری کیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

(مسند احمد)

فائدہ: اس واقعہ اور دونوں روایتوں سے مذکورہ کلمات واذکار کی فضیلت معلوم ہوئی کہ یہ کلمات جنت کی شجر کاری کا کام دیتے ہیں۔

## یہودیت وعیسائیت کے داعی اور دنیا کا آپ کو پکارنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

فانْطَلَقَ بِیْ یَضَعُ یَدَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰی بَصَرِهٖ، فَسَمِعْتُ نِدَاءً عَنْ یَّمِیْنِیْ :یَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال المنذری:

رواه أحمد بإسناد حسن وابن أبی الدنیا وابن حبان فی صحیحه(الترغیب والترهیب، ج۲ص ۲۹۱، تحت رقم الحدیث ۲۴۴۳، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الإکثار من ذکر الله سرا وجهرا والمداومة علیه وما جاء فیمن لم یکثر ذکر الله تعالی)

وقال الالبانی:

أخرجه أحمد(۴۱۸/۵)و أبو بکر الشافعی فی "الفوائد "(۱/۶۵/۶)و الطبرانی کما فی "المجمع "(۹۷/۱۰)و قال " :و رجال أحمد رجال الصحیح غیر عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن عمر بن الخطاب و هو ثقة لم یتکلم فیه أحد ، و وثقه ابن حبان . "قلت :و بناء علی توثیق ابن حبان إیاه أخرج حدیثه هذا فی "صحیحه "کما فی "الترغیب "(۲۶۵/۲)و عزاه لابن أبی الدنیا أیضا مع أحمد و قال ":إسناده حسن . "قلت :و فی ذلک نظر عندی لما قررناه مرارا أن توثیق ابن حبان فیه لین ، لکن الحدیث لا بأس به بما قبله (سلسلة الاحادیث الصحیحة، ج ا ص ۲۱۵، ۲۱۶، تحت رقم الحدیث ۱۰۵)

www.idaraghufran.org

مُحَمَّدُ عَلٰی رِسْلِکَ أَسْأَلُکَ، فَمَضَیْتُ ولَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهِ؛ ثُمَّ سَمِعْتُ نِدَاءً عَنْ شِمَالِیْ :یَا مُحَمَّدُ عَلٰی رِسْلِکَ أَسْأَلُکَ ، فَمَضَیْتُ ولَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهِ؛ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ اِمْرَأَةٌ فِی الطَّرِیْقِ، فَرأیْتُ عَلَیْها مِنْ کُلِّ زِیْنَةٍ مِنْ زِیْنَةِ الدُّنْیَا رَافِعَةً یَدَهَا، تَقُوْلُ :یَا مُحَمَّدُ عَلٰی رِسْلِکَ أَسْأَلُکَ، فَمَضَیْتُ ولَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهَا، ثُمَّ أَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ، أَوْ قَالَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰی، فَنزلْتُ عَنِ الدَّابَّةِ فَأَوْثَقْتُهَا بِالْحَلْقَةِ الَّتِیْ کَانَتِ الْأَنْبِیَاءُ تُوْثِقُ بِهَا، ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّیْتُ فِیْهِ، فَقَالَ لِیْ جِبْرَئِیْلُ :مَاذَا رَأَیْتَ فِیْ وَجْهِکَ، فَقُلْتُ :سَمِعْتُ نِدَاءً عَنْ یَّمِیْنِیْ أَنْ یَّا مُحَمَّدُ عَلٰی رِسْلِکَ أَسْأَلُکَ، فَمَضَیْتُ ولَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهِ، قالَ :ذَاکَ دَاعِیُ الْیَهُوْدِ، أَمَا لَوْ أَنَّکَ وَقَفْتَ عَلَیْهِ لَتَهَوَّدَتْ أُمَّتُکَ، قَالَ :ثُمَّ سَمِعْتُ نِدَاءً عَنْ یَّسَارِیْ أَنْ یَّا مُحَمَّدُ عَلٰی رِسْلِکَ أَسْأَلُکَ، فَمَضَیْتُ وَلَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهِ، قالَ :ذَاکَ دَاعِیُ النَّصَارٰی، اَمَا اَنَّکَ لَوْ وَقَفْتَ عَلَیْهِ لَتَنَصَّرَتْ أُمَّتُکَ، قُلْتُ : ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْنِیْ اِمْرَأَةٌ عَلَیْها مِنْ کُلِّ زِیْنَةٍ مِنْ زِیْنَةِ الدُّنْیَا رَافِعَةً یَدَهَا تَقُوْلُ عَلٰی رِسْلِکَ، أَسْأَلُکَ، فَمَضَیْتُ ولَمْ أُعَرِّجْ عَلَیْهَا، قَالَ : تِلْکَ الدُّنْیَا تَزَیَّنَتْ لَکَ، أَمَا اَنَّکَ لَوْ وَقَفْتَ عَلَیْهَا لَاخْتَارَتْ أُمَّتُکَ الدُّنْیَا عَلَی الْآخِرَةِ (تفسیر الطبری، ج۱۷ ص۳۴۴،سورۃ الاسراء،تهذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث ۷۲۵،مسند ابن عباس ،دلائل النبوۃ، ج۲ص ۳۹۰، ۳۹۱،باب الدلیل علی أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم عرج به إلی السماء الخ) [1]

[1] قال البیهقی:أمثل إسنادا(دلائل النبوۃ، ج۲ص ۳۹۰،حوالہ بالا)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پھر وہ براق مجھے لے کر چلا، اپنے پاؤں حدِ نظر پر رکھ رہا تھا، پھر میں نے اپنے دائیں طرف آواز سنی کہ اے محمد! ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں چلتا رہا، اور اس کی طرف توجہ نہیں کی، پھر میں نے اپنی بائیں طرف سے آواز سنی، کہ اے محمد ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں چلتا رہا، اور اس کی طرف توجہ نہیں کی، پھر راستے میں میرے سامنے ایک عورت آئی، جس پر دنیا کی ہر طرح کی زیب وزینت کا سامان تھا اور اس نے اپنے ہاتھ اٹھا رکھے تھے، اور یہ کہہ رہی تھی کہ اے محمد ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں چلتا رہا، اور میں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، پھر میں بیت المقدس آیا، یا یہ فرمایا کہ مسجدِ اقصیٰ آیا، پھر میں براق سے نیچے اترا، اور اس کو اس حلقے میں باندھ دیا، جس میں انبیاء باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اور اس میں نماز پڑھی، پھر مجھے جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے راستے میں کیا دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی دائیں جانب سے یہ آواز سنی تھی کہ اے محمد ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں گزر گیا، اور میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی؟ تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ وہ یہودیت کا داعی تھا، اگر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، میں نے کہا کہ پھر میں نے اپنی بائیں جانب سے یہ آواز سنی تھی کہ اے محمد ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں گزر گیا، اور میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی؟ جبریلِ امین نے فرمایا کہ وہ نصرانیت کا داعی تھا، اگر آپ اس کی آواز پر ٹھہر جاتے، تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی، میں نے کہا کہ پھر میرے سامنے ایک عورت آئی، جس پر دنیا کی ہر طرح کی زیب وزینت کا سامان تھا اور اس نے اپنے ہاتھ اٹھا رکھے تھے، اور یہ کہہ رہی تھی کہ اے محمد ذرا ٹھہر جایئے، آپ سے کچھ پوچھنا ہے، تو میں چلتا رہا، اور میں نے اس کی

طرف توجہ نہیں کی؟ جبریلِ امین نے فرمایا کہ وہ دنیا تھی، جو مزین ہوکر آپ کے سامنے آئی تھی، اگر آپ اس کی آواز پر ٹھہر جاتے، تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی (طبری)

یہ روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہے، جیسا کہ آگے خاتمہ میں ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت'' کے ذیل میں آتا ہے۔

تاہم اس کی تائید ابنِ ابی لیلیٰ کی ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ [1]

وہ بھی اگرچہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے، جیسا کہ آگے خاتمہ میں ''معراج سے متعلق ابنِ ابی لیلیٰ کی ایک روایت'' کے ذیل میں کلام آتا ہے، لیکن دونوں قسم کی روایات کا مذکورہ مضمون مل کر حسن درجہ میں داخل ہوسکتا ہے۔ [2]

---

[1] عن ابن أبی لیلی، عن أخیه عیسی، عن أبیه عبد الرحمن بن أبی لیلی، أن جبریل، أتی النبی صلی الله علیه وسلم بالبراق، فحمله بین یدیه، وجعل یسیر به، فإذا بلغ مکانا مطاطیا طالت یداها وقصرت رجلاها حتی تستوی به، وإذا بلغ مکانا مرتفعا قصرت یداها وطالت رجلاها حتی تستوی، ثم عرض له رجل عن یمین الطریق، فجعل ینادیه: یا محمد إلی الطریق مرتین، فقال جبریل: امض ولا تکلم أحدا ثم عرض له رجل عن یسار الطریق وحده فقال له: إلی الطریق یا محمد مرتین، فقال له جبریل: امض ولا تکلم أحدا، ثم عرضت له امرأة حسناء جملاء فقال له جبریل: هل تدری من الرجل الذی عن یمین الطریق؟، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم: لا قال: تلک الیهود، دعتک إلی دینهم، ثم قال: هل تدری من الرجل الذی دعاک علی یسار الطریق؟ قال لا قال تلک النصاری دعتک إلی دینهم، هل تدری من المرأة الحسناء الجملاء؟ قال: تلک الدنیا، تدعوک إلی نفسها(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۸۷۹)

[2] قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط هکذا مرسلا وقال لا یروی عن ابن أبی لیلی إلا بهذا الاسناد ومع الارسال فیه محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی وهو ضعیف(مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۷۷، ۷۸، تحت رقم الحدیث ۲۴۱)

وقال البوصیری:

هذا حدیث مداره علی أبی هارون العبدی، وهو ضعیف .وله شاهد من حدیث أبی هریرة، رواه البزار فی مسنده مطولا جدًّا(اتحاف الخیرة المهرة، ج ۱ ص ۱۵۰، تحت رقم الحدیث ۱۴۶، کتاب الإیمان، باب فی الاسراء)

www.idaraghufran.org

فائدہ: اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ باطل مذاہب کے داعی اور مبلّغین کی زبانی یا تحریری باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دنیا عمر کے آخری حصہ سے گزر رہی ہے اور وہ بوڑھی ہو چکی ہے، لیکن اوپر سے زیب وزینت اور نمود ونمائش کی وجہ سے ظاہر بین کو دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوتی ہے، لہٰذا دنیا کی ظاہری زیب وزینت اور نمود ونمائش سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے اور اس کی خاطر اپنی آخرت کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔

## حضرت ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ کا سلام کرنا اور شیطان کا پکارنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ بِعَجُوْزٍ عَلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ، فَقَالَ :مَا هٰذِهٖ يَا جِبْرِيْلُ؟ ، قَالَ :سِرْ يَا مُحَمَّدُ فَسَارَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسِيْرَ، فَإِذَا شَيْءٌ يَدْعُوْهُ مُتَنَحِّيًا عَنِ الطَّرِيْقِ :هَلُمَّ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ:سِرْ يَا مُحَمَّدُ.فَسَارَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسِيْرَ، قَالَ :ثُمَّ لَقِيَهٗ خَلْقٌ مِنَ الْخَلْقِ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ :اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ .فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ:أُرْدُدِ السَّلَامَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ :فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ لَقِيَهُ الثَّانِيْ، فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَقَالَةِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَقِيَهُ الثَّالِثُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَقَالَةِ الْأَوَّلِيْنَ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَاللَّبَنَ وَالْخَمْرَ، فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّبَنَ، فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ :أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ، لَوْ شَرِبْتَ الْمَاءَ لَغَرِقْتَ وَغَرِقَتْ أُمَّتُكَ، وَلَوْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ لَغَوَيْتَ وَغَوِيَتْ أُمَّتُكَ، ثُمَّ بُعِثَ لَهٗ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَمَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ

اللَّيْلَةَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ :أَمَّا الْعَجُوْزُ الَّتِيْ رَأَيْتَ مِنْ عَلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ، فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا بَقِيَ مِنْ تِلْكِ الْعَجُوْزِ، وَأَمَّا الَّذِيْ أَرَادَ أَنْ تَمِيْلَ إِلَيْهِ، فَذَاكَ عَدُوُّ اللّٰهِ إِبْلِيْسُ أَرَادَ أَنْ تَمِيْلَ إِلَيْهِ، وَأَمَّا الَّذِيْنَ سَلَّمُوْا عَلَيْكَ، فَذَاكَ إِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ (تهذيب الآثار للطبری، ج ا ص ۴۱۰، رقم الحديث ۷۱۵،مسند ابن عباس،ذكر من روى عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال: رأيت الأنبياء، الذين ذكر عنه أنه رآهم ليلة أسرى به، ببيت المقدس)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، تو آپ نے راستہ کے کنارے پر ایک بوڑھی عورت کو دیکھا، تو معلوم کیا کہ اے جبریل یہ کیا ہے؟ تو جبریل نے فرمایا کہ اے محمد چلتے رہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے، جتنا اللہ تعالیٰ نے چلانا چاہا، پھر کوئی راستے سے ایک طرف کو ہٹ کر آواز دے رہا تھا، اور کہہ رہا تھا کہ اے محمد! ادھر آیئے، جبریلِ امین نے کہا کہ اے محمد چلتے رہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے، جتنا اللہ تعالیٰ نے چلانا چاہا، پھر اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی، ان میں سے کسی نے کہا، آپ پر سلام ہو، اے اول، آپ پر سلام ہو، اے آخر، آپ پر سلام ہو، اے حاشر، جبریلِ امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد ان کے سلام کا جواب دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا، پھر دوسری مرتبہ کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی، اور پہلی مرتبہ کی طرح ان سے بھی مکالمہ ہوا، پھر تیسری مرتبہ بھی پہلی دو مرتبہ کی طرح کا مکالمہ ہوا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تک پہنچ گئے، پھر آپ پر پانی اور دودھ اور شراب پیش کی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو لے لیا، آپ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے

فطرت کو پایا ہے، اگر آپ پانی پی لیتے، تو آپ اور آپ کی امت غرق ہو جاتی، اور اگر آپ شراب کو پی لیتے، تو آپ اور آپ کی امت بھٹک جاتی، پھر آپ کے لئے حضرت آدم اور ان سے نیچے کے نبی جمع کئے گئے، جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات امامت فرمائی، پھر آپ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے راستے کے کنارے پر دیکھی تھی، وہ دنیا تھی، دنیا کی عمر اتنی ہی قلیل اور تھوڑی باقی رہ گئی ہے، جتنی اس بوڑھی عورت کی عمر باقی ہے، اور وہ راستے سے ہٹا ہوا اللہ کا دشمن ابلیس تھا، جو آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا تھا، اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ علیہم الصلاۃ السلام تھے (طبری)

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] وأخبرنا أبو الحسن علي بن أحمد بن عبدان قال أخبرنا أحمد بن عبيد الصفار، قال: حدثنا محمد بن إسماعيل الترمذي، قال: حدثنا أبو علي بن مقلاص قال حدثنا عبد الله بن وهب بن مسلم أبو محمد القرشي، قال: حدثني يعقوب بن عبد الرحمن الزهري، عن أبيه، عن عبد الرحمن بن هاشم بن عتبة ابن أبي وقاص، عن أنس بن مالك، قال: لما جاء جبريل عليه السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالبراق فكأنها أمرت ذنبها، فقال لها جبريل: مه يا براق! فو الله إن ركبك مثله، وسار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فإذا هو بعجوز على جانب الطريق فقال: ما هذه يا جبريل؟ قال سر يا محمد فسار ما شاء الله أن يسير فإذا شيء يدعوه متنحيا عن الطريق يقول: هلم يا محمد، فقال له جبريل: سر يا محمد، فسار ما شاء الله أن يسير، قال: فلقيه خلق من الخلق، فقالوا: السلام عليك يا أول السلام عليك يا آخر السلام عليك يا حاشر، فقال له جبريل: اردد السلام يا محمد، فرد السلام، ثم لقيه الثانية فقال له مثل مقالته الأولى، ثم الثالثة كذلك حتى انتهى إلى بيت المقدس، فعرض عليه الماء والخمر واللبن فتناول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اللبن فقال له جبريل أصبت الفطرة ولو شربت الماء لغرقت وغرقت أمتك، ولو شربت الخمر لغويت وغويت [ أمتك، ثم بعث له آدم فمن دونه من الأنبياء عليهم السلام فأمهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تلك الليلة ثم قال له جبريل: أما العجوز التي رأيت على جانب الطريق فلم يبق من الدنيا إلا ما بقي من عمر تلك العجوز، وأما الذي أراد أن تميل إليه فذلك عدو الله إبليس أراد أن تميل إليه .وأما الذين سلموا عليك فإبراهيم وموسى وعيسى عليهم السلام (دلائل النبوة للبيهقي، ج۲، ص ۳۶۱، ۳۶۲، جماع أبواب المبعث، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى)

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ کثیر اور بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کے الفاظ پر نکارت اور غرابت کا حکم لگایا ہے۔ ۱

مگر اس کی سند کے رجال معتبر ہیں، سوائے ایک راوی کے، کہ ان کا حال معلوم نہیں۔ ۲

---

۱ قال ابن كثير:

وهكذا رواه الحافظ البيهقي في دلائل النبوة من حديث ابن وهب .وفي بعض ألفاظه نكارة وغرابة(تفسير ابنِ كثير، ج۵ص ۹، سورة الاسراء،رواية أنس بن مالك رضي الله عنه)

وقال الالبانی:

أخرجه ابن جرير 15/6والبيهقي في "الدلائل "كما في "تفسير ابن كثير 3/5" وقال:" وفي بعض ألفاظه نكارة وغرابة."

قلت: وعلته عبد الرحمن بن هاشم هذا فإني لم أجد من ترجمه .ومن طريقه أورده السيوطي في "الخصائص 1/387 "برواية ابن مردويه أيضا في "التفسير" والبيهقي(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص ۴۱، حديث انس بن مالک)

۲ چنانچہ "تہذیب الآثار" کی سند یہ ہے:

حدثني يونس بن عبد الأعلى الصدفي ، قال :أخبرنا ابن وهب ، قال :حدثني يعقوب بن عبد الرحمن الزهري ، عن أبيه ، عن عبد الرحمن بن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص ، عن أنس بن مالک .

یونس بن عبدالاعلیٰ صدفی تو مسلم کے رجال میں سے ہیں، اور عبداللہ بن وھب اور یعقوب بن عبدالرحمٰن قاری، اور آپ کے والد عبدالرحمٰن بن محمد القاری بھی ثقہ ہیں، اور عبدالرحمٰن بن ہاشم بن عتبہ کے بارے میں محدثین کا کوئی کلام نہیں مل سکا۔

(1)..... يونس بن عبد الأعلى الصدفي المصري.روى عن ابن عيينة والشافعي وابن وهب وخلق .وعنه مسلم والنسائي وابن ماجه وأبو زرعة وأبو حاتم وخلق(طبقات الحفاظ للسيوطي، ص ۲۳۴، تحت رقم الترجمة ۵۲۳)

يونس ابن عبد الأعلى ابن ميسرة الصدفي أبو موسى المصري ثقة من صغار العاشرة مات سنة أربع وستين وله ست وتسعون سنة م س ق(تقريب التهذيب لابنِ حجر،ص ۶۱۳، تحت رقم الترجمة ۷۹۰۷)

م.س.ق.يونس بن عبد الاعلى عالم الديار المصرية الامام أبو موسى الصدفي المصري الحافظ المقرء الفقيه.

مولده في آخر سنة سبعين ومائة قرأ القرآن على ورش وغيره، وسمع من سفيان بن عيينة والوليد بن مسلم وابن وهب ومعن ابن عيسى وابى ضمرة والشافعي وعدة وتفقه بالشافعي.

اخذ عنه القراء ة اسامة التجيبي وابن خزيمة وابن جرير الطبري.حدث عنه (م س ق) وابو بكر بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی طرح شیطان بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ بہکانے اور گمراہ کرنے کی کوشش میں برابر لگا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

# فرعون کی قتل کی ہوئی ایک مؤمنہ عورت کی قبر سے خوشبو کا آنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أُسْرِيَ بِيْ فِيْهَا، أَتَتْ عَلَيَّ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ، مَا هٰذِهِ الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ ؟ فَقَالَ: هٰذِهِ رَائِحَةُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَأَوْلَادِهَا قَالَ، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهَا ؟ قَالَ: بَيْنَا هِيَ تُمَشِّطُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

زیاد وابن ابی حاتم وابو طاهر المدینی وخلائق روی عن الشافعی قال :ما رأیت بمصر احدا اعقل من یونس وقال یحیی بن حسان :هو رکن من ارکان الاسلام .وقال (س) وغیره :ثقة وقال ابن ابی حاتم :سمعت ابی یوثق یونس ویرفع من شانه(تذکرة الحفاظ للذهبی، ج۲ ص۸۴،تحت رقم الترجمة ۵۴۵/۱۲۷/۸)

(2)..... عبد الله ابن وهب ابن مسلم القرشی مولاهم أبو محمد المصری الفقیه ثقة حافظ عابد من التاسعة مات سنة سبع وتسعین [ومائة] وله اثنتان وسبعون سنة ع(تقریب التهذیب لابنِ حجر،ص۳۲۸، تحت رقم الترجمة ۳۶۹۴)

(3)..... یعقوب ابن عبد الرحمن ابن محمد ابن عبد الله ابن عبد القاری بتشدید التحتانیة المدنی نزیل الإسکندریة حلیف بنی زهرة ثقة من الثامنة مات سنة إحدی وثمانین خ م د ت س(تقریب التهذیب لابنِ حجر،ص۶۰۸،تحت رقم الترجمة ۷۸۲۴)

(4)..... عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد القاری: یروی عن أبیه .روی عنه ابنه یعقوب بن عبد الرحمن، ویعقوب بن عبد الرحمن الإسکندرانی .ذکره ابن حبان فی الثقات .روی له أبو جعفر الطحاوی (مغانی الاخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار للعینی، ج۲ص۲۱۰، تحت رقم الترجمة ۱۵۴۳)

عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد القاری وهو والد یعقوب ابن عبد الرحمن الإسکندرانی روی عن أخیه إبراهیم بن محمد بن عبد الله ابن عبد القاری وأبیه روی عنه ابنه یعقوب بن عبد الرحمن، سمعت أبی یقول ذلک .

قال أبو محمد روی عنه مالک بن أنس ومحمد بن إسحاق وسفیان بن عیینة.

نا عبد الرحمن قال ذکره أبی عن إسحاق بن منصور عن یحیی بن معین قال: عبد الرحمن بن محمد بن عبد القاری ثقة(الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتم ج۵ص۲۸۱، تحت رقم الترجمة ۱۳۳۷)

www.idaraghufran.org

اِبْنَةَ فِرْعَوْنَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ سَقَطَتِ الْمِدْرَى مِنْ يَدَيْهَا، فَقَالَتْ: بِسْمِ اللّٰهِ .فَقَالَتْ لَهَا اِبْنَةُ فِرْعَوْنَ: أَبِيْ ؟ قَالَتْ :لَا، وَلٰكِنْ رَبِّيْ وَرَبُّ أَبِيْكِ اَللّٰهُ .قَالَتْ :أُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ قَالَتْ :نَعَمْ .فَأَخْبَرَتْهُ فَدَعَاهَا، فَقَالَ :يَا فُلَانَةُ، وَإِنَّ لَكِ رَبًّا غَيْرِيْ ؟ قَالَتْ :نَعَمْ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ .فَأَمَرَ بِبَقَرَةٍ مِنْ نُّحَاسٍ فَأُحْمِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُلْقٰى هِيَ وَأَوْلَادُهَا فِيْهَا، قَالَتْ لَهُ :إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً .قَالَ :وَمَا حَاجَتُكِ ؟ قَالَتْ :أُحِبُّ أَنْ تَجْمَعَ عِظَامِيْ وَعِظَامَ وَلَدِيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَتَدْفِنَنَا .قَالَ: ذٰلِكَ لَكِ عَلَيْنَا مِنَ الْحَقِّ ،قَالَ: فَأَمَرَ بِأَوْلَادِهَا فَأُلْقُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَاحِدًا وَاحِدًا، إِلٰى أَنِ انْتَهٰى ذٰلِكَ إِلٰى صَبِيٍّ لَهَا مُرْضَعٍ، كَأَنَّهَا تَقَاعَسَتْ مِنْ أَجْلِهِ، قَالَ :يَا أُمَّهُ، اِقْتَحِمِيْ، فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَاقْتَحَمَتْ قَالَ :قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :تَكَلَّمَ أَرْبَعَةٌ صِغَارٌ :عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ، وَشَاهِدُ يُوْسُفَ، وَابْنُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ (مسند احمد،رقم الحديث ۲۸۲۱، مسند عبدالله بن العباس) [1]

ترجمہ: اس رات جس میں مجھے معراج کرائی گئی، مجھے (ایک مقام پر پہنچ کر) بہت خوشگوار خوشبو محسوس ہوئی، میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا خوشبو ہے؟

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن، فقد سمع حماد بن سلمة من عطاء بن السائب قبل الاختلاط عند جمع من الأئمة، وأبو عمر الضرير :اسمه حفص بن عمر البصري روى له أبو داود، وهو صدوق، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح .

وأخرجه الطبراني (12280)عن عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، بهذا الإسناد.

وأخرجه بنحوه ابن حبان (2903)من طريق يزيد بن هارون، والطبراني (12279)من طريق أبي نصر التمار، كلاهما عن حماد بن سلمة، به، ولم يذكر يزيد بن هارون في حديثه قول ابن عباس فيمن تكلم صغيرا، وسيأتي الحديث برقم (2822)و (2823)و . (2824)

وله شاهد من حديث أبي بن كعب عند ابن ماجه (4030)وإسناده ضعيف(حاشية مسند احمد )

www.idaraghufran.org

جبریل نے فرمایا: کہ یہ فرعون کی بیٹی کی باندی، اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے، فرمایا: میں نے جبریل سے پوچھا کہ اس کا کیا قصہ ہے؟ جبریل نے فرمایا کہ اس دوران جبکہ وہ ایک دن فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، تو کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی، تو اس نے بسم اللہ کہا، تو فرعون کی بیٹی نے کہا، کیا میرے باپ مراد ہیں؟ (یعنی رَب ہونے کا جھوٹا دعویدار) باندی نے کہا، بلکہ میرا اور تیرے باپ کا رب اللہ ہے، بیٹی نے کہا کہ میں باپ کو بتا دوں؟ اس نے کہا کہ بتا دے، میرا اور تیرا بھی رب اللہ ہے۔ لڑکی نے فرعون کو بتا دیا، فرعون نے اس کو طلب کیا، اور کہا کہ اے فلانی! کیا تیرا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے، پس فرعون نے حکم دیا، ایک پیتل سے بنے ہوئے گائے (یا بیل) کے مجسمے کو (آگ میں تپانے کا) چنانچہ وہ تپایا گیا، پھر فرعون نے اس باندی اور اس کے بچوں کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا، اس باندی نے فرعون سے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے، فرعون بولا، کیا بات ہے؟ باندی نے کہا کہ میری خواہش ہے (کہ جل مَرنے کے بعد) میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک کپڑے میں جمع کر کے دفنا دی جائیں، فرعون نے کہا ٹھیک ہے، یہ تیرا ہم پر حق ہے، جبریل نے فرمایا کہ پھر فرعون نے حکم دیا کہ اس عورت کے بچوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ایک کر کے اس بیل نما دھاتی تنور میں ڈالا جائے، یہاں تک کہ آخر میں ایک دودھ پیتا بچہ رہ گیا، گویا کہ وہ عورت اس معصوم شیر خوار کی وجہ سے تذبذب میں پڑ گئی، تو شیر خوار بول پڑا کہ اے ماں! آگ میں کود پڑ، بلاشبہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے کہیں ہلکا ہے، تو وہ باندی آگ میں داخل ہو گئی، راوی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چار بچوں نے بچپن میں کلام کیا ہے، عیسیٰ بن مریم، جریج درویش کی پاکدامنی کی گواہی دینے والا بچہ،

یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دینے والا بچہ، اور چوتھا فرعون کی بیٹی کی کنگھی، پٹی کرنے والی اس خاتون کا بچہ (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے، اگرچہ اس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

# امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور خود عمل نہ کرنے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ عَلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، فَرَأَيْتُ فِيْهَا رِجَالًا تُقْطَعُ أَلْسِنَتُهُمْ وِشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ**

---

[1] حدثنا هشام بن عمار، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا سعيد بن بشير، عن قتادة، عن مجاهد، عن ابن عباس،عن أبي بن كعب، عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: أنه ليلة أسرى به، وجد ريحا طيبة، فقال: " يا جبريل، ما هذه الريح الطيبة؟ "قال: هذه ريح قبر الماشطة وابنيها وزوجها، قال: وكان بدء ذلك أن الخضر كان من أشراف بني إسرائيل، وكان ممره براهب في صومعته، فيطلع عليه الراهب، فيعلمه الإسلام، فلما بلغ الخضر، زوجه أبوه امرأة، فعلمها الخضر، وأخذ عليها أن لا تعلمه أحدا، وكان لا يقرب النساء فطلقها، ثم زوجه أبوه أخرى، فعلمها وأخذ عليها أن لا تعلمه أحدا، فكتمت إحداهما وأفشت عليه الأخرى .فانطلق هاربا، حتى أتى جزيرة في البحر، فأقبل رجلان يحتطبان فرأياه، فكتم أحدهما وأفشى الآخر، وقال: قد رأيت الخضر، فقيل: ومن رآه معك؟ قال: فلان، فسئل فكتم، وكان في دينهم أن من كذب قتل، قال: فتزوج المرأة الكاتمة، فبينما هي تمشط ابنة فرعون، إذ سقط المشط، فقالت: تعس فرعون .فأخبرت أباها، وكان للمرأة ابنان وزوج، فأرسل إليهم، فراود المرأة وزوجها أن يرجعا عن دينهما فأبيا، فقال: إني قاتلكما، فقالا: إحسانا منك إلينا، إن قتلتنا أن تجعلنا في بيت، ففعل، فلما أسرى بالنبي – صلى الله عليه وسلم – وجد ريحا، طيبة، فسأل جبريل، فأخبره"(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۰۳۰)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف لضعف سعيد بن بشير .وأخرجه ابن عدى في ترجمة سعيد بن بشير من "الكامل 1208 /3 "من طريق هشام بن عمار، بهذا الإسناد.

وقصة ماشطة ابنة فرعون قد جائت بإسناد جيد عن ابن عباس بغير هذا السياق(حاشية سنن ابنِ ماجه)

www.idaraghufran.org

مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ :يَا جِبْرِيْلُ، مَا هٰؤُلَاءِ؟قَالَ :هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ

(مسند أبی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۴۱۶۰، مسند انس بن مالک) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات میں آسمانِ دنیا پر آیا، تو میں نے اس میں ایسے لوگوں کو دیکھا، جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کے خطیب (جو ''یقولون مالا یفعلون'' کے مصداق ہیں، دوسروں کو ایسی باتوں کی نصیحت کرتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے اور اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے) (ابویعلیٰ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ .قَالَ :قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟ قَالُوْا :خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ، وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (مسند أحمد،رقم الحدیث ۱۲۲۱۱) [2]

---

[1] قال حسین سلیم أسد الدارانی: حدیث صحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

[2] قال شعیب الارنؤوط:

حدیث صحیح، وهذا إسناد ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، لکن قد توبع کما سیأتی، وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الصحیح .وسیتکرر من هذا الطریق برقم (۱۲۸۵۶).وهو فی "الزهد "لوکیع (۲۹۷)ومن طریقه أخرجه أیضاً ابن أبی شیبة ۱۴/۳۰۸، وأبو یعلی(۳۹۹۶) وأخرجه ابن المبارک فی الزهد(۸۱۹)وعبد بن حمید(۱۲۲۲) وابن أبی الدنیا فی "الصمت "(۵۱۳)والخطیب فی تاریخ بغداد۶/۱۹۹، ۲۰۰و۱۲/۴۷، وفی "موضح أوهام الجمع والتفریق "۲/۱۷۰، والبغوی فی شرح السنة(۴۱۵۹)، وفی تفسیره ۱/۶۸ من طرق عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد.وأخرجه أبو یعلی(۴۰۶۹)والبیهقی فی شعب الإیمان(۴۹۶۵)من طریق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ دنیا دار خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو بُھلا دیتے ہیں، اور وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، کیا یہ سمجھتے نہیں (مسند احمد)

فائدہ: اگر وہ مقرر اور خطیب مراد لئے جائیں جو گمراہی میں ڈالنے والے ہیں، تو کوئی شبہ نہیں ہوتا، کیونکہ جو خطیب دین کے رنگ میں گمراہی کی باتیں کریں اور لوگوں کو گمراہ کریں، ان کا عذاب میں مبتلا ہونا ظاہر ہے اور اگر یہ مراد لیا جائے کہ خود عمل نہیں کرتے تھے، تب بھی واقعہ یہ ہے کہ دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنے پر اکتفاء کرنا، انسان کی نجات کے لئے کافی نہیں، بلکہ خود عمل کرنا بھی ضروری ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر خود عمل نہ کرے، تو دوسرے کو نصیحت بھی نہ کرے، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو وعظ و نصیحت بھی کرے اور اسی کے ساتھ خود بھی عمل کرے، اور صرف وعظ و نصیحت کرنے اور خود عمل سے غفلت برتنے کو اپنی نجات کے لئے کافی نہ سمجھے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

معتمر بن سليمان، وأبو نعيم في الحلية ٨/٧٢ من طريق ابن المبارک، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس . والإسنادان صحيحان .وأخرجه ابن أبي حاتم في تفسير سورة البقرة (٤٧٦) والبيهقي في شعب الإيمان (٤٩٦٦) من طريق هشام الدستوائي، عن المغيرة بن حبيب ختن مالک ابن دينار، عن ثُمامة، عن أنس .وإسناده محتمل للتحسين .وأخرجه البيهقي (٤٩٦٦) من طريق صدقة بن موسى، عن مالک بن دينار، عن ثمامة، عن أنس .وصدقة ضعيف .وأخرجه أبو يعلى (٤١٦٠) وابن حبان (٥٣) وأبو نعيم في الحلية ٢/٣٨٦، ٣٨٧ من طريق المغيرة بن حبيب، وأبو نعيم ٨/٤٣، ٤٤ من طريق إبراهيم بن أدهم، كلاهما عن مالک بن دينار، عن أنس -بإسقاط ثمامة .وأخرجه البيهقي في الشعب (٤٩٦٧) من طريق سفيان، عن خالد بن سلمة المخزومي، عن أنس . وإسناده منقطع، خالد لم يسمع من أنس .وسيأتي من طريق علي بن زيد برقم (١٣٤٢١) و(١٣٥١٥) وفي الباب عن أسامة بن زيد، سيأتي ٥/٢٠٥ (حاشيه مسند احمد)

www.idaraghufran.org

# سود خور کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِیْ رَجُلًا یَسْبَحُ فِیْ نَھَرٍ وَیُلْقِمُ الْحِجَارَۃَ، فَسَأَلْتُ مَا ھٰذَا، فَقِیْلَ لِیْ: آکِلُ الرِّبَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۱۰۱) [1]

ترجمہ: اللہ کے نبی نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں ایک آدمی کو دیکھا کہ جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب میں مجھے بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے (مسند احمد)

فائدہ: وہ بطور عذاب کے پتھر کھانے پر مجبور تھا۔

اس واقعہ سے سود کھانے والوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بسندِ ضعیف مروی ہے کہ:

فَأَتَیْتُ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِمْ، قُلْتُ: مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ ھٰؤُلَاءِ أَکَلَۃُ الرِّبَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۶۴۰) [2]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، وھذا إسناد قوی، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر عبد الوھاب -وھو ابن عطاء الخفّاف -فمن رجال مسلم، وھو صدوق لا بأس بہ .عوف :ھو ابن أبی جمیلۃ الأعرابی، وأبو رجاء :ھو عمران بن مِلْحان العُطاردی.

وأخرجہ البیھقی فی شعب الإیمان(۵۵۰۹)من طریق عبد الوھاب بن عطاء ، بھذا الإسناد.قلنا :کذا قال عبد الوھاب بن عطاء عن عوف بن أبی جمیلۃ" :رأیت لیلۃ أسری بی "، وھو مما تفرّد بہ عبد الوھاب، فقد رواہ أصحاب عوف عنہ، فلم یذکروا أن ذلک کان فی لیلۃ الإسراء ، بل ھی رؤیا رآھا النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی منامہ(حاشیۃ مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط:

إسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید، وجھالۃ أبی الصلت.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا، جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے، ان میں سانپ تھے، جو باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا کہ یہ سود خور ہیں (مسند احمد)

اس روایت کی سند پر کلام آگے خاتمہ میں ''شیاطین کے نظروں کے سامنے حائل ہونے کی روایت'' کے ذیل میں آتا ہے۔

اندازہ لگائیے کہ سود خوروں کے لئے کتنا خطرناک عذاب ہے، آج سود دنیا میں عام ہے، سود خوروں کی بھرمار ہے، سود کی لعنت میں بے شمار لوگ مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

## غیبت اور آبرو ریزی کرنے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ، يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ .فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ ؟ قَالَ :هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ(مسند احمد،رقم الحديث ١٣٣٤٠) [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأخرجه ابن أبي شيبة 14/307، وعنه ابن ماجه (2273) عن الحسن بن موسى وحده، وابن أبي حاتم كما في "تفسير ابن كثير 5/37 "من طريق الحجاج بن المنهال، كلاهما عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد .ورواية ابن ماجه مختصرة وسيأتي برقم (8857)(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه الإمام أحمد في حديث طويل في عجائب المخلوقات، وقد رواه ابن ماجه باختصار، وفيه علي بن زيد، وفيه كلام، والغالب عليه الضعف.(مجمع الزوائد ج۴ص۱۱۷، تحت رقم الحديث ٦٥٧٧)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط مسلم من جهة عبد الرحمن بن جبير، وأما متابعه راشد بن سعد، فمن رجال أصحاب السنن، وهو ثقة .أبو المغيرة :هو عبد القدوس بن الحجاج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے میرے رب نے معراج کرائی، تو میرا گزر ایسی قوم پر ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی آبرو ریزی کرتے ہیں (مسند احمد)

اس طرح کا مضمون حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث میں بھی ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخولانی، وصفوان :هو ابن عمرو السَّكسكي.وأخرجه الضياء في المختارة(٢٢٨٥)من طريق عبد الله بن أحمد، عن أبيه، بهذا الإسناد .وأخرجه أبو داود (٤٨٧٨)و(٤٨٧٩)وابن أبي الدنيا في الصمت(٥٧٧)والطبراني في الأوسط(٨)وفي الشاميين(٩٣٢)والبيهقي في الشعب(٦٧١٦)وفي الآداب(١٣٨)والبغوي في "التفسير "٢١٦/٤، والضياء(٢٢٨٦)من طريق أبي المغيرة عبد القدوس الخولاني، به .وأخرجه أبو داود (٤٨٧٨)والبيهقي في الشعب(٦٧١٦)وفي الآداب(١٣٨)من طريق بقية، عن صفوان، بهوأشار أبو داود بإثر الحديث(٤٨٧٨)إلى أن يحيى بن عثمان حدثه بهذا الحديث عن بقية مرسلاً ليس فيه أنس (حاشيه مسنداحمد)

[1] عن ابن عباس، قال: " ليلة أسري بنبي الله صلى الله عليه وسلم، دخل الجنة، فسمع من جانبها وجسا، قال: يا جبريل ما هذا؟ قال: هذا بلال المؤذن "، فقال نبي الله صلى الله عليه وسلم حين جاء إلى الناس: " قد أفلح بلال، رأيت له كذا وكذا، "قال: "فلقيه موسى صلى الله عليه وسلم فرحب به،وقال: مرحبا بالنبي الأمي، فقال: وهو رجل آدم طويل، سبط شعره مع أذنيه، أو فوقهما فقال: من هذا يا جبريل؟ قال: هذا موسى عليه السلام، قال: فمضى فلقيه عيسى، فرحب به، وقال: من هذا يا جبريل؟ قال: هذا عيسى ،قال: فمضى فلقيه شيخ جليل مهيب فرحب به وسلم عليه وكلهم يسلم عليه، قال: من هذا يا جبريل؟ قال: هذا أبوك إبراهيم، قال: فنظر في النار فإذا قوم يأكلون الجيف، قال: من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء الذين يأكلون لحوم الناس، ورأى رجلا أحمر أزرق جعدا شعثا إذا رأيته قال: من هذا يا جبريل؟ "قال: هذا عاقر الناقة، قال: فلما دخل النبي صلى الله عليه وسلم المسجد الأقصى قام يصلي، ثم التفت فإذا النبيون أجمعون يصلون معه، فلما انصرف جيء بقدحين، أحدهما عن اليمين، والآخر عن الشمال، في أحدهما لبن، وفي الآخر عسل، فأخذ اللبن فشرب منه، فقال: الذي كان معه القدح أصبت الفطرة "(مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٢٤)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فائدہ: آج غیبت اور دوسرے کی عزت پر کیچڑ اُچھالنے کا مرض عام ہے، ہماری کوئی مجلس ومحفل شاید ہی غیبتوں سے خالی ہوتی ہو، اور بات بات میں دوسرے کی بے عزتی کرنے میں بھی بہت سے لوگ اور خواتین مبتلا ہیں، غیبت، طعنہ زنی اور زبان درازی کرنے والوں کو اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

## حجامہ کرانے (Cupping Therapy) کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ أَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوْهُ أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۰۵۲، ابواب الطب، باب ماجاء فی الحجامة) [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، قابوس مختلف فيه، وقد تقدمت ترجمته قريباً، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين، وصحح ابن كثير إسناده في "التفسير 5/26! "قلنا: ولجُله شواهد.

والحديث أورده السيوطي في "الدر المنثور 5/214 "وزاد نسبته إلى ابن مردويه وأبي نعيم في "الدلائل "والضياء في "المختارة "وصحح إسناده!

وقد ورد في معنى هذا الحديث أحاديث عن أنس وغيره من الصحابة انظرها في "الدر المنثور5/185-213 "، و"فتح الباري.7/208-209 "(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد، وفيه قابوس وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۱۳۱)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:

قلت: قابوس هو ابن أبي ظبيان حصين بن جندب وهو مختلف فيه، وثقه يعقوب بن سفيان وغيره، وضعفه أبو حاتم وغيره، والباقون ثقات(انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج٦ص ۴۳۸۷، تحت رقم الحديث ۳۱۱۲، حرف اللام)

[1] قال الترمذي:وهذا حديث حسن غريب من حديث ابن مسعود.

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثري:

وقال الترمذي: هذا حديث حن غريب لا نعرفه إلا من حديث عباد بن منصور.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کے بارے میں یہ بات بیان فرمائی کہ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے تھے، تو وہ یہ کہتے تھے کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے (یعنی فصد کھلوانے) کا حکم دیجئے (ترمذی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا كُلُّهُمْ يَقُوْلُ لِيْ: عَلَيْكَ، يَا مُحَمَّدُ بِالْحِجَامَةِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٤٧٧، كتاب الطب، باب الحجامة) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه .وتعقبه الذهبي وجمع حكمه وحكم الذي بعده فقال: صحيحان، قلت: لا.

وهذا الحديث أطال عليه الشيخ أحمد شاكر رحمه الله تعالى في حاشيته على المسند (111 - 108 /5)وصححه، وأطال عليه الرد الشيخ الألباني في الصحيحة /2) (216وخلص إلى أن هذا الحديث شديد الضعف بهذا الإسناد وأن عبادا ضعيف مدلس.

قلت: عباد بن منصور قال في التقريب (ص 291): صدوق، رمي بالقدر، وكان يدلس واختلط بآخره.

أما التدليس فقد صرح بالتحديث في رواية الترمذي .أما الاختلاط فلم يتبين لي إن كان سمع منه يزيد بن هارون قبل الاختلاط أو بعده، وعلى كل فلا يصل الحديث إلى درجة الضعف الشديد، بل أسوأ أحواله أنه ضعيف يرتقي بالشواهد إلى الحسن لغيره(حاشية المطالب العالية، ج ١١ ص ٢٣٦، تحت رقم الحديث ٢٥١٠، باب الحجم)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف جدا، عباد بن منصور ضعيف وقد دلس في إسناد هذا الخبر، ففي "الضعفاء "للعقيلي 136 /3، ونقله عنه المزي في ترجمة عباد من "التهذيب "

عن يحيى بن سعيد القطان قال: قلت لعباد بن منصور الناجي: سمعت "ما مررت بملإ من الملائكة"، والنبي – صلى الله عليه وسلم – كان يكتحل ثلاثا؟ (يعني من عكرمة)، فقال: حدثني ابن أبي يحيى عن داود بن حصين عن عكرمة عن ابن عباس .قلنا: فبين هنا أن بينه وبين عكرمة اثنين: ابن أبي يحيى، وهو إبراهيم بن محمد الأسلمي، وهو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرا، تو سب نے مجھے یہ کہا کہ محمد! آپ پچھنے (یعنی فصد) لگوانے کا ضرور اہتمام کیجیے (ابنِ ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

متروک، وداود بن حصين وهو ضعيف في عكرمة خاصة.

وأخرجه ضمن حديث الترمذى (2178)من طريق النضر بن شميل، عن عباد ابن منصور، بهذا الإسناد .وقال: حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث عباد بن منصور .قلنا: وتصريح عباد عنده بسماعه من عكرمة خطأ من بعض من دونه لما سبق من تصريحه هو ليحيى بن سعيد بعدم سماعه منه.وهو فى "مسند أحمد.(3316) "

وفى الباب حديث أنس الآتى عند المصنف برقم (3479)، وهو ضعيف الإسناد أيضا.

وآخر من حديث ابن مسعود عند الترمذى (2177)، وفى سنده عبد الرحمن ابن إسحاق –وهو ابن الحارث الواسطى– ضعيف منكر الحديث.

وثالث من حديث ابن عمر عند البزار - 3020)كشف الأستار)، وفى سنده عبد الله بن صالح كاتب الليث، وهو سيء الحفظ، وفيه عطاف بن خالد مختلف فيه، ولم يحمده مالک، ورماه ابن حبان بسوء الحفظ خاصة فيما يرويه عن نافع، وهذا الحديث من روايته عنه.

ورابع من حديث مالک بن صعصعة عند الطبرانى فى "الأوسط(2081) "، و"الكبير" (600) /19، وفى سنده من تكلم فى حفظه وإتقانه(حاشية سنن ابنِ ماجه)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:

عن نافع أبى هرمز الجمال، عن عطاء .عن ابن عباس بنحو الطريق الأولى .أخرجه الطبرانى فى الكبير (163 /11)، وذكره ابن حبان فى المجروحين (3 /59)معلقا.

قال ابن حبان: روى –أى نافع– عن عطاء، وابن عباس، وعائشة نسخة موضوعة منها وذكر الحديث .

قلت: قال فى الميزان :(243 /4)كذبه ابن معين مرة، وقال أبو حاتم: متروک، ذاهب الحديث.

فعلى ذلک يكون هذا الحديث بهذا الطريق موضوع(حاشية المطالب العالية، ج ۱۱ ص ۲۳۶، ۲۳۷، تحت رقم الحديث ۲۵۱۰، باب الحجم)

[1] حدثنا جبارة بن المغلس، حدثنا كثير بن سليم سمعت أنس بن مالک يقول :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-ما مررت ليلة أسرى بى بملإ إلا قالوا :يا محمد،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کی سند اگر چہ کمزور ہے، لیکن دوسری روایات بھی ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مر أمتک بالحجامة (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۴۷۹، كتاب الطب، باب الحجامة)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، جبارة وكثير كلاهما ضعيف.

وأخرجه ابن عدى فى ترجمة كثير من "الكامل 2084 /6 "من طريق قتيبة بن سعيد وجبارة بن المغلس، عن كثير بن سليم، به .وانظر حديث ابن عباس السالف(حاشية سنن ابنِ ماجه)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:

وهذا إسناد ضعيف فيه علتان:

1– جبارة بن المغلس ضعيف.

2– كثير بن سليم، قال فى التقريب (ص 459): ضعيف.

الثانية: عن يزيد الرقاشى، عن أنس بنحو حديث ابن عباس.

أخرجه ابن سعد فى الطبقات (448 /1)من طريق سلام بن سلم، عن زيد العمى، عن يزيد الرقاشى، به.

وهذا إسناد ضعيف جدا فيه علتان:

1– سلام بن سلم قال فى التقريب (ص 261): متروک.

2– يزيد الرقاشى قال فى التقريب (ص 599): ضعيف(حاشية المطالب العالية، ج ۱۱ ص۲۳۷، تحت رقم الحديث ۲۵۱۰، باب الحجم)

وقال ايضاً:

عن الزهرى، عن أنس قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم– بنحو حديث ابن عباس .أخرجه أبو نعيم فى تاريخ أصبهان (319 /1)من طريق عبد القدوس، عن الزهرى، به.وإسناده ضعيف من أجل عنعنة الزهرى.

مالک بن صعصعة قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم– ليلة أسرى بى ما مررت على ملإ من الملائكة إلا أمرونى بالحجامة.

أخرجه الطبرانى فى الكبير (274 /19)، وفى الأوسط: كما فى مجمع البحرين (ق 222أ).

وقال الطبرانى فى الأوسط: لم يروه عن قتادة إلا همام، ولا عنه إلا عمرو تفرد به.

وقال الهيثمى فى المجمع :(91 /5)رواه الطبرانى فى الأوسط، والكبير، ورجاله رجال الصحيح.

قلت: رجاله رجال الصحيح، لكن فى سنده قتادة ولم يصرح بالتحديث، وهو مدلس . من الثالثة، فالإسناد ضعيف (حاشية المطالب العالية، ج ۱۱ ص۲۳۷، ۲۳۸، تحت رقم الحديث ۲۵۱۰، باب الحجم)

چنانچہ اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]
اور اسی طرح کا مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا عمر بن الخطاب: حدثنا عبد الله بن صالح، حدثنا العطاف، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ما مررت بسماء من السماوات إلا قالت الملائكة: یا محمد مر أمتک بالحجامة فإنه خیر ما تداووا به الحجامة والكست والشونیز.

قال أبو بكر: الكست یعنی: القسط(مسند البزار، رقم الحدیث ۵۹۸۰)

قال الهیثمی:

رواه البزار، وفیه عطاف بن خالد، وهو ثقة، وتكلم فیه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۳۱۶)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری:

أخرجه البزار: كما فی الكشف (3/ 388)من طریق عبد الله بن صالح، حدثنا عطاف، عن نافع، عن ابن عمر، به.

وهذا إسناد فیه ضعف من أجل عبد الله بن صالح المصری كاتب اللیث قال فی التقریب (ص 308): صدوق كثیر الغلط، ثبت فی كتابه وكانت فیه غفلة.

وذكره الهیثمی فی المجمع (5/ 91)وقال: فیه عطاف بن خالد وهو ثقة تكلم فیه.

وذكره الهیثمی علی أنه من مسند ابن عباس، فالظاهر أنه خطأ مطبعی(حاشیة المطالب العالیة، ج ۱۱ ص ۲۳۸، ۲۳۹، تحت رقم الحدیث ۲۵۱۰، باب الحجم)

[2] حدثنا الساجی، حدثنا إبراهیم بن سلیمان الكوفی، حدثنا عبید بن عبد الرحمن، حدثنا سعد بن طریف عن الأصبغ بن نباتة عن علی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما مررت لیلة أسری بی فی السماء إلا قالت الملائكة مر أمتک بالحجامة(الكامل فی ضعفاء الرجال لابنِ عدی، ج۴ص ۳۸۶، تحت ترجمة "سعد بن طریف الإسكاف كوفی"رقم الترجمة ۷۹۶)

قال ابن عدی:

سعد بن طریف الإسكاف كوفی.

قال لنا ابن سعید سعد بن طریف الحنظلی التمیمی.

حدثنا ابن أبی عصمة، حدثنا أحمد بن أبی یحیی سمعت یحیی بن معین یقول سعد بن طریف لیس بشیء.

وسمعت أحمد بن حنبل یقول سعد بن طریف ضعیف الحدیث.

حدثنا ابن حماد، حدثنا العباس، عن یحیی، قال: سعد بن طریف صاحب عمیر بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور مذکورہ احادیث کی سندوں پر اگرچہ کلام ہے، اور بعض سندیں زیادہ کمزور بھی ہیں، لیکن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مأمون لا يحل لأحد يروى عنه.

وفى موضع آخر قال سعد الإسكاف ليس بشىء.

وقال عمرو بن على وسعد الإسكاف توفى، وهو سعد بن طريف، وهو ضعيف الحديث، وهو يغرق فى التشيع.

سمعت ابن حماد يقول: قال السعدى سعد بن طريف مذموم.

حدثنا الجنيدى، حدثنا البخارى قال سعد بن طريف عن الأصبغ بن نباتة ليس بالقوى.

سمعت ابن حماد يقول: قال البخارى مثله.

وقال النسائى، فيما أخبرنى محمد بن العباس، عنه: قال سعد يروى عن عمير بن مأمون متروك الحديث .....وكل ما ذكرت من حديث سعد بن طريف عن عمير بن مأمون والأصبغ بن نباتة وما لم أذكره هاهنا فإن له عنهم من الحديث غير ما ذكرت وكل ذلك لا يرويها غيره، وهو ضعيف جدا(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۴ص ۳۸۳ الىٰ ۳۸۷، ملخصاً، تحت ترجمة "سعد بن طريف الإسكاف كوفى"رقم الترجمة ۷۹۶)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:

على بن أبى طالب رضى الله عنه وله عنه طريقان:

الأولى: عن عيسى بن عبد الله، قال: حدثنى أبى، عن أبيه، عن جده، عن على بنحو حديث ابن عباس.

أخرجه ابن عدى فى الكامل .(243 /5)

وهذا إسناد ضعيف جدا من أجل عيسى بن عبد الله، وهو ابن محمد بن عمر الكوفى قال الدارقطنى: متروك كما فى اللسان .(399 /4)

الثانية: عن سعد بن طريف، عن الأصبغ بن نباته، عن على بنحو حديث ابن عباس.

أخرجه ابن عدى فى الكامل .(351 /3)

وهذا إسناد موضوع من أجل:

1– سعد بن طريف، قال ابن معين: لا يحل لأحد أن يروى عنه، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث .الميزان .(123 /2)

2– الأصبغ بن نباته قال فى التقريب (ص 113): متروك، رمى بالرفض.

وعليه فمتن الحديث ثابت بمجموع الشواهد الضعيفة، إلا أن حديث الباب باق على ضعفه الشديد(حاشية المطالب العالية، ج ۱۱ ص ۲۳۹، تحت رقم الحديث ۲۵۱۰، باب الحجم)

مجموعی طور پر یہ مضمون ''حسن'' اور معتبر درجہ کی احادیث میں داخل ہو جاتا ہے۔ [1]

---

[1] قال سَعد بن عَبد الله بن عَبد العَزيز آل حميِّد:

المستدرک :(209 /4)أخبرنا مكرم بن أحمد القاضي، ثنا الحسن بن مكرم، ثنا يزيد بن هارون، أنبأ عباد بن منصور، (عن عكرمة)، عن ابن عباس –رضى الله عنهما– قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وآله وسلم–: " ما مررت بملأ من الملائكة ليلة أسرى بى إلا قالوا: عليک بالحجامة يا محمد."

تخريجه:

الحديث أعاده الحاكم :(409 /4)حدثنا أبو بكر بن محمد الصيرفي، بمرو ومحمد بن أحمد القنطرى ببغداد، قالا: ثنا قلابة عبد الملک بن محمد الرقاشي.

وحدثنا أحمد بن إسحاق الفقيه، وإسماعيل بن نجيد السلمي، قالا: ثنا أبو مسلم، ثنا أبو عاصم، ثنا عباد بن منصور، عن عكرمة، عن ابن عباس –رضى الله عنهما– أن النبى –صلى الله عليه وآله وسلم– قال:

"ما مررت بملأ من الملائكة إلا أمروني بالحجامة"، وسيأتى برقم .(1077)

وأخرجه أحمد فى المسند .(354 /1)

ومن طريقه ابن الجوزى فى العلل ( 393 /2رقم 1467) .

وعبد بن حميد فى مسنده ( 500 /1رقم 572).

والترمذى فى سننه ( 212 - 211 /6رقم 2128) فى الطب، باب ما جاء فى الحجامة.

وابن ماجه ( 1151 /2رقم 3477) فى الطب، باب الحجامة.

وابن أبى حاتم فى العلل ( 260 /2رقم 2274).

والطبرانى فى الكبير ( 325 /11رقم 11887).

والعقيلى فى الضعفاء .(136 /3)

جميعهم من طريق عباد بن منصور، به نحوه، عدا لفظ أحمد، وعبد بن حميد، فمثله، إلا أن عند العقيلى: " مر أمتک بالحجامة "، وأيضاً فعند أحمد، وعبد بن حميد، والترمذى، والعقيلى زيادة فى المتن.

دراسة الإسناد:

قال الحاكم بعد أن روى الحديث فى الموضع الآخر الذى تقدم ذكره:

"صحيح الإسناد، ولم يخرجاه"، فتعقبه الذهبى بقوله:" لا."

وقال الترمذى:" هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث عباد بن منصور."

وذكر ابن أبى حاتم أنه سأل أباه عن هذا الحديث فقال:"هذا حديث منكر، يقال: إن عباد بن منصور أخذ جزئاً من إبراهيم بن أبى يحيى، عن داود بن حصين، عن عكرمة، عن ابن عباس، فما كان من المناكير فهو من ذاک."

وقال ابن الجوزى:" قال يحيى: عباد ليس بشىء، وقال على بن الجنيد: متروک،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فائدہ: نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پچھنے لگوائے ہیں، اس سے جسم کا زائد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال النسائي: ضعيف وقد تغير."

وقال العقيلي: " حدثنا محمد بن موسى، قال: حدثنا محمد بن سليمان، قال: سمعت أحمد بن داود الحداد يقول: سمعت علي بن المديني يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: قلت لعباد بن منصور الناجي:

سمعت ما مررت بملأ من الملائكة، والنبي –صلَّى الله عليه وسلَّم– كان يكتحل ثلاثاً؟ فقال: حدثني ابن أبي يحيى، عن داود بن حصين، عن عكرمة، عن ابن عباس."

وقد أطال الكلام الشيخ أحمد شاكر –رحمه الله– في حاشيته على المسند ( 5/108 - 111 ) لدفع هذه التهمة عن عباد، وخلص من ذلك إلى تصحيح الحديث، وأطال الرد عليه في ذلك الشيخ الألباني في سلسلته الصحيحة (227 - 216 /2)، وصحح نقل العقيلي عن يحيى القطان، وخلص من ذلك إلى أن الحديث شديد الضعف بهذا الإسناد وأن عباداً ضعيف، ومدلس.

وأجاب –أي الألباني– عن تصريح عباد بن منصور بسماعه لهذا الحديث عند الترمذي بقوله: " وأما تصريح عباد بن منصور بسماعه لهذا الحديث عند الترمذي فهو –إن كان محفوظاً عنه غير شاذ– مما لا يفرح به، لأن تصريح المدلس بالتحديث إنما ينفع إذا كان حافظاً ضابطاً، وعباد ليس كذلك، فلعله وهم فيه بسبب سوء حفظه، أو تغيره في آخر أمره ."اهـ.

قلت: أما عباد فتقدم في الحديث السابق أنه: صدوق، إلا أنه تغير بآخره، ومدلس من الرابعة، وقد عنعن هنا، وصرح بالتحديث في رواية الترمذي.

لكن يشكل على رواية الترمذي نقل العقيلي عن يحيى القطان اعتراف عباد هذا بسماعه للحديث من ابن أبي يحيى، عن عكرمة، عن ابن عباس.

وقد صحح الألباني رواية العقيلي هذه كما تقدم، وفي سندها محمد بن سليمان هكذا غير منسوب، رجح الألباني أنه أبو جعفر المصيصي المعروف بـ: لوين، ولم يتضح لي أنه هو من عدمه لأمرين:

1– عدم نسبة الرجل، أو ذكر لقبه، أو كنيته بما يميزه عن غيره.

2– لم يذكر من شيوخه أحمد بن داود الحداد، ولا من تلاميذه محمد بن موسى كما هنا /.انظر تهذيب الكمال .(1205 - 1204 /3)

وهو وإن كان في طبقة الراوي نفسه، إلا أن في طبقته أيضاً رواة آخرين بهذا الاسم لم يتضح لي أنه واحد منهم /.انظر التقريب (166 /2و167)، واللسان ( - 5/184 191).

الحكم على الحديث:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور خراب خون نکل جاتا ہے، آج بلڈ پریشر کا جو عام مرض ہو گیا ہے، یہ اس کا بہت عمدہ علاج

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث ضعيف بهذا الإسناد لاختلاط عباد بن منصور وتدليسه، وله شاهد من حديث أنس، وابن مسعود، وعلى بن أبى طالب، وابن عمر، ومالک بن صعصعة –رضى الله عنهم–.

أما حديث أنس –رضى الله عنه– فلفظه نحوه، وفيه:" يا محمد مر أمتک بالحجامة."

أخرجه ابن ماجه فى سننه (1151 /2رقم 3479) فى الطب، باب الحجامة.

وابن عدى فى الكامل .(2084 /6)

كلاهما من طريق كثير بن سليم، سمعت أنساً، فذكره.

وكثير بن سليم الضبى تقدم فى الحديث (869)أنه: ضعيف، فالحديث ضعيف لهذا الإسناد لأجله.

وأما حديث ابن مسعود فأخرجه الترمذى ( 210 /6رقم 2127) فى الطب، باب ما جاء فى الحجامة، من طريق عبد الرحمن بن إسحاق، عن القاسم بن عبد الرحمن، عن أبيه، عن ابن مسعود –رضى الله عنه– قال: حدث رسول الله –صلى الله عليه وسلم– عن ليلة أسرى به: أنه لم يمر على ملأ من الملائكة إلا أمروه: أن مر أمتک بالحجامة .

قال الترمذى عقبه: داهذا حديث حسن غريب من حديث ابن مسعود."

قلت: فى سنده عبد الرحمن بن إسحاق بن الحارث الواسطى، أبو شيبة، وهو ضعيف / الكامل لابن عدى (1614 - 1612 /4)، والتقريب (472 /1رقم 864).

والتهذيب ( 137 - 136 /6رقم 282)، فالحديث ضعيف بهذا الإسناد لأجله.

وأما حديث على بن أبى طالب –رضى الله عنه– فله طريقان:

1– أخرجها ابن عدى فى الكامل (1884 /5)من طريق عيسى بن عبد الله بن محمد بن عمر بن على بن أبى طالب، حدثنى أبى، عن أبيه، عن جده، عن على –رضى الله عنه– قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم–: "ما مررت بنبى، ولا ملک ليلة أسرى بى إلا وهو يوصينى بالحجامة."

وفى سنده عيسى بن عبد الله هذا، وتقدم فى الحديث (563)أنه متروک.

وعليه فالحديث ضعيف جداً بهذا الإسناد لأجله.

2– أخرجها ابن عدى أيضاً (1187 /3)من طريق سعد بن طريف، عن الأصبغ بن نباتة، عن على، به، بنحو لفظ حديث أنس –رضى الله عنه–.

وهذا إسناد موضوع.

سعد بن طريف، وأصبغ بن نباتة تقدم فى الحديث (552)أن كلا منهما متروک ورمى بالوضع.

وأما حديث ابن عمر –رضى الله عنهما–، فأخرجه البزار فى مسنده 388 /3)رقم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہے، مگر آج لوگوں نے اسے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے، آج کل سادے طریقے پر پچھنے لگانے والے تو نایاب ہیں ، البتہ بعض ماہر طبیب جدید طریقوں پر مخصوص انداز میں بدن کا غیر ضروری خون نکال کر اس مقصد کو پورا کر دیتے ہیں، اس طرح بھی پچھنے لگوانے کا مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ [1]

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

3020) من طريق عبد الله بن صالح، ثنا عطاف، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبی –صلّى الله عليه وسلم–، فذكره بنحو حديث أنس، وفيه زيادة .

وهذا إسناد ضعيف.

عبد الله بن صالح هو كاتب الليث، وتقدم فی الحديث (587)أنه: صدوق كثير الغلط.

وذكر الهيثمی الحديث فی المجمع (91 /5)وقال:" فيه عطاف بن خالد وهو ثقة، وتكلم فيها، لكن جاء الحديث فی المجمع المطبوع على أنه من مسند ابن عباس، فلعله خطأ مطبعی.

وأما حديث مالک بن صعصعة –رضی الله عنه– فأخرجه الطبرانی فی الكبير ( /19 274رقم 600) من طريق قتادة، عن أنس، عن مالک، به نحوه.

ومن هذه الطريق أخرجه أيضاً فی الأوسط –كما فی مجمع البحرين (ص 392) النسخة المكية.

قال الهيثمی فی المجمع " :(91 /5)رجاله رجال الصحيح."

قلت: قتادة تقدم فی الحديث (729)أنه مدلس من الثالثة، وقد عنعن هنا."

فالحديث ضعيف بهذا الإسناد لعنعنته.

وعليه فالحديث بمجموع هذه الطرق يرتقی لدرجة الحسن لغيره، عدا حديث على بن أبی طالب –رضی الله عنه– فلا يصلح للاستشهاد لأن أحدى طرقه موضوعة، والأخرى ضعيفة جداً، والله أعلم(حاشية مختصر تلخيص الذهبی لابن الملقن، ج٦ ص٢٧٧٣ الیٰ ٢٧٧٨ ،تحت رقم الحديث ٩٣٧ ،كتاب الطب)

[1] (حيث عرج به) : أی حين صعد به إلى السماء ليلة المعراج (ما مر) : أی هو (على ملأ) : أی جماعة عظيمة تملأ العيون من كثرتها (إلا قالوا: عليک بالحجامة) : أی الزمها لزوما مؤكدا .قال التوربشتی: وجه مبالغة الملائكة فی الحجامة سوى ما عرفوا فيها من المنفعة التی تعود إلى الأبدان، هو أن الدم ركب من القوى النفسانية الحائلة بين العبد وبين الترقی إلى ملكوت السماوات، والوصول إلى الكشوف الروحانية وبغلبته يزداد جماع النفس وصلابتها، فإذا نزف الدم يورثها ذلک خضوعا وخمودا ولينا ورقة، وبذلک تنقطع الأدخنة المنبعثة عن النفس الأمارة وتنحسم مادتها فتزداد البصيرة نورا إلى نورها ( مرقاة المفاتيح ،ج٧ص ٢٨٤٠ ،كتاب اللباس،باب الترجل)

www.idaraghufran.org

# شام میں اسلام کا ستون، نصب ہونے کو دیکھنے کی روایت

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

وَرَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَمُوْدًا أَبْيَضَ كَأَنَّهُ لُؤْلُؤَةٌ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ قُلْتُ: مَا تَحْمِلُوْنَ؟ قَالَ: عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ أُمِرْنَا أَنْ نَضَعَهُ بِالشَّامِ. وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُ الْكِتَابَ اخْتُلِسَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِيْ ,فَظَنَنْتُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ تَخَلّٰى مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِيْ فَإِذَا هُوَ نُوْرٌ بَيْنَ يَدَيَّ حَتّٰى وُضِعَ بِالشَّامِ ،فَمَنْ أَبٰى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهٖ (وَلْيَسْتَقِ) مِنْ غُدُرِهٖ ,فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَكَفَّلَ لِيْ بِالشَّامِ (مسند الشاميين،للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۶، ج ۱ ص ۳۴۵،ما انتهى إلينا من مسند عبد الرحمن بن يزيد بن جابر)

ترجمہ: اور میں نے (معراج کی سیر میں) سفید ستون کو دیکھا، گویا کہ وہ موتی ہیں، جس کو فرشتوں نے اٹھا رکھا تھا، میں نے کہا کہ تم کیا چیز اٹھا رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ اسلام کا ستون اٹھا رہے ہیں، جس کے بارے میں ہمیں یہ حکم ہوا ہے کہ ہم اسے ملک ''شام'' میں رکھیں۔

اور ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا، تو میں نے دیکھا کہ میں اپنے تکیے کے نیچے سے ایک کتاب کو اٹھا رہا ہوں، پھر میں نے یہ گمان کیا کہ اللہ نے زمین والوں کو خالی کر دیا ہے، پھر میں نے اپنی نظر کو اس کے پیچھے دوڑایا، تو وہ میرے سامنے ایک نور کی شکل میں تھا، یہاں تک کہ اسے شام میں رکھ دیا گیا، پھر جو شخص ''شام'' میں رہنا نہ چاہے، تو وہ ''یمن'' کو اختیار کرے، اور اس کے حوض سے سیرابی حاصل کرے، کیونکہ اللہ نے میرے لیے ملک ''شام'' کے ساتھ کفالت کی ہے (طبرانی)

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ''اس

حدیث کی سند کے راوی صحیح ہیں، سوائے صالح بن رستم کے، اور وہ بھی ثقہ ہیں'' [1]

اور امام منذری نے بھی ''الترغیب والترھیب'' میں اس روایت کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [2]

لیکن بعض حضرات نے ''صالح بن رستم'' راوی کو ''مجہول'' قرار دیا ہے، تاہم دوسری احادیث میں اس طرح کا مضمون پائے جانے کی وجہ سے اس کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔ [3]

مگر بعض حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے، کیونکہ ملک ''شام'' کے بارے میں مذکورہ حکم

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح غير صالح بن رستم، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٦٢٤٤)

[2] قال المنذري: رواه الطبراني ورواته ثقات (الترغيب والترهيب، ج٤، ص ٣٢، تحت رقم الحديث ٤٦٦٩، الترغيب في سكنى الشام وما جاء في فضلها)

[3] وقال ابو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:

وأخرج الطبراني أيضا بسند حسن عن عبد الله بن حوالة أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال "رأيت ليلة أسرى بي عمودا أبيض.....

قال الهيثمي :رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير صالح بن رستم وهو ثقة "المجمع 58/10.

قلت :صالح بن رستم قال أبو حاتم :مجهول لا نعرفه (أَنِيسُ السَّارِي، ج٤، ص٢٦١٧ الٰى ٢٦١٩، تحت رقم الحديث ١٧٨٢، حرف الباء)

وقال :

"رأيت ليلة أسري بي عموداً أبيض كأنه لواء تحمله الملائكة، فقلت :ما تحملون؟ قالوا :عمود الكتاب أمرنا أنْ نضعه بالشام، قال :بينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب اخْتُلِس من تحت وسادتي فظننت أن الله تخلى عن أهل الأرض، فأتبعته بصري فإذا هو نور ساطع حتى وضع بالشام"

قال الحافظ :أخرج الطبراني بسند حسن عن عبد الله بن حَوَالة أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال :فذكره، وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن أحمد والطبراني بسند ضعيف، وعن عمر عند يعقوب والطبراني كذلك، وعن ابن عمر في فوائد المخلص كذلك، وهذه طرق يقوى بعضها بعضا، وقد جمعها ابن عساكر في مقدمة تاريخ دمشق .

تقدم الكلام عليه في حرف الباء فانظر حديث "بينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب (أَنِيسُ السَّارِي، ج٥، ص ٣١٨٩، تحت رقم الحديث ٢١٤٥، حرف الراء)

www.idaraghufran.org

معراج سے متعلق کسی دوسری حدیث میں منقول نہیں ہے۔ [1]

---

[1] قال الالبانی:

قلت :وهـذا إسناد ضعيف رجاله ثقات؛ غير (صالح بن رستم مولى بنى هاشم) ، وكنيته (أبو عبد السلام) ، وثقه ابن حبان (457 /6) ؛ لكن قال ابن أبى حاتم عن أبيه:

"مجهول ."وتبعه العسقلانى فى "التقريب "، وأشار الذهبى فى "المغنى "إلى أنه مجهول الحال، فقال:

"شامى مجهول .قلت :روى عنه ثقتان ."

قلت :أحدهما ابن جابر هذا، والآخر (سعيد بن أبى أيوب).

وأشار أيضاً إلى تليين توثيق ابن حبان بقوله فى "الكاشف ":"وُثق."

وعلى مثل هذا التوثيق اللين يعتمد الهيثمى كثيراً .ومن ذلك قوله هنا (59- 58 /10) ":رواه الطبرانى من طريقين، ورجال أحدهما رجال "الصحيح "؛ غير صالح ابن رستم، وهو ثقة !"ونحوه قول المنذرى فى "الترغيب "(3 /61 /4):

"رواه الطبرانى من طريقين؛ إحداهما جيدة !"

واغتر بقولهما المعلقون الثلاثة على "الترغيب "، فقالوا (641 /3) ": حسن؛ قال الهيثمى ...

ولا غرابة فى ذلك؛ فإنهم ممن تواترت الأدلة على أنهم جهلة لا علم عندهم إلا التقليد، وحتى هذا لا يحسنونه!

وإن مما يؤكد نكارة هذا الحديث أنه قد جاء عن عبد الله بن حوالة من نحو تسعة طرق ليس فيها غير "عليك بالشام "، وإلا الجملة الأخيرة منه ":إن الله قد تكفل لى بالشام وأهله ."

فهى صحيحة؛ لثبوتها فى بعضها، وقد أخرج خمسة منها الطبرانى فى "مسند الشاميين "، وهذه أرقامها:

(292، 337، 570، 1054، 1172، 1975، 2540، 3515) . وسائرها عند ابن عساكر (81 - 68 /1).

وكذلك روى الحديث عن جمع آخر من الصحابة، ليس فى أحاديثهم تلك النكارة، فانظرها إن شئت فى "التاريخ "(68 - 66 /1) ، (99 - 81).

(تنبيه) : عزا السيوطى حديث الترجمة فى "الدرر المنثور "(112 /3) لأحمد وابن عساكر، وذكر أحمد فيه خطأ؛ فليس هو عنده لا متناً ولا سنداً، وقد أخرجه فى " مسنده "من ثلاثة طرق ( 110 /4و 33 /5، 288) إسناد الأول منها صحيح، وفيه قوله صلى الله عليه وسلم:

"عليك بالشام؛ فإنه خيرة الله من أرضه، يجتبى إليه خيرته من عباده، فإن أبيتم؛ فعليكم بيمنكم، واسقوا من غُدُرِكم كم، فإن الله قد توكل لى بالشام وأهله."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ ملکِ ''شام'' کی فضیلت بعض معتبر احادیث میں مروی ہے، بالخصوص فتنوں کے دور میں ملکِ ''شام'' میں سکونت اختیار کرنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتُجَنَّدُوْنَ أَجْنَادًا جُنْدًا بِالشَّامِ، وَجُنْدًا بِالْعِرَاقِ، وَجُنْدًا بِالْيَمَنِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خِرْ لِيْ؟ قَالَ: عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَمَنْ أَبٰى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهٖ وَلْيَسْقِ مِنْ غُدَرِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ تكفل لِيْ بِالشَّامِ وَأَهْلَهٗ" (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٧٣٠٦، كتاب إخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين، باب الحجاز واليمن والشام وفارس وعمان) [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وهكذا رواه أبو داود، وهو مخرج في "صحيح أبي داود" (2244)، و "تخريج فضائل الشام" (الحديث الثاني).

ثم إن المنذري (9/62/4)، والهيثمي (10/58) ذكر الحديث بلفظ: "رأيت ليلة أسري (بي) عموداً أبيض كأنه لؤلؤة تحمله الملائكة، قلت: ما تحملون؟ قالوا: عمود الكتاب أمرنا أن نضعه بالشام، وبينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب اختلس من تحت وسادتي، فظننت أن الله عز وجل تخلى من أهل الأرض، فأتبعته بصري، فإذا هو نور ساطع بين يدي حتى وضع بالشام." ...

وقال المنذري: "رواه الطبراني، ورواته ثقات!"

وقال الهيثمي - كما قال في حديث الترجمة -: "رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح؛ غير صالح بن رستم، وهو ثقة!"

قلت: وقلدهما أيضاً الثلاثة المعلقون، وقد عرفت جهالة ابن رستم هذا، وفي حديثه هذا نكارة أيضاً؛ إذا ما قوبل بالأحاديث الصحيحة، كحديث عبد الله بن عمرو بن العاص، وأبيه، وأبي الدرداء؛ فإنهم رووا قصة العمود باختصار عن هذا، وهي في "الترغيب" "قبيل هذا، وهي مخرجة في "الفضائل" "فانظر الأحاديث (3، 10) وكلها ليس فيها "ليلة الإسراء" ولا جملة الظن (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٦٧٧٥)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح. سعيد بن عبد العزيز – وإن اختلط بأخرة – قد توبع.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا وقت آئے گا، جب (مسلمانوں کے) لشکر جدا جدا ہو جائیں گے، ایک لشکر شام میں ہوگا، تو ایک لشکر عراق میں ہوگا، اور ایک لشکر یمن میں ہوگا، ابنِ حوالہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (اگر میں وہ زمانہ پالوں، تو) میرے لیے کسی لشکر کا انتخاب فرما دیجیے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملکِ شام کو اختیار کرنا، پھر اگر کوئی ملکِ شام میں نہ رہ سکے، تو اسے چاہیے کہ وہ ملکِ یمن کو اختیار کرے، اور اپنے حوض سے پانی پلاتا رہے، اللہ نے مجھے ملکِ شام کی اور اہلِ شام کی کفالت (یعنی ذمہ داری وضمانت) عطاء فرمائی ہے (صحیح ابنِ حبان)

ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

''ملکِ شام اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے، اللہ اس ملک میں اپنے بہترین بندوں کو جمع فرمائے گا'' [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبو إدريس الخولاني: هو عائذ الله بن عبد الله.

وأخرجه الحاكم 4/510 من طريق بشر بن بكر، عن سعيد بن عبد العزيز، بهذا الإسناد، ووافقه الذهبي. وأخرجه الفسوى 2/302 عن صفوان، عن الوليد بن مزيد، عن مكحول وربيعه بن يزيد، عن عبد الله بن حوالة.

وأخرجه أحمد 4/110، وأبو داود "2483" في الجهاد: باب في سكنى الشام، من طريقين عن بقية، عن بحير، عن خالد بن معدان، عن أبي قتيلة، عن ابن حوالة.

وألأخرجه الفسوى 2/288 من طريق معاوية بن صالح، عن أبيه، عن جبير بن نفير، عن عبد الله بن حوالة. وأخرجه مطولاً الفسوى 289-2/288، والطحاوى في "شرح مشكل الآثار 36-2/35 "من طريق نصر بن علقمة، عن جبير، عن عبد الله بن حوالة.

وأخرجه أحمد 5/288 من طريق حريز، عن سليمان بن شمير، عن عبد الله بن حوالة.

وقوله:" خرلي "أي: اختر لي جنداً ألزمه، و "غدوه :"جمع غدير، أي: حياضه(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[1] عن ابن حوالة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سيصير الأمر إلى أن تكونوا جنودا مجندة جند بالشام، وجند باليمن، وجند بالعراق، قال ابن حوالة: خر لي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

اپنے حوض سے پانی پلانے کا مطلب یہ ہے کہ تم سب مسلمان، ایک دوسرے سے الگ ہونے کے باوجود، ایک دوسرے کی حتی المقدور مدد کرنا۔

اور اہلِ شام کی کفالت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اہلِ شام کی حفاظت کی ذمہ داری

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یا رسول الله إن أدركت ذلک، فقال: عليک بالشام، فإنها خيرة الله من أرضه، يجتبی إليها خيرته من عباده، فأما إن أبيتم، فعليكم بيمنكم، واسقوا من غدركم، فإن الله توكل لی بالشام وأهله(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۴۸۳)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح .وهذا إسناد ضعيف، بقية –وهو ابن الوليد– ضعيف يدلس ويسوی، وأبو قتيلة –وهو مرثد بن وداعة الشرعبی– مختلف فی صحبته، وإن يكن تابعيا فقد روی عنه جمع وذكره ابن حبان فی "الثقات ."وللحديث طرق أخری صحيحة(حاشية سنن ابی داؤد)

[1] حدثنا عمر بن الخطاب السجستانی، ثنا سليمان بن عتبة، ثنا يونس بن ميسرة، عن أبی إدريس، عن أبی الدرداء، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: إنكم ستجندون أجنادا، جندا بالشام، ومصر، والعراق، واليمن قالوا: فخر لنا، يا رسول الله! قال: عليكم بالشام قالوا: إنا أصحاب ماشية، ولا نطيق الشام، قال: فمن لم يطق الشام، فليلحق بيمنه، فإن الله قد تكفل لی بالشام .

قال البزار: لا نعلمه يروی عن النبی صلی الله عليه وسلم، أحسن من حديث أبی الدرداء، وقد روی نحوه عن غيره(كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۸۵۱، باب فضل الشام)

قال الهيثمی:رواه البزار والطبرانی، وقال: " فليلحق بيمنه، وليسق من غدره ."وفيهما سليمان بن عقبة، وقد وثقه جماعة، وفيه خلاف لا يضر، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۶۶۴۵)

حدثنا محمد بن عبد الله بن المفضل الحرانی، ثنا عثمان بن عبد الرحمن الحرانی، ثنا عبد الرحمن بن ثابت، عن أبی العوام، عن عبد الملک بن مساحق، عن ابن عمر، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: إنكم ستجندون أجنادا فقال رجل: يا رسول الله! خر لی، فقال: عليک بالشام، فإنها صفوة الله من بلاده، فيها خيرة الله من عباده، فمن رغب عن ذلک، فليلحق بنجده، فإن الله تكفل لی بالشام وأهله .

قال البزار: لا نعلمه يروی عن ابن عمر، إلا بهذا الإسناد(كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۸۵۲، باب فضل الشام)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط، والبزار إلا أنه قال: " فمن رغب عن ذلک فليلحق بنجده ."وفی إسناديهما من لم أعرفهم(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۶۶۵۴)

www.idaraghufran.org

اٹھائی ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَخْرُجُ عَلَيْكُمْ نَارٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ، قَالَ: قُلْنَا: بِمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٧٣٠٥، كتاب

---

[1] قوله: " فأما إن أبيتم فعليكم بيمنكم، واسقوا من غدركم، فإن الله توكل لي بالشام وأهله"، (الغدر) جمع غدير، وهو حفرة يقف فيها الماء؛ يعني: إن أبيتم عن القصد إلى الشام فعليكم بيمنكم؛ أي: فالزموا يمنكم، وإنما أضاف اليمن إليهم؛ لأن المخاطبين هم العرب، واليمن من أرضهم.

قيل: قوله:" فأما إن أبيتم فعليكم بيمنكم "اعتراض بين قوله: " عليكم بالشام "وبين قوله: "واسقوا من غدركم"، فإذا ثبت هذا فتقدير الكلام: عليكم بالشام واسقوا من غدركم، فإن الله قد توكل لي بالشام وأهلها، فأما إن أبيتم فعليكم بيمنكم.

قال الإمام التوربشتي: في سائر نسخ "المصابيح:"(فإن الله قد توكل لي بالشام) والصواب: " قد تكفل"، وهو سهو إما في أصل الكتاب، أو من بعض الرواة(المفاتيح شرح المصابيح، لحسين بن محمود المظهري الحنفي، ج٦ ص٣٦٣، كتاب الفتن، باب ذكر اليمن والشام، وذكر أويس القرني – رضي الله عنه –)

"قال: عليك بالشام، فإنها"؛ أي الشام "خيرة الله تعالى "، أي مختار الله تعالى "من أرضه، يجتبي :"أي يجتمع "إليها خيرته من عباده، فأما إن أبيتم"؛ أي: إن امتنعتم من القصد إلى الشام، "فعليكم بيمنكم "، أي: الزموا يمنكم! إضافة اليمن إليهم؛ لأن المخاطبين عرب، واليمن من أرضهم، وهذا وقع معترضا بين قوله: (عليكم بالشام) وبين قوله:" واسقوا من غدركم :"لأنه راجع إلى قوله: عليكم بالشام، والغدر – بالغين المعجمة والدال المهملة المضمومتين – جمع الغدير، وهو حفرة يقف فيها الماء، والمعنى: ليسق كل واحد من غديره الذي اختص به، فلا يزاحم غيره، لاسيما أهل الثغور والنازلون في المروج من شأنهم أن يتخذ كل رفقة منهم غديرا لنفسهم للشرب والتطهر، وسقي الدواب، فوصاهم النبي – صلى الله عليه وسلم – بالسقي، وأخذ الماء مما يختص بهم ويترك المزاحمة والتغلب؛ لئلا يكون ذلك سببا للاختلاف وتهييج الفتن.

"فإن الله تعالى قد توكل لي بالشام وأهله"؛ أي: تكفل لي أمان أهلها من شر الجنود، وضمن حفظهم، وفوض أمرهم إلى نفسه.

قيل: وقع في نسخ "المصابيح :"توكل، والصواب: " تكفل"، معناه: ضمن حفظها وحفظ أهلها القائمين بأمر الله تبارك وتعالى .(شرح المصابيح لابن الملك، ج٦ ص٥٢٧، كتاب الفتن، باب ذكر اليمن والشام، وذكر أويس القرني – رضي الله عنه –)

www.idaraghufran.org

إخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين ،باب الحجاز واليمن والشام وفارس وعمان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت سے پہلے) حضرموت (کے علاقے) سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف اکٹھا کرے گی، ہم نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کس بات کی نصیحت کرتے ہیں؟ (یعنی اس وقت ہم کیا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ شام کی زمین کو لازم پکڑ لینا (ابنِ حبان)

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آج کل صرف ''سوریہ'' کو ''شام'' کہا جاتا ہے، جس کا دارالحکومت ''دمشق'' ہے، لیکن پہلے ملک ''شام'' بہت بڑا تھا ''طول'' میں دریائے فرات (عراق) سے ''العریش'' تک (جہاں سے مصر شروع ہوتا ہے) اور ''عرض'' میں جزیرہ نمائے عرب سے بحرِ روم تک پھیلا ہوا تھا، موجودہ جغرافیہ میں ''شام'' چار بلکہ پانچ ممالک پر منقسم و مشتمل ہے، اردن، فلسطین، لبنان، موجودہ شام (سوریا) اور اسرائیل۔

لہٰذا احادیث میں ''شام'' سے اصل ملک ''شام'' مراد ہے، صرف ''سوریا'' مراد نہیں۔

## حضرت ابوبکر کے اسراء کی تصدیق سے ''صدیق'' کا لقب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ، وَسَعٰى رِجَالٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالُوْا :هَلْ لَّكَ إِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهٗ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى

[1] قال شعيب الأرنؤوط :إسناده صحيح على شرط البخاری(حاشية صحيح ابن حبان)

بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ :أَوَقَالَ ذٰلِکَ؟ قَالُوْا :نَعَمْ، قَالَ :لَئِنْ قَالَ ذٰلِکَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا :أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ؟ فَقَالَ :نَعَمْ، إِنِّیْ لَأُصَدِّقُهُ فِیْ مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِکَ أُصَدِّقُهُ فِیْ خَبَرِ السَّمَاءِ فِیْ غُدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذٰلِکَ سُمِّیَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۵۸، ج۳ص ۸۱، و رقم الحدیث ۴۴۰۷، ج۳ص ۶۵، کتاب معرفة الصحابة رضی الله عنهم، دلائل النبوۃ للبیهقی ج۲ ص ۳۶۰، معرفة الصحابة لابی نعیم رقم الحدیث ۶۹) [1]

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصیٰ کی طرف (معراج کی رات میں) سیر کرائی گئی، تو صبح کو لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی، تو کئی ان لوگوں نے اس (واقعہ) کا انکار کیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے تھے، اور مشرکین میں سے بعض لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنے ساتھی (محمد) پر یقین کرتے ہیں، جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں رات میں بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا واقعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات فرمائی ہے؟ مشرکین نے کہا کہ ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] قال الحاکم تحت رقم الحدیث ۴۴۰۷: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه.
وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.
وقال الحاکم تحت رقم الحدیث ۴۴۵۸: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه، فإن محمد بن کثیر الصنعانی صدوق.
وقال الألبانی: الصنعانی فیه ضعف من قبل حفظه، و لذلک أورده الذهبی فی "الضعفاء" و قال: "ضعفه أحمد". و قال الحافظ فی "التقریب": "صدوق کثیر الغلط". "قلت: فمثله لا یحتج به إذا انفرد، لکنه قد توبع کما یأتی، فحدیثه لذلک صحیح (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۳۰۶)

www.idaraghufran.org

فرمایا کہ اگر انہوں نے واقعی یہ بات فرمائی ہے، تو درست فرمائی ہے، مشرکین نے کہا کہ کیا آپ ان کی اس بات میں تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات میں بیت المقدس کی طرف گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں تو ان کی اس سے بھی دور والی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، جو وہ آسمان کی خبریں صبح، یا شام (بذریعہ وحی) بتلاتے ہیں۔

پس اس واقعہ کی وجہ سے حضرت ابوبکر کا نام ''صدیق'' رضی اللہ عنہ رکھا گیا (حاکم، بیہقی، ابونعیم)

مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کو جلدی سے عقل کا قبول کرنا مشکل تھا، اس لئے اول وہلے میں پوری تصدیق نہ ہونے سے پہلے کئی دوسرے لوگوں کو تو تصدیق کرنے میں تأمل ہوا، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے خلافِ عقل ہونے کے باعث اپنے نورِ بصیرت اور قوتِ ایمان کی وجہ سے تصدیق میں تأمل نہیں کیا، اسی وجہ سے ان کا لقب صدیقِ اکبر پڑا۔

''صدیق'' کے معنیٰ بہت زیادہ تصدیق کرنے والے کے آتے ہیں۔

بعض دوسری روایات میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اس طرح کا مضمون آیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن أحمد الرقام، ثنا إسحاق بن سليمان الفلفلى المصرى، نا يزيد بن هارون، ثنا مسعر، عن أبى وهب، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل ليلة أسرى به :إن قومى لا يصدقونى ، فقال له جبريل :يصدقك أبو بكر، وهو الصديق

لم يرو هذا الحديث عن مسعر إلا يزيد بن هارون، تفرد به :إسحاق بن سليمان(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٧٣١٧)

حدثنا محمد بن عبد الرحيم الديباجى، ثنا أحمد بن عبد الرحمن بن المفضل الحرانى، نا المغيرة بن سقلاب الحرانى، ثنا عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن حاتم، عن أبى هريرة قال: لما أسرى بالنبى صلى الله عليه وسلم قال: يا جبريل، إن قومى يتهمونى ولا يصدقونى قال: إن اتهمك قومك، فإن أبا بكر يصدقك .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس واقعہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام اور درجہ بھی معلوم ہوا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لم يرو هذا الحديث عن ابن ثوبان إلا المغيرة بن سقلاب، تفرد به: أحمد بن عبد الرحمن بن المفضل(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۱۴۸)

قال الهيثمي:

وعن أبي هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ليلة أسرى به " :إن قومي لا يصدقوني ."فقال له جبريل " :يصدقك أبو بكر، وهو الصديق ."

رواه الطبراني في الأوسط.

وفي رواية عنده " :إن قومي يتهمونني ."

وفي أحد إسناديه أبو وهب، عن أبي هريرة، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۲۹۸، ۱۴۲۹۹)

قلت: المغيرة بن سقلاب ضعفه الدارقطني ..وحاتم هو ابن حريث الطائي مجهول.محمد رضوان.

حدثني يونس بن عبد الأعلى، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرني يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، قال: أخبرني ابن المسيب، وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن رسول الله صلى الله عليه وسلم "أسري به على البراق، وهي دابة إبراهيم التي كان يزور عليها البيت الحرام، يقع حافرها موضع طرفها، قال: فمررت ببعير من عيرات قريش بواد من تلك الأودية، فنفرت العير، ومنها بعير عليه غرارتان سوداء وورقاء ، حتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم إيلياء، فأتي بقدحين، قدح لبن وقدح خمر، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم قدح اللبن، فقال له جبريل عليه السلام: هديت إلى الفطرة، لو أخذت قدح الخمر غوت أمتك.

قال ابن شهاب، فأخبرني ابن المسيب: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لقي هناك إبراهيم، وموسى وعيسى صلوات الله عليهم، فنعتهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: " أما موسى فضرب رجل الرأس، كأنه من رجال شنوئة، وأما عيسى فرجل أحمر كأنما خرج من ديماس، فأشبه من رأيت به عروة بن مسعود الثقفي، وأما إبراهيم فأنا أشبه ولده به .فلما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حدث قريشا أنه أسري به، قال: فارتد ناس كثير بعد ما أسلموا، قال أبو سلمة: فأتى أبو بكر الصديق رضي الله عنه، فقيل له: هل لك في صاحبك؟ يزعم أنه أسري به إلى بيت المقدس ثم رجع في ليلة واحدة قال أبو بكر: أو قال ذلك؟ قالوا: نعم، قال: فأشهد، إن كان قال ذلك، لقد صدق، قالوا: أفتشهد أنه جاء الشام في ليلة واحدة؟ قال: إني أصدقه بأبعد من ذلك، أصدقه بخبر السماء(تهذيب الآثار للطبری، ج ۱ ص ۴۱۲، مسند ابنِ عباس)

[1] لأن السبق إلى المعرفة للأشياء يوجب الفضيلة للسابقين إليها كما وجب لأبي بكر رضي الله عنه بسبقه الناس إلى تصديقه رسول الله صلى الله عليه وسلم على إتيانه بيت المقدس من مكة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محل کی زیارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ، فَقُلْتُ :لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ ؟ وَرَجَوْتُ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ، قَالَ ،قَالَ لِعُمَرَ، قَالَ ثُمَّ سِرْتُ سَاعَةً، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ خَيْرٍ مِنَ الْقَصْرِ الْأَوَّلِ ، قَالَ : فَقُلْتُ :لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ ؟ وَرَجَوْتُ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ قَالَ،قَالَ :لِعُمَرَ، وَإِنَّ فِيْهِ لَمِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ، يَا أَبَا حَفْصٍ، وَمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَدْخُلَهُ إِلَّا غَيْرَتُكَ، قَالَ :فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَا عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ : أَمَّا عَلَيْكَ فَلَمْ أَكُنْ لِأَغَارَ (مسند احمد،رقم الحديث ١٣٨٤٧) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (معراج کی رات) جنت کے اندر چل رہا تھا کہ میں نے ایک محل دیکھا، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ میرا خیال تھا کہ یہ میرے لیے ہے، جبریلِ امین نے کہا کہ یہ (حضرت) عمر کے لیے ہے، پھر میں تھوڑا چلا، تو میں نے ایک اور محل پہلے محل سے زیادہ عالیشان دیکھا، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ اور میرا خیال یہ تھا کہ یہ میرے لیے ہے، جبریلِ امین نے کہا کہ یہ (حضرت) عمر کے لیے ہے، اور اُس میں خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حور تھی، اے ابوحفص! (یعنی عمر) مجھے اُس

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ورجوعه منه إلى منزله بمكة فى تلك الليلة حتى سمى بذلك الصديق، وإن كان المؤمنون جميعا يشهدون لرسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل ذلك إذا وقفوا عليه(شرح مشكل الآثار للطحاوى، تحت رقم الحديث ١٣٦٧ ،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى استغفاره يوم الحديبية للمحلقين مرتين وللمقصرين مرة)

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

میں داخل ہونے سے آپ کی غیرت مانع آ گئی، یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا؟ (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

بعض روایات میں اس واقعہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں دیکھنے کا بھی ذکر ہے، جس کے بارے میں بعض محدثین نے فرمایا کہ یہ مختلف اوقات کے واقعات ہیں۔ [2]

اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے جنتی ہونے کی وضاحت ہوتی ہے، جو لوگ نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جہنمی اور بدعتی وغیرہ سمجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں اور اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

---

[1] عن ابن شهاب، قال: أخبرني سعيد بن المسيب، أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قال: " بينا أنا نائم رأيتني في الجنة، فإذا امرأة تتوضأ إلى جانب قصر، فقلت: لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر، فذكرت غيرته، فوليت مدبرا ."فبكى عمر، وقال: أعليك أغار يا رسول الله(بخاری، رقم الحديث ٣٦٨٠)

[2] عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " بينا أنا نائم رأيتني في الجنة، فإذا امرأة توضأ إلى جانب قصر، فقلت: لمن هذا؟ فقالت: لعمر بن الخطاب، فذكرت غيرة عمر، فوليت مدبرا."

قال أبو هريرة: فبكى عمر ونحن جميعا في ذلك المجلس، ثم قال: بأبي أنت يا رسول الله، أعليك أغار؟ .

قال أبو حاتم: في هذا الخبر: " بينا أنا نائم "وفي خبر جابر: " أدخلت الجنة "أدخل صلى الله عليه وسلم الجنة ليلة أسري به، فرأى قصر عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فسأل عن القصر، فأخبروه أنه لعمر، وبينما النبي صلى الله عليه وسلم نائم مرة أخرى إذ رأى كأنه أدخل الجنة، وإذا امرأة إلى جانب قصر تتوضأ، فسأل عن القصر، فقالت: لعمر بن الخطاب، لفظ خبر أبي هريرة بخلاف لفظ خبر جابر، فدلك ذلك على أنهما خبران في وقتين متابينين، من غير أن يكون تضاد ولا تهاتر(صحيح ابنِ حبان، تحت رقم الحديث ٦٨٨٨، ج١٥ ص ٣١٢)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حرملة بن يحيى، فمن رجال مسلم .يونس هو ابن يزيد الأيلي(حاشية صحيح ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

# جنت میں حضرت بلال ورُمیصاء کے قدموں کی آہٹ کا سُننا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :رَأَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، امْرَأَةِ أَبِيْ طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ :مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ :هَذَا بِلاَلٌ (صحيح البخاری ، رقم الحديث ٣٦٧٩، كتاب اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم،باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی الله عنه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کی بیوی ''رُمیصاء'' کو دیکھا، اور میں نے قدموں کی آہٹ کو سنا، تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ یہ بلال ہیں (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ :مَنْ هَذَا؟ قَالُوْا :هَذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (مسلم، رقم الحديث ٢٤٥٦"١٠٥"كتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم، باب من فضائل أم سليم، أم أنس بن مالک، وبلال، رضی الله عنهما)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا، پھر میں نے قدموں کی آہٹ کو سنا، تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے جواب میں

---

[1] عن جابر بن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أريت الجنة فرأيت امرأة أبی طلحة، ثم سمعت خشخشة أمامی فإذا بلال(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٤٥٧"١٠٦")

فرمایا کہ یہ انس بن مالک کی ماں ''غمیصاء بنتِ ملحان'' ہیں (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَسَمِعَ مِنْ جَانِبِهَا وَجْسًا قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَاءَ إِلَى النَّاسِ قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ رَأَيْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۲۴)

ترجمہ: جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی، تو آپ جنت میں داخل ہوئے، آپ نے اُس کے ایک طرف (چلنے کی) آہٹ محسوس کی، تو جبریلِ امین سے پوچھا یہ کیا آواز ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کے مؤذن بلال کے قدموں کی آواز ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی لوگوں کو خبر دی، اور فرمایا کہ بلال کامیاب ہوگئے، میں نے اُن کے قدموں کی آواز اس طرح سے (جنت میں) سُنی ہے (مسند احمد)

بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو ضعیف، جبکہ بعض نے حسن قرار دیا ہے، خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ پہلی روایات کو بھی ملا لیا جائے۔ [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، قابوس مختلف فيه، وقد تقدمت ترجمته قريباً، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين، وصحح ابن كثير إسناده في "التفسير 5/26! "قلنا: ولجُله شواهد.

والحديث أورده السيوطي في "الدر المنثور 5/214 "وزاد نسبته إلى ابن مردويه وأبي نعيم في "الدلائل "والضياء في "المختارة "وصحح إسناده!

وقد ورد في معنى هذا الحديث أحاديث عن أنس وغيره من الصحابة انظرها في "الدر المنثور213-5/185 "، و"فتح الباري.209-7/208 "(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد، وفيه قابوس وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۱۳۱)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ، عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجٰى عِنْدِيْ مَنْفَعَةً، مِنْ أَنِّيْ لَا أَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا، فِيْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ، مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ أَنْ أُصَلِّيَ (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٤٥٨"١٠٨"كتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم،باب من فضائل بلال رضی الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فجر کی نماز کے وقت فرمایا کہ اے بلال! آپ مجھے اسلام کی حالت میں اپنا وہ عمل بتایئے کہ جس کے زیادہ نفع بخش ہونے کی آپ زیادہ امید رکھتے ہیں، کیونکہ میں نے رات (خواب میں) جنت کے اندر آپ کے جوتوں کی آہٹ کو اپنے آگے سنا، حضرت بلال نے عرض کیا کہ میرے اسلام کی حالت میں جونسا عمل میرے نزدیک زیادہ نفع بخش ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے جب بھی رات اور دن میں کوئی مکمل پاکی حاصل کی، تو میں نے اس پاکی سے نماز پڑھی، جتنی بھی اللہ نے مجھے نماز پڑھنے کی سعادت بخشی (مسلم)

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:

قلت: قابوس هو ابن أبي ظبيان حصين بن جندب وهو مختلف فيه، وثقه يعقوب بن سفيان وغيره، وضعفه أبو حاتم وغيره، والباقون ثقات(انيس الساری تخريج احاديث فتح الباری، ج٦ ص ٤٣٨٧، تحت رقم الحديث ٣١١٢، حرف اللام)

وقال الالبانی:

وله شاهد آخر من حديث قابوس ،عن أبيه عن ابن عباس مرفوعا نحوه .وهذا سند لا بأس به في الشواهد،أخرجه أحمد(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٤٠٥)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں بھی روایت کیا ہے۔ [1]

فائدہ: اس واقعہ سے حضرت بلال اور حضرت رُمیصاء رضی اللہ عنہما کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، اور ساتھ ہی باوضو رہنے اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا إسحاق بن نصر، حدثنا أبو أسامة، عن أبي حيان، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لبلال: عند صلاة الفجر يا بلال حدثني بأرجى عمل عملته في الإسلام، فإني سمعت دف نعليك بين يدي في الجنة قال: ما عملت عملا أرجى عندي: أني لم أتطهر طهورا، في ساعة ليل أو نهار، إلا صليت بذلك الطهور ما كتب لي أن أصلي(صحيح البخاري، رقم الحديث ١١٤٩)
أخبرني عبد الله بن بريدة قال: سمعت أبي بريدة يقول: أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم: فدعا بلالا فقال: " يا بلال بم سبقتني إلى الجنة؟ ما دخلت الجنة قط إلا سمعت خشخشتك أمامي، إني دخلت البارحة الجنة فسمعت خشخشتك، فأتيت على قصر من ذهب مرتفع مشرف فقلت: لمن هذا القصر؟ قالوا: لرجل من العرب . قلت: أنا عربي، لمن هذا القصر؟ قالوا: لرجل من المسلمين من أمة محمد .قلت: فأنا محمد، لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر بن الخطاب ."فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لولا غيرتك يا عمر لدخلت القصر ."فقال: يا رسول الله، ما كنت لأغار عليك .قال: وقال لبلال: " بم سبقتني إلى الجنة؟ "قال: ما أحدثت إلا توضأت وصليت ركعتين .فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " بهذا "(مسند احمد، رقم الحديث ٢٩٩٦)
قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، وهذا إسناد قوى كسابقه(حاشية مسند احمد )

[2] قوله "بالرميصاء "وهو مصغر الرمصاء مؤنث الأرمص بالراء والصاد المهملة ولقبت بها لرمص كان بعينها واسمها سهلة وقيل رميلة وقيل غير ذلك وقيل هو اسمها ويقال فيه بالغين المعجمة بدل الراء وهي بنت ملحان بكسر الميم وبالحاء المهملة ابن خالد بن زيد الأنصارية زوجة أبي طلحة زيد بن سهل الأنصاري وهي أم أنس بن مالك خالة رسول الله – صلى الله عليه وسلم – من الرضاعة وهي أخت أم حرام بنت ملحان وقال أبو داود هو اسم أخت أم سليم من الرضاعة وجوز ابن التين أن يكون المراد امرأة أخرى لأبي طلحة(عمدة القاری للعینی، ج١٦ ص١٩٣ ، کتاب المناقب،باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی الله تعالی عنه)
(وعن جابر قال: قال النبي) : وفي نسخة: رسول الله (– صلى الله عليه وسلم – (دخلت الجنة) أي: ليلة المعراج، أو في عالم الكشف، أو حالة الرؤيا (فإذا أنا بالرميصاء) : بالصاد المهملة تصغير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# حضرت زید بن حارثہ اور اُن کی حور کی زیارت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

ثُمَّ دَخَلَ بِیَ الْجَنَّةَ، فَرَأَیْتُ فِیْهَا جَارِیَةً لَعْسَاءَ، فَسَأَلْتُهَا: لِمَنْ أَنْتِ؟ وَقَدْ أَعْجَبَتْنِیْ حِیْنَ رَأَیْتُهَا، فَقَالَتْ: لِزَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ، فَبَشَّرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ (تهذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث ۷۲۶، ج ۱ ص ۴۳۲، مسند ابنِ عباس، ذکر من روی عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه رأی من ذکرت فی السموات، دلائل النبوة للبیهقی، ج ۲ ص ۳۹۴، باب الدلیل علی أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم عرج به إلی السماء) [1]

ترجمہ: پھر میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے ایک سُرخ وسیاہ رنگ کی آمیزش والی (نہایت حسین) لڑکی (حور) کو دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکی تو کس کے لئے ہے؟ اور میں نے جب اُس کو دیکھا، تو وہ بہت خوبصورت تھی، اس نے جواب میں کہا کہ میں زید بن حارثہ (آپ کے آزاد کردہ غلام اور خادم) کے

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رمصاء، وهی امرأة فی عینها رمص بفتحتین، وهو ما جمد من الوسخ فی الموق وهو هنا اسم أم أنس أو لقبها (امرأة أبی طلحة)، بدل أو عطف بیان وجوز رفعها وکذا نصبها (وسمعت خشفة): بفتح المعجمتین والفاء أی حرکة وزنا ومعنی، وفی نسخة بالسکون أی صوتا، ففی المشارق الخشفة بفتح الخاء وسکون الشین هو الصوت لیس بالتشدید. قال أبو عبید، وقال الفراء: هو الصوت الواحد وبتحریک الشین الحرکة، وفی (النهایة) الخشفة بالفتح والسکون الحرکة اهـ. والمراد هنا صوت النعل الناشیء من حرکة الماشی (فقلت: من هذا)؟ أی المتحرک أو صاحب الحرکة (قال) أی: قائل من جبریل أو غیره من الملائکة أو خزان الجنة (مرقاة المفاتیح، ج ۹ ص ۳۸۹۵، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضی الله عنه)

[1] جاریة لعساء، إذا کان فی لونها أدنی سواد وشربة من الحمرة. فإذا قیل: لعساء الشفة فهو علی ما فسره (النهایة فی غریب الحدیث والاثر، ج ۴ ص ۲۵۳، حرف اللام، باب اللام مع العین، مادة "لعس")

www.idaraghufran.org

لئے ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی زید بن حارثہ کو خوش خبری سنائی (طبری، بیہقی)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوجعفر رازی پائے جاتے ہیں، محدثین نے ان کے حافظہ میں کمزوری کا حکم لگایا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کی طویل حدیث میں معراج کے علاوہ دیگر باتیں داخل ہوگئی ہیں، جس کی تفصیل آگے خاتمہ میں ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت'' کے ذیل میں آتی ہے۔ [1]

لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ دوسری سند سے مروی ہے، اگرچہ اس میں معراج کی صراحت نہیں۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِجَارِيَةٍ ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ يَا جَارِيَةُ ؟ قَالَتْ: لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ

---

[1] قال فيه الحافظ ابن كثير: والظاهر أنه سيء الحفظ، ففيما تفرد به نظر (تفسير ابن كثير، سورة الإسراء) هذا حديث غريب عجيب حذفت نحو النصف منه، رواه يحيى بن أبى طالب، عن عبد الوهاب، وهو صدوق، عن راشد الحمانى، وهو مشهور، روى عنه حماد بن زيد، وابن المبارک، وقال أبوحاتم: صالح الحديث، عن أبى هارون عمارة بن جوين العبدى، وهو ضعيف شيعى .وقد رواه عن أبى هارون أيضا هشيم، ونوح بن قيس الحدانى بطوله نحوه، حدث به عنهما قتيبة بن سعيد. ورواه سلمة بن الفضل، عن ابن إسحاق، عن روح بن القاسم، عن أبى هارون العبدى بطوله .ورواه أسد بن موسى، عن مبارک بن فضالة .ورواه عبد الرزاق، عن معمر .والحسن بن عرفة، عن عمار بن محمد، كلهم عن أبى هارون، وبسياق مثل هذا الحديث صار أبو هارون متروكا (سير اعلام النبلاء للذهبى، ج ا ص ۲۲۵، ۲۲۶، السيرة النبوية، ذكر معراج النبى صلى الله عليه وسلم إلى السماء)

أبو جعفر الرازى عيسى بن ماهان.....قال يحيى بن معين :ثقة.وقال أبو حاتم :ثقة صدوق.وقال أحمد بن حنبل والنسائى وغيرهما :ليس بالقوى.وقال أبو زرعة :يهم كثيرا.وقال ابن المدينى :هو عيسى بن أبى عيسى، ثقة، كان يخلط.وقال مرة :يكتب حديثه، إلا أنه يخطء .وقال حنبل، عن أحمد :صالح الحديث .وروى عبدالله بن على بن المدينى، عن أبيه، قال :هو نحو موسى بن عبيدة.وروى محمد بن عثمان بن أبى شيبة، عن ابن المدينى، قال :كان عندنا ثقة .وقال عمرو بن على :فيه ضعف.وقال الساجى :صدوق، ليس بمتقن (سير اعلام النبلاء، ج۷ ص ۳۴۶، ۳۴۷ ملخصاً، تحت ترجمة ''أبو جعفر الرازى عيسى بن ماهان'' رقم الترجمة ۱۲۷)

www.idaraghufran.org

اللّٰهُ عَنْهُ ، فَبَشَّرَهُ بِهَا حِيْنَ أَصْبَحَ (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم، رقم الحدیث ۲۵۶، ج ۱ ص ۱۹۸، ومن ذکر زید بن حارثة بن شراحیل بن کعب)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا، تو میں نے ایک لڑکی کو دیکھا، تو میں نے کہا کہ اے لڑکی تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی حضرت زید بن حارثہ کو صبح ہونے پر بشارت سنائی (الآحاد المثانی)

اس حدیث کو ابنِ عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں زید بن حارثہ اور جعفر اور ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہم کو جنت میں شراب سے سیراب ہوتے ہوئے دیکھنے کا ذکر ہے۔ [2]

فائدہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں، اور حضرت جعفر اور ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہما نے بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ نعمت عطا فرمائی۔

---

[1] أخبرنا أبو سهل بن سعدويه أنا أبو الفضل الرازی أنا جعفر بن عبد الله أنا محمد بن هارون نا محمد بن إسحاق أنا إبراهيم بن عرعرة نا زيد بن الحباب حدثنی حسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن أبيه أن رسول الله ص – قال دخلت الجنة فاستقبلتنی جارية شابة فقلت لمن أنت قالت أنا لزيد بن حارثة (تاريخ دمشق لابنِ عساكر، ج ۱۹ ص ۳۷۱، رقم الترجمه ۲۳۳۳، تحت ترجمة "زيد بن حارثة بن شراحيل")

قال الالبانی: دخلت الجنة فاستقبلتنی جارية شابة، فقلت :لمن أنت؟ قالت :أنا لزيد بن حارثة ."
رواه ابن عساكر ( 6/ 399 / 2 ) من طريقين عن زيد بن الحباب حدثنی حسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن أبيه مرفوعا.

قلت :وهذا سند صحيح على شرط مسلم .والحديث عزاه فی "الجامع "للرويانی والضياء فی " المختارة "عن بريدة (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۸۵۹)

[2] وحدثنا أبو جعفر أحمد بن يحيى الحلوانی قال: حدثنا الهيثم بن خارجة قال: حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر , عن أبيه , عن أبی يحيى سليم بن عامر قال: سمعت أبا أمامة وهو يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم , قال: " ثم انطلق بی , يعنی: فی الجنة , حتى أشرفت على ثلاثة يشربون من خمر لهم , قال: قلت: من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء زيد بن حارثة وجعفر وابن رواحة رضی الله عنهم (الشريعة للآجری، رقم الحديث ۱۷۲۰، كتاب جامع فضائل أهل البيت رضی الله عنهم، باب فضل جعفر بن أبی طالب رضی الله عنه)

www.idaraghufran.org

# اہم بات

آخر میں ایک ایسی اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے، جو معراج کے تقریباً تمام واقعات وحالات سے قدرِ مشترک کے طور پر معلوم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ آج کل بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عالمُ الغیب ہونے کی نسبت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام غیب کی باتوں کا علم تھا، حالانکہ یہ بات درست نہیں، عالمُ الغیب تو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور مشیّت سے جتنا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمادیا، اتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حاصل ہوگیا، اور جتنا علم عطا نہیں فرمایا، اتنا علم حاصل نہیں ہوا۔

جس کی تائید معراج کے واقعات وحالات سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ جگہ جبریل علیہ السلام سے مختلف چیزوں کے بارے میں سوالات کئے، اور معلومات حاصل کیں۔

پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام غیب کی باتوں کا علم دیا جاتا، تو بار بار ان سوالات ومعلومات کے حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟؟

**فقط، وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.**

محمد رضوان خان

۱۱/ رجب ۱۴۲۳ھ 18/ ستمبر 2002ء بروز جمعرات۔

اضافہ واصلاح: ۶/ رمضان ۱۴۲۷ھ بمطابق 30/ ستمبر 2006ء بروز جمعرات

اضافہ واصلاح بارِ دوم: ۲۹/ ربیع الاول/ ۱۴۳۲ھ 05/ مارچ/ 2011ء بروز ہفتہ

اضافہ واصلاح بارِ سوم:

29/ رمضان المبارک/ 1440 ہجری۔ 04/ جون/ 2019 عیسوی، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(خاتمہ)

# معراج سے متعلق چند روایات کی اسنادی حیثیت

اس سے پہلے مختلف احادیث وروایات کی روشنی میں معراج سے متعلق واقعات کو ذکر کیا جا چکا ہے۔

اب معراج سے متعلق کچھ ایسی احادیث وروایات اور واقعات پر کلام کیا جاتا ہے، جن کی اسناد، یا تو سرے سے ثابت نہیں، یا پھر ان کی اسنادی حیثیت غیر معمولی ضعیف، یا جھوٹی ہے، یا کم از کم ضعیف ہے، جن پر عقیدہ رکھنا درست نہیں، لیکن کچھ عرصہ سے بعض کتابوں میں اور بعض قصہ گو واعظین کی طرف سے منبر ومحراب میں اس طرح کی احادیث وروایات کو خوب شد ومد اور زور شور سے نقل وبیان کرنے کا سلسلہ دیکھنے اور سننے کو ملا، جس پر افسوس ہوا کہ صحیح اور مستند احادیث وروایات کو نظر انداز کر کے اس قسم کی احادیث وروایات کا سہارا پکڑا جاتا ہے، اور ان کے مطابق عوام کے عقائد بنائے، یا بگاڑے جاتے ہیں، جو کہ محدثین وفقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ جس حدیث کی جو سندی حیثیت ہے، اس کو اپنے درجہ پر رکھا جائے، نہ تو اس کو اپنے درجہ سے بڑھایا جائے اور نہ ہی اپنے درجہ سے گھٹایا جائے۔

اس مقصد کے لیے بندہ نے اس قسم کی احادیث وروایات اور واقعات کو بطور خاتمہ کے جمع کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی اسنادی حیثیت پر اپنی حسبِ حیثیت روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اس مضمون کو ملاحظہ کر کے ممکن ہے کہ بعض اصحابِ علم، یا عوام کو اس طرح کی احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت، یا اِن پر تبصرہ کو ملاحظہ کر کے کچھ ناگواری ہو، جن کو انہوں نے اب سے پہلے تک صحیح، یا معتبر سمجھا ہو، اور اس کے مطابق عقیدہ رکھا ہو، لیکن کسی بات کے ناگوار ہونے

سے اس کا غلط اور خلافِ واقعہ ہونا لازم نہیں آتا، اسی لیے احادیث میں کسی ملامت کرنے والے کے خوف کے بغیر، حق کہنے کا حکم آیا ہے، اگرچہ وہ دوسروں کو کڑوا محسوس ہو۔ [1]

اگر نیک نیتی اور آخرت کو سامنے اور بطورِ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی غیر تحقیقی بات کے منسوب کرنے کے گناہ کو ملحوظ رکھا جائے گا، تو اس قسم کی ناگواری کا علاج ممکن ہوگا اور حق بات کو قبول کرنے میں آسانی پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## معراج سے متعلق ابنِ ابی لیلیٰ کی ایک روایت

امام طبرانی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی سند سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ:

''جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لائے، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے سوار کیا، اور وہ براق آپ کو لے کر چلنے لگا، پھر وہ جب کسی نشیبی جگہ میں پہنچتا، تو اس کے اگلے پاؤں لمبے اور پچھلے پاؤں چھوٹے ہو جاتے تھے، اور یہ حالت اس وقت تک رہتی تھی، جب تک ہموار جگہ میں نہیں پہنچ جاتا تھا، اور جب وہ کسی اونچی جگہ میں پہنچتا، تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے اور پچھلے پاؤں لمبے ہو جاتے تھے، اور یہ حالت اس وقت تک رہتی تھی، جب تک ہموار جگہ میں نہیں پہنچ جاتا تھا۔

---

[1] عن أبی ذر، قال: أمرنی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع: " أمرنی بحب المساکین، والدنو منهم، وأمرنی أن أنظر إلی من هو دونی، ولا أنظر إلی من هو فوقی، وأمرنی أن أصل الرحم وإن أدبرت، وأمرنی أن لا أسأل أحدا شیئا، وأمرنی أن أقول بالحق وإن کان مرا، وأمرنی أن لا أخاف فی اللہ لومة لائم(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۴۱۵)

قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن من أجل سلام أبی المنذر –وهو ابن سلیمان المزنی– فهو صدوق حسن الحدیث، وقد توبع، وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الصحیح(حاشیة مسند احمد)

اور جب بلند جگہ پر پہنچتا تھا، تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جاتے تھے، اور پچھلے پاؤں لمبے ہو جاتے تھے، یہاں تک کہ ہموار جگہ تک نہیں پہنچ جاتا تھا، پھر آپ کے دائیں طرف ایک شخص برآمد ہوا، جو آپ کو پکار رہا تھا، جبریلِ امین نے فرمایا کہ آپ چلتے رہیں، اور کسی سے کلام نہ کریں، پھر دائیں طرف ایک شخص برآمد ہوا، جو آپ کو پکار رہا تھا، جبریلِ امین نے فرمایا کہ آپ چلتے رہیں، اور کسی سے کلام نہ کریں، پھر آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل عورت ظاہر ہوئی ، پھر آپ کو جبریلِ امین نے فرمایا کہ راستے میں دائیں طرف پکارنے والا یہودی تھا، جو آپ کو اپنے دین کی طرف دعوت دے رہا تھا، اور بائیں طرف پکارنے والا عیسائی تھا، جو آپ کو اپنے دین کی طرف دعوت دے رہا تھا، اور وہ حسین وجمیل عورت دنیا تھی، جو آپ کو اپنی طرف دعوت دے رہی تھی۔

پھر ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے، تو وہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا: مرحبا محمد نبی اُمی، اور اُن لوگوں میں ایک بوڑھے شخص بھی تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں، پھر سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے کہا کہ موسیٰ، پھر سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم، پھر نماز کھڑی کی گئی، تو انہوں نے ایک دوسرے کو آگے کرنا چاہا، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کے لیے آگے کیا، پھر چند مشروب لائے گئے، جن میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو اختیار کیا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو حاصل کیا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ کھڑے ہو جائیں، اور میرے ساتھ (آسمان پر) اپنے رب کی طرف تشریف لے چلیں۔

پھر اس روایت کے آخر میں پچاس نمازوں کے فرض ہونے اور موسیٰ علیہ السلام

سے مذاکرے کے بعد پانچ نمازوں کی فرضیت باقی رہنے کا ذکر ہے"۔ [1]

مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں فرمایا کہ ایک تو یہ روایت مرسل ہے، اور اسی کے ساتھ اس میں "محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ" راوی "ضعیف" ہیں۔ [2]

---

[1] حدثنا علی بن سعید الرازی قال :نا الحسین بن عیسی بن میسرة الرازی قال :نا هارون بن المغیرة قال :نا عنبسة بن سعید، عن ابن أبی لیلی، عن أخیه عیسی، عن أبیه عبد الرحمن بن أبی لیلی، أن جبریل، أتی النبی صلی الله علیه وسلم بالبراق، فحمله بین یدیه، وجعل یسیر به، فإذا بلغ مکانا مطاطیا طالت یداها وقصرت رجلاها حتی تستوی به، وإذا بلغ مکانا مرتفعا قصرت یداها وطالت رجلاها حتی تستوی، ثم عرض له رجل عن یمین الطریق، فجعل ینادیه :یا محمد إلی الطریق مرتین، فقال جبریل :امض ولا تکلم أحدا ثم عرض له رجل عن یسار الطریق وحده فقال له: إلی الطریق یا محمد مرتین، فقال له جبریل :امض ولا تکلم أحدا، ثم عرضت له امرأة حسناء جملاء فقال له جبریل :هل تدری من الرجل الذی عن یمین الطریق؟، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم :لا قال :تلک الیهود، دعتک إلی دینهم، ثم قال :هل تدری من الرجل الذی دعاک علی یسار الطریق؟ قال لا قال تلک النصاری دعتک إلی دینهم، هل تدری من المرأة الحسناء الجملاء ؟ قال :تلک الدنیا، تدعوک إلی نفسها، ثم انطلقنا حتی أتینا بیت المقدس، فإذا هو بنفر جلوس، فقالوا حین أبصروه :مرحبا بمحمد النبی الأمی، وإذا فی النفر الجلوس شیخ، فقال محمد صلی الله علیه وسلم :من هذا؟ قال :هذا أبوک إبراهیم، ثم سأله فقال :من هذا؟ قال :موسی، ثم سأله من هذا؟ قال :هذا عیسی ابن مریم، ثم أقیمت الصلاة، فتدافعوا حتی قدموا محمدا صلی الله علیه وسلم ثم أتوا بأشربة فاختار محمد اللبن، فقال له جبریل :أصبت الفطرة ثم قیل له :قم معی إلی ربک، فقام، فدخل، ثم جاء فقال له :ماذا صنعت قال :فرضت علی أمتی خمسون صلاة قال له موسی :ارجع إلی ربک فسله التخفیف لأمتک، فإنک لا تطیق هذا فرجع، ثم جاء فقال له موسی :ماذا صنعت؟ قال :ردها إلی خمس وعشرین صلاة ، فقال له موسی :ارجع إلی ربک، فسله التخفیف لأمتک، فإن أمتک لا تطیق هذا، فرجع، ثم جاء حتی ردها إلی خمس، فقال له موسی :ارجع إلی ربک، فسله التخفیف لأمتک، فقال :قد استحییت من ربی ما أراجعه، وقد قال لی :لک بکل ردة رددتها مسألة أعطیکها.

لا یروی هذا الحدیث عن ابن أبی لیلی إلا بهذا الإسناد، تفرد به :هارون بن المغیرة.(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۸۷۹، ج۴ص۱۶۵ الی ۱۶۷، باب العین، من اسمهٗ علی)

[2] رواه الطبرانی فی الأوسط هکذا مرسلا، وقال :لا یروی عن ابن أبی لیلی إلا بهذا الإسناد ومع الإرسال فیه محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی، وهو ضعیف (مجمع الزوائد،باب منه فی الإسراء، تحت رقم الحدیث ۲۴۱)

www.idaraghufran.org

# معراج سے متعلق شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

''ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو معراج کی رات میں کس طرح سیر کرائی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں نے اپنے صحابہ کو مکہ میں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر میرے پاس جبریل سفید سواری کو لے کر آئے، جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی، پھر فرمایا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں، مجھے اس پر سوار ہونا دشوار معلوم ہوا، تو جبریلِ امین نے اس کے کان سے پکڑ کر مجھے اس پر سوار کر دیا، پھر اس نے چلنا شروع کیا، وہ اپنے قدم حدِ نظر پر رکھتا تھا۔

یہاں تک کہ ہم بہت کھجوروں والی زمین میں پہنچے، جبریلِ امین نے مجھے براق سے نیچے اتارا، اور فرمایا کہ نماز پڑھئے، تو میں نے نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ اللہ اعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے یثرب میں نماز پڑھی، آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی، پھر وہ براق روانہ ہوا، ہمیں اتنی تیزی سے لے جا رہا تھا کہ اس کی حدِ نظر پر اس کے قدم پڑتے تھے۔

پھر ہم ایک جگہ پہنچے، تو جبریلِ امین نے کہا کہ اتر جائیے، تو میں اتر گیا، پھر جبریلِ امین نے کہا کہ نماز پڑھئے، تو میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، تو جبریلِ امین نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی، میں نے کہا کہ اللہ اعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے مدین میں نماز پڑھی، آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے قریب نماز پڑھی (جہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہم

کلامی کا شرف حاصل کیا تھا)

پھر ہم چلے اور براق ہمیں اتنی تیزی سے لے جا رہا تھا کہ اس کی حدِ نظر پر اس کے قدم پڑتے تھے، پھر ہم ایک زمین پر پہنچے، جہاں سے ہمیں بلند عمارات نظر آئیں، تو جبریلِ امین نے کہا کہ اتریئے، تو میں اتر گیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ نماز پڑھیئے، تو میں نے نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ اللہ اعلم، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے بیتِ لحم میں نماز پڑھی، جہاں عیسیٰ مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔

پھر ہم بیت المقدس میں داخل ہوئے، اور اس سواری کو باندھ دیا، پھر میں نے نماز پڑھی، پھر دو برتن لائے گئے، جن میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا، میں نے دودھ کو لے لیا، اور اس کو پی لیا۔

(پھر اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ) ہم فلاں فلاں جگہ سے قریش کے اونٹوں کے قافلے قریب سے گزرے، جن کا اونٹ گم ہو گیا تھا، پھر میں نے ان کو سلام کیا، ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو محمد کی آواز ہے، پھر میں صبح ہونے سے پہلے مکہ میں اپنے اصحاب کے پاس آ گیا، پھر میرے پاس ابوبکر آئے، اور انہوں نے کہا کہ رات آپ کہاں تھے؟ میں نے آپ کو آپ کی جگہ میں تلاش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات بیت المقدس میں گیا تھا، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو ایک مہینے کی مسافت پر ہے، آپ میرے سامنے بیت المقدس کی کچھ صفات بیان کیجیے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر چیزیں کھول دیں، جس کے متعلق بھی لوگ مجھ سے سوال کرتے تھے، میں ان کو جواب دیتا تھا، جس پر ابوبکر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

تو مشرکین نے کہا کہ دیکھو ابو کبشہ کی طرف، یہ گمان کرتا ہے کہ وہ (رات کے وقت) بیت المقدس میں گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک گیا تھا، اور میں تمہارے فلاں جگہ اس اس طرح کے قافلے کے قریب سے بھی گزرا تھا، جن کا فلاں فلاں جگہ میں اونٹ گم ہو گیا تھا، اور میں اُن کے قریب سے گزرا تھا، اور قافلے کے لوگ فلاں فلاں جگہ ٹھہرے تھے، اور وہ تمہارے پاس فلاں فلاں دن تک پہنچ جائیں گے، جن کے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہوگا، جس کے اوپر ایک سیاہ ٹاٹ (گرم کپڑا) پڑا ہوا ہے، اس پر دو بورے لدے ہیں۔ پھر جب وہ دن آیا (جس دن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی) تو لوگوں نے دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر کے وقت کے قریب ہو گیا، تو وہ قافلہ پہنچ گیا، اُن کے آگے اسی طرح کا اونٹ تھا، جس طرح کا اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا"۔ [1]

---

[1] حدثنا عبد الله بن أحمد بن شبويه، قال :نا إسحاق بن إبراهيم الحمصي، قال :نا عمرو بن الحارث، قال :حدثني عبد الله بن سالم، عن الزبيدي، قال :حدثني الوليد بن عبد الرحمن، أن جبير بن نفير، حدثه قال :نا شداد بن أوس، رضي الله عنه قال :قلنا يا رسول الله، كيف أسرى بك ليلة أسرى بك؟، قال " :صليت لأصحابي صلاة العتمة بمكة معتما، فأتاني جبريل بدابة بيضاء فوق الحمار ودون البغل، فقال :اركب، فاستصعبت علي، فأدارها بأذنها حتى حملتني عليها، فانطلقت تهوى بنا تضع حافرها حيث أدرك طرفها.

حتى انتهينا إلى أرض ذات نخل، فقال :انزل فنزلت، ثم قال :صل فصليت ثم ركبنا، فقال لي: أتدري أين صليت؟، قلت :الله أعلم، قال :صليت بيثرب صليت بطيبة، ثم انطلقت تهوى بنا تضع حافرها حيث أدرك طرفها.

حتى بلغنا أرضا بيضاء ، فقال لي :انزل فنزلت، ثم قال لي :صل فصليت ثم ركبنا، فقال :تدري أين صليت؟، قلت :الله أعلم، قال :صليت بمدين صليت عند شجرة موسى.

ثم انطلقت تهوى بنا تضع حافرها أو يقع حافرها حيث أدرك طرفها، ثم ارتفعنا، فقال :انزل فنزلت، فقال :صل فصليت ثم ركبنا، فقال لي :أتدري أين صليت؟، قلت :الله أعلم، قال :صليت ببيت لحم حيث ولد المسيح عيسى ابن مريم.

ثم انطلق بي حتى دخلنا المدينة من بابها الثامن، فأتى قبلة المسجد فربط دابته، ودخلنا المسجد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مشرکین نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو کبشہ کہا، تو وہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور عیب لگانے کے طور پر کہا، کیونکہ ابو کبشہ جاہلیت کے زمانے میں ایک ایسا شخص تھا، جس نے اپنے آباء واجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا تھا۔

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے گمان میں ایسا سمجھ کر ابو کبشہ کہا۔ [1]

امام بیہقی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور اس کے

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من باب فيه تميل الشمس والقمر، فصليت من المسجد حيث شاء الله، هكذا قال ابن زبرق، ثم أتيت بإناء ين فى أحدهما لبن وفى الآخر عسل أرسل إلى بهما جميعا، فعدلت بينهما، ثم هدانى الله له، فأخذت اللبن فشربت حتى قرعت به جبينى، وبين يدى شيخ متكء، فقال :أخذ صاحبک الفطرة، أو قال :بالفطرة، ثم انطلق بى حتى أتينا الوادى الذى بالمدينة، فإذا جهنم تنكشف عن مثل الزربى "، قلنا :يا رسول الله، كيف وجدتها؟، قال :مثل ، وذكر شيئا ذهب عنى، "ثم مررنا بعير لقريش بمكان كذا وكذا قد أضلوا بعيرا لهم، فسلمت عليهم، فقال بعضهم هذا صوت محمد، ثم أتيت أصحابى قبل الصبح بمكة، فأتانى أبو بكر فقال :يا رسول الله، أين كنت الليلة؟، فقد التمستک فى مكانک، فقال :إنى أتيت بيت المقدس الليلة، فقال :يا رسول الله، إنه مسيرة شهر فصفه لى، ففتح لى شراک كأنى أنظر إليه، لا يسألونى عن شيء إلا أنبأتهم عنه، فقال :أبو بكر أشهد أنک رسول الله.

فقال المشركون :انظروا إلى أبى كبشة يزعم أنه أتى بيت المقدس الليلة، قال :نعم وقد مررت بعير لكم بموضع كذا وكذا، قد أضلوا بعيرا لهم بمكان كذا وكذا ، وأنا مسيرهم لكم ينزلون بكذا وكذا، ثم يأتونكم يوم كذا وكذا يقدمهم جمل أدم، عليه مسح أسود وغرارتان سوداوان "، فلما كان ذلک اليوم أشرف الناس ينظرون، حتى كان قريبا من نصف النهار حتى أقبلت العير، يقدمهم ذلک الجمل كالذى وصف رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن شداد بن أوس عن النبى صلى الله عليه وسلم إلا بهذا الإسناد(مسند البزار، رقم الحديث ۳۴۸۴،مسند شداد بن أوس عن النبى صلى الله عليه وسلم، المعجم الكبير، رقم الحديث ۷۱۴۲، ج۷ص ۲۸۲، ۲۸۳ ، دلائل النبوة للبيهقى، ج۲ص ۳۵۵ الى ۳۵۷،باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى)

[1] (ابن أبى كبشة) تعريض بالنبى صلى الله عليه وسلم فإن أبا كبشة كان رجلا فى الجاهلية ترک دين آبائه وعبد الشعرى، فكذلک النبى صلى الله عليه وسلم.انتقل إلى دين آخر وترک دين آبائه، -والعياذ بالله مما أرادوه ، وقيل :إن أبا كبشة أحد أجداده، وعادة العرب إذا انتقصت أحدا نسبت إلى جد غامض (فيض البارى شرح البخارى، ج ا ص ۱۱۸ ، كتاب بدء الوحى، ذكر حديث هرقل)

www.idaraghufran.org

علاوہ دوسری احادیث میں یہ باتیں متفرق طور پر آئی ہیں۔ [1]

علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس میں ایک راوی ''اسحاق بن ابراہیم'' پائے جاتے ہیں، جن کو ابنِ معین نے ثقہ قرار دیا ہے، اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

''اسحاق بن ابراہیم'' راوی کے متعلق اختلاف ہے، ابنِ معین نے ان کو قوی قرار دیا، اور ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا، اور امام نسائی نے فرمایا کہ جب یہ ''عمرو بن حارث'' سے روایت کریں، تو ثقہ نہیں ہوتے، اور ان کو ''محمد بن عوف حمصی'' نے جھوٹا قرار دیا، اور اس روایت کے ایک دوسرے راوی ''عمرو بن حارث حمصی'' کو ابنِ حبان نے ''ثقہ اور مستقیم الحدیث'' قرار دیا ہے، اور علامہ ذہبی نے ''غیر معروف العدالة'' قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] هذا إسناد صحيح وروى ذلك مفرقا فى أحاديث غيره ونحن نذكر من ذلك إن شاء الله تعالى ما حضرنا (دلائل النبوة للبيهقى، ج۲ ص۳۵۷، جماع أبواب المبعث، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى)

[2] رواه البزار والطبرانى فى الكبير، إلا أن الطبرانى قال فيه " :قد أخذ صاحبك الفطرة، وإنه لمهدى .وقال فى وصف جهنم كيف وجدتها؟ قال :مثل الحمة السخنة ."وفيه إسحاق بن إبراهيم بن العلاء ، وثقه يحيى بن معين، وضعفه النسائى(مجمع الزوائد ، ج ا ص۷۴، تحت رقم الحديث ۲۳۶)

[3] قال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتى:

حديث شداد بن أوس قال :يا رسول الله، كيف أسرى بك؟ قال " :صليت صلاة العتمة بمكة فأتانى جبريل بدابة "فذكر الحديث فى مجيئه بيت المقدس وما وقع له فيه، قال " :ثم انصرف بى فمررنا بعير لقريش بمكان كذا "فذكره، قال " :ثم أتيت أصحابى قبل الصبح بمكة."

قال الحافظ :أخرجه البزار والطبرانى وصححه البيهقى فى "الدلائل."

وقال :ووقع فى حديث شداد بن أوس عند البزار والطبرانى ما يؤيد الاحتمال الأول ففيه "ثم مررت بعير لقريش "فذكر القصة "ثم أتيت أصحابى بمكة قبل الصبح، فأتانى أبو بكر فقال :أين كنت الليلة؟ فقال :إنى أتيت بيت المقدس، فقال :إنّه مسيرة شهر، فصفه لى، قال :ففتح لى شراك كأنى أنظر إليه لا يسألنى عن شىء إلا أنبأته عنه"

وقال :وفى حديث شداد بن أوس "فصليت من المسجد حيث شاء الله وأخذنى من العطش أشدّ ما أخذنى فأتيت بإناءين أحدهما لبن والآخر عسل فعدلت بينهما ثم هدانى الله فأخذت اللبن، فقال شيخ بين يدى يعنى لجبريل :أخذ صاحبك الفطرة"

وقال :وفى حديث شداد بن أوس "فإذا جهنم تكشف عن مثل الزرابى ووجدتها مثل الحمة السخنة."وزاد فيه" :أنّه رآها فى وادى بيت المقدس "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ کثیر نے فرمایا کہ:

''اس بات میں شک نہیں کہ یہ حدیث مختلف اشیاء پر مشتمل ہے، جن میں سے بعض صحیح ہیں، جیسا کہ بیہقی نے ذکر فرمایا، اور بعض باتیں منکر ہیں، جیسا کہ بیتِ لحم میں نماز پڑھنا، اور حضرت صدیقِ اکبر کا بیت المقدس کی صفات کے متعلق سوال کرنا، اور اس کے علاوہ بعض دوسری چیزیں'' [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه البزار (3484) وابن أبى حاتم فى "تفسيره "(تفسير ابن كثير 14 /3) والطبرانى فى "الكبير "(7142) وفى "مسند الشاميين "(1894) والبيهقى فى "الدلائل "(356 - 355 /2) وأبو القاسم الأصبهانى فى "الدلائل "(206) والضياء المقدسى فى "فضائل بيت المقدس "(54) من طرق عن إسحاق بن إبراهيم بن العلاء بن الضحاك الزُّبيدى الحمصى ثنا عمرو بن الحارث عن عبد الله بن سالم الأشعرى عن محمد بن الوليد بن عامر الزبيدى ثنا الوليد بن عبد الرحمن الجُرَشى أنّ جبير بن نفير حدثه قال :ثنا شداد بن أوس قال :قلنا: يا رسول الله، كيف أسرى بك ليلة أسرى بك؟ قال "صليت لأصحابى صلاة العتمة بمكة معتماً فأتانى جبريل بدابة بيضاء فوق الحمار ودون البغل وذكر الحديث بطوله.

قال البزار :وهذا الحديث لا نعلمه يُروى عن شداد عن النبى -صلى الله عليه وسلم - إلا بهذا الإسناد"وقال البيهقى :هذا إسناد صحيح"

وقال أبو القاسم الأصبهانى :هذا حديث شامى الطريق واضح الإسناد"

قلت :إسحاق بن إبراهيم مختلف فيه :قواه ابن معين، وضعفه أبو داود، وقال النسائى : ليس بثقة إذا روى عن عمرو بن الحارث، وكذبه محمد بن عوف الحمصى.

وعمرو بن الحارث الحمصى ذكره ابن حبان فى "الثقات "وقال :مستقيم الحديث وقال الذهبى :غير معروف العدالة .والباقون ثقات(أنِيسُ السَّارى تخريج احاديث فتح البارى، ج۵،ص ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، تحت رقم الحديث ۲۳۳۸،حرف الصاد)

[1] هكذا رواه البيهقى من طريقين عن أبى إسماعيل الترمذى، به . ثم قال بعد تمامه" :هذا إسناد صحيح، وروى ذلك مفرقًا فى أحاديث غيره، ونحن نذكر من ذلك إن شاء الله ما حضرنا ."ثم ساق أحاديث كثيرة فى الإسراء كالشاهد لهذا الحديث .وقد روى هذا الحديث عن شداد بن أوس بطوله الإمام أبو محمد عبد الرحمن بن أبى حاتم فى تفسيره، عن أبيه، عن إسحاق بن إبراهيم بن العلاء الزبيدى، به .ولا شك أن هذا الحديث -أعنى الحديث المروى عن شداد بن أوس -مشتمل على أشياء منها ما هو صحيح كما ذكره البيهقى، ومنها ما هو منكر، كالصلاة فى بيت لحم، وسؤال الصديق عن نعت بيت المقدس، وغير ذلك .والله أعلم(تفسير ا بن كثير، ج۵ص ۲۴، سورة الاسراء ، رواية شداد بن اوس)

www.idaraghufran.org

# قرضِ حسنہ دینے کی فضیلت کو لکھا ہوا دیکھنے کی روایت

سنن ابنِ ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

''جس رات مجھے معراج کرائی گئی، تو میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کی جزاء اس کے دس گنا ملتی ہے، اور قرضِ حسن کا بدلہ اس کے اٹھارہ گنا زیادہ ملتا ہے، میں نے جبریلِ امین سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ قرض کی فضیلت صدقے سے بھی زیادہ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات سائل کے پاس کچھ ہوتا ہے، مگر پھر بھی وہ صدقہ کا سوال کرتا ہے، جبکہ قرض مانگنے والا اسی وقت قرض مانگتا ہے، جبکہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو (لہٰذا قرضِ حسنہ صدقہ سے افضل ہے''۔ [1]

مذکورہ حدیث ''میں خالد بن یزید'' راوی پر محدثین نے جرح کی ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا عبيد الله بن عبد الكريم، حدثنا هشام بن خالد، حدثنا خالد بن يزيد (ح) وحدثنا أبو حاتم، حدثنا هشام بن خالد، حدثنا خالد بن يزيد بن أبي مالك ، عن أبيه عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " رأيت ليلة أسرى بي على باب الجنة مكتوبا: الصدقة بعشر أمثالها، والقرض بثمانية عشر، فقلت: يا جبريل ما بال القرض أفضل من الصدقة؟ قال: لأن السائل يسأل وعنده، والمستقرض لا يستقرض إلا من حاجة (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۳۱)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لضعف خالد بن يزيد بن أبي مالك .عبيد الله بن عبد الكريم: هو أبو زرعة الرازي الحافظ.وأخرجه ابن حبان في "المجروحين284 /1 "، والطبراني في "الأوسط(6719) "، وفي "مسند الشاميين (1614 /4) "، وابن عدي في "الكامل /3" 883، وأبو نعيم في "الحلية333 - 8 /332 "، والبيهقي في "الشعب(3566) "، وابن الجوزي في "العلل المتناهية (990) "من طريق هشام بن خالد، بهذا الإسناد.وله شاهد ضعيف من حديث أبي أمامة عند الطيالسي (1141)، والطبراني (7976)، والبيهقي في "الشعب (3564) "و (3565)، وابن الجوزي في "العلل المتناهية .(989) " (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں داخل ہونے کے بعد، اس کے دروازے پر صدقے کے اجر کے دس گنا دیکھنے اور قرض کے اجر کے اٹھارہ گنا دیکھنے کی حدیث ایک دوسری سند

---

[1] ( رأيت ليلة أسرى بي مكتوباً على باب الجنة :الصدقة بعشر أمثالها ، والقرض بثمانية عشر ، فقلت لجبريل :ما بال القرض أفضل من الصدقة ؟ قال :لأن السائل يسأل وعنده شيء ، والمستقرض لا يستقرض إلا من حاجة ).

ضعيف جداً

رواه ابن ماجه (81 /2) ، وأبو القاسم الشهرزوري في "الأمالي"(2 /179) ، ومحمد بن سليمان الربعي في "جزء من حديثه "(1 /218) ، وابن عدى (2 /114) ، وابن الجوزي في "العلل المتناهية"(990 /112 /2) ، وعنه البيهقي في "الشعب"(3/ 3566 /285) ، وأبو نعيم في "جزء من الأمالي "(2 /2) عن خالد بن يزيد ، عن أبيه ، عن أنس مرفوعاً .وقال أبو نعيم ":هذا الحديث إنما يعرف من حديث يزيد بن أبي مالك ، ولم يروه عنه إلا ابنه خالد. "

قلت :وهو ضعيف ، وقد اتهمه ابن معين ؛ كما قال الحافظ في "التقريب. "

وأبوه فيه ضعف من قبل حفظه ، وقال ابن الجوزي ":وهذا لا يصح ، قال أحمد :خالد ليس بشيء ، وقال النسائي :ليس بثقة. "

قلت :والحديث عزاه السيوطي في "الجامع "(رقم-2961ضعيف الجامع) للطبراني من حديث أبي أمامة !وهو من أوهامه ، فاتني أن عليه هنا في "ضعيف الجامع "، كما فات ذلك المناوي ؛ فإنه عند الطبراني في "الكبير"(7976) مختصر بلفظ ":دخل رجل الجنة ، فرأى على بابها مكتوباً :الصدقة بعشر أمثالها ، والقرض بثمانية عشر ." ثم خرجته في الصحيحة (3407)ولفظه في "الجامع": "دخلت الجنة فرأيت على بابها :الصدقة بعشرة ، والقرض بثمانية عشر ، فقلت :يا جبريل !كيف صارت الصدقة بعشرة والقرض بثمانية عشر ؟ قال :لأن الصدقة تقع في يد الغني والفقير ، والقرض لا يقع إلا في يد من يحتاج إليه. "

وإنما رواه بهذا اللفظ والتمام ابن الجوزي في "العلل "(989 /112 /2) ، وقال ":لا يصح ، قال يحيى :مسلمة بن علي ؛ ليس بشيء ، وقال الرازي :لا يشتغل به .وقال ابن حبان :يقلب الأسانيد ، ويروى عن الثقات ما ليس من أحاديثهم توهماً. "

وذكره بنحو هذا اللفظ وبتمامه الدكتور البوطي في كتابه "قبس من نور محمد -صلى الله عليه وسلم "-(1701) معزواً للطبراني أيضاً ، وقلده في ذلك المسمى عزالدين بليق في كتابه "منهاج الصالحين "(849) ، وكم في هذين الكتابين من أوهام وأكاذيب ، وأحاديث ضعيفة وموضوعة ، أنا الآن في صدد بيانها رداً على بليق في (جريدة الرأى) الأردنية (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣٦٣٧)

www.idaraghufran.org

کے ساتھ مروی ہے، مگر اس میں معراج کا ذکر نہیں۔ [1]
اس دوسری حدیث کی سند کو اگرچہ بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]
لیکن بعض نے حسن قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا الحسن بن علی بن خلف الدمشقی، ثنا سلیمان بن عبد الرحمن، ثنا إسماعیل بن عیاش، عن عتبة بن حمید، عن القاسم، عن أبی أمامة، عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :دخل رجل الجنة، فرأی علی بابها مکتوبا الصدقة بعشر أمثالها، والقرض بیمینه عشر(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۹۷۶، ج۸ص ۲۴۹)

[2] قال سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری:
وقال الطیالسی :حدثنا جعفر بن الزبیر، عن القاسم مولی یزید، عن أبی أمامة رضی الله عنه قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم " :-انطلق برجل إلی باب الجنة، فرفع رأسه، فإذا علی باب الجنة مکتوب :الصدقة بعشر أمثالها، والقرض الواحد بثمانیة عشر ,لأن صاحب القرض لا یأتیک إلا وهو محتاج، وإن الصدقة ربما وقعت فی ید الغنی ."
تخریجه :أخرجه الطبرانی (7951 :290 /8)، من طریق جعفر بن الزبیر، به بمعناه.
قال الهیثمی فی مجمع الزوائد :(126 /4)فیه جعفر وهو متروک.
ورواه الطبرانی أیضا (7976 :297 /8)، من روایة القاسم بنحوه، قال الهیثمی (4/ 126) :فیه عتبة بن حمید، وثقه بن حبان وغیره، وفیه ضعف.
وله شاهد بمعناه من حدیث أنس بن مالک عند ابن ماجه فی الصدقات، باب القرض .(2431 :812 /2)قال البوصیری فی مصباح الزجاجة :(252 /2)هذا إسناد ضعیف، خالد بن یزید ضعفوه، وقال ابن حبان :کان صدوقا لکنه یخطء کثیرا.
الحکم علیه :الحدیث بهذا الإسناد ضعیف جدا، فیه جعفر بن الزبیر وهو متروک(حاشیة المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة، ج۷ص۳۸۵،تحت رقم الحدیث ۱۴۵۵ ، کتاب البیوع،باب لصاحب الحق مقال وفضل من أدی دینه)

[3] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی فی الکبیر، وفیه عتبة بن حمید؛ وثقه ابن حبان، وغیره، وفیه ضعف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۶۶۲۲،باب ما جاء فی القرض)
وقال الالبانی:
(دخل رجل الجنة، فرأی علی بابها مکتوبا :الصدقة بعشر أمثالها، والقرض بثمانیة عشر).
أخرجه الطبرانی فی "المعجم الکبیر "(8/297/7976) ، والبیهقی فی "الشعب" (3/284/3564) من طریقین عن سلیمان بن عبد الرحمن :ثنا إسماعیل ابن عیاش عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# 17 رمضان میں دوپہر کو معراج ہونے کی روایت

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں واقدی کی سند سے معراج سے متعلق اس روایت کا ذکر کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے جنت اور جہنم کے دیکھنے کی دعاء کیا کرتے تھے، پھر ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے سترہ رمضان کو آپ ظہر کے وقت اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے، آپ کے پاس جبریل اور میکائیل آئے، اور انہوں نے کہا کہ آپ جس چیز کی دعاء کرتے تھے، اس کے لیے چلیے، پھر وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے، پھر نہایت خوبصورت زینوں کو لایا گیا، پھر وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر چڑھا کر لے گئے،

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عتبة بن حميد عن القاسم عن أبى أمامة عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال ...: فذكره.

قلت :وهـذا إسـناد حسن، رجاله ثقات، وفى القاسم -وهـو ابن عبد الرحمن الدمشقى صاحب أبى أمامة -كلام معروف، وهو حسن الحديث.

وعتبة بن حميد، قال أحمد: "ضعيف، ليس بالقوى، ولم يشته الناس حديثه ."

وقال أبو حاتم: "صالح الحديث ."

وذكره ابن حبان فى "الثقات "(7/272) . فـمثله لا ينزل حديثه عن مرتبة الحسن، لا سيـما وتضعيف أحمد جرح غير مفسر، وإن كان يغمز من حديثه، ولكن ما هو السبب؟

وقـد صحح له ابن حبان حديثين، أحدهما :توبع عليه فى "صحيح البخارى "وغيره، والآخر :سبـق تـخـريـجـه فى المجلد الثانى من هذه السلسلة رقم ( 789) . وقد أشار المنذرى فى "الترغيب "(2/34/3) إلى تقوية الحديث بتصديره إياه بقوله: "وعن أبى أمامة ." ...

وبتحسينه لحال عتبة هذا.

ولـلـحـديـث شـاهـد مـن حـديـث أنس رضى الله عنه، وفى آخره زيادة، رواه ابن ماجه وغيـره، لـكـن إسـناده ضعيف جدا، ولذلك خرجته فى "الضعيفة"(3637).(سلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۴۰۷)

www.idaraghufran.org

جہاں آپ نے انبیاء سے ملاقات کی، اور سدرۃُ المنتہیٰ تک پہنچے، جہاں آپ نے جنت اور جہنم کو دیکھا، اور آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ اگر یہ روایت ثابت ہو، تو بظاہر یہ دوسری معراج ہوگی، کیونکہ اس میں ظہر کی تصریح ہے، اور یہ روایاتِ صحیحہ کے مخالف ہے"۔ [1]

علامہ ابنِ حجر نے واقدی کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے، اس کو ابنِ سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ سے غیر مرفوع طریقے پر روایت کیا ہے۔ [2]

لیکن اس روایت میں "محمد بن عمر واقدی" پائے جاتے ہیں، جن کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ ان کو محدثین نے "متروکُ الحدیث" قرار دیا ہے، اور حدیث کے باب میں امام احمد وغیرہ نے ان کی تکذیب کی ہے، اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے ان کو حدیث

---

[1] وفی روایة الواقدی بأسانیده فی أول حدیث الإسراء کان النبی صلی الله علیه وسلم یسأل ربه أن یریه الجنة والنار فلما کانت لیلة السبت لسبع عشرة لیلة خلت من رمضان قبل الهجرة بثمانیة عشر شهرا وهو نائم فی بیته ظهرا أتاه جبریل ومیکائیل فقالا انطلق إلی ما سألت فانطلقا به إلی ما بین المقام وزمزم فأتی بالمعراج فإذا هو أحسن شیء منظرا فعرجا به إلی السماوات فلقی الأنبیاء وانتهی إلی سدرة المنتهی ورأی الجنة والنار وفرض علیه الخمس.

فلو ثبت هذا لکان ظاهرا فی أنه معراج آخر لقوله إنه کان ظهرا وأن المعراج کان من مکة وهو مخالف لما فی الروایات الصحیحة فی الأمرین معا ویعکر علی التعدد قوله إن الصلوات فرضت حینئذ إلا إن حمل علی أنه أعید ذکره تأکیدا أو فرع علی أن الأول کان مناما وهذا یقظة أو بالعکس والله أعلم(فتح الباری لابنِ حجر، ج۷ص۲۱۷، کتاب مناقب الانصار، قوله باب المعراج)

[2] أخبرنا محمد بن عمر عن أبی بکر بن عبد الله بن أبی سبرة وغیره من رجاله قالوا: کان رسول الله – صلی الله علیه وسلم – یسأل ربه أن یریه الجنة والنار .فلما کان لیلة السبت لسبع عشرة خلت من شهر رمضان قبل الهجرة بثمانیة عشر شهرا .ورسول الله – صلی الله علیه وسلم نائم فی بیته ظهرا .أتاه جبریل ومیکائیل فقالا: انطلق إلی ما سألت الله .فانطلقا به إلی ما بین المقام وزمزم .فأتی بالمعراج فإذا هو أحسن شیء منظرا .فعرجا به إلی السماوات سماء سماء .فلقی فیها الأنبیاء .وانتهی إلی سدرة المنتهی .وأری الجنة والنار .قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "ولما انتهیت إلی السماء السابعة لم أسمع إلا صریف الأقلام .وفرضت علیه الصلوات الخمس .ونزل جبریل .ع .فصلی برسول الله – صلی الله علیه وسلم – الصلوات فی مواقیتها"(الطبقات الکبریٰ، لابنِ سعد، ج ۱ ص ۱۶۶، السیرة النبویة الشریفة،ذکر المعراج وفرض الصلوات)

www.idaraghufran.org

گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ [1]

اس کے علاوہ ''محمد بن عمر واقدی'' نے اس روایت کو ابوبکر بن عبداللہ بن أبی سبرۃ سے روایت کیا ہے، ان کی طرف بھی محدثین نے حدیث گھڑنے کی نسبت کی ہے۔ [2]

---

[1] قال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:
والواقدى كذبه أحمد وغيره، وقال إسحاق بن راهويه وغيره :يضع الحديث(أنِيسُ السَّارى تخريج احاديث فتح البارى، ج۱۰،ص۹۶۰، كتاب المناقب،باب قصة أبى طالب)
وقال ابن حجر:
محمد ابن عمر ابن واقد الأسلمي الواقدى المدنى القاضى نزيل بغداد متروك مع سعة علمه من التاسعة مات سنة سبع ومائتين وله ثمان وسبعون ق (تقريب التهذيب، ص۴۹۸،تحت رقم الترجمة ۶۱۷۵)

[2] أبو بكر ابن عبد الله ابن محمد ابن أبى سبرة بفتح المهملة وسكون الموحدة ابن أبى رهم ابن عبد العزى القرشى العامرى المدنى قيل اسمه عبد الله وقيل محمد وقد ينسب إلى جده رموه بالوضع وقال مصعب الزبيرى كان عالما من السابعة مات سنة اثنتين وستين ق(تقريب التهذيب، ص۶۲۳، تحت رقم الترجمة ۷۹۷۳)
قال ابن جريج اكتب لى أحاديث من أحاديثك فكتبت له قال الواقدى فرأيت بن جريج قد أدخل منها فى كتبه وكان كثير الحديث وليس بحجة وقال الآجرى عن أبى داود مفتى أهل المدينة وقال صالح بن أحمد عن أبيه أبو بكر بن أبى سبرة يضع الحديث وكان بن جريج يروى عنه وقال عبد الله بن أحمد عن أبيه ليس بشيء كان يضع الحديث ويكذب قال لى حجاج بن محمد قال لى أبو بكر السبرى عندى سبعون ألف حديث فى الحلال والحرام وقال الدورى ومعاوية بن صالح عن ابن معين ليس حديثه بشيء وقال الغلابى عن ابن معين ضعيف الحديث وقال ابن المدينى كان ضعيفا فى الحديث وقال مرة كان منكر الحديث هو عندى مثل بن أبى يحيى وقال الجوزجانى يضعف حديثه وذكره يعقوب بن سفيان فى باب من يرغب فى الرواية عنهم وقال البخارى ضعيف وقال مرة منكر الحديث وقال النسائى متروك الحديث وقال ابن عدى عامة ما يرويه غير محفوظ وهو فى جملة من يضع الحديث وقال ابن سعد كان كثير الرحلة والسماع والرواية ولى قضاء مكة لزياد الحارثى وكان يفتى بالمدينة وقدم بغداد ومات سنة اثنتين وستين ومائة وهو بن ستين سنة وهو على قضاء المهدى عزله وولى بعده أبو يوسف وكذا قال أبو عبيد وخليفة وغير واحد فى تاريخ وفاته قلت ذكر مصعب الزبيرى أنه كان عاملا على طى وأسد فجباهم عشرين ألف دينار فدفعها إلى محمد بن عبد الله بن حسن فلما قتل محمد سخط عليه المنصور فلم يزل حتى ولاه المهدى القضاء ثم عزله وولى أبا يوسف وقال ابن حبان كان ممن يروى الموضوعات عن الثقات لا يجوز الاحتجاج به وقال أبو إسحاق الحربى غيره أوثق منه وقال الساجى عنده مناكير وقال أبو أحمد الحاكم فى الكنى أبو بكر محمد بن عبد الله بن أبى سبرة ولى القضاء لزياد الحارثى ثم ولى القضاء لموسى يعنى الهادى وهو ولى عهد وليس بالقوى عندهم وقال الحاكم أبو عبد الله يروى الموضوعات عن الاثبات مثل هشام بن عروة وغيره(تهذيب التهذيب لابنِ حجر، ج۱۲ص۲۷، ۲۸، تحت رقم الترجمة ۱۳۸)

www.idaraghufran.org

ابوبکر بن حسین بن عمر قرشی مراغی (المتوفیٰ:816ہجری) نے بھی مغلطائی کی ''سیرۃُ النبی'' کے حوالہ سے 17 رمضان میں معراج ہونے کی مذکورہ روایت کو بغیر سند کے ذکر کیا ہے، جس کے بعد انہوں نے دیگر اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔ [1]

اور مغلطائی نے بھی بغیر سند کے اپنی سیرت سے متعلق کتاب میں اسی طرح سے ذکر کیا ہے۔ [2]

---

[1] أخبرنا الشيخ الإمام العلامة الحافظ علاء الدين مغلطاى ابن قليج بن عبد الله البكجرى الحنفى قرائة عليه وأنا أسمع فى (سيرة النبى صلى الله عليه وسلم) من تأليفه، قال:فلما كانت ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان قبل الهجرة بثمانية عشر شهرا، وهو نائم فى بيته، أتى جبرائيل وميكائيل، فقالا: انطلق إلى ما كنت تسأل، وذلک أنه كان يسأل أن يرى الجنة والنار، فانطلقا به إلى [ما] بين المقام وزمزم، فأتى بالمعراج فعرج به إلى السماء السابعة، وفرضت عليه الصلوات، وقيل: كان المعراج قبل الهجرة بثلاث سنين، وقيل بسنة، وقيل: بعد النبوة بخمسة أعوام، وقيل: بعام ونصف عام، وقال عياض: بعد مبعثه بخمسة عشر شهرا.
وقال الحربى: ليلة سبع وعشرين من ربيع الآخر قبل الهجرة بسنة، وقيل: لسبع عشرة خلت من ربيع الأول وقال ابن قتيبة: بعد سنة ونصف من رجوعه من الطائف، وقيل: فى رجب، وقال الواقدى: ليلة سبع عشرة من ربيع الأول قبل الهجرة بسنة، من شعب أبى طالب إلى بيت المقدس، وقيل: قبل الهجرة بستة أشهر، وقال ابن فارس: فلما أتت عليه إحدى وخمسون سنة وتسعة أشهر أسرى به من زمزم إلى بيت المقدس(مشيخة أبى بكر المراغى، ص ۳۲۱، ۳۲۲، تحت الشيخ السادس عشر"علاء الدين مغلطاى ابن قليج بن عبد الله البكجرى الحنفى")

[2] فلما كان ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان، قبل الهجرة بثمانية عشر شهرا، وهو نائم فى بيته ظهرا، أتاه جبريل وميكائيل، فقالا: انطلق إلى ما كنت تسأل، وذلک أنه كان يسأل أن يرى الجنة والنار .فانطلقا به إلى ما بين المقام وزمزم، فأتى بالمعراج، فعرج به إلى السماء السابعة، وفرضت عليه الصلوات .
وقيل: كان المعراج قبل الهجرة بثلاث سنين .وقيل: بسنة .وقيل: كان بعد النبوّة بخمسة أعوام .
وقيل: بعام ونصف عام .وقال عياض: بعد مبعثه بخمسة عشر شهرا .
وقال الحربى: ليلة سبع وعشرين من ربيع الآخر، قبل الهجرة بسنة .وقيل: لسبع عشرة خلت من ربيع الأول .وقال ابن قتيبة: بعد سنة ونصف من رجوعه من الطائف .وقيل: فى رجب .
وقال الواقدى: ليلة سبع عشرة من ربيع الأول قبل الهجرة بسنة من شعب أبى طالب إلى بيت المقدس .وقيل: قبل الهجرة بستة أشهر .
وقال ابن فارس: فلما أتت عليه إحدى وخمسون سنة وتسعة أشهر، أسرى به من زمزم إلى القدس .
وفى البخارى: بينا أنا نائم فى الحطيم–وربما قال: فى الحجر(الإشارة إلى سيرة المصطفى وتاريخ من بعده من الخلفا ، لعلاء الدين مغلطائى، ۱۳۵ الیٰ ۱۳۷ ،أولا السيرة النبوية،الإسراء والمعراج)

www.idaraghufran.org

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 17 رمضان کو معراج ہونے کے ثبوت کا مدار ''واقدی'' اور ''ابوبکر بن عبداللہ بن أبی سبرۃ'' کی روایت پر ہے، اور ان کی روایت کا حال پیچھے گزر چکا ہے، لہٰذا جب اس بات کا ثبوت، مرفوع حدیث میں مستند طریقے پر نہیں پایا جاتا، تو اس واقعہ سے معراج کے واقعات کے ایک سے زیادہ ہونے، یا کسی اور تاویل کے کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

## معراج سے متعلق امِ ھانی کی پہلی روایت

ابویعلیٰ موصلی نے اپنی معجم میں ''محمد بن اسماعیل وساوسی'' کی سند سے حضرت امِ ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

''میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رات کے اندھیرے میں تشریف لائے، اور میں اپنے بستر پر تھی، پھر فرمایا کہ میں رات کے وقت مسجدِ حرام میں سویا ہوا تھا، تو میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور مجھے مسجد کے دروازے کی طرف لے گئے، تو وہاں ایک سفید رنگ کا جانور تھا، جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا، جو کانوں کو حرکت دے رہا تھا، پس میں اس پر سوار ہو گیا، اور وہ اپنے پاؤں حدِ نگاہ تک رکھتا تھا، جب مجھے لے کر نیچے اُترتا تھا، تو اس کے اگلے پاؤں لمبے اور پچھلے پاؤں چھوٹے ہو جاتے تھے (جو نیچے کی طرف تیزی سے چلنے میں معین ہوتے تھے) اور جب مجھے اونچائی کی طرف لے کر چڑھتا تھا، تو اس کے پچھلے پاؤں لمبے اور اگلے ہاتھ چھوٹے ہو جاتے تھے (جو اوپر کی طرف تیزی سے چڑھنے میں معین ہوتے تھے)

اور جبریل علیہ السلام مجھ سے غائب نہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ میں بیتُ المقدس میں آ گیا، اور میں نے اُس جانور کو اُس حلقے کے ساتھ باندھ دیا، جس

کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے، پھر میرے لیے انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو بھیجا گیا، جن میں حضرت ابراہیم، اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پھر میں نے اُن کو نماز پڑھائی، اور ان کے ساتھ کلام کیا۔

اور میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک سرخ اور ایک سفید، پس میں نے سفید برتن سے پی لیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے دودھ پی لیا، اور شراب کو چھوڑ دیا، اور اگر آپ شراب کو پی لیتے، تو آپ کی امت مرتد ہو جاتی، پھر میں اس جانور پر سوار ہوا، پھر میں مسجدِ حرام میں آیا، پھر میں نے اس میں صبح کی نماز پڑھی۔

(پھر اس روایت میں لمبا مضمون آیا ہے، جس میں حضرت آدم، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے حلیے کا بھی ذکر ہے، اور پھر قریش کی تکذیب کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیت المقدس کی علامات بیان کرنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تصدیق کرنے اور ایک قافلے کی علامات بیان کرنے کا ذکر ہے)'' [1]

---

[1] حدثنا محمد بن إسماعيل الوساوسي، قال: حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن يحيى بن أبي عمرو السيباني، عن أبي صالح مولى أم هانء، عن أم هانء، قالت: دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بغلس، وأنا على فراشي، فقال: " شعرت أني نمت الليلة في المسجد الحرام.

فأتاني جبريل عليه السلام، فذهب بي إلى باب المسجد، فإذا دابة أبيض، فوق الحمار، ودون البغل، مضطرب الأذنين، فركبته، فكان يضع حافره مد بصره، إذا أخذ بي في هبوط طالت يداه، وقصرت رجلاه، وإذا أخذ بي في صعود طالت رجلاه، وقصرت يداه، وجبريل عليه السلام لا يفوتني، حتى انتهيت إلى بيت المقدس، فأوثقته بالحلقة التي كانت الأنبياء توثق بها، فنشر لي رهط من الأنبياء فيهم: إبراهيم، وموسى، وعيسى عليهم السلام، فصليت بهم، وكلمتهم.

وأتيت بإنائين: أحمر وأبيض، فشربت الأبيض، فقال لي جبريل عليه السلام: شربت اللبن، وتركت الخمر، لو شربت الخمر لارتدت أمتك .ثم ركبته، فأتيت المسجد الحرام، فصليت به الغداة.

قالت: فتعلقت بردائه، وقلت: أنشدك الله يا ابن عم أن تحدث بهذا قرشيا؛ فيكذبك من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن مذکورہ حدیث کو علامہ ذہبی نے ''غریب'' قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ اس کی سند میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صدقک فضرب بیده علی ردائه، فانتزعه من یدی، فارتفع عن بطنه، فنظرت إلی عکنه فوق إزاره، وکأنه طی القراطیس، وإذا نور ساطع عند فؤاده، کاد یختطف بصری، فخررت ساجدة، فلما رفعت رأسی إذا هو قد خرج، فقلت لجاریتی نبعة: ویحک، اتبعیه، فانظری ماذا یقول، وماذا یقال له فلما رجعت نبعة أخبرتنی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم انتهی إلی نفر من قریش فی الحطیم، فیهم المطعم بن عدی بن نوفل، وعمرو بن هشام، والولید بن المغیرة، فقال: " إنی صلیت اللیلة العشاء فی هذا المسجد، وصلیت به الغداة، وأتیت فیما بین ذلک بیت المقدس، فنشر لی رهط من الأنبیاء، منهم: إبراهیم، وموسی وعیسی علیهم السلام، فصلیت بهم، وکلمتهم "

فقال عمرو بن هشام کالمستهزء: صفهم لی فقال: أما عیسی علیه السلام ففوق الربعة، ودون الطویل، عریض الصدر، ظاهر الدم، جعد الشعر، تعلوه صهبة، کأنه عروة بن مسعود الثقفی، وأما موسی علیه السلام فضخم آدم، طوال، کأنه من رجال شنوئة، کثیر الشعر، غائر العینین، متراکب الأسنان، مقلص الشفتین، خارج اللثة، عابس، وأما إبراهیم علیه السلام فوالله لأشبه الناس بی خلقا وخلقا فضجوا، وأعظموا ذاک، فقال المطعم بن عدی بن نوفل: کل أمرک قبل الیوم کان أمما غیر قولک الیوم، أنا أشهد أنک کاذب، نحن نضرب أکباد الإبل إلی بیت المقدس مصعدا شهرا، ومنحدرا شهرا، تزعم أنک أتیته فی لیلة؟، واللات والعزی لا أصدقک، وما کان هذا الذی تقول قط، وکان للمطعم بن عدی حوض علی زمزم، أعطاه إیاه عبد المطلب، فهدمه، فأقسم باللات والعزی لا یسقی منه قطرة أبدا فقال أبو بکر رحمة الله علیه: یا مطعم، بئس ما قلت لابن أخیک جبهته وکذبته، أنا أشهد أنه صادق، فقال: یا محمد، صف لی بیت المقدس .قال: دخلته لیلا، وخرجت منه لیلا .فأتاه جبریل علیه السلام، فصوره فی جناحه، فجعل یقول: باب منه کذا فی موضع کذا، وباب منه کذا فی موضع کذا ، وأبو بکر رحمة الله علیه عنده یقول: صدقت، صدقت .قالت نبعة: فسمعت رسول الله صلی الله علیه وعلی آله یقول یومئذ: یا أبا بکر، إن الله عز وجل قد سماک الصدیق قالوا: یا مطعم، دعنا نسأله عما هو أغنی لنا من بیت المقدس، یا محمد، أخبرنا عن عیرنا، فقال: أتیت علی عیر بنی فلان بالروحاء قد أضلوا ناقة لهم، وانطلقوا فی طلبها، فانتهیت إلی رحالهم لیس بها منهم أحد، وإذا قدح ماء، فشربت منه، فسلوهم عن ذلک . فقالوا: هذا والإله آیة .قال: ثم انتهیت إلی عیر بنی فلان، فنفرت منی الإبل، وبرک منها جمل أحمر، علیه جوالق محیط ببیاض، لا أدری أکسر البعیر أم لا، فسلوهم عن ذلک .قالوا: هذه والله آیة قال: ثم انتهیت إلی عیر بنی فلان فی التنعیم، یقدمها جمل أورق، وهاهی ذه تطلع علیکم من الثنیة ، فقال الولید بن المغیرة: ساحر .فانطلقوا، فنظروا، فوجدوا الأمر کما قال، فرموه بالسحر، وقالوا: صدق الولید بن المغیرة فیما قال .فأنزل الله عز وجل: "وما جعلنا الرؤیا التی أریناک إلا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن "قلت لأم هانء: ما الشجرة الملعونة فی القرآن؟ قالت: الذین خوفوا، فلم یزدهم التخویف إلا طغیانا کبیرا(معجم أبی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۱۰، ص ۴۲ الی ۴۵،باب المحمدین صلی الله علی محمد وآله وسلم)

www.idaraghufran.org

''محمد بن اسماعیل وساوسی'' نے تفرد اختیار کیا ہے، جو کہ ضعیف ہے، اور عقیلی نے امام بزار سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث کو گھڑا کرتا تھا، جس کی یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ [1] علامہ ذہبی اور علامہ ابنِ حجر نے بھی احمد بن عمرو اور بزار سے ''محمد بن اسماعیل وساوسی'' کے حدیث کو گھڑنے والا ہونا نقل کیا ہے، اور معراج کی اس حدیث کو اس کی دلیل میں پیش کیا ہے۔ [2]

---

[1] أخرجه أبو يعلى في "مسنده "(المطالب - 4231الإتحاف - 8543تفسير ابن كثير 3/ 22) وفي "معجمه "(10) عن محمد بن إسماعيل بن على الأنصارى ثنا ضَمُرة بن ربيعة عن يحيى بن أبى عمرو السَّيْبَانى عن أبى صالح مولى أم هانىء به.

ومن طريقه أخرجه الضياء المقدسى فى "فضائل بيت المقدس "(52) والذهبى فى "تاريخ الإسلام(157 - 156 /2) "وقال :وهو حديث غريب، الوساوسى ضعيف تفرد به"

قلت :هو شيخ أبى يعلى ذكره العقيلى فى "الضعفاء "وقال :قال لى البزار :كان يضع الحديث، وحديثه يدل على ذلك.وقال الدارقطنى فى "العلل :"ضعيف.

ورواه ابن إسحاق كما فى "تفسير ابن كثير"(22 /3) عن محمد بن السائب الكلبى عن أبى صالح باذام عن أم هانىء مختصراً.

وأخرجه الطبرى (2 /15) عن محمد بن حميد الرازى ثنا سلمة بن الفضل الأبرش ثنا ابن إسحاق به.قال ابن كثير :الكلبى متروك بمرة ساقط"

قلت :رواه زياد بن عبد الله البكائى عن ابن إسحاق فأسقط منه الكلبى وشيخه.

أخرجه ابن هشام فى "السيرة"(403 - 402 /1) عن زياد عن ابن إسحاق قال :بلغنى عن أم هانىء(أنِيسُ السَّارى تخريج احاديث فتح البارى، ج ۱۰،ص۹۵۸، كتاب المناقب،باب قصة أبى طالب)

محمد بن إسماعيل الوساوسى بصرى قال العقيلى قال لى أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار كان يضع الحديث وحديثه يدل على ذلك (الضعفاء الكبير للعقيلى، ج۴، ص ۲۲، تحت رقم الترجمة ۱۵۷۷، باب الميم)

[2] محمد بن إسماعيل الوساوسى، بصرى.عن زيد بن الحباب.

قال أحمد بن عمرو البزار الحافظ: كان يضع الحديث.وقال الدارقطنى وغيره: ضعيف.

قلت: له حديث فى الاسراء سقته فى الترجمة النبوية (ميزان الاعتدال للذهبى، ج۳ص ۴۸۱، تحت رقم الترجمة: ۷۲۲۲، حرف الميم)

محمد بن إسماعيل الوساوسى.بصرى.عن زيد بن الحباب.

قال أحمد بن عمرو البزار الحافظ: كان يضع الحديث.وقال الدارقطنى، وغيره: ضعيف.

قلت: له حديث فى الإسراء سقته فى الترجمة النبوية .انتهى.وذكره العقيلى فى الضعفاء ونقل عن البزار ما قال وزاد: وحديثه يدل على ذلك (لسان الميزان لابن حجر، ج۶ ص۵۶۸، تحت رقم الترجمة: ۶۴۹۴، حرف الميم، من اسمه محمد)

www.idaraghufran.org

# معراج سے متعلق امِ ھانی کی دوسری روایت

امام طبری نے ''تفسیر الطبری'' میں ''محمد بن سائب کلبی'' کی سند سے امِ ھانی رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی، تو آپ اس رات میرے گھر میں میرے پاس ہی سوئے ہوئے تھے، آپ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر سو گئے، اور ہم بھی سو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی، اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا کہ اے امِ ھانی! میں نے تمہارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تھی، پھر میں بیت المقدس میں حاضر ہوا، پھر میں نے اس میں نماز پڑھی، پھر میں نے اب تمہارے ساتھ فجر کی نماز پڑھی''۔ [1]

علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے ''تفسیر ابنِ کثیر'' میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ''اس میں ''محمد بن السائب الکلبی'' راوی موجود ہے، جو کہ متروک ہے'' [2]

---

[1] حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال: ثنا محمد بن إسحاق، قال: ثني محمد بن السائب، عن أبي صالح بن باذام عن أم هانء بنت أبي طالب، في مسرى النبي صلى الله عليه وسلم، أنها كانت تقول: ما أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم إلا وهو في بيتي نائم عندي تلك الليلة، فصلى العشاء الآخرة، ثم نام ونمنا، فلما كان قبيل الفجر، أهبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما صلى الصبح وصلينا معه قال: " يا أم هانء لقد صليت معكم العشاء الآخرة كما رأيت بهذا الوادى، ثم جئت بيت المقدس فصليت فيه، ثم صليت صلاة الغداة معكم الآن كما ترين."

وقال آخرون: بل أسرى به من المسجد، وفيه كان حين أسرى به(تفسير الطبرى، ج۷ ا ص ۳۳ ا، سورة الاسراء، القول فى تأويل قوله تعالى:سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام)

[2] رواية أم هانء بنت أبي طالب:

قال محمد بن إسحاق :حدثني محمد بن السائب الكلبى عن أبى صالح باذان عن أم هانء بنت أبى طالب فى مسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم إنها كانت تقول :ما أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم إلا وهو فى بيتى نائم عندى تلك الليلة، فصلى العشاء الآخرة ثم نام ونمنا، فلما كان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ذہبی نے ''محمد بن السائب الکلبی'' کے متعلق فرمایا کہ:

"أنه شیعی، متروک الحدیث"

''یہ شیعہ ہے، اور متروک الحدیث ہے'' [1]

اور علامہ ابنِ حجر نے نے ''محمد بن السائب الکلبی'' کے متعلق فرمایا کہ:

"متهم بالکذب، ورمی بالرفض"

''یہ متہم بالکذب والرفض ہے'' [2]

نیز اس روایت کا پچھلی روایت سے ٹکراؤ بھی ہے، کیونکہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجدِ حرام میں سونے کا ذکر ہے، جبکہ اس مذکورہ روایت میں امِ ھانی کے گھر میں سونے کا ذکر ہے۔

## معراج سے متعلق امِ ھانی کی تیسری روایت

امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں ''عبد الأعلی بن أبی المساور'' کی سند سے حضرت امِ ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قبیل الفجر أهبنا برسول الله صلی الله علیه وسلم فلما صلی الصبح وصلینا معه، قال :یا أم هانء لقد صلیت معکم العشاء الآخرة کما رأیت بهذا الوادی، ثم جئت بیت المقدس فصلیت فیه، ثم صلیت صلاة الغداة معکم الآن کما ترین .

الکلبی متروک بمرة ساقط، لکن رواه أبو یعلی فی مسنده عن محمد بن إسماعیل الأنصاری عن ضمرة بن ربیعة، عن یحیی بن أبی عمرو الشیبانی عن أبی صالح، عن أم هانء بأبسط من هذا السیاق، فلیکتب هاهنا(تفسیر ابن کثیر، ج۵،ص۳۸،سورة الإسراء ،روایة أم هانء بنت أبی طالب)

[1] الکلبی محمد بن السائب بن بشر *(ت)

العلامة، الأخباری، أبو النضر محمد بن السائب بن بشر الکلبی، المفسر.

وکان أیضا رأسا فی الأنساب، إلا أنه شیعی، متروک الحدیث(سیر اعلام النبلاء، ج۶ص۲۴۸، تحت رقم الترجمة ۱۱۱)

[2] محمد ابن السائب ابن بشر الکلبی أبو النضر الکوفی النسابة المفسر متهم بالکذب ورمی بالرفض من السادسة مات سنة ست وأربعین ت فق (تقریب التهذیب،ص ۴۷۰، تحت رقم الترجمة ۵۹۰۱)

www.idaraghufran.org

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں میرے گھر میں رات گزاری، میں نے رات کے وقت آپ کو موجود نہیں پایا، جس کے خوف سے میری نیند اڑ گئی کہ کہیں قریش کے بعض لوگوں کی طرف سے کوئی واقعہ پیش نہ آ گیا ہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل تشریف لائے، پھر میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے باہر نکالا، میں نے اچانک ایک جانور دیکھا، جو خچر سے نیچا تھا، اور گدھے سے اونچا تھا، پھر مجھے جبریلِ امین نے اس پر سوار کر دیا، پھر وہ مجھے لے کر بیت المقدس تک پہنچے، پھر میں نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، اور دجال کو بھی دیکھا، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ قریش کو اس کی خبر دوں، میں نے آپ کو اس سے منع کیا، اور کہا کہ قریش آپ کی اس بات کی تکذیب کریں گے (پھر اس روایت میں قریش کے سامنے راستے کی بعض علامات کا ذکر ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تصدیق کرنے اور اس دن سے ان کا نام ''صدیق'' رکھے جانے کا ذکر ہے)'' [1]

---

[1] حدثنا أسلم بن سهل الواسطي، ثنا وهب بن بقية، ثنا محمد بن الحسن المزكي، ح وحدثنا القاسم بن عباد الخطابي، ثنا إسحاق بن بهلول الأنباري، ثنا أبي، ح وحدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا رزق الله بن موسى، ثنا شبابة بن سوار، قالوا :ثنا عبد الأعلى بن أبي المساور، عن عكرمة، عن أم هانء بنت أبي طالب، قالت :بات رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به في بيتي ففقدته من الليل، فامتنع مني النوم مخافة أن يكون عرض له بعض قريش، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن جبريل أتاني فأخذ بيدي فأخرجني، فإذا على البيت دابة دون البغل، وفوق الحمار، فحملني عليها، ثم انطلق حتى انتهى بي إلى بيت المقدس، فأراني إبراهيم يشبه خلقه خلقي، ويشبه خلقي خلقه، وأراني موسى آدم طويلا، سبط الشعر، شبهته برجال أزد شنوءة، وأراني عيسى ابن مريم ربعة أبيض، يضرب إلى الحمرة شبهته بعروة بن مسعود الثقفي، وأراني الدجال ممسوح العين اليمنى، شبهته بقطن بن عبد العزى، وأنا أريد أن أخرج إلى قريش، فأخبرهم بما رأيت فأخذت بثوبه، فقلت :إني أذكرك الله أنك تأتي قوما يذبونك وينكرون مقالتك، فأخاف أن يسطوا بك، قالت :فضرب ثوبه من يدي، ثم خرج إليهم، فأتاهم وهم جلوس فأخبرهم ما أخبرني "، فقام جبير بن مطعم، فقال :يا محمد لو كنت شابا كما كنت ما تكلمت به، وأنت بين ظهرانينا، فقال رجل من القوم :يا محمد هل مررت بإبل لنا في مكان كذا وكذا؟ قال :نعم والله،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت کی سند میں ''عبد الأعلی بن أبی المساور ''متروک اور کذاب ہے'' [1]

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التهذیب'' میں فرمایا کہ:

''عبد الأعلی بن أبی المساور ''متروک ہے، جس کی ابنِ معین نے تکذیب کی ہے'' [2]

نیز علامہ ابنِ حجر نے ''تهذیبُ التهذیب'' میں ''عبد الأعلی بن أبی المساور'' کے متعلق ابنِ معین سے ''لیس بشیئ، کذاب، لیس بثقة'' اور علی بن مدینی سے ''ضعیف لیس بشیئ'' اور ابوزرعہ سے ''ضعیف جدا'' اور ابوحاتم سے ''ضعیف الحدیث، یشبه المتروک'' اور امام بخاری سے ''منکر الحدیث'' اور ابوداؤد سے ''لیس بشیئ'' اور امام نسائی سے ''متروک الحدیث، لیس بثقة، ولامامون'' اور ابنِ نمیر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وجدتهم قد أضلوا بعيرا لهم فهم فی طلبه، فقال :هل مررت بإبل لبنی فلان، قال :نعم، فی مكان كذا وكذا قد انكسرت لهم ناقة حمراء فوجدتهم، وعندهم قصعة من ماء فشربت ما فيها، قالوا: فأخبرنا عدتها وما فيها من الرعاة، قال :قد كنت عن عدتها مشغولا، فقام فأتى بالإبل فعدها وعلم ما فيها من الرعاة، ثم أتى قريشا فقال :سألتمونی عن إبل بنی فلان فهی كذا وكذا، وفيها من الرعاة فلان وفلان، وسألتمونی عن إبل بنی فلان فهی كذا وكذا، وفيها من الرعاة ابن أبی قحافة، وفلان وفلان، وهی مصبحتكم بالغداة علی الثنية، قال :فغدوا إلی الثنية ينظرون أصدقهم ما قال، فاستقبلوا الإبل، فسألوا هل ضل لكم بعير؟ قالوا :نعم، فسألوا الآخر هل انكسرت لكم ناقة حمراء ؟ قالوا :نعم، قالوا :فهل كانت عندكم قصعة؟ قال أبو بكر :أنا والله وضعتها فما شربها أحد ولا هراقوه فی الأرض، وصدقه أبو بكر وآمن به فسمی يومئذ الصديق(المعجم الكبير،للطبرانی رقم الحديث ۱۰۵۹، ج۲۴ص ۴۳۲، ۴۳۳)

[1] رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه عبد الأعلی بن أبی المساور، متروک كذاب(مجمع الزوائد، ج ۱،ص ۷۶، تحت رقم الحديث ۲۳۹ ،باب منه فی الإسراء)

[2] عبد الأعلی ابن أبی المساور الزهری مولاهم أبو مسعود الجرار بالجيم ورائين الكوفی نزل المدائن متروک كذبه ابن معين من السابعة مات بعد الستين ق (تقريب التهذيب، ص ۳۳۲، تحت رقم الترجمة ۳۷۳۷)

www.idaraghufran.org

سے ''متروک الحدیث'' اور ساجی سے ''منکر الحدیث'' اور ابونعیم اصبہانی سے ''ضعیف جدا لیس بشیئ'' ہونا نقل کیا ہے۔ [1]

## معراج سے متعلق امِ ھانی کی چوتھی روایت

ابنِ سعد نے ''الطبقات الکبریٰ'' میں محمد بن عمر اسلمی واقدی کی سند سے امِ ھانی رضی اللہ عنہا کی ایک لمبی حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے ایک سال پہلے ماہِ ربیع الاول کی سترہویں رات کو ''شعبِ ابی طالب'' سے بیت المقدس کی طرف سیر کرائی گئی، جس میں براق پر سوار ہونے اور پھر بیت المقدس میں داخل ہونے اور وہاں انبیاء کے جمع ہونے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی امامت کرنے کا ذکر ہے، اور اس رات کے امِ ھانی کے گھر میں گزارنے کا ذکر ہے، اور پھر قریش کو اس واقعہ کی خبر دینے، اور ان کی تکذیب کرنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تصدیق کرنے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیت المقدس کی صفات

---

[1] "ق عبد الأعلى "بن أبى المساور الزهرى مولاهم أبو مسعود الجرار الكوفى نزيل المدائن روى عن الشعبى وزياد بن علاقة وعطاء بن أبى رباح وإبراهيم بن محمد بن حاطب وعكرمة وأبى بردة بن أبى موسى الأشعرى ونافع مولى بن عمر وجماعة وعنه وكيع ويزيد بن هارون وشبابة وعبد الرحيم بن سليمان ويحيى بن عيسى الرملى ويحيى بن أبى بكر وجبارة بن المغلس وعدة قال أبو داود عن ابن معين أرجو أن يكون صالحا ولم ندركه نحن وقال إبراهيم بن الجنيد وعباس الدورى عن ابن معين ليس بشيء زاد إبراهيم كذاب وقال المفضل الغلابى عن ابن معين ليس بثقة وقال محمد بن عثمان بن أبى شيبة عن على بن المدينى ضعيف ليس بشيء وقال ابن عمار الموصلى ضعيف ليس بحجة وقال أبو زرعة ضعيف جدا وقال أبو حاتم ضعيف الحديث يشبه المتروك وقال البخارى منكر الحديث وقال أبو داود ليس بشيء وقال النسائى متروك الحديث وقال فى موضع آخر ليس بثقة ولا مأمون قلت وقال ابن نمير متروك الحديث وقال الدارقطنى ضعيف وقال الحاكم أبو أحمد ليس بالقوى عندهم وقال الساجى منكر الحديث وذكره البخارى فى فصل من مات ما بين الستين إلى السبعين وقال أبو نعيم الأصبهانى ضعيف جدا ليس بشيء(تهذيب التهذيب، ج٦ ص٩٨، تحت رقم الترجمة ٢٠٤)

www.idaraghufran.org

وعلامات بیان کرنے کا ذکر ہے"۔ [1]

---

[1] أخبرنا محمد بن عمر الأسلمي قال: حدثني أسامة بن زيد الليثي عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: وحدثني موسى بن يعقوب الزمعي عن أبيه عن جده عن أم سلمة .قال موسى: وحدثني أبو الأسود عن عروة عن عائشة .قال محمد بن عمر:
وحدثني إسحاق بن حازم عن وهب بن كيسان عن أبي مرة مولى عقيل عن أم هانء ابنة أبي طالب .
وحدثني عبد الله بن جعفر عن زكرياء بن عمرو عن ابن أبي مليكة عن ابن عباس .وغيرهم أيضا قد حدثني .دخل حديث بعضهم في حديث بعض .قالوا:أسرى برسول الله – صلى الله عليه وسلم – ليلة سبع عشرة من شهر ربيع الأول قبل الهجرة بسنة .من شعب أبي طالب إلى بيت المقدس .قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حملت على دابة بيضاء بين الحمار وبين البغلة في فخذيها جناحان تحفز بهما رجليها .فلما دنوت لأركبها شمست فوضع جبريل يده على معرفتها ثم قال: ألا تستحيين يا براق مما تصنعين؟
والله ما ركب عليك عبد الله قبل محمد أكرم على الله منه! فاستحيت حتى ارفضت عرقا ثم قرت حتى ركبتها فعملت بأذنيها وقبضت الأرض حتى كان منتهى وقع حافرها طرفها وكانت طويلة الظهر طويلة الأذنين .وخرج معي جبريل لا يفوتني ولا أفوته حتى انتهى بي إلى بيت المقدس. فانتهى البراق إلى موقفه الذي كان يقف فربطه فيه .وكان مربط الأنبياء قبل رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قال: ورأيت الأنبياء جمعوا لي فرأيت إبراهيم وموسى وعيسى فظننت أنه لا بد من أن يكون لهم إمام فقدمني جبريل حتى صليت بين أيديهم وسألتهم فقالوا: بعثنا بالتوحيد .
وقال بعضهم: فقد النبي – صلى الله عليه وسلم – تلك الليلة فتفرقت بنو عبد المطلب يطلبونه ويلتمسونه .وخرج العباس بن عبد المطلب حتى بلغ ذا طوى فجعل يصرخ: يا محمد يا محمد! فأجابه رسول الله .ص: لبيك! قال: يا ابن أخي عنيت قومك منذ الليلة فأين كنت؟ قال: أتيت من بيت المقدس .قال: في ليلتك! قال: نعم .قال: هل أصابك إلا خير؟قال: ما أصابني إلا خير]
وقالت أم هانء ابنة أبي طالب: ما أسرى به إلا من بيتنا .نام عندنا تلك الليلة صلى العشاء ثم نام. فلما كان قبل الفجر أنبهناه للصبح .فقام فلما صلى الصبح قال: [يا أم هانء لقد صليت معكم العشاء كما رأيت بهذا الوادى ثم قد جئت بيت المقدس فصليت فيه ثم صليت الغداة معكم .ثم قام ليخرج فقلت: لا تحدث هذا الناس فيكذبوك ويؤذوك .فقال: والله لأحدثنهم. فأخبرهم.فتعجبوا وقالوا: لم نسمع بمثل هذا قط! وقال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – لجبريل: يا جبريل إن قومي لا يصدقونني .قال: يصدقك أبو بكر وهو الصديق .فأتيت ناسا كثيرا كانوا قد صلوا وسلموا وقمت في الحجر فخيل إلي بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن آياته وأنا أنظر إليه .فقال بعضهم: كم للمسجد من باب؟ ولم أكن عددت أبوابه .فجعلت أنظر إليها وأعدها بابا بابا وأعلمهم وأخبرتهم عن عيرات لهم في الطريق وعلامات فيها فوجدوا ذلك كما أخبرتهم]
.وأنزل الله .عز وجل .عليه: وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس الإسراء: قال: كانت رؤيا عين رآها بعينه(الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج ا ص ١٦٦، ١٦٧،السيرة النبوية الشريفة، ذكر ليلة أسرى برسول الله – صلى الله عليه وسلم – إلى بيت المقدس)

www.idaraghufran.org

لیکن اس روایت میں ''محمد بن عمر واقدی'' پائے جاتے ہیں، جن کو محدثین نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے، اور حدیث کے باب میں امام احمد وغیرہ نے ان کی تکذیب کی ہے، اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے ان کو حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ [1]

## ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھنے کی روایت

ضیاء الدین ابو عبداللہ مقدسی (المتوفیٰ: 643ہجری) نے ''فضائلِ بیت المقدس'' میں ''بکر بن زیاد باہلی'' کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، تو مجھے جبریلِ امین، ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے قریب سے لے کر گزرے، پھر فرمایا کہ یہاں اتر کر دو رکعت پڑھیے، کیونکہ یہاں آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے، پھر مجھے ''بیتِ لحم'' کے قریب سے لے کر گزرے، پھر فرمایا کہ یہاں اتر کر بھی دو رکعت پڑھیے، کیونکہ یہاں آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، پھر مجھے پتھر کے قریب لائے، پھر فرمایا کہ یہاں سے آپ کے رب نے آسمان کی طرف عروج کیا ہے، پھر اللہ نے مجھے یہ الہام کیا کہ میں یہ کہوں کہ ہم اس جگہ میں ہیں، جہاں سے میرے رب نے آسمان کی طرف عروج

---

[1] قال ابو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:
أخرجه ابن سعد ( 215 - 213 /1) عن محمد بن عمر الواقدى ثنى إسحاق بن حازم عن وهب بن كيسان عن أبى مرة به .والواقدى كذبه أحمد وغيره، وقال إسحاق بن راهويه وغيره :يضع الحديث(أَنِيسُ السَّارى، ج۱۰، ص۹۶۰، كتاب المناقب،باب قصة أبى طالب)

وقال ابن حجر:
محمد ابن عمر ابن واقد الأسلمى الواقدى المدنى القاضى نزيل بغداد متروك مع سعة علمه من التاسعة مات سنة سبع ومائتين وله ثمان وسبعون ق (تقريب التهذيب، ص۴۹۸،تحت رقم الترجمة ۶۱۷۵)

www.idaraghufran.org

کیا تھا، پھر میں نے نبیوں کو نماز پڑھائی، پھر مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی''۔ [1]

علامہ ذہبی نے فرمایا کہ مذکورہ روایت کی سند میں ''بکر بن زیاد باہلی'' نام کا ایک راوی پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''یہ دجال ہے، حدیث گھڑتا ہے، پھر انہوں نے اس کی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے، اور فرمایا کہ ''اس بات میں شک نہیں کہ اکثر اصحابُ الحدیث کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے'' [2]

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے بھی ''لسانُ المیزان'' میں یہی تفصیل بیان کی ہے، اور اس حدیث کو مذکورہ راوی کی خودساختہ روایت قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] أخبرنا سعيد بن محمد بن محمد بن الهمداني بقراءتي عليه ببغداد قلت له أخبركم أبو الحسين محمد بن محمد بن الحسين بن محمد بن خلف إجازة أنبا عبد العزيز بن أحمد بن عمر بن النصيبي إجازة أنبا محمد بن أحمد بن محمد الواسطي ثنا عيسى هو ابن عبيد الله الوراق ثنا أبو الحسن علي بن جعفر الرازي ببيت المقدس ثنا العباس بن أحمد بن عبد الله ثنا عبد الله بن عميرة المقدسي ثنا بكر بن زياد الباهلي عن عبد الله بن المبارك عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن زرارة بن أوفى عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما أسري بي إلى بيت المقدس مر بي جبريل إلى قبر إبراهيم عليه السلام فقال انزل صل ههنا ركعتين فإن ههنا قبر أبيك إبراهيم عليه السلام ثم مر بي ببيت لحم فقال انزل فصل ههنا ركعتين فإن ههنا ولد أخوك عيسى عليه السلام ثم أتى بي الصخرة فقال من ههنا عرج ربك إلى السماء فألهمني الله أن قلت نحن بموضع عرج منه ربي إلى السماء فصليت بالنبيين ثم عرج بي إلى السماء (فضائل بيت المقدس، ص۵۸، رقم الحديث ۳۰، باب فضل صخرة بيت المقدس)

[2] بكر بن زياد الباهلي. عن ابن المبارك.

قال ابن حبان: دجال يضع الحديث، ثم ساق عنه، عن ابن المبارك، عن سعيد، عن قتادة، عن زرارة، عن أبي هريرة -مرفوعاً/ مر بي جبرائيل ببيت لحم، فقال: انزل فصل ههنا ركعتين، فإن هنا ولد أخوك عيسى، ثم أتى بي قبر إبراهيم فقال: صل هنا، ثم أتى بي الصخرة فقال: من هنا عرج ربك إلى السماء ..الحديث. وهذا شيء لا يشك عوام أصحاب الحديث أنه موضوع، فكيف البزل في هذا الشأن. قلت: صدق ابن حبان (ميزان الاعتدال في نقد الرجال، للذهبي، ج ۱، ص۳۴۵، تحت رقم الترجمة ۱۲۸۱، حرف الباء)

[3] بكر بن زياد الباهلي. عن ابن المبارك. قال ابن حبان: دجال يضع الحديث.

ثم ساق عنه، عن ابن المبارك، عن سعيد، عن قتادة، عن زرارة، عن أبي هريرة مرفوعا مر بي جبريل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ عراق کنانی نے بھی اس کو ''شدید ضعیف'' اور ''موضوع'' قرار دیا ہے۔ [1]

# حضرت انس کی طرف منسوب ابنِ ابی حاتم کی ایک روایت

علامہ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں ابنِ ابی حاتم کے حوالے سے خالد بن یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث کو نقل کیا ہے، جس میں یہ مضمون مذکور ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں داخل ہونے کے بعد آپ کو حورِ عین کی زیارت کرائی گئی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں صخرہ کے بائیں

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ببیت لحم فقال :انزل فصل هاهنا ركعتين فإن هنا ولد أخوک عیسی ثم أتی قبر إبراهیم فقال :صل هنا ثم أتی بی الصخرة فقال :من هنا عرج ربک إلی السماء ...الحدیث.

وهذا شیء لا یشک عوام أصحاب الحدیث أنه موضوع فکیف البزل فی هذا الشأن.

قلت :صدق ابن حبان، انتهی.

والموضوع منه من قوله :ثم أتی بی الصخرة وأما باقیه فقد جاء فی طرق أخری فیها الصلاة فی بیت لحم وردت من حدیث شداد بن أوس.

وذکر الطوسی فی رجال الشیعة بکر بن زیاد الحنفی مولاهم الکوفی من الرواة عن جعفر الصادق.

فلا أدری أهما واحد أم اثنان(لسان المیزان،لابن حجر العسقلانی،ج۲،ص ۳۴۳، تحت رقم الترجمة ۱۵۷۸، حرف الباء، من اسمه بکر)

[1] (حدیث) " لما أسری بی إلی بیت المقدس مر بی جبریل بقبر أبی إبراهیم فقال یا محمد انزل فصل ههنا رکعتین ثم مر بی ببیت لحم فقال انزل فصل ههنا رکعتین فإن ههنا ولد أخوک عیسی ثم أتی بی إلی الصخرة فقال یا محمد من ههنا عرج ربک إلی السماء ، "قال ابن الجوزی وذکر کلاما طویلا أکره ذکره (حب) من حدیث أبی هریرة، وفیه بکر بن زیاد الباهلی قال الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان :والموضوع منه :من قوله "ثم أتی بی إلی الصخرة، "وأما باقیه فقد جاء فی طرق أخری، منها الصلاة فی بیت لحم وردت فی حدیث شداد بن أوس.

(قلت) وقال القاضی بدر الدین ابن جماعة فی کتابه التنزیه فی إبطال حجج التشبیه وقد ذکر هذا الحدیث وحدیث وج مقدس عرج منه الرب إلی السماء هذان حدیثان ضعیفان جدا، ولو ثبتا کان معناهما القصد إلی السماء بالتسویة بعد خلق الأرض والله أعلم(تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة، ج ۱،ص۱۳۷،کتاب التوحید،الفصل الأول، تحت رقم الحدیث ۱۰)

www.idaraghufran.org

طرف ان کو بیٹھا ہوا دیکھا، اور ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معلوم کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ:

**"نحن خيرات حسان نساء قوم أبرار نقوا فلم يدرنوا، وأقاموا فلم يظعنوا، وخلدوا فلم يموتوا"**

اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ بیت المقدس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ہر اس نبی نے نماز پڑھی، جس کو اللہ عزوجل نے مبعوث کیا۔

پھر اس حدیث میں ساتوں آسمانوں پر جانے اور مختلف نبیوں سے ملاقات کرنے کا ذکر ہے، اور پھر نمازوں کے فرض ہونے کا ذکر ہے، جس کے ضمن میں بعض غرائب چیزوں کا بھی ذکر ہے۔

اور اسی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داروغۂ جہنم کو سلام کرنے اور اس کے جواب دینے اور اس کے نہ ہنسنے کا ذکر ہے، پھر واپسی پر قریش کے تکذیب کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو راستے کی مختلف علامات کو بتانے کا ذکر ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ کثیر نے خود فرمایا کہ:

**"هذا سياق فيه غرائب عجيبة"**

یعنی "اس روایت کا مضمون عجیب وغریب ہے (جو دوسری معتبر احادیث میں مذکور نہیں)" [1]

---

[1] وقال ابن أبي حاتم: حدثنا أبي، حدثنا هشام بن عمار، حدثنا خالد بن يزيد بن أبي مالك عن أبيه عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لما كان ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى بيت المقدس أتاه جبريل بدابة فوق الحمار ودون البغل، حمله جبريل عليها ينتهي خفها حيث ينتهي طرفها، فلما بلغ بيت المقدس وبلغ المكان الذي يقال له باب محمد صلى الله عليه وسلم أتى إلى الحجر الذي ثمة، فغمزه جبريل بأصبعه فثقبه، ثم ربطها ثم صعد فلما استويا في صرحة المسجد قال جبريل يا محمد هل سألت ربك أن يريك الحور العين؟ فقال نعم فقال فانطلق إلى أولئك النسوة، فسلم عليهن وهن جلوس عن يسار الصخرة، قال: فأتيتهن فسلمت عليهن فرددن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جناب ناصر الدین البانی صاحب نے بھی ''الاسراء والمعراج'' میں اس روایت کو ابنِ کثیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور علامہ ابنِ کثیر کا قول لکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على السلام فقلت من أنتن؟ فقلن: نحن خيرات حسان نساء قوم أبرار نقوا فلم يدرنوا .وأقاموا فلم يظعنوا، وخلدوا فلم يموتوا.

قال ثم انصرفت فلم ألبث إلا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير، ثم أذن مؤذن وأقيمت الصلاة، قال فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فأخذ بيدى جبريل عليه السلام فقدمنى فصليت بهم، فلما انصرفت قال جبريل: يا محمد أتدرى من صلى خلفك؟ – قال– قلت لا– قال صلى خلفك كل نبى بعثه الله عز وجل.

قال: ثم أخذ بيدى جبريل فصعد بى إلى السماء، فلما انتهينا إلى الباب استفتح فقالوا من أنت؟ قال أنا جبريل، قالوا ومن معك؟ قال محمد قالوا وقد بعث إليه؟ قال نعم– قال– ففتحوا له وقالوا مرحبا بك وبمن معك– قال– فلما استوى على ظهرها إذا فيها آدم، فقال لى جبريل يا محمد ألا تسلم على أبيك آدم– قال– قلت بلى، فأتيته فسلمت عليه فرد على وقال مرحبا بابنى الصالح والنبى الصالح– قال– ثم عرج بى إلى السماء الثانية، فاستفتح فقالوا من أنت قال جبريل قالوا ومن معك قال محمد، قالوا وقد بعث إليه، قال نعم، ففتحوا له وقال مرحبا بك وبمن معك فإذا فيها عيسى وابن خالته يحيى عليهما السلام، – قال– ثم عرج بى إلى السماء الثالثة فاستفتح، قالوا من أنت؟ قال جبريل، قالوا ومن معك؟ قال محمد، قالوا وقد بعث إليه؟ قال نعم، ففتحوا له وقالوا مرحبا بك وبمن معك، فإذا فيها يوسف عليه السلام، ثم عرج بى إلى السماء الرابعة فاستفتح قالوا من أنت؟ قال جبريل، فقالوا ومن معك قال محمد قالوا وقد بعث إليه قال نعم– قال– ففتحوا له وقالوا مرحبا بك وبمن معك فإذا فيها إدريس عليه السلام– قال– فعرج بى إلى السماء الخامسة فاستفتح جبريل فقالوا من أنت قال جبريل قالوا ومن معك قال محمد، قالوا وقد بعث إليه؟ قال نعم– قال– ففتحوا وقالوا مرحبا بك وبمن معك وإذا فيها هارون عليه السلام.

ثم عرج بى إلى السماء السادسة فاستفتح جبريل فقالوا من أنت، قال جبريل، قالوا ومن معك، قال محمد، قالوا وقد بعث إليه؟ قال نعم– قال– ففتحوا وقالوا مرحبا بك وبمن معك، وإذا فيها موسى عليه السلام، ثم عرج بى إلى السماء السابعة، فاستفتح جبريل فقالوا من أنت؟ قال جبريل، قالوا ومن معك؟ قال محمد، قالوا وقد بعث إليه؟ قال نعم ففتحوا له وقالوا مرحبا بك وبمن معك وإذا فيها إبراهيم عليه السلام فقال جبريل يا محمد ألا تسلم على أبيك إبراهيم؟ قلت بلى، فأتيته فسلمت عليه فرد على السلام وقال مرحبا بابنى الصالح والنبى الصالح.

ثم انطلق بى على ظهر السماء السابعة حتى انتهى بى إلى نهر عليه خيام اللؤلؤ والياقوت والزبرجد، وعليه طير أخضر أنعم طير رأيت، فقلت يا جبريل إن هذا الطير لنا عم قال يا محمد آكله أنعم منه، ثم قال يا محمد أتدرى أى نهر هذا– قال– قلت لا، قال هذا الكوثر الذى أعطاك الله إياه، فإذا فيه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

روایت میں ''خالد بن یزید'' راوی ضعیف ہے، اور باوجود یکہ یہ فقیہ ہے، لیکن اس کو ابنِ معین

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ آنية الذهب والفضة يجرى على رضراض من الياقوت والزمرد ماؤه أشد بياضا من اللبن– قال– فأخذت من آنيته آنية من الذهب، فاغترفت من ذلک الماء فشربت فإذا هو أحلى من العسل وأشد رائحة من المسک.

ثم انطلق بی حتی انتهيت إلى الشجرة فغشيتنى سحابة فيها من كل لون [فرفضنى] جبريل وخررت ساجدا لله عز وجل فقال الله لی: يا محمد إنی يوم خلقت السموات والأرض افترضت عليک وعلى أمتک خمسين صلاة، فقم بها أنت وأمتک– قال– ثم انجلت عنى السحابة فأخذ بيدى جبريل فانصرفت سريعا، فأتيت على إبراهيم فلم يقل شيئا، ثم أتيت على موسى فقال ما صنعت يا محمد؟ فقلت فرض ربى على وعلى أمتى خمسين صلاة .قال فلن تستطيعها أنت ولا أمتک فارجع إلى ربک فاسأله أن يخفف عنک، فرجعت سريعا حتى انتهيت إلى الشجرة فغشيتنى السحابة ورفضنى جبريل وخررت ساجدا وقلت ربى إنک فرضت على وعلى أمتى خمسين صلاة ولن أستطيعها أنا ولا أمتى فخفف عنا، قال قد وضعت عنكم عشرا– قال– ثم انجلت عنى السحابة وأخذ بيدى جبريل– قال– فانصرفت سريعا حتى أتيت على إبراهيم فلم يقل لی شيئا، ثم أتيت على موسى فقال لی ما صنعت يا محمد؟ فقلت وضع عنى ربى عشرا قال فأربعون صلاة لن تستطيعها أنت ولا أمتک فارجع إلى ربک فاسأله أن يخفف عنكم .فذكر الحديث كذلک إلى خمس صلوات وخمس بخمسين ثم أمره موسى أن يرجع فيسأله التخفيف فقال، إنی استحييت منه تعالى .

قال ثم انحدر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل: ما لی لم آت أهل سماء إلا رحبوا بی وضحكوا لی غير رجل واحد فسلمت عليه فرد على السلام ورحب بی ولم يضحک لی قال: يا محمد ذاک مالک، خازن جهنم، لم يضحک منذ خلق ولو ضحک إلى أحد لضحک إليک.

قال ثم ركب منصرفا فبينا هو فی بعض الطريق مر بعير لقريش تحمل طعاما، منها جمل عليه غرارتان غرارة سوداء وغرارة بيضاء، فلما حاذى بالعير نفرت منه واستدارت وصرع ذلک البعير وانكسر، ثم إنه مضى فأصبح فأخبر عما كان، فلما سمع المشركون قوله أتوا أبا بكر فقالوا يا أبا بكر هل لک فی صاحبک؟ يخبر أنه أتى فی ليلته هذه مسيرة شهر ورجع فی ليلته، فقال أبو بكر هل لک فی صاحبک؟ يخبر أنه أتى فی ليلته هذه مسيرة شهر ورجع فی ليلته، فقال أبو بكر رضی الله عنه إن كان قاله فقد صدق وإنا لنصدقه فيما هو أبعد من هذا لنصدقه على خبر السماء فقال المشركون لرسول الله صلى الله عليه وسلم ما علامة ما تقول قال مررت بعير لقريش وهی فی مكان كذا وكذا فنفرت الإبل منا واستدارت وفيها بعير عليه غرارتان غرارة سوداء وغرارة بيضاء فصرع فانكسر فلما قدمت العير سألوهم فأخبروهم الخبر على مثل ما حدثهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن ذلک سمى أبو بكر الصديق وسألوه وقالوا هل كان فيمن حضر معک موسى وعيسى؟ قال نعم قالوا فصفهم لنا قال: أما موسى فرجل آدم كأنه من رجال أزد عمان، وأما عيسى فرجل ربعة سبط تعلوه حمرة كأنما يتحادر من شعره الجمان .

هذا سياق فيه غرائب عجيبة(تفسير ابنِ كثير، ج۵ص ۱۰ الیٰ ۱۲ ، سورة الاسراء،رواية أنس بن مالک رضی الله عنه)

www.idaraghufran.org

نے متہم قرار دیا ہے، جیسا کہ ''تقریب'' میں ہے۔ [1]

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ایک تو ہمیں مذکورہ حدیث ابنِ ابی حاتم کے حوالے سے دستیاب نہیں ہوئی۔

دوسرے ''خالد بن یزید'' کے بارے میں اس سے پہلی روایت کے ذیل میں بھی کلام گزر چکا ہے، ان کو اگرچہ بعض نے ثقہ قرار دیا ہے، لیکن اکثر حضرات نے تضعیف کی ہے، اور بعض حضرات نے ان پر شدید جرح کی ہے۔ [2]

---

[1] قال الالبانی:

أخرجه ابن أبی حاتم كما فی "تفسير ابن كثير "وقال: "هذا سياق فيه غرائب عجيبة."

قلت: وآفته خالد بن يزيد فإنه ضعيف مع كونه فقيها وقد اتهمه ابن معين كما فی "التقريب."(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص۴۸، حديث أنس بن مالک)

وقال ابن حجر:

خالد ابن يزيد ابن عبد الرحمن ابن أبی مالک وقد ينسب إلى جد أبيه أبو هاشم الدمشقی ضعيف مع كونه كان فقيها وقد اتهمه ابن معين من الثامنة مات سنة خمس وثمانين وهو ابن ثمانين ق(تقريب التهذيب، ص ۱۹۱، تحت رقم الترجمة ۱۶۸۸)

[2] خالد بن يزيد بن عبد الرحمن بن أبی مالک [ق] الدمشقی.

عن أبيه، وأبی روق الهمدانی، وجماعة.وعنه سليمان ابن بنت شرحبيل، وهشام بن خالد.

وهاه ابن معين.وقال أحمد: ليس بشیء.وقال النسائی: غير ثقة.وقال الدارقطنی: ضعيف.

وقال ابن عدی، عن ابن أبی عصمة، عن أحمد بن أبی يحيى: سمعت أحمد بن حنبل يقول: خالد بن يزيد بن أبی مالک ليس بشیء .وقال ابن أبی الحوارى سمعت ابن معين يقول: بالعراق كتاب بنبغی أن يدفن تفسير الكلبی، عن أبی صالح.

وبالشام كتاب ينبغی أن يدفن كتاب الديات لخالد بن يزيد بن أبی مالک، لم يرض أن يكذب على أبيه حتى كذب على الصحابة.

قال أحمد بن أبی الحوارى: سمعت هذا الكتاب من خالد، ثم أعطيته للعطار، فأعطى للناس فيه حوائج.وقال دحيم: صاحب فتيا.وقال أحمد بن صالح، وأبو زرعة الدمشقی: ثقة.

ولد سنة خمس ومائة، وعاش ثمانين سنة(ميزان الاعتدال للذهبی، ج ۱ ص۶۴۵، تحت رقم الترجمة ۲۴۷۵، حرف الخاء)

"ق – خالد "بن يزيد بن عبد الرحمن بن أبی مالک هانء الهمدانی الدمشقی أبو هاشم .روى عن أبيه وخلف بن حوشب وأبی حمزة الثمالی وأبی روق عطية بن الحارث الهمدانی وغيرهم .وعنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریب التھذیب'' میں ''خالد بن یزید'' کے والد ''یزید بن عبدالرحمٰن'' کے بارے میں فرمایا ''صدوق ربما وھم'' [1]

## ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت

ابو ہارون عبدی کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بات بتلائی کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں جنت میں داخل ہوا، تو اس میں بڑے بڑے پرندے دیکھے، گویا وہ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الوليد بن مسلم وابن المبارک والهيثم بن خارجة وسليمان بن عبد الرحمن وهشام بن عمار وهشام بن خالد وسويد بن سعيد وغيرهم قال أحمد بن يحيى عن أحمد بن حنبل ليس بشيء وقال ابن أبي الحوارى عن يحيى بن معين بالعراق كتاب ينبغي أن يدفن وبالشام كتاب ينبغي أن يدفن فأما الذى بالعراق فكتاب التفسير عن ابن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس وأمام الذى بالشام فكتاب الديات لخالد بن يزيد بن أبي مالک لم يرض أن يكذب على أبيه حتى كذب على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بن أبي الحوارى وكنت قد سمعت من خالد بن يزيد كتاب الديات فأعطيته لابن عبدوس العطار فقطعه وأعطى الناس فيه الحوائج وقال عباس عن يحيى ليس بشيء وقال النسائي ليس بثقه وقال الدارقطني ضعيف وقال أبو زرعة الدمشقي وأحمد بن صالح المصرى ثقة وقال ابن حبان هو من فقهاء الشام كان صدوقا في الرواية ولكنه كان يخطيء كثيرا وفي حديثه مناكير لا يعجبني الاحتجاج به إذا انفرد عن أبيه وما أقر به ممن ينسب إلى التعديل وهو ممن استخير الله فيه وقال عثمان الدارمي عن دحيم صاحب فتيا وقال ابن عدى بعد أن روى له أحاديث وله غير ما ذكرت وعند سليمان بن عبد الرحمن عنه كتاب مسائل عن أبيه وأبوه يزيد فقيه أهل دمشق ومفتيهم ولم أر من أحاديث خالد هذا إلا كل ما يحتمل في الرواية أو يرويه ضعيف عنه فيكون البلاء من الضعيف لا منه وقال أبو مسهر ولد سنة "105" ومات سنة "185". قلت ووثقه أيضا العجلي وقال الآجرى عن أبي داود ضعيف وقال مرة كان بدمشق رجل يقال له خالد بن يزيد متروک الحديث وقال ابن حبان وهو الذى روى عن أبيه عن أنس حديث رأيت ليلة أسرى بي على باب الجنة مكتوبا الصدقة بعشر أمثالها والقرض بثمانية عشر .وليس بصحيح وقال يعقوب بن سفيان حدثنا عنه سليمان وهو ضعيف وذكره ابن الجارود والساجي والعقيلي في الضعفاء(تهذيب التهذيب لابنِ حجر، ج۳ص۱۲۶ الیٰ ۱۲۸، تحت رقم الترجمة ۲۳۲)

[1] يزيد ابن عبد الرحمن ابن أبي مالک [وقد ينسب إلى جده] الهمداني بالسكون الدمشقي القاضي صدوق ربما وهم من الرابعة مات سنة ثلاثين أو بعدها وله أكثر من سبعين سنة د س ق(تقريب التهذيب، ص۶۰۳، تحت رقم الترجمة ۷۷۴۸)

www.idaraghufran.org

عجمی اونٹ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ پرندے تو بڑے موٹے تازے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ موٹے تازے ہوں گے، اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان میں سے کھاؤ گے"۔ [1]

اس روایت میں "ابوہارون عبدی" پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے غیر معمولی جرح کی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ [2]

تاہم جنت میں "بختی اونٹوں" کی طرح بڑے بڑے پرندوں کے موجود ہونے اور حضرت

---

[1] حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا الفضل بن الحباب، ثنا محمد بن عبيد بن حساب، ثنا محمد بن ثور، عن معمر، ح، وحدثنا عبد الله بن محمد بن الحجاج، ثنا عبد الله بن محمد بن عمران، ثنا محمد بن يحيى بن أبى عمر، ثنا عبد الرزاق، وعبد الله بن معاذ، قالا: ثنا معمر، عن أبى هارون العبدى , عن أبى سعيد الخدرى: ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليلة أسرى به قال: " دخلت الجنة فإذا فيها طير كأنها البخت، فقال أبو بكر: يا رسول الله، إن تلك الطير لناعمة .قال: آكلها أنعم منها يا أبا بكر، وإنى لأرجو أن تأكل منها(صفة الجنة لأبى نعيم الأصبهانى، ج۲ص ۱۸۰، ۱۸۱، رقم الحديث ۳۳۹،ذكر أصناف لحوم الطير وأنواع اللحمان لقوله جل وعلا: ولحم طير مما يشتهون)

[2] وفيه:

عمارة بن جوين أبو هارون العبدى البصرى .....قال على بن المدينى، عن يحيى بن سَعِيد القطان : ضعفه شعبة ، وما زال ابن عون يروى عنه حتى مات .وقال البخارى :تركه يحيى القطان . وَقَال عَبد الله بن أحمد بن حنبل عَن أبيه :ليس بشيء .وقال عباس الدورى، عن يحيى بن معين :كانت عنده صحيفة يقول :هذه صحيفة الوصى ، وكان عندهم لا يصدق فى حديثه .وقال أبو زرعة :ضعيف الحديث .وَقَال أبو حاتم ضعيف ، أضعف من بشر بن حرب .وقال النسائى :متروك الحديث .وقال فى موضع آخر :ليس بثقة ، ولا يكتب حديثه .وقال شعيب بن حرب، عن شعبة : لان أقدم فيضرب عنقى أحب إلى من أن أقول :حدثنا أبو هارون .وَقَال خالد بن خداش، عن حماد بن زيد :كان أبو هارون العبدى كذابا بالغداة شيء وبالعشى شء.وَقَال الجوزجانى :كذاب مفترى.وقال الحاكم أبو أحمد :متروك الحديث .وقال الدارقطنى يتلون خارجى وشيعى ، يعتبر بما يرويه عنه الثورى .وقال ابن حبان :كان يروى عن أبى سعيد ما ليس من حديثه لا يحل كتب حديثه إلا على جهة التعجب(تهذيب الكمال ج ۲۱ ص ۲۳۲ الٰى ۲۳۶، ملخصاً ، تحت رقم الترجمة ۴۱۷۸)

www.idaraghufran.org

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھانے والوں میں سے ہونے کا ذکر دوسری معتبر احادیث میں آیا ہے، مگر ان احادیث میں معراج کا ذکر نہیں۔ [1]

اور امام طبرانی ''المعجمُ الاوسط'' میں ابوہارون عبدی کی سند سے ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معراج کی رات سے متعلق یہ حدیث بیان کی کہ جب میں اور جبریل آسمانِ دنیا پر چڑھے، تو اچانک میں نے ایک فرشتے کو دیکھا، جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے، وہ آسمانِ دنیا کا فرشتہ تھا، اور اس کی ماتحتی میں ستر ہزار فرشتے تھے، اور ہر فرشتے کے ساتھ ایک ہزار فرشتوں کا لشکر تھا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ إِلَّا هُوَ'' یعنی ''آپ کے رب کے لشکر کو صرف وہی جانتا ہے''۔ [2]

---

[1] عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن طير الجنة كأمثال البخت، ترعى في شجر الجنة "فقال أبو بكر: يا رسول الله، إن هذه لطير ناعمة، فقال: " أكلتها أنعم منها "قالها ثلاثا "وإني لأرجو أن تكون ممن يأكل منها يا أبا بكر "(مسند أحمد، رقم الحديث ١٣٣١١)

قال شعيب الارنؤوط: صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف سيار بن حاتم(حاشية مسند احمد)

عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الكوثر، فقال: " نهر أعطانيه ربي، أشد بياضا من اللبن، وأحلى من العسل، وفيه طير كأعناق الجزر ."فقال عمر: يا رسول الله، إن تلك لطير ناعمة .فقال: " أكلتها أنعم منها يا عمر "(مسند أحمد،رقم الحديث ١٣٣٠٦)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عبد الوهاب بن أبي بكر، فقد روى له أبو داود والنسائي، وهو ثقة(حاشية مسند احمد)

[2] حدثنا محمد بن عبد الله بن بكر السراج، ثنا محمد بن أبي الفرج، ثنا عبد الوهاب بن عطاء الخفاف، ثنا راشد أبو محمد الحماني، عن أبي هارون، عن أبي سعيد الخدري، أن النبي صلى الله عليه وسلم حدثهم ليلة أسري به قال :تصعدت أنا وجبريل إلى السماء الدنيا، فإذا أنا بملك، يقال له :إسماعيل، وهو صاحب سماء الدنيا، وبين يديه سبعون ألف ملك، مع كل ملك جنده مائة ألف ، وتلا هذه الآية:" وما يعلم جنود ربك إلا هو"(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ٧٠٩٧)

www.idaraghufran.org

اس روایت میں بھی ''ابو ہارون عبدی'' پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے غیر معمولی جرح کی ہے، ان کے متعلق تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ دونوں روایتوں میں جو مضمون آیا ہے، وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تفصیلی حدیث میں بھی مروی ہے، اور ابونعیم اصبہانی نے اپنی جنت کی صفت سے متعلق مذکورہ کتاب میں، صرف اس کے متعلقہ حصے کو روایت کیا ہے، جبکہ امام طبرانی نے بھی ''المعجم الاوسط'' کی ایک روایت میں صرف اس کے مختصر حصے کو روایت کیا ہے۔

اب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ:

أنبأنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ قال: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، قال :حدثنا أبو بكر يحيى بن أبى طالب، قال :أنبأنا عبد الوهاب بن عطاء ، قال :أنبأنا أبو محمد بن أسد الحمانى، عن أبى هارون العبدى ، عن أبى سعيد الخدرى، عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال له أصحابه يا رسول الله !أخبرنا عن ليلة أسرى بك فيها .قال قال الله عز وجل سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذى باركنا حوله لنريه من آياتنا إنه هو السميع البصير . قال فأخبرهم قال :بينا أنا قائم عشاء فى المسجد الحرام إذ أتانى آت فأيقظنى، فاستيقظت فلم أر شيئا ثم عدت فى النوم، ثم أيقظنى فاستيقظت فلم أر شيئا ثم عدت فى النوم، ثم أيقظنى فاستيقظت فلم أر شيئا فإذا أنا بكهيئة خيال فأتبعته ببصرى حتى

خرجت من المسجد فإذا أنا بدابة أدنى، شبيهة بدوا بكم هذه، بغالكم هذه، مضطرب الأذنين يقال له :البراق، وكانت الأنبياء صلوات الله عليهم تركبه قبلى يقع حافره مد بصره فركبته.

فبينما أنا أسير عليه إذ دعانى داع عن يمينى يا محمد أنظرنى أسألک يا محمد أنظرنى أسألک فلم أجبه ولم أقم عليه فبينما أنا أسير عليه إذ دعانى داع عن يسارى :يا محمد !أنظرنى أسألک يا محمد أنظرنى أسألک فلم أجبه ولم أقم عليه وبينما أنا أسير عليه إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها وعليها من كل زينة خلقها الله فقالت يا محمد أنظرنى أسألک فلم ألتفت إليها ولم أقم عليها .

حتى أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتى بالحلقة التى كانت الأنبياء توثقها به فأتانى جبريل عليه السلام بإناء ين :أحدهما خمر، والآخر لبن،فشربت اللبن وتركت الخمر فقال جبريل أصبت الفطرة فقلت الله أكبر الله أكبر .

فقال جبريل ما رأيت فى وجهک هذا قال فقلت بينما أنا أسير إذ دعانى داع عن يمينى يا محمد أنظرنى أسألک فلم أجبه ولم أقم عليه قال ذاک داعى اليهود أما إنک لو أجبته أو وقفت عليه لتهودت أمتک، قال :وبينما أنا أسير إذ دعانى داع عن يسارى، فقال :يا محمد أنظرنى أسألک فلم ألتفت إليه ولم أقم عليه قال ذاک داعى النصارى أما إنک لو أجبته لتنصرت أمتک، فبينما أنا أسير إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها عليها من كل زينة خلقها

الله تقول :يا محمد أنظرنى أسألک فلم أجبها ولم أقم عليها قال تلک الدنيا أما إنک لو أجبتها لاختارت أمتک الدنيا على الآخرة.

قال :ثم دخلت أنا وجبريل عليه السلام بيت المقدس فصلى كل واحد منا ركعتين ثم أتيت بالمعراج الذى تعرج عليه أرواح بنى آدم فلم ير الخلايق أحسن من المعراج ما رأيتم الميت حين يشق بصره طامحا إلى السماء (فإنما يشق بصره طامحا إلى السماء) عجب بالمعراج .

قال فصعدت أنا وجبريل فإذا أنا بملک يقال له إسماعيل وهو صاحب سماء الدنيا وبين يديه سبعون ألف ملک مع كل ملک جنده مائة ألف ملک، قال :وقال الله عز وجل (وما يعلم جنود ربک إلا هو)

فاستفتح جبريل باب السماء ، قيل :من هذا؟ قال :جبريل قيل : ومن معک؟ قال :محمد، قيل :وقد بعث إليه؟ قال :نعم، فإذا أنا بآدم كهيئة يوم خلقه الله على صورته تعرض عليه أرواح ذريته المؤمنين فيقول:روح طيبة ونفس طيبة اجعلوها على عليين، ثم تعرض عليه أرواح ذريته الفجار، فيقول :روح خبيثة ونفس خبيثة اجعلوها فى سجين.

ثم مضت هنية فإذا أنا بأخونة -يعنى الخوان المائدة التى يؤكل عليها لحم مشرح -ليس يقربها أحد وإذا أنا بأخونة أخرى عليها لحم قد أروح ونتن عندها أناس يأكلون منها، قلت :يا جبريل !من

هؤلاء ؟ قال :هؤلاء من أمتک یترکون الحلال ویأتون الحرام.

قال :ثم مضت هنية فإذا أنا بأقوام بطونهم أمثال البيوت كلما نهض أحدهم خر يقول اللهم لا تقم الساعة، قال :وهم على سابلة آل فرعون، قال :فتجيء السابلة فتطأهم، قال :فسمعتهم يضجون إلى الله سبحانه.قلت :يا جبريل !من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء من أمتک الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس.

قال :ثم مضت هنية ، فإذا أنا بأقوام مشافرهم كمشافر الإبل قال فتفتح على أفواههم ويلقون ذلک الحجر، ثم يخرج من أسافلهم، فسمعتهم يضجون إلى الله عز وجل، فقلت :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال هؤلاء من أمتک يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون فى بطونهم نارا وسيصلون سعيرا .

قال :ثم مضت هنيئة فإذا أنا بنساء يعلقن بثديهن فسمعتهن يصحن إلى الله عز وجل قلت :يا جبريل!من هؤلاء النساء ؟ قال: هؤلاء الزناة من أمتک .

قال ثم مضيت هنية فإذا أنا بأقوام تقطع من جنوبهم اللحم فيلقمون فيقال له :كل كما كنت تأكل من لحم أخيک قلت :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال هؤلاء الهمازون من أمتک اللمازون.

ثم صعدنا إلى السماء الثانية فإذا أنا برجل أحسن ما خلق الله قد فضل عن الناس بالحسن كالقمر ليلة البدر على سائر الكواكب.

قلت :يا جبريل من هذا؟ قال :هذا أخوک يوسف ومعه نفر من

قومه فسلمت عليه وسلم على.

ثم صعدت إلى السماء الثالثة فإذا أنا بيحيى وعيسى ومعهما نفر من قومهما، فسلمت عليهما وسلما على.

ثم صعدت إلى السماء الرابعة فإذا أنا بإدريس قد رفعه الله مكانا عليا، فسلمت عليه وسلم على.

ثم صعدت إلى السماء الخامسة فإذا أنا بهارون ونصف لحيته بيضاء ونصفها سوداء تكاد لحيته تصيب سرته من طولها، قلت : يا جبريل !من هذا؟قال :هذا المحبب فى قومه، هذا هارون بن عمران ومعه نفر من قومه، فسلمت عليه وسلم على.

ثم صعدت إلى السماء السادسة فإذا أنا بموسى بن عمران -رجل آدم كثير الشعر لو كان عليه قميصان لنفد شعره دون القميص- وإذا هو يقول :يزعم الناس إنى أكرم على الله من هذا، بل هذا أكرم على الله منى !قال :قلت :يا جبريل !من هذا؟ قال :هذا أخوك موسى بن عمران، قال :ومعه نفر من قومه فسلمت عليه وسلم على.

ثم صعدت إلى السماء السابعة فإذا أنا بأبينا إبراهيم خليل الرحمن ساندا ظهره إلى البيت المعمور كأحسن الرجال، قلت: يا جبريل !من هذا؟ قال: هذا أبوك إبراهيم خليل الرحمن، وهو نفر من قومه فسلمت عليه وسلم على.

وإذا بأمتى شطرين :شطر عليهم ثياب بيض كأنها القراطيس، وشطر عليهم ثياب رمد، قال :فدخلت البيت المعمور، ودخل

معی الذین علیهم الثیاب البیض وحجب الآخرون الذین علیهم ثیاب رمد، وهم علی حر، فصلیت أنا ومن معی فی البیت المعمور، ثم خرجت أنا ومن معی، قال :والبیت المعمور یصلی فیه کل یوم سبعون ألف ملک لا یعودون فیه إلی یوم القیامة.

قال :ثم رفعت إلی السدرة المنتهی فإذا کل ورقة منها تکاد أن تغطی هذه الأمة، وإذا فیها عین تجری یقال لها سلسبیل، فینشق منها نهران أحدهما:الکوثر والآخر یقال له :نهر الرحمة، فاغتسلت فیه، فغفر لی ما تقدم من ذنبی وما تأخر.

ثم إنی دفعت إلی الجنة فاستقبلتنی جاریة فقلت :لمن أنت یا جاریة؟ قالت لزید بن حارثة، وإذا أنا بأنهار من ماء غیر آسن، وأنهار من لبن لم یتغیر طعمه، وأنهار من خمر لذة للشاربین، وأنهار من عسل مصفی، وإذا رمانها کأنه الدلاء عظما وإذا أنا بطیر کالبخاتی هذه، فقال عندها صلی الله علیه وآله وسلم وعلی جمیع أنبیائه، إن الله قد أعد لعباده الصالحین ما لا عین رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر.

قال :ثم عرضته علی النار فإذا فیها غضب الله ورجزه ونقمته لو طرح فیها الحجارة والحدید لأکلتها، ثم أغلقت دونی.

ثم إنی دفعت إلی السدرة المنتهی فتغشی لی، وکان بینی وبینه قاب قوسین أو أدنی، قال : ونزل علی کل ورقة ملک من الملائکة.

قال :وقال :فرضت علی خمسون صلاة، وقال :لک بکل حسنة

عشر إذا هممت بالحسنة فلم تعملها كتبت لک حسنة، فإذا عملتها كتبت لک عشرا وإذا هممت بالسيئة فلم تعملها لم يكتب عليک شيء ، فإن عملتها كتبت عليک سيئة واحدة.

ثم دفعت إلى موسى فقال بما أمرک ربک قلت بخمسين صلاة قال :ارجع إلى ربک فسله التخفيف لأمتک فإن أمتک لا يطيقون ذلک ومتى لا تطيقه تكفر ،فرجعت إلى ربى فقلت يا رب خفف عن أمتى فإنها أضعف الأمم فوضع عنى عشرا وجعلها أربعين، فما زلت أختلف بين موسى وربى كلما أتيت عليه قال لى مثل مقالته حتى رجعت إليه فقال لى بم أمرت؟ قلت :أمرت بعشر صلوات قال :ارجع إلى ربک فسله التخفيف عن أمتک، فرجعت إلى ربى فقلت أى رب !خفف عن أمتى فإنها أضعف الأمم، فوضع عنى خمسا، وجعلها خمسا، فنادانى ملک عندها : تمت فريضتى، وخففت عن عبادى، وأعطيتهم بكل حسنة عشر أمثالها، ثم رجعت إلى موسى، فقال :بم أمرت؟ قلت :بخمس صلوات، قال :ارجع إلى ربک فسله التخفيف فإنه لا يؤوده شيء فسله التخفيف لأمتک فقلت رجعت إلى ربى حتى استحييته.

ثم أصبح بمكة يخبرهم بالعجائب :أنى أتيت البارحة بيت المقدس وعرج بى إلى السماء ، ورأيت كذا ورأيت كذا،فقال أبو جهل بن هشام :ألا تعجبون مما يقول محمد !يزعم أنه أتى البارحة بيت المقدس، ثم أصبح فينا، وأحدنا يضرب مطيته مصعدة شهرا ومنقلبة شهرا، فهذا مسيرة شهرين فى ليلة واحدة.

قال فأخبرهم بعير لقريش لما كان فى مصعدى رأيتها فى مكان كذا وكذا ،وأنها نفرت فلما رجعت رأيتها عند العقبة، وأخبرهم بكل رجل وبعيره كذا وكذا ومتاعه كذا وكذا، فقال أبو جهل : يخبرنا بأشياء ، فقال رجل من المشركين :أنا أعلم الناس بيت المقدس وكيف بناؤه وكيف هيأته وكيف قربه من الجبل، فإن يكون محمد صادقا فسأخبركم، وإن يكن كاذبا فسأخبركم، فجاء ه ذلک المشرک فقال :يا محمدا أنا أعلم الناس ببيت المقدس فأخبرنى كيف بناؤه وكيف هيأته وكيف قربه من الجبل؟ قال :فرفع لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيت المقدس من مقعده فنظر إليه كنظر أحدنا إلى بيته :بناؤه كذا وكذا، وهيأته كذا وكذا، وقربه من الجبل كذا وكذا، فقال الآخر :صدقت .فرجع إلى الصحابة فقال :صدق محمد فيما قال، أو نحوا من هذا الكلام (دلائل النبوة ،للبيهقى، ج۲ص ۳۹۰ الی ۲۹۶ ،جماع أبواب المبعث ،باب الدليل على أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم عرج به إلى السماء فرأى جبريل عليه السلام فى صورته عند سدرة المنتهى)

ترجمہ: ہمیں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر یحییٰ بن ابی طالب نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوہاب بن عطاء نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابومحمد بن اسد حمانی نے خبر دی، وہ ابوہارون عبدی سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں

لیلۃُ المعراج کے متعلق خبر دیجیے، جس کے بارے میں اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی خبر دی، اور فرمایا کہ میں عشاء کے وقت مسجدِ حرام میں موجود تھا، اچانک ایک آنے والا آیا، جس نے مجھے بیدار کیا، میں نے اٹھ کر دیکھا، تو کوئی چیز نہیں تھی، پھر میں دوبارہ سو گیا، پھر دوبارہ میرے پاس آنے والے نے آ کر مجھے بیدار کیا، میں نے اٹھ کر دیکھا، تو کوئی چیز نہیں تھی، پھر میں دوبارہ سو گیا، پھر تیسری مرتبہ میرے پاس آنے والے نے آ کر مجھے بیدار کیا، میں نے اٹھ کر دیکھا، تو کوئی چیز نہیں تھی، پھر اچانک میں نے خیالی کیفیت دیکھی، پھر میں نے اپنی نظر کو اس کے پیچھے دوڑایا، یہاں تک کہ میں مسجد سے نکل گیا، پس اچانک میں نے ایک جانور کو دیکھا، جو تمہارے اس جانور، یعنی خچر کے مشابہ اور چھوٹا تھا، جو اپنے کانوں کو حرکت دیتا تھا، اس کو براق کہا جاتا تھا، جس پر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام مجھ سے پہلے سوار ہوتے، وہ اپنے پاؤں حدِ نظر پر رکھتا تھا، پھر میں اس پر سوار ہو گیا۔

پھر اسی دوران کہ میں چل رہا تھا، مجھ کو دائیں طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتا ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا، پھر میرے چلنے کے دوران اچانک ایک پکارنے والے نے میری بائیں طرف سے پکارا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتا ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب

نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا، پھر میرے چلنے کے دوران اچانک ایک عورت پر نظر پڑی، جو اپنے ہاتھوں سے ننگی تھی، اور اس پر ہر قسم کی زیب وزینت تھی، جو اللہ نے پیدا کی ہے، اس نے بھی کہا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتی ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا۔

یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آ گیا، اور میں نے اپنے جانور کو اس حلقے سے باندھ دیا، جس سے انبیائے کرام باندھا کرتے تھے، پھر میرے پاس جبریل علیہ السلام دو برتن لائے، ان میں سے ایک شراب تھی، اور دوسرا دودھ تھا، پھر میں نے دودھ کو پی لیا، اور شراب کو چھوڑ دیا، پھر جبریل نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کے مطابق درست کام کیا ہے، میں نے شکر کے طور پر اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا۔

پھر جبریل نے کہا کہ میں آپ کے چہرے پر یہ کیا دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا کہ میرے چلنے کے دوران مجھے دائیں طرف سے پکارنے والے نے پکارا تھا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتا ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا، جبریل نے کہا کہ وہ پکارنے والا یہود کا داعی تھا، اگر آپ اس کو جواب دے دیتے، یا آپ وہاں ٹھہر جاتے، تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، میں نے کہا کہ میرے چلنے کے دوران مجھے بائیں طرف سے پکارنے والے نے پکارا تھا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتا ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا، جبریل نے کہا کہ وہ پکارنے والا عیسائیت کا داعی تھا، اگر آپ اس کو جواب دے دیتے، تو آپ کی امت عیسائی ہو جاتی، میں نے کہا کہ میرے چلنے کے دوران اچانک ایک عورت پر نظر پڑی، جو اپنے ہاتھوں سے ننگی تھی، اور اس پر

ہر قسم کی زیب وزینت تھی، جو اللہ نے پیدا کی ہے، اس نے بھی کہا کہ اے محمد! میری طرف نظر کیجیے، میں آپ سے کوئی سوال کرتی ہوں، میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، اور میں وہاں نہیں ٹھہرا، جبریل نے کہا کہ یہ دنیا تھی، اگر آپ اس کا جواب دے دیتے، تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی۔

پھر میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے، پھر ہم میں سے ہر ایک نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا، جس پر بنی آدم کی ارواح (موت کے بعد) چڑھتی ہیں، سو اس زینے سے زیادہ خوبصورت، خلائق کی نظر سے نہیں گزرا، تم نے بعض مرنے والوں کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہوگا، سو وہ اس زینے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

پھر میں اور جبریل اوپر چڑھے، پس میں نے اچانک ایک فرشتے کو دیکھا، جس کو اسماعیل کہا جاتا تھا، اور وہ صاحبُ سماء الدنیا ہے، اور ان کے سامنے ستر ہزار فرشتوں کو دیکھا، اور ایک فرشتے کے ساتھ ایک ہزار فرشتوں کا لشکر تھا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ''

پھر جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل ہے، کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ محمد ہیں، کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جواب میں کہا کہ بے شک، پس میں نے اچانک آدم علیہ السلام کو ان کی اصلی ھیئت میں دیکھا، جس پر اللہ نے ان کو پیدا کیا تھا، آپ پر ان کی مومنین ذریت کی ارواح کو پیش کیا جارہا تھا، جس پر وہ کہتے تھے کہ پاکیزہ روح ہیں اور پاکیزہ نفس ہیں، ان کو اعلیٰ علیین میں پہنچادو، پھر ان پر آپ کی ذریت کی فاجر ارواح کو پیش کیا جارہا تھا، جس پر وہ کہتے تھے کہ یہ خبیث روح اور خبیث نفس ہیں، ان کو سجین میں پہنچادو۔

پھر تھوڑے سے آگے چلے، اور وہاں بہت سے دسترخوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے، مگر اس کے کوئی قریب نہیں جاتا، اور دوسرے دسترخوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں، میں نے جبریل سے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جو حلال کو چھوڑتے ہیں، اور حرام کو کھاتے ہیں۔

پھر تھوڑا سے آگے چلے، تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جن کے پیٹ کمروں کی طرح بڑے بڑے تھے، جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے، تو فوراً گر پڑتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! قیامت کو قائم نہ کرنا، اور وہ آلِ فرعون کے راستے پر تھے، وہ راستہ ان کو روندتا ہوا چلتا تھا، پھر وہ اللہ سبحانہٗ کی طرف چیخ و پکار کرتے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی امت میں سود کھانے والے ہیں، یہ نہیں کھڑے ہوتے، مگر اسی طرح، جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے، جس کو شیطان نے چھو کر مبہوت کر دیا ہو۔

پھر تھوڑا سے آگے چلے، تو میں نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ، اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح ہیں، پھر ان کے منہ کھول کر ان میں (آگ کے) پتھر ڈالے جا رہے ہیں، جو ان کے نیچے سے نکل رہے ہیں، اور میں نے ان کو اللہ عزوجل کی طرف چیخ و پکار کرتے ہوئے سنا، پھر میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے، یہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ ہی کھاتے تھے، اور یہ عنقریب جہنم میں پہنچنے والے ہیں۔

پھر تھوڑا سے آگے چلے، تو میں نے کچھ ایسی عورتوں کو دیکھا کہ جو اپنے پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں، اور وہ اللہ عزوجل کی طرف چیخ و پکار کر رہی تھیں،

میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون عورتیں ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی امت کی زنا کار عورتیں ہیں۔

پھر تھوڑا سے آگے چلے، تو میں نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جارہا تھا، اور انہی کو کھلایا جاتا تھا، پھر ان کو کہا جاتا تھا کہ اسی طرح کھا، جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جو چغل خوری اور عیب جوئی کیا کرتے تھے۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے، تو میں نے اللہ کی مخلوق میں سے ایک حسین ترین شخص کو دیکھا، جس کو لوگوں پر حسن میں اس طرح فضیلت دی گئی تھی، جس طرح چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت دی گئی ہے، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں، اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے لوگ ہیں، میں نے ان کو سلام کیا، اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر میں تیسرے آسمان پر چڑھا، تو میں نے وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا، جن کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے، میں نے ان دونوں کو سلام کیا، اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر میں چوتھے آسمان پر چڑھا، تو میں نے وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، جن کا اللہ نے مقام بلند کیا ہے، میں نے ان کو سلام کیا، اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر میں پانچویں آسمان پر چڑھا، تو میں نے وہاں ھارون علیہ السلام کو دیکھا، جن کی آدھی ڈاڑھی سفید ہے، اور آدھی سیاہ ہے، قریب تھی کہ ان کی ڈاڑھی لمبا

ہونے کی وجہ سے ان کی ناف تک پہنچ رہی ہو، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ اپنی قوم کے محبوب ہیں، یہ ھارون بن عمران ہیں، اوران کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں، پھر میں نے ان کو سلام کیا، اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا، تو میں نے وہاں موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، جو گندمی رنگ کے کثیر بالوں والے تھے، انہوں نے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں، قمیص کے سامنے ان کے بال لٹک رہے تھے، اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں میں اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ مکرم ہوں، لیکن یہ اللہ کے نزدیک مجھ سے زیادہ مکرم ہیں، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں، اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں، پھر میں نے ان کو سلام کیا، اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر میں ساتویں آسمان پر چڑھا، تو میں نے وہاں ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کو بیت المعمور سے پشت لگا کر بیٹھا ہوا دیکھا، جو لوگوں میں بہت حسین وجمیل ہیں، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم خلیل الرحمٰن ہیں، اوران کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں، پھر میں نے ان کو سلام کیا، اورانہوں نے مجھے سلام کیا۔

اور میں نے دیکھا کہ میری امت دو حصوں میں ہے، ایک پر سفید چمک دار کپڑے ہیں، اور ایک پر میلے کپڑے ہیں، پھر میں بیت المعمور میں داخل ہوا، اور میرے ساتھ سفید کپڑوں والے بھی داخل ہوئے، اور دوسرے لوگوں کو روک دیا گیا، جن پر میلا کچیلا لباس تھا، اور وہ گرمی کی حالت میں تھے، پھر میں نے اور میرے ساتھ

موجود لوگوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی، پھر میں اور میرے ساتھ موجود لوگ برآمد ہوئے، اور بیت المعمور وہ ہے، جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جو اس میں قیامت کے دن تک دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔

پھر مجھے ''سدرۃُ المنتھٰی '' کی طرف بلند کیا گیا، میں نے دیکھا کہ اس کا ہر پتہ قریب ہے کہ اس امت کو ڈھانپ لے، اور میں نے اس میں ایک جاری چشمے کو دیکھا، جسے ''سلسبیل'' کہا جاتا ہے، اور اس سے دو نہریں نکلتی ہیں، ایک نہرِ کوثر اور دوسری نہرِ جنت، پھر میں نے اس میں غسل کیا، جس سے میری اگلی پچھلی خطاؤں کو معاف کر دیا گیا۔

پھر میں جنت میں داخل ہوا، جہاں میرا ایک لڑکی نے استقبال کیا، میں نے کہا کہ اے لڑکی! تو کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا کہ زید بن حارثہ کے لیے، اور میں نے وہاں چند نہروں کو دیکھا، ایک ایسے پانی کی نہر کو جو سڑتا نہیں، اور دوسرے ایسے دودھ کی نہر کو جس کا ذائقہ بدلتا نہیں، اور تیسرے ایسی شراب کی نہر کو جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے، اور چوتھے ایسے شہد کی نہر کو جو صاف ستھرا ہے، اور اس جنت کے انار گویا کہ بڑے بڑے ڈول ہیں، اور میں نے بختی اونٹوں کی طرح بڑے بڑے پرندوں کو دیکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیٰ جمیع انبیائہٖ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ان چیزوں کو تیار کر رکھا ہے، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی فردِ بشر کے دل پر کھٹک گزری۔

پھر مجھے جہنم پر پیش کیا گیا، اس جہنم میں اللہ کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کی پکڑ کے طرح طرح کے نمونے ہیں، اگر اس میں پتھر اور لوہے کو ڈالا جائے، تو وہ اسے بھی کھا لے، پھر اس کو میرے سامنے سے بند کر دیا گیا۔

پھر میں سدرۃُ المنتہیٰ پر گیا، جس نے مجھے ڈھانپ دیا، اور میرے اور اس کے درمیان قوسین، یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، اور سدرۃُ المنتہیٰ کے ہر پتے پر فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے نزول کیا۔

اور میرے اوپر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، اور فرمایا کہ ہر نیک عمل کے عوض میں دس گنا اجر حاصل ہوگا، جب آپ نیکی کا ارادہ کریں، اور آپ اس کو نہ کریں، تو آپ کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی، پھر جب آپ اس نیکی کو کرلیں، تو آپ کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جب آپ برائی کا ارادہ کریں، اور اس برائی کو نہ کریں، تو آپ پر کچھ نہیں لکھا جائے گا، پھر اگر آپ اس برائی کو کرلیں، تو آپ پر صرف ایک برائی کو ہی لکھا جائے گا۔

پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف گیا، جنہوں نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا، میں نے کہا کہ پچاس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، اور جب اس کی طاقت نہیں رکھے گی، تو انکار کرے گی، پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا اور کہا کہ اے میرے رب میری امت سے تخفیف کردیجیے، کیونکہ وہ امتوں میں ضعیف امت ہے، تو میرے رب نے مجھ سے دس نمازوں کو کم کردیا، اور چالیس نمازیں کردیں، پس میرا برابر موسیٰ اور اپنے رب کے درمیان اس معاملے میں اختلاف ہوتا رہا، جب بھی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا، تو وہ مجھے پہلے کی طرح بات کہتے، یہاں تک کہ میں ان کی طرف لوٹ کر آیا، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا، میں نے کہا کہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا، انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، پھر میں اپنے رب کی

طرف لوٹ کر آیا، اور میں نے کہا کہ میری امت سے تخفیف فرما دیجیے، کیونکہ میری امت، امتوں میں سے ضعیف امت ہے، پھر میرے رب نے میری امت سے مزید پانچ نمازوں کو معاف کر دیا، اور صرف پانچ نمازیں باقی رہیں، اس موقع پر ایک فرشتے نے مجھے آواز دے کر کہا کہ میرا فریضہ پورا ہو گیا، اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف کر دی، اور ان کو ہر ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں کے مثل عطاء کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آیا، انہوں نے فرمایا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ پانچ نمازوں کا، انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ اس کو کوئی بھی اداء نہیں کرے گا، میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جاتے جاتے حیا کر چکا ہوں۔

پھر میں نے صبح ہونے پر مکہ کے لوگوں کو ان عجیب واقعات کی خبر دی کہ میں رات کو بیت المقدس میں آیا، اور مجھے آسمان پر چڑھایا گیا، اور میں نے ایسی اور ویسی چیزیں دیکھیں، تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ محمد کیا کہہ رہا ہے، یہ گمان کرتا ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گیا، پھر صبح ہمارے درمیان ہے، اور ہم میں سے کوئی ایک مہینہ سفر کر کے بیت المقدس جاتا ہے، اور ایک مہینہ بعد واپس آتا ہے، اور اس نے دو مہینوں کا سفر ایک رات میں کر لیا۔

پھر میں نے ان کو قریش کے ایک اونٹ کی خبر دی کہ جب میں صعود کر رہا تھا، تو میں نے اس اونٹ کو فلاں فلاں مقام میں دیکھا تھا، اور ان کا وہ اونٹ بھاگ گیا تھا، پھر جب میں لوٹ کر آیا، تو میں نے اس اونٹ کو عقبہ کے قریب دیکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قریش کو ہر آدمی اور اونٹ کی خبر دی کہ وہ ایسا اور ایسا تھا،

اور اس کا سامان ایسا اور ایسا تھا، تو ابو جہل نے کہا یہ ہمیں چند باتوں کی خبر دیتا ہے، مشرکین میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں بیت المقدس کو اور اس کی تعمیر اور ھیئت اور قرب وجوار کے پہاڑوں کو اچھی طرح جانتا ہوں، اگر محمد سچے ہوں گے، تو بھی میں تمہیں بتلا دوں گا، اور اگر جھوٹے ہوں گے، تو بھی میں تمہیں بتلا دوں گا، پھر وہ مشرک، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ اے محمد! میں بیت المقدس کو اچھی طرح جانتا ہوں، آپ مجھے اس کی عمارت اور اس کی ھیئت اور قرب وجوار کے پہاڑوں کی خبر دیجیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہیں بیٹھے بیٹھے بیت المقدس سامنے کر دیا گیا، جس کو آپ نے اس طرح دیکھا، جس طرح ہم میں سے کوئی اپنے گھر کو دیکھتا ہے، اور بتلایا کہ اس کی تعمیر ایسی اور ایسی تھی، اور اس کی ھیئت ایسی اور ایسی تھی، اور اس کے قریب فلاں فلاں طرح کے پہاڑ تھے، اس مشرک نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر گیا، اور اس نے کہا کہ محمد نے جو بات کہی، سچ کہی (بیہقی)

مذکورہ حدیث کو امام طبری نے بھی اپنی تفسیر ''جامعُ البیان'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن عبد الأعلى، قال :ثنا محمد بن ثور، عن معمر، عن أبى هارون العبدى، عن أبى سعيد الخدرى، وحدثنى الحسن بن يحيى، قال :أخبرنا عبد الرزاق، قال :ثنا معمر، قال: أخبرنا أبو هارون العبدى، عن أبى سعيد الخدرى، واللفظ لحديث الحسن بن يحيى، فى قوله: "سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى" قال :ثنا النبى صلى الله عليه وسلم عن ليلة أسرى به فقال نبى الله " :أتيت بدابة هى أشبه الدواب بالبغل له أذنان مضطربتان وهو البراق، وهو الذى كان تركبه الأنبياء قبلى، فركبته، فانطلق بى يضع يده عند منتهى بصره، فسمعت نداء عن يمينى :يا محمد على رسلك أسألك، فمضيت ولم أعرج عليه، ثم سمعت نداء عن شمالى :يا محمد على رسلك أسألك، فمضيت ولم أعرج عليه، ثم استقبلت امرأة فى الطريق، فرأيت عليها من كل زينة من زينة الدنيا رافعة يدها، تقول :يا محمد على رسلك أسألك، فمضيت ولم أعرج عليها، ثم أتيت بيت المقدس، أو قال المسجد الأقصى، فنزلت عن الدابة فأوثقتها بالحلقة التى كانت الأنبياء توثق بها، ثم دخلت المسجد فصليت فيه، فقال له جبرائيل :ماذا رأيت فى وجهك، فقلت :سمعت نداء عن يمينى أن يا محمد على رسلك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ابو ہارون عبدی کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو ابو محمد حارث

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أسألک، فمضيت ولم أعرج عليه، قال :ذاک داعی اليهود، أما لو أنک وقفت عليه لتهودت أمتک، قال :ثم سمعت نداء عن يساری أن يا محمد علی رسلک أسألک، فمضيت ولم أعرج عليه، قال :ذاک داعی النصاری، أما إنک لو وقفت عليه لتنصرت أمتک، قلت :ثم استقبلتنی امرأة عليها من كل زينة من زينة الدنيا رافعة يدها تقول علی رسلک أسألک، فمضيت ولم أعرج عليها، قال :تلک الدنيا تزينت لک، أما إنک لو وقفت عليها لاختارت أمتک الدنيا علی الآخرة، ثم أتيت بإناء ين أحدهما فيه لبن، والآخر فيه خمر، فقيل لی :اشرب أيهما شئت، فأخذت اللبن فشربته، قال :أصبت الفطرة أو قال :أخذت الفطرة "

قال معمر :وأخبرنی الزهری عن ابن المسيب أنه قيل له :أما إنک لو أخذت الخمر غوت أمتک .

قال أبو هارون فی حديث أبی سعيد " :ثم جیء بالمعراج الذی تعرج فيه أرواح بنی آدم فإذا هو أحسن ما رأيت، ألم تر إلی الميت كيف يحد بصره إليه فعرج بنا فيه حتی انتهينا إلی باب السماء الدنيا، فاستفتح جبرائيل، فقيل من هذا؟ قال :جبرائيل؟ قيل :ومن معک؟ قال :محمد، قيل :أوقد أرسل إليه؟ قال :نعم، ففتحوا وسلموا علی، وإذا ملک موكل يحرس السماء يقال له إسماعيل، معه سبعون ألف ملک مع كل ملک منهم مائة ألف، ثم قرأ :" وما يعلم جنود ربک إلا هو" وإذا أنا برجل، كهيئته يوم خلقه الله لم يتغير منه شیء ، فإذا هو تعرض عليه أرواح ذريته، فإذا كانت روح مؤمن، قال :روح طيبة، وريح طيبة، اجعلوا كتابه فی عليين، وإذا كان روح كافر قال :روح خبيثة وريح خبيثة، اجعلوا كتابه فی سجيل، فقلت :يا جبرائيل من هذا؟ قال :أبوک آدم، فسلم علی ورحب بی ودعا لی بخير، وقال :مرحبا بالنبی الصالح والولد الصالح، ثم نظرت فإذا أنا بقوم لهم مشافر كمشافر الإبل، وقد وكل بهم من يأخذ بمشافرهم، ثم يجعل فی أفواههم صخرا من نار يخرج من أسافلهم، قلت :يا جبرائيل من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الذين يأكلون أموال اليتامی ظلما .ثم نظرت فإذا أنا بقوم يحذی من جلودهم ويرد فی أفواههم، ثم يقال :كلوا كما أكلتم، فإذا أكره ما خلق الله لهم ذلک، قلت :من هؤلاء يا جبرائيل؟ قال :هؤلاء الهمازون اللمازون الذين يأكلون لحوم الناس، ويقعون فی أعراضهم بالسب، ثم نظرت فإذا أنا بقوم علی مائدة عليها لحم مشوی كأحسن ما رأيت من اللحم، وإذا حولهم جيف، فجعلوا يميلون علی الجيف يأكلون منها ويدعون ذلک اللحم، قلت :من هؤلاء يا جبرائيل؟ قال :هؤلاء الزناة عمدوا إلی ما حرم الله عليهم، وتركوا ما أحل الله لهم، ثم نظرت فإذا أنا بقوم لهم بطون كأنها البيوت وهی علی سابلة آل فرعون، فإذا مر بهم آل فرعون ثاروا، فيميل بأحدهم بطنه فيقع، فيتوطئوهم آل فرعون بأرجلهم، وهم يعرضون علی النار غدوا وعشيا، قلت :من هؤلاء يا جبرائيل؟ قال :هؤلاء أكلة الربا ربا فی بطونهم، فمثلهم كمثل الذی يتخبطه الشيطان من المس، ثم نظرت، فإذا أنا بنساء معلقات بثديهن، ونساء منكسات بأرجلهن، قلت :من هؤلاء يا جبرائيل؟ قال :هن اللاتی يزنين ويقتلن أولادهن، قال :ثم صعدنا إلی السماء الثانية، فإذا أنا بيوسف وحوله تبع من أمته، ووجهه كالقمر ليلة البدر، فسلم علی ورحب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بن ابی اسامہ (المتوفی: 282 ہجری) نے بھی روایت کیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بی، ثم مضينا إلى السماء الثالثة، فإذا أنا بابنى الخالة يحيى وعيسى، يشبه أحدهما صاحبه، ثيابهما وشعرهما، فسلما علي، ورحبا بي، ثم مضينا إلى السماء الرابعة، فإذا أنا بإدريس، فسلم علي ورحب وقد قال الله :"ورفعناه مكانا عليا " ثم مضينا إلى السماء الخامسة، فإذا أنا بهارون المحبب فى قومه، حوله تبع كثير من أمته "فوصفه النبى صلى الله عليه وسلم " :طويل اللحية تكاد لحيته تمس سرته، فسلم على ورحب، ثم مضينا إلى السماء السادسة فإذا أنا بموسى بن عمران فوصفه النبى صلى الله عليه وسلم فقال " :كثير الشعر لو كان عليه قميصان خرج شعره منهما، قال موسى :تزعم الناس أنى أكرم الخلق على الله، فهذا أكرم على الله منى، ولو كان وحده لم أكن أبالى، ولكن كل نبى ومن تبعه من أمته، ثم مضينا إلى السماء السابعة، فإذا أنا بإبراهيم وهو جالس مسند ظهره إلى البيت المعمور فسلم على وقال :مرحبا بالنبى الصالح والولد الصالح، فقيل :هذا مكانك ومكان أمتك، ثم تلا :"إن أولى الناس بإبراهيم للذين اتبعوه وهذا النبى والذين آمنوا والله ولى المؤمنين "ثم دخلت البيت المعمور فصليت فيه، وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إلى يوم القيامة، ثم نظرت فإذا أنا بشجرة إن كانت الورقة منها لمغطية هذه الأمة، فإذا فى أصلها عين تجرى قد تشعبت شعبتين، فقلت :ما هذا يا جبرائيل؟ قال :أما هذا :فهو نهر الرحمة، وأما هذا :فهو الكوثر الذى أعطاكه الله، فاغتسلت فى نهر الرحمة فغفر لى ما تقدم من ذنبى وما تأخر، ثم أخذت على الكوثر حتى دخلت الجنة، فإذا فيها ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، وإذا فيها رمان كأنه جلود الإبل المقتبة، وإذا فيها طير كأنها البخت " فقال أبو بكر :إن تلك الطير لناعمة، قال " :أكلتها أنعم منها يا أبا بكر، وإنى لأرجو أن تأكل منها، ورأيت فيها جارية، فسألتها :لمن أنت؟ فقالت :لزيد بن حارثة "فبشر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم زيدا، قال " :ثم إن الله أمرنى بأمره، وفرض على خمسين صلاة، فمررت على موسى فقال :بم أمرك ربك؟ قلت :فرض على خمسين صلاة، قال :ارجع إلى ربك فأسأله التخفيف، فإن أمتك لن يقوموا بهذا، فرجعت إلى ربى فسألته فوضع عنى عشرا، ثم رجعت إلى موسى، فلم أزل أرجع إلى ربى إذا مررت بموسى حتى فرض على خمس صلوات، فقال موسى :ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف، فقلت :قد رجعت إلى ربى حتى استحييت "أو قال " :قلت :ما أنا براجع، فقيل لى :إن لك بهذا الخمس صلوات خمسين صلاة، الحسنة بعشر أمثالها، ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة، ومن عملها كتبت له عشرا، ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شيئا، فإن عملها كتبت واحدة "

حدثنا ابن حميد، قال :ثنا سلمة، عن محمد بن إسحاق، قال :ثنى روح بن القاسم، عن أبى هارون عمارة بن جوين العبدى، عن أبى سعيد الخدرى، وحدثنا ابن حميد، قال :ثنا سلمة، قال :وثنى أبو جعفر، عن أبى هارون، عن أبى سعيد، قال :سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول :لما فرغت مما كان فى بيت المقدس، أتى بالمعراج، ولم أر شيئا قط أحسن منه، وهو الذى يمد إليه ميتكم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے، اور اس میں گزشتہ تفصیلی حدیث کا آخری حصہ بھی موجود نہیں۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عينيه إذا حضر، فأصعدنى صاحبى فيه حتى انتهى إلى باب من الأبواب يقال له باب الحفظة، عليه ملك يقال له إسماعيل، تحت يديه اثنا عشر ألف ملك، تحت يدى كل ملك منهم اثنا عشر ألف ملك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين حدث هذا الحديث:" وما يعلم جنود ربك إلا هو" ثم ذكر نحو حديث معمر، عن أبى هارون إلا أنه قال فى حديثه :قال " :ثم دخل بى الجنة فرأيت فيها جارية، فسألتها لمن أنت؟ وقد أعجبتنى حين رأيتها، فقالت :لزيد بن حارثة "فبشر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة، ثم انتهى حديث ابن حميد عن سلمة إلى ههنا(تفسير الطبرى، ج۱۴، ص۳۴۴ الى ۳۴۶، سورة الإسراء)

[1] حدثنا داود بن المحبر، ثنا حماد بن سلمة، عن أبى هارون العبدى، عن أبى سعيد الخدرى، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت بالبراق وهو دابة أبيض مضطرب الأذنين فوق الحمار ودون البغل يضع حافره عند منتهى طرفه فركبته فسار بى نحو بيت المقدس فبينما أنا أسير إذ نادانى مناد عن يمينى يا محمد على رسلك أسألك حتى نادانى ثلاثا فلم أعرج عليه ثم نادانى مناد عن يسارى يا محمد على رسلك أسألك حتى نادانى ثلاثا فلم أعرج عليه ثم استقبلتنى امرأة عليها من كل حلى وزينة ناشرة يديها تقول يا محمد على رسلك أسألك تقول ذلك حتى كادت تغشانى فلم أعرج عليها حتى أتيت بيت المقدس فربطت الدابة بالحلقة التى تربط بها الأنبياء ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجائنى جبريل بإناء فيه خمر وإناء فيه لبن فاخترت اللبن فقال: أصبت الفطرة ثم قال: ما لقيت فى وجهك هذا قلت: بينما أنا أسير إذ نادانى مناد عن يمينى يا محمد على رسلك أسألك حتى نادانى يا محمد على رسلك حتى نادانى بذلك ثلاثا قال: فما فعلت قلت: فلم أعرج عليه قال: ذاك داعى اليهود لو كنت عرجت عليه لتهودت أمتك قلت: ثم نادانى مناد عن يسارى يا محمد على رسلك أسألك حتى نادانى بذلك ثلاثا قال: فما فعلت قلت: فلم أعرج عليه قال: ذاك داعى النصارى لو كنت عرجت عليه لتنصرت أمتك، قلت: ثم استقبلتنى امرأة عليها من كل زينة ناشرة يديها تقول يا محمد على رسلك أسألك حتى كادت تغشانى قال: فما فعلت؟ قلت: فلم أعرج عليها قال: تلك الدنيا لو عرجت عليها لاخترت الدنيا على الآخرة ثم أتينا بالمعراج فإذا أحسن ما خلق الله ألم تر إلى الميت إذا شق بصره إنما يتبعه المعراج عجبا به، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" تعرج الملائكة والروح إليه فى يوم كان مقداره خمسين ألف سنة " قال: فقعدت فى المعراج أنا وجبريل صلى الله عليهما وسلم حتى انتهينا إلى باب الحفظة فإذا عليه ملك يقال له إسماعيل معه سبعون ألف ملك ومع كل ملك سبعون ألف ملك قال: ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"وما يعلم جنود ربك إلا هو" فاستفتح جبريل قال: من أنت قال: جبريل قيل ومن معك قال: محمد قيل وقد أرسل إليه؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ابو ہارون عبدی کی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو علامہ آجری

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال: قد أرسل إليه ففتح لن فإذا أنا بآدم كهيئته يوم خلق قلت: من هذا يا جبريل قال: هذا أبوك آدم فرحب ودعا لى بخير فإذا الأرواح تعرض عليه فإذا مر به روح المؤمن قال: روح طيبة وريح طيبة وإذا مر عليه روح كافر قال: روح خبيثة وريح خبيثة، قال: ثم مضيت فإذا أنا بأخاوين عليها لحوم منتنة وأخاوين عليها لحوم طيبة وإذا رجال ينتهبون اللحوم المنتنة ويدعون اللحوم الطيبة فقلت: من هؤلاء يا جبريل قال: هؤلاء الزناة يدعون الحلال ويتبعون الحرام ثم مضيت فإذا أناس قد وكل بهم رجال يفكون لحيهم وآخرون يجيئون بالصخر من النار يقذفونها فى أفواههم فتخرج من أدبارهم قلت: من هؤلاء يا جبريل قال: هؤلاء"الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون فى بطونهم نارا وسيصلون سعيرا " قال: ثم مضيت فإذا أنا برجال قد وكل بهم رجال يفكون لحيهم وآخرون يقطعون لحومهم فيضفزوهم إياها بدمائها فقلت: من هؤلاء يا جبريل قال: هؤلاء الهمازون، اللمازون ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"ولا يغتب بعضكم بعضا أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتا فكرهتموه" قال: ثم مضيت فإذا أنا بأناس معلقات بثديهن، فقلت: من هؤلاء يا جبريل ؟ قال: هؤلاء الظؤرات يقتلن أولادهن قال: ثم مضيت حتى انتهيت إلى سابلة آل فرعون، فإذا رجال بطونهم كالبيوت إذا عرض آل فرعون على النار غدوا وعشيا، فيوقفون لآل فرعون مستلقين على ظهورهم وبطونهم فيثردونهم آل فرعون ثردا بأرجلهم، فقلت: من هؤلاء يا جبريل ؟ قال: هؤلاء أكلة الربا، ثم تلى رسول الله صلى الله عليه وسلم "الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس" فإذا عرض آل فرعون على النار قالوا: ربنا لا تقوم الساعة، لما يرون من عذاب الله .قال: ثم عرج بنا إلى السماء الثانية فاستفتح جبريل فقيل: من أنت؟ قال: جبريل قيل: ومن معك؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بيوسف، وإذا هو قد أعطى شطر الحسن، قلت: من هذا يا جبريل ؟ قال: هذا أخوك يوسف، فرحب ودعا لى بخير .ثم عرج بنا إلى السماء الثالثة، فاستفتح جبريل فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بابنى الخالة يحيى وعيسى فرحبا ودعيا لى بخير .ثم عرج بنا إلى السماء الرابعة فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بإدريس، فرحب ودعا لى بخير، ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم " ورفعناه مكانا عليا " قال: ثم عرج بنا إلى السماء الخامسة فاستفتح جبريل فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا فإذا أنا بهارون، فإذا أكثر من رأيت تبعا، وإذا لحيته شطران: شطر سواد وشطر بياض، فقلت: من هذا يا جبريل؟ قال: هذا المحبب فى قومه، فرحب ودعا لى بخير ، ثم عرج بنا إلى السماء السادسة فاستفتح جبريل، فقيل: من؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، ففتح لنا، فإذا أنا بموسى، فرحب ودعا لى بخير، فقال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نے بھی ''الشریعة'' میں روایت کیا ہے، اس میں الفاظ کا کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ موسی: تزعم بنو إسرائيل أنی أكرم الخلق على الله، وهذا أكرم على الله منی، فلو كان إليه وحده لهان علی ولكن النبی معه أتباعه من أمته .ثم عرج بنا إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل، فقيل: من أنت؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل إليه؟ قال: قد أرسل إليه، ففتح لنا، فإذا أنا بشيخ أبيض الرأس واللحية، وإذا هو مستند إلى البيت المعمور، وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إليه، فقلت: من هذا يا جبريل؟ قال: هذا أبوك إبراهيم، فرحب ودعا لی بخير، وقال: يا محمد هذه منزلتك ومنزلة أمتك ثم تلى رسول الله صلى الله عليه وسلم "إن أولى الناس بإبراهيم للذين اتبعوه وهذا النبی والذين آمنوا والله ولی المؤمنين" فدخلت إلى البيت المعمور فصليت فيه، ثم نظرت فإذا أمتی شطران: شطر عليهم ثياب رمد، وشطر عليهم ثياب بيض، فدخل الذين عليهم ثياب بيض واحتبس الآخرون .قال: ثم ذهب جبريل إلى سدرة المنتهى، فإذا الورقة من ورقها لو غطيت بها هذه الأمة لغطتهم، وإذا السلسبيل قد انفجر من أصلها، أو من أسفلها نهران: نهر الرحمة، ونهر الكوثر قال: فاغتسلت فی نهر الرحمة فغفر لی ما تقدم من ذنبی وما تأخر، وأعطيت الكوثر، فسلكته حتى انفجر فی الجنة . فنظرت فی الجنة، فإذا طيرها كالبخت، وإذا الرمانة من رمانها كجلد البعير المقور، وإذا أنا بجارية فقلت: يا جارية، لمن أنت؟ قالت: لزيد بن حارثة، فبشرت بها زيدا، وإذا فی الجنة ما لا عين رأت ولا أذن سمعت، ولا خطر علی قلب بشر .ونظرت إلى النار فإذا عذاب الله شديد، لا تقوم له الحجارة والحديد .قال: فرجعت إلى الكوثر حتى انتهيت إلى السدرة المنتهى، فغشيها من أمر الله ما غشی، ووقع علی كل ورقة منها ملك، فأيدها الله بإداوته وأوحى إلى ما أوحى، وفرض علی فی كل يوم وليلة خمسين صلاة، فنزلت حتى انتهيت إلى موسى فقال: ما فرض ربک علی أمتک؟ فقلت: خمسين صلاة فی كل يوم وليلة، فقال: إن أمتک لا تطيق ذلک، وإنی قد بلوت بنی إسرائيل وخبرتهم، فارجع إلى ربک فسله التخفيف لأمتک، فرجعت فقلت: أی رب، خفف عن أمتی، فحط عنی خمسا، فرجعت إلى موسى، فقال: ما فعلت؟ فقلت: حط عنی خمسا، فقال: إن أمتک لا تطيق ذلک، فارجع إلى ربک فسله التخفيف، فرجعت فقلت: أی رب خفف عن أمتی، فحط عنی خمسا، فلم أزل أرجع بين ربی وبين موسى، ويحط عنی خمسا، حتى فرض علی خمس صلوات فی كل يوم وليلة، وقال: يا محمد إنه لا يبدل القول لدی، هی خمس صلوات لكل صلاة عشر، فهی خمسون صلاة، ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة، فإن عملها كتبت له عشر أمثالها، ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب عليه، فإن عملها كتبت سيئة واحدة، فرجعت إلى موسى فأخبرته فقال: ارجع إلى ربک فسله التخفيف لأمتک، فقلت: قد رجعت إلى ربی حتى استحييت "(مسند الحارث .بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، ج ۱ ص ۱۷۰ الٰی ۱۷۵، رقم الحديث ۲۷، كتاب الإيمان ، باب ماجاء فی الاسراء)

[1] حدثنا أبو أحمد هارون بن يوسف قال :حدثنا ابن أبی عمر العدنی قال :حدثنا عبد الرزاق وعبيد الله بن معاذ قالا :أنا معمر ,عن أبی هارون العبدی ,عن أبی سعيد الخدری فی قول الله عز

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ بوصیری کنانی نے فرمایا کہ اس حدیث کا مدار ''ابو ہارون عبدی'' پر ہے، جو کہ ضعیف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وجل :''سبحان الذی أسری بعبده لیلا من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی''قال :حدثنا النبی صلی الله علیه وسلم عن لیلة أسری به قال نبی الله صلی الله علیه وسلم " :أتیت بدابة هی أشبه الدواب بالبغل ,له أذنان مضطربتان وهو البراق التی کانت الأنبیاء ترکبه قبلی ,فرکبته فانطلق بی تقع یداه عند منتهی بصره ,فسمعت نداء عن یمینی :یا محمد ,علی رسلک أسألک ,فمضیت , فلم أعرج علیه ,ثم سمعت نداء عن شمالی :یا محمد ,علی رسلک أسألک ,فمضیت ولم أعرج علیه ,ثم استقبلتنی امرأة علیها من کل زینة الدنیا رافعة یدیها تقول :علی رسلک أسألک , فمضیت فلم أعرج علیها ,ثم أتیت بیت المقدس أو قال :المسجد الأقصی ,فنزلت عن الدابة فأوثقته بالحلقة التی کانت الأنبیاء توثق بها ,ثم دخلت المسجد فصلیت فیه ,فقال لی جبریل علیه السلام :ماذا رأیت فی وجهک؟ فقلت :سمعت نداء عن یمینی :یا محمد علی رسلک أسألک ,فمضیت ولم أعرج علیه فقال :ذلک داعی الیهود ,أما إنک لو وقفت علیه لتهودت أمتک قلت :ثم سمعت نداء عن یساری :یا محمد علی رسلک أسألک ,فمضیت ولم أعرج علیه فقال: ذاک داعی النصاری أما إنک لو وقفت علیه تنصرت أمتک قلت :ثم استقبلتنی امرأة علیها من کل زینة الدنیا رافعة یدیها ,تقول :علی رسلک ,أسألک ,فمضیت ولم أعرج علیها فقال : تلک الدنیا تزینت لک ,أما إنک لو وقفت علیها لاخترت الدنیا علی الآخرة ,قال :ثم أتیت بإناء ین :أحدهما فیه لبن ,والآخر :فیه خمر ,فقیل لی :خذ فاشرب أیهما شئت ,فأخذت اللبن فشربته ,فقال له جبریل :أصبت الفطرة أو أخذت الفطرة "قال معمر :وحدثنی الزهری ,عن ابن المسیب ,أنه قیل له :أما إنک لو أخذت الخمر ,غوت أمتک ,وقال :أبو هارون :عن أبی سعید :عن النبی صلی الله علیه وسلم " :ثم جیء بالمعراج الذی تعرج فیه أرواح بنی آدم فإذا أحسن ما رأیت :ألم تروا إلی المیت کیف یحد ببصره إلیه؟ فعرج بنا حتی انتهینا إلی باب سماء الدنیا فاستفتح جبریل ,فقیل :من هذا؟ قال :جبریل ,قالوا :ومن معک؟ قال :محمد قیل :وقد أرسل إلیه؟ قال :نعم ,ففتحوا لی وسلموا علی وإذا ملک یحرس السماء ,یقال له :إسماعیل , معه سبعون ألف ملک ,مع کل ملک منهم مائة ألف ملک قال :''وما یعلم جنود ربک إلا هو'' قال :فإذا أنا برجل کهیئته یوم خلقه الله عز وجل لم یتغیر منه شیء وإذا هو تعرض علیه أرواح ذریته ,فإذا کان روح مؤمن قال :روح طیب وریح طیبة ,اجعلوا کتابه فی علیین ,وإذا کان روح کافر قال :ریح خبیثة وروح خبیث ,اجعلوا کتابه فی سجین فقلت :یا جبریل ,من هذا؟ قال :هذا أبوک آدم فسلم علی ورحب بی ,ثم قال :مرحبا بالنبی الصالح ,ثم نظرت فإذا أنا بقوم لهم مشافر کمشافر الإبل وقد وکل بهم من یأخذ بمشافرهم ویجعل فی أفواههم صخرا من نار , فتخرج من أسافلهم ,فقلت :یا جبریل ,من هؤلاء ؟ فقال :هؤلاء ''الذین یأکلون أموال الیتامی ظلما إنما یأکلون فی بطونهم نارا''الآیة ثم نظرت فإذا أنا بقوم تجبذ لحومهم فتدس فی أفواههم فیقال :کلوا کما أکلتم فإذا أکره ما خلق الله عز وجل ذلک ,فقلت :من هؤلاء یا جبریل؟ قال: هؤلاء الهمازون ,اللمازون ,الذین یأکلون لحوم الناس ,ثم نظرت ,فإذا أنا بقوم علی مائدة علیها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہے، اور اس کا شاہد ابو ہریرہ کی حدیث ہے، جس کو بزار نے اپنی مسند میں نہایت طویل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لحم مشوى كأحسن ما رأيت من اللحم وإذا حولهم الجيف ,فجعلوا يقبلون على الجيف ,يأكلون منها ويدعون ذلک اللحم ,فقلت :يا جبريل ,من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الزناة عمدوا إلى ما حرم الله عز وجل عليهم وتركوا ما أحل الله عز وجل لهم ,ثم نظرت فإذا أنا بقوم لهم بطون كأنها التنور وهم على سابلة آل فرعون ,فإذا مر بهم آل فرعون ثاروا فتميل بأحدهم بطنه فيقع فيطؤهم آل فرعون بأرجلهم وهم يعرضون على النار غدوا وعشيا ,فقلت :من هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء أكلة الربا فى بطونهم فمثلهم كمثل "الذى يتخبطه الشيطان من المس'' ثم نظرت فإذا أنا بنساء معلقات بأرجلهن فقلت :من هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء اللاتى يزنين ,ويقتلن أولادهن ,ثم صعدنا إلى السماء الثانية فإذا أنا بيوسف ,وحوله تبع من أمته ووجهه مثل القمر ليلة البدر فسلم على ورحب بى ,ثم مضينا إلى السماء الثالثة فإذا أنا بابنى الخالة ,يحيى ,وعيسى ,شبيه أحدهم بصاحبه ثيابهما وشعرهما فسلما على ورحبا بى ,ثم مضينا إلى السماء الرابعة ,فإذا أنا بإدريس عليه السلام ,فسلم على ورحب بى ,فقال النبى صلى الله عليه وسلم :وقد قال الله عز وجل : "ورفعناه مكانا عليا' ثم مضينا إلى السماء الخامسة فإذا أنا بهارون المحبب فى قومه وحوله تبع كثير من أمته فوصفه النبى صلى الله عليه وسلم فقال :طويل اللحية ,تكاد لحيته تمس سرته , فسلم على ورحب بى ,ثم مضينا إلى السماء السادسة ,فإذا أنا بموسى ,فسلم على ورحب بى , فوصفه النبى صلى الله عليه وسلم فقال :رجل كثير الشعر ,لو كان عليه قميصان خرج شعره منها , فقال موسى :يزعم الناس أنى أكرم الخلق على الله عز وجل ,وهذا أكرم على الله منى ,ولو كان وحده لم أبال ولكن كل نبى ومن اتبعه من أمته ,ثم مضينا إلى السماء السابعة فإذا أنا بإبراهيم عليه السلام ,وهو جالس مسندا ظهره إلى البيت المعمور ,فسلم على وقال :مرحبا بالنبى الصالح فقيل لى :هذا مكانک ومكان أمتک ,ثم تلا :"إن أولى الناس بإبراهيم للذين اتبعوه وهذا النبى والذين آمنوا والله ولى المؤمنين"ثم دخلت البيت المعمور ,فصليت فيه فإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملک ,ثم لا يعودون فيه إلى يوم القيامة ,ثم نظرت ,فإذا أنا بشجرة إن كانت الورقة منها لمغطية هذه الأمة وإذا فى أصلها عين تخرج فانشعبت شعبتين ,فقلت :ما هذا يا جبريل؟ فقال :أما هذا فهو نهر الرحمة ,وأما هذا فهو الكوثر الذى أعطاكه الله عز وجل ,فاغتسلت من نهر الرحمة فغفر لى ما تقدم من ذنبى وما تأخر ,ثم أخذت على الكوثر حتى دخلت الجنة ,فإذا فيها ما لا عين رأت ولا خطر على قلب بشر ,وإذا فيها رمان كأنه جلود الإبل المقتبة ,وإذا فيها طير كأنها البخت ,فقال أبو بكر رضى الله عنه :يا رسول الله إن هذه لطير ناعمة فقال :آكلها أنعم منها يا أبا بكر , وإنى لأرجو أن تأكل منها ,ورأيت جارية فسألتها :لمن أنت؟ فقالت :لزيد بن حارثة فبشر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم زيدا قال :ثم قال " :إن الله عز وجل أمرنى بأمر وفرض على خمسين صلاة ,فمررت على موسى فقال :بم أمرک ربک؟ قلت " :فرض على خمسين صلاة قال :ارجع إلى ربک فاسأله التخفيف ,فإن أمتک لن يقوموا بهذا فرجعت إلى ربى عز وجل فسألته ,فوضع عنى عشرا ,ثم رجعت إلى موسى ,فلم أزل أرجع إلى ربى إذا مررت بموسى حتى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

روایت کیا ہے۔ [1]

اور علامہ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث ''غریب'' ہے، عجیب ہے، جس میں ''ابو ہارون عمارہ بن جوین عبدی'' راوی پایا جاتا ہے، جو کہ ضعیف ہے، شیعہ ہے، اور اس جیسی حدیث کے روایت کرنے کی وجہ سے ابو ہارون عبدی ''متروک'' شمار ہوتا ہے۔ [2]

نیز علامہ ذہبی نے فرمایا کہ ابو ہارون عبدی کو شعبہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ نہیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ شیعہ ہے، جس کو کوڑے لگائے گئے، اور ابنِ عدی نے اس کی شیعیت میں غلو کی چند اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ [3]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فرض علی خمس صلوات فقال لی موسی :ارجع إلی ربک فاسأله التخفیف فقلت له :لقد رجعت حتی استحییت أو قال :ما أنا براجع فقیل لی :فإن لک بهذه الخمس خمسین صلاة ,الحسنة بعشر أمثالها ومن هم بالحسنة ثم لم یعملها کتبت له حسنة ,ومن عملها کتبت له عشرا ,ومن هم بالسیئة ولم یعملها لم یکتب علیه شیء ,فإن عملها کتبت واحدة(الشریعة،لمحمد بن الحسین الآجُرِّیّ البغدادی، ج۳ص ۱۵۲۹ الٰی ۱۵۳۵ ، رقم الحدیث۱۰۲۷ ،کتاب الإیمان والتصدیق بأن الجنة والنار مخلوقتان ،اب ذکر ما خص الله عز وجل به النبی صلی الله علیه وسلم , أنه أسری به إلیه )

[1] هذا حدیث مداره علی أبی هارون العبدی، وهو ضعیف .وله شاهد من حدیث أبی هریرة، رواه البزار فی مسنده مطولا جدا(إتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة، ج ۱ ص ۱۵۰ ، تحت رقم الحدیث ۱۴۶ ، کتاب الإیمان، باب فی الاسراء)

[2] هذا حدیث غریب عجیب حذفت نحو النصف منه .رواه یحیی بن أبی طالب، عن عبد الوهاب، وهو صدوق، عن راشد الحمانی، وهو مشهور، روی عنه حماد بن زید، وابن المبارک، وقال أبو حاتم :صالح الحدیث، عن أبی هارون عمارة بن جوین العبدی، وهو ضعیف شیعی.
وقد رواه عن أبی هارون أیضا هشیم، ونوح بن قیس الحدانی بطوله نحوه، حدث به عنهما قتیبة بن سعید .ورواه سلمة بن الفضل، عن ابن إسحاق، عن روح بن القاسم، عن أبی هارون العبدی بطوله .
ورواه أسد بن موسی، عن مبارک بن فضالة، ورواه عبد الرزاق، عن معمر، والحسن بن عرفة، عن عمار بن محمد، کلهم عن أبی هارون، وبسیاق مثل هذا الحدیث صار أبو هارون متروکا(تاریخ الإسلام،للذهبی، ج ۱ ،ص ۶۶۰ ،الترجمة النبویة،ذکر معراج النبی صلی الله علیه وسلم إلی السماء)

[3] ت ق: عمارة بن جوین، أبو هارون العبدی البصری.روی عن: ابن عمر، وأبی سعید الخدری.وعنه: الحمادان، وعبد الوهاب الثقفی، وعلی بن عاصم، وجماعة.ضعفه شعبة، وغیر واحد.وقال النسائی: لیس بثقة.وقال غیره: شیعی جلد .وقال ابن عدی: قد حدث عنه ابن عون، والثوری، وشریک، وهشیم، وعبد الوارث .وتذکر عنه أشیاء فی الغلو فی التشیع.
قلت: توفی سنة أربع وثلاثین ومائة (تاریخ الاسلام للذهبی، ج۳ص ۷۰۹، تحت رقم الترجمة ۲۰۷)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اسی طریقے سے اس کو امام ابو جعفر بن جریر نے ''ابو ہارون عبدی'' کی سند سے روایت کیا ہے، اور ابنِ ابی حاتم نے بھی ''ابو ہارون عبدی'' کی سند سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ''تقریبُ التهذیب'' میں فرمایا کہ ''ابو ہارون عبدی'' متروک اور شیعہ ہے، بعض نے اس کو جھوٹا بھی قرار دیا ہے۔ [2]

ابو ہارون عبدی کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا کہ اس کو یحییٰ قطان نے ''متروک'' قرار دیا، اور امام احمد نے اس کے متعلق فرمایا کہ ''لیس بشیئ'' اور ابنِ معین نے فرمایا کہ ''محدثین کے نزدیک یہ حدیث میں سچا شمار نہیں ہوتا، اور اس کے پاس ایک صحیفہ تھا، جس کے بارے میں یہ کہتا تھا کہ یہ صحیفة الوصی ہے'' ابو زرعہ نے فرمایا کہ ضعیف ہے، ابو حاتم

---

[1] وكذا رواه الإمام أبو جعفر بن جرير بطوله عن محمد بن عبد الأعلى، عن محمد بن ثور عن معمر عن أبي هارون العبدى، وعن الحسن بن يحيى عن عبد الرزاق عن معمر، عن أبي هارون العبدى به .ورواه أيضا من حديث ابن إسحاق حدثني روح بن القاسم عن أبي هارون به نحو سياقه المتقدم، ورواه ابن أبي حاتم عن أبيه عن أحمد بن عبدة، عن أبي عبد الصمد عبد العزيز بن عبد الصمد، عن أبي هارون العبدى عن أبي سعيد الخدرى، فذكره بسياق طويل حسن أنيق، أجود مما ساقه غيره على غرابته وما فيه من النكارة .ثم ذكره البيهقي أيضا من رواية نوح بن قيس الحدانى وهشيم ومعمر عن أبي هارون العبدى واسمه عمارة بن جوين وهو مضعف عند الأئمة، وإنما سقنا حديثه هاهنا لما فيه من الشواهد لغيره، ولما رواه البيهقي: أخبرنا الإمام أبو عثمان إسماعيل بن عبد الرحمن، أنبأنا أبو نعيم أحمد بن محمد بن إبراهيم البزار، حدثنا أبو حامد بن بلال، حدثنا أبو الأزهر، حدثنا يزيد بن أبي حكيم قال: رأيت في النوم رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: يا رسول الله، رجل من أمتك يقال له سفيان الثورى لا بأس به.

فقال رسول الله لا بأس به حدثنا عن أبي هارون العبدى عن أبي سعيد الخدرى عنك يا رسول الله ليلة أسرى بك، قلت رأيت في السماء، فحدثته بالحديث فقال لي نعم فقلت له: يا رسول الله إن ناسا من أمتك يحدثون عنك في السرى بعجائب؟ قال لي ذلك حديث القصاص(تفسير ابنِ كثير، ج۵ص۲۳، سورة الاسراء،رواية أبي سعيد سعد بن مالك بن سنان الخدرى)

[2] عمارة ابن جوين بجيم مصغر أبو هارون العبدى مشهور بكنيته متروك ومنهم من كذبه شيعي من الرابعة مات سنة أربع وثلاثين عخ ت ق(تقريب التهذيب،ص۴۰۸، رقم الترجمة ۴۸۴۰)

www.idaraghufran.org

نے فرمایا کہ ''یہ بشر بن حرب سے بھی زیادہ ضعیف ہے'' اور امام نسائی نے ''متروک الحدیث'' فرمایا، اور دوسری جگہ فرمایا کہ ''یہ ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث کو لکھا نہیں جائے گا'' اور شعیب بن حرب نے شعبہ سے روایت کیا ہے کہ ''مجھے اپنی گردن کا مارا جانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ہارون عبدی سے کوئی حدیث بیان کروں'' اور حماد بن زید نے فرمایا کہ ''یہ کذاب تھا، صبح کو کوئی بات کہتا تھا، اور شام کو کوئی بات کہتا تھا'' اور جوزجانی نے فرمایا کہ ''یہ کذاب ہے، جھوٹ باندھنے والا ہے'' اور حاکم ابواحمد نے فرمایا کہ ''متروک'' ہے، اور دارقطنی نے فرمایا کہ ''محدثین اس کو خارجی اور شیعی شمار کرتے ہیں، اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث روایت کرتا ہے، جو ان کی حدیث نہیں ہوتی، اس کی حدیث کو لکھنا، صرف تعجب کے طریقہ پر ہی حلال ہے''

ابنِ معین نے فرمایا کہ ''یہ ثقہ نہیں ہے، جھوٹ بولتا ہے'' اور ابنِ علیہ نے فرمایا کہ ''یہ جھوٹ بولتا تھا'' اور عثمان بن ابی شیبہ نے بھی اس کو ''کذاب'' قرار دیا، اور ابنِ عبدالبر نے فرمایا کہ ''محدثین کا اس کے ضعیف الحدیث ہونے پر اجماع ہے، اور بعض نے اس کے جھوٹا ہونے کا بھی حکم لگایا ہے، اور یہ غالی شیعہ کے قبیل سے تعلق رکھتا تھا'' اس نے ابوسعید خدری کی سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کافر ہونا روایت کیا ہے، جس میں اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ [1]

---

[1] "عخ ت ق – عمارة "بن جوين أبو هارون العبدى البصرى روى عن أبى سعيد الخدرى وابن عمر وعنه عبد الله بن عون وعبد الله بن شوذب والثورى والحمادان والحكم بن عبدة وخالد بن دينار وجعفر بن سليمان وصالح المرى ونوح بن قيس وهشيم وعلى بن عاصم وآخرون قال بن المدينى عن يحيى بن سعيد ضعفه شعبة وما زال بن عون يروى عنه حتى مات وقال البخارى تركه يحيى القطان وقال أحمد ليس بشىء وقال الدورى عن بن معين كان عندهم لا يصدق فى حديثه وكانت عنده صحيفة يقول هذه صحيفة الوصى وقال أبو زرعة ضعيف حديث وقال أبو حاتم ضعيف أضعف من بشر بن حرب وقال النسائى متروك الحديث وقال فى موضع آخر ليس بثقة ولا يكتب حديثه وقال شعيب بن حرب عن شعبة لأن أقدم فتضرب عنقى أحب إلى من أن أحدث عنه قال خالد بن خداش عن حماد بن زيد كان كذابا بالغداة شىء وبالعشى شىء وقال الجوزجانى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور جناب ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كذاب مفتر وقال الحاكم أبو أحمد متروك وقال الدارقطني يتلون خارجي وشيعي يعتبر بما يرويه عنه الشوري وقال بن حبان كان يروى عن أبي سعيد ما ليس من حديثه لا يحل كتب حديثه الا على جهة التعجب وقال بن قانع مات سنة أربع وثلاثين ومائة .

قلت وقال إبراهيم بن الجنيد عن بن معين كان غير ثقة يكذب وقال بن علية كان يكذب نقله الحاكم في تاريخه وقال بن المثنى ما سمعت يحيى ولا عبد الرحمن يحدثان عن سفيان عنه بشيء وقال بن شاهين قال عثمان بن أبي شيبة كان كذابا وقال بن سعد كان ضعيفا في الحديث وعن شعبة قال لو شئت لحدثني أبو هارون عن أبي سعيد بكل شيء رأى أهل واسط يفعلونه بالليل رواه الساجي وابن عدى وقال بن البرقي أهل البصرة يضعفونه وقال على بن المدينى لست أروى عنه وقال الساجي ثنا عبد الله بن أحمد قال قلت لأبي يحيى يقول بشر بن حرب أحب إلى من أبي هارون فقال صدق يحيى وقال بن عبد البر أجمعوا على أنه ضعيف الحديث وقد تحامل بعضهم فنسبه إلى الكذب روى ذلك عن حماد بن زيد وكان فيه تشيع وأهل البصرة يفرطون فيمن يتشيع بين أظهرهم لأنهم عثمانيون قلت كيف لا ينسبونه إلى الكذب وقد روى بن عدى في الكامل عن الحسن بن سفيان عن عبد العزيز بن سلام عن على بن مهران عن بهز بن أسد قال أتيت إلى أبي هارون العبدى فقلت أخرج إلي ما سمعت من أبي سعيد فأخرج لي كتابا فإذا فيه حدثنا أبو سعيد أن عثمان أدخل حفرته وأنه لكافر بالله قال قلت تقر بهذا قال هو كما ترى قال فدفعت الكتاب في يده وقمت فهذا كذب ظاهر على أبي سعيد(تهذيب التهذيب، ج۷ص ۲۱۲ الیٰ ۲۱۴، تحت رقم الترجمة ۶۷۰)

[1] (بينا أنا نائم عشاء في المسجد الحرام إذ أتاني آت، فأيقظني، فاستيقظت، فلم أر شيئا، ثم عدت في النوم، ثم أيقظني ...فإذا أنا بهيئة خيال، فأتبعته بصري حتى خرجت من المسجد؛ فإذا أنا بدابة أدنى شبها بدوابكم هذه، بغالكم هذه، غير أنه مضطرب الأذنين يقال له :البراق وكانت الأنبياء صلوات الله عليهم تركبه قبلي ... ثم أتيت بالمعراج الذى كانت تعرج عليه أرواح بنى آدم، فلم ير الخلائق أحسن من المعراج، أما رأيتم الميت حين يشق بصره طامحا إلى السماء ؟ فإنما يشق بصره طامحا إلى السماء عجبه بالمعراج ... ثم صعدت إلى السماء الخامسة؛ فإذا أنا بهارون، ونصف لحيته بيضاء ونصفها سوداء ، تكاد لحيته تصيب سرته من طولها ...ثم صعدت إلى السماء السادسة فإذا أنا بموسى، رجل آدم كثير الشعر لو كان عليه قميصان؛ لنفذ شعره دون القميص (وفي رواية: خرج شعره منهما !) وإذا هو يقول :يزعم الناس أني أكرم على الله من هذا؛ بل هذا أكرم على الله مني ...) الحديث بطوله في ست صفحات من نحو قياس صفحات هذا الكتاب. موضوع.ولوائح الوضع عليه ظاهرة .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک ابو ہارون عبدی کی سند سے مروی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث شدید ضعیف ہے، جس کو فضیلت کی حیثیت سے بھی قبول کیا جانا مشکل ہے، چہ جائیکہ اس کے ذریعے سے مختلف عقائد کی بنیاد قائم کی جائے، اور اس کا معراج سے متعلق دیگر صحیح اسناد سے مروی احادیث سے مقابلہ کیا جائے، یا پھر تطبیق کی کوشش کی جائے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أخرجه ابن جرير فى "تفسيره "( 15/10– 12) ، والبيهقى فى "الدلائل (396 - 2/390) "من طريق أبى هارون العبدى عن أبى سعيد الخدرى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ... فذكره؛ مصححا بعض ألفاظه من "تفسير ابن كثير "، وعزاه لابن أبى حاتم أيضا، وقال:"فذكره بسياق طويل حسن أنيق؛ أجود مما ساقه غيره، على غرابته، وما فيه من النكارة ... وأبو هارون العبدى – اسمه: عمارة بن جوين، وهو – مضعف عند الأئمة."

قلت: بل اتهمه بعضهم، وحديثه هذا ونحوه يدل على موضع لينهم؛ فقد أورده ابن حبان فى "الضعفاء (2/177) "وقال: "كان رافضيا، يروى عن أبى سعيد ما ليس من حديثه، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب ."وقال الذهبى فى "المغنى :" "تابعى ضعيف .قال حماد بن زيد: كذاب ."وقال الحافظ فى "التقريب :" "متروك، ومنهم من كذبه، شيعى."(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٦٢٠٣)

[1] (نظرت – يعنى: ليلة أسرى به –؛ فإذا أنا بقوم لهم مشافر كمشافر الإبل، وقد وكل بهم من يأخذ بمشارفهم، ثم يجعل فى أفواههم صخرا من نار يخرج من أسافلهم .قلت: يا جبريل! من هؤلاء؟ قال: هؤلاء الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما؛ إنما يأكلون فى بطونهم نارا) .

ضعيف جدا.أخرجه ابن جرير فى "التفسير (184 /4) "عن أبى هارون العبدى عن أبى سعيد الخدرى قال: حدثنا النبى – صلى الله عليه وسلم – عن ليلة أسرى به قال: نظرت ...فذكره.

قلت: وهذا إسناد ضعيف جدا؛ أبو هارون هذا – واسمه عمارة بن جوين – متروك، ومنهم من كذبه.والحديث؛ عزاه السيوطى لابن أبى حاتم أيضا، وإسناده من هذا الوجه الواهى؛ كما تراه فى "تفسير ابن كثير. (456 /1) "

وهو قطعة من الحديث الطويل جدا فى الإسراء والمعراج؛ أخرجه ابن جرير أيضا (12-10 /15)، والبيهقى فى "الدلائل (142-136 /2) "من طريق أبى هارون المذكور .وقد ساقه ابن كثير بطوله فى "تفسيره "من طريقه، وقال:"وهو مضعف عند الأئمة، على غرابة الحديث وما فيه من النكارة."

قلت: ومما فيه قوله: "ثم مضيت هنية؛ فإذا أنبأنا بنساء يعلقن بثديهن، فسمعتهن يصحن إلى الله عز وجل .قلت: يا جبريل! من هؤلاء النساء؟ قال: هؤلاء الزناة من أمتك " ...الحديث بطوله.

وقصة النساء هذه؛ مما أشار إليه ابن القيم أيضا فى "التحفة"(ص 103) ؛ دون أن ينبه على ضعفها، بل ساقه مساق المسلمات! والله المستعان (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٥٤٥٩)

www.idaraghufran.org

''نشر الطیب'' وغیرہ میں مذکورہ حدیث کے کئی حصوں کو مختلف مواقع پر ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ''نشر الطیب'' میں ایک مقام پر ہے:

''اور بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے، اُس کا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جنابِ باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملکِ عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملکِ عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑوں کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملکِ عظیم اور انس وجن وشیاطین وہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دنیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل وتوراۃ اور ابراء أکمه و ابرص و احیاءِ موتی کا عطا ہونا اور ان کا اور ان کی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا، اور شرح صدر، ووضع وِزر، ورفع ذکر مرحمت فرمایا، سو میرا جب ذکر ہوتا ہے، تمہارا بھی ہوتا ہے، اور تمہاری امت کو خیر امت اور امتِ عادلہ بنایا، اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور ان کا کوئی خطبہ درست نہیں جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں، اور تمہاری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے، جن کے سینے میں ان کی کتاب رکھی، اور تم کو پیدائش (عالمِ نور) میں سب سے اول اور بعث میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا، اور میں نے تم کو سبع مثانی اور خواتیمِ سورہ بقرہ بلاشرکتِ دوسرے انبیاء کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صومِ رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے، اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا۔

اس کے اسناد میں ابوجعفر ہیں، جن کو ابنِ کثیر نے ''ضعیفُ الحفظ'' کہا ہے''

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص: ۶۲ و ۶۳، بارہویں فصل: واقعہ معراج شریف میں، بعنوان: واقعہ بست ویکم، مطبوعہ: برقی پریس، دھلی)

''نشر الطیب ''میں اس طویل حدیث کے دیگر حصوں کو مختلف مواقع پر ذکر کر کے صحیح احادیث کے ساتھ تطبیق، یا ترجیح دینے کی جدوجہد کی گئی ہے، اس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید اس حدیث کی مذکورہ سند کی تحقیق کا موقع میسر نہیں آیا، جس میں وہ خود تو عنداللہ معذور شمار ہوں گے، لیکن تحقیق ہونے کے بعد کسی دوسرے کو معراج سے متعلق اس حدیث کو بغیر نقد وجرح کے بیان کرنا درست نہ ہوگا۔

چنانچہ امدادُ الفتاویٰ میں اس نوعیت کی حدیث سے متعلق ایک سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

**سوال :** ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے حسبِ ذیل روایات بیان کیں، جن کے متعلق یہاں اکثر اصحاب اختلاف کرتے ہیں۔ حضور براہِ کرم برائے اطمینانِ اہلِ اسلام، ان روایات کے متعلق تحریر فرماویں کہ وہ صحیح ہیں، یا غلط، اور اگر تکلیف نہ ہو، تو کسی کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرماویں۔

روایات

نمبر(1): انبیاء علیہم السلام کا بول وبراز پاک ہوتا ہے اور خصوصاً ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات بالکل پاک تھے، کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔

نمبر(2): انبیاء علیہم السلام کے بول وبراز کو زمین فوراً ہضم کر جاتی ہے۔

**جواب :** خواہ مخواہ، انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا، جو نہ عقائدِ ضروریہ میں سے ہیں، نہ احکام میں سے۔

بیان کرنے کی چیز عقائد واحکام ہیں، نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں، ایسی روایات بعض غیر معتبر کتابوں میں آئی ہیں، جن کی نہ تصدیق واجب ہے، کیونکہ سند صحیح نہیں، اور نہ تکذیب واجب ہے، اس لئے کہ فی نفسہٖ ممکن ہیں؛ اس لئے ایسے اُمور میں مشغول ہی نہ ہونا چاہئے، نہ تصدیقاً نہ تکذیباً، اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے، اور اُن سے مطالبہ سند کا کیوں نہ کیا گیا؟ اسی

جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور رمضان ۱۳۵۰ھ صفحہ ۱۰)

اس کے بعد اس کے متعلق دوسرا خط آیا، جو ذیل میں منقول ہے:

**السوال:** جناب ماسٹر محمد شریف خان صاحب نے حال میں ایک استفتاء، خدمتِ عالی میں پیش کیا تھا، جو ہمرشتہ عریضہ ھٰذا ہے، جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایاتِ مذکورہ ضعیف ہیں، اور ان کی کوئی سند نہیں، حسبِ اتفاق ایک صاحب کو (آپ کی تالیف) نشرُ الطیب میں انہیں روایات کو دیکھنے کا اتفاق پیش آ گیا، انہوں نے نشرُ الطیب کے صفحات 135 و 136 مجھ کو دِکھلائے۔

اب وہ فتویٰ اور یہ تحریر متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ نشرُ الطیب میں روایت بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کی گئی ہے، جواب جلد عنایت فرمایئے، تاکہ تسکین ہو۔

۲۲ اگست، ۱۹۳۱ عیسوی

**الجواب:** ضعیف بلا سند نہیں ہوتی، بلکہ بسندِ ضعیف ہوتی ہے، جو عقائد میں حجت نہیں، فضائل میں کھپ جاتی ہے۔

میں نے تحریرِ سابق میں یہی لکھا ہے کہ سند صحیح نہیں۔

تو دونوں تحریروں میں تضاد نہیں، کیونکہ ضعیف کی نفی نہیں کی، اور اس ضُعفِ سند ہی سے ایسی کتابوں کو غیر معتبر بتلایا تھا، کیونکہ معتبر ''صحیح'' کو کہتے ہیں، ''ضعیف'' کو نہیں کہتے، باقی یہ کہ پھر کتاب میں کیوں لکھا؟

سو، کتاب تو فضائل میں ہے، عقائد و احکام میں نہیں۔

اگر شاذ و نادر ایسی بھی کوئی روایت لکھی جائے، کھپت ہو جاتی ہے، بخلاف وعظ کے کہ وہ عقائد و احکام کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے، اس میں ایسے مضامین نہیں کھپتے۔

دوسرے وعظ سننے والے اکثر کم فہم ہوتے ہیں، اور کتاب پڑھنے والے اکثر فہیم۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ

اضافہ: بعد تحریرِ جواب ھٰذا ''شرح الشفا ملا علی القاری'' میں یہ بحث نظر سے گزری۔ انہوں نے فصل، نظافتِ جسمِ نبوی میں اس پر بہت مبسوط لکھا ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض روایات کا تو ثبوت مقدوح ہے، اور بعض کی دلالت، اور بعض روایات میں شاربین کا یہ قول مذکور ہے۔

" شربته وانا لا اعلم" یا "لا اشعر"

اور ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق نہی فرمانا مذکور ہے، اور وہ یہ ہے:

**روی ابن عبدالبر ان سالم بن ابی الحجاج حجمه صلی الله علیه وسلم ثم ازدرای ابتلع فقال اما علمت ان الدم کله حرام وفی روایة لاتعد فان الدم کله حرام.**

پس مسئلہ بالکل منقح ہو گیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور ۱۳۵۰ھ، ص ۷)

(امداد الفتاوی، ج ۱، ص ۱۳۵ تا ۱۳۷، کتاب الطہارۃ، نجاست کے احکام اور پاکی کا طریقہ، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم، کراچی، طبع جدید: شعبان ۱۴۳۱ھ، جولائی 2010ء)

## ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت

امام بزار نے ''مسندُ البزار'' میں روایت کیا ہے کہ:

**حدثنا محمد بن حسان ,حدثنا أبو النضر ,عن أبی جعفر الرازی ,عن الربیع بن أنس ,عن أبی العالیة أو غیره ,عن أبی هریرة**

رضی الله عنه ,أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بفرس فجعل كل خطوة منه أقصى بصره فسار وسار معه جبريل عليه السلام فأتى على قوم يزرعون فى يوم ويحصدون فى يوم، كلما حصدوا عاد كما كان، فقال :يا جبريل :من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء المجاهدون فى سبيل الله تضاعف لهم الحسنة بسبع مائة ضعف، وما أنفقوا من شيء فهو يخلفه.

ثم أتى على قوم ترضخ رء وسهم بالصخر، فلما رضخت عادت كما كانت، ولا يفتر عنهم من ذلک شيء ، قال :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الذين تثاقلت رء وسهم ,عن الصلاة.

ثم أتى على قوم على أدبارهم رقاع، وعلى أقبالهم رقاع، يسرحون كما تسرح الأنعام إلى الضريع، والزقوم، ورضف جهنم، قلت :ما هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم، وما ظلمهم الله، وما الله بظلام للعبيد.

ثم أتى على قوم بين أيديهم لحم فى قدر نضيج ولحم آخر نيء خبيث، فجعلوا يأكلون الخبيث ويدعون النضيج الطيب،قال :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال :هذا الرجل من أمتک يقوم من عند امرأته حلالا، فيأتى المرأة الخبيثة، فيبيت معها حتى يصبح، والمرأة تقوم من عند زوجها حلالا طيبا، فتأتى الرجل الخبيث، فتبيت عنده حتى تصبح.

ثم أتى على رجل قد جمع حزمة عظيمة لا يستطيع حملها، وهو يريد أن يزيد عليها، فقال :يا جبريل ما هذا؟ قال :هذا الرجل من

أمتک علیه أمانة الناس لا یستطیع أداء ها، وهو یزید علیها.

ثم أتی علی قوم تقرض شفاههم وألسنتهم بمقاریض حدید، کلما قرضت عادت کما کانت، لا یفتر عنهم من ذلک شیء ، قال :یا جبریل ما هؤلاء ؟ قال :خطباء الفتنة.

ثم أتی علی حجر صغیر یخرج منه ثور عظیم، فجعل الثور یرید أن یدخل من حیث خرج فلا یستطیع، فقال :ما هذا یا جبریل؟ قال : هذا الرجل یتکلم بالکلمة العظیمة فیندم علیها، فیرید أن یردها فلا یستطیع.

ثم أتی علی واد فوجد ریحا طیبة ووجد ریح مسک مع صوت، فقال :ما هذا؟ قال :صوت الجنة تقول :یا رب ائتنی بأهلی وبما وعدتنی، فقد کثر غرسی، وحریری، وسندسی، وإستبرقی وعبقریی، ومرجانی، وفضتی وذهبی، وأکوابی، وصحافی، وأباریقی، وفواکهی، وعسلی، وثیابی، ولبنی، وخمری، ائتنی بما وعدتنی، فقال :لک کل مسلم ومسلمة، ومؤمن ومؤمنة، ومن آمن بی وبرسلی، وعمل صالحا، ولم یشرک بی شیئا، ولم یتخذ من دونی أندادا فهو آمن، ومن سألنی أعطیته، ومن أقرضنی جزیته، ومن توکل علی کفیته، إنی أنا الله لا إله إلا أنا، لا خلف لمیعادی، قد أفلح المؤمنون، تبارک الله أحسن الخالقین، فقالت :قد رضیت.

ثم أتی علی واد فسمع صوتا منکرا، فقال: یا جبریل ما هذا الصوت؟ قال: هذا صوت جهنم , تقول: یا رب ائتنی بأهلی وبما

وعدتنی، فقد كثر سلاسلی، وأغلالی، وسعیری، وحمیمی، وغساقی وغسلینی، وقد بعد قعری، واشتد حری، ائتنی بما وعدتنی، قال: لک کل مشرک ومشرکة، وخبیث وخبیثة، وکل جبار لا یؤمن بیوم الحساب، قال: قد رضیت.

ثم سار حتی أتی بیت المقدس فنزل، فربط فرسه إلی صخرة فصلی مع الملائکة، فلما قضیت الصلاة، قالوا: یا جبریل من هذا معک؟ قال: هذا محمد رسول الله خاتم النبیین، قالوا: وقد أرسل إلیه؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ وخلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة.

ثم لقوا أرواح الأنبیاء فأثنوا علی ربهم تعالی.

فقال إبراهیم صلی الله علیه وسلم: اللهم الذی اتخذنی خلیلا، وأعطانی ملکا عظیما، وجعلنی أمة قانتا، واصطفانی برسالاته، وأنقذنی من النار، وجعلهما علی بردا وسلاما، ثم إن موسی علیه السلام أثنی علی ربه، فقال: الحمد لله الذی کلمنی تکلیما، واصطفانی، وأنزل علی التوراة، وجعل هلاک فرعون علی یدی ونجاة بنی إسرائیل علی یدی، ثم إن داود صلی الله علیه وسلم أثنی علی ربه، فقال: الحمد لله الذی جعل لی ملکا وأنزل علی الزبور، وألان لی الحدید، وسخر لی الجبال، یسبحن معی والطیر، وأتانی الحکمة وفصل الخطاب، ثم إن سلیمان أثنی علی ربه تبارک وتعالی، فقال: الحمد لله الذی سخر لی الریاح، والجن والإنس، وسخر لی الشیاطین یعملون ما شئت من

محاريب، وتماثيل، وجفان كالجواب، وقدور راسيات، وعلمنى منطق الطير، وأسال لى عين القطر، وأعطانى ملكا لا ينبغى لأحد من بعدى، ثم إن عيسى صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: الحمد لله الذى علمنى التوراة والإنجيل، وجعلنى أبرء الأكمه والأبرص، وأحيى الموتى بإذنه، ورفعنى وطهرنى من الذين كفروا، وأعاذنى وأمى من الشيطان الرجيم، فلم يكن للشيطان علينا سبيل، وإن محمدا صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه .

فقال: كلكم أثنى على ربه وأنا مثن على ربى، الحمد لله الذى أرسلنى رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيرا ونذيرا، وأنزل على الفرقان، فيه تبيان كل شىء، وجعل أمتى خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتى وسطا، وجعل أمتى هم الأولون وهم الآخرون، وشرح لى صدرى، ووضع عنى وزرى، ورفع لى ذكرى، وجعلنى فاتحا وخاتما.

فقال إبراهيم صلى الله عليه وسلم: بهذا فضلكم محمد صلى الله عليه وسلم.

ثم أتى بآنية ثلاثة مغطاة، فدفع إليه إناء، فقيل له: اشرب، فيه ماء، ثم دفع إليه إناء آخر فيه لبن، فشرب منه حتى روى، ثم دفع إليه إناء آخر فيه خمر، فقال: قد رويت لا أذوقه، فقيل له: أصبت أما إنها ستحرم على أمتك، ولو شربتها لم يتبعك من أمتك إلا قليل.

ثم صعد به إلى السماء فاستفتح جبريل، فقيل: من هذا؟ قال:

جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء، فدخل فيه فإذا هو بشيخ جالس تام الخلق، لم ينقص من خلقه شيء كما ينقص من خلق البشر عن يمينه باب تخرج منه ريح طيبة، وعن شماله باب تخرج منه ريح خبيثة، إذا نظر إلى الباب الذى عن يمينه ضحک، وإذا نظر إلى الباب الذى عن يساره بكى وحزن، فقال: يا جبريل من هذا الشيخ وما هذان البابان؟ فقال: هذا أبوک آدم، وهذا الباب الذى عن يمينه باب الجنة، إذا رأى من يدخله من ذريته ضحک واستبشر، وإذا نظر إلى الباب الذى عن شماله باب جهنم، [فإذا رأى] من يدخله من ذريته بكى وحزن.

ثم صعد إلى السماء الثانية فاستفتح، فقال: من هذا؟ قال: جبريل، قالوا: ومن معک؟ قال: محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم .قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء، فدخل فإذا هو بشابين، فقال: يا جبريل من هذان الشابان؟ فقال: هذا عيسى ويحيى ابنا الخالة.

ثم صعد إلى السماء الثالثة فاستفتح جبريل، فقالوا: من هذا معک؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة ونعم المجيء جاء، فدخل فإذا هو برجل قد فضل على الناس فى

الحسن كما فضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، فقال: من هذا يا جبريل؟ قال: أخوك يوسف صلى الله عليه وسلم.

ثم صعد إلى السماء الرابعة، فاستفتح جبريل، فقالوا: من هذا معك؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، ونعم المجيء جاء، فدخل فإذا هو برجل، فقال: يا جبريل: من هذا الرجل الجالس؟ قال: هذا أخوك إدريس رفعه الله مكانا عليا.

ثم صعد به إلى السماء الخامسة، فاستفتح جبريل، فقالوا له: من هذا معك؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ ومن خليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء، فإذا هو برجل جالس يقص عليهم، فقال: يا جبريل من هذا ومن هؤلاء الذين حوله؟ قال: هذا هارون صلى الله عليه وسلم المخلف فى قومه، وهؤلاء قومه من بنى إسرائيل.

ثم صعد به إلى السماء السادسة، فاستفتح جبريل، فقالوا: من هذا معك؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة ونعم المجيء جاء، فإذا هو برجل جالس، فجاوزه فبكى الرجل، فقال: يا جبريل من هذا؟ قال: هذا موسى صلى الله عليه وسلم، قال: ما يبكيه؟ قال: يزعم بنو إسرائيل أنى أفضل الخلق، وهذا قد خلفنى، فلو أنه وحده ولكن معه كل أمته .

ثم صعد بنا إلى السماء السابعة، فاستفتح جبريل، فقالوا: من معک؟ قال: محمد صلى الله عليه وسلم، قالوا: وقد أرسل إليه؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ ومن خليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة ونعم المجيء جاء، فإذا هو برجل أشمط جالس على كرسى عند باب الجنة، وعنده قوم جلوس فى ألوانهم شيء .

وقال عيسى يعنى أبا جعفر الرازى: وسمعته مرة يقول: سود الوجوه فقام هؤلاء الذين فى ألوانهم شيء فدخلوا نهرا يقال له: نعمة الله، فاغتسلوا فيه فخرجوا وقد خلص من ألوانهم شيء، ثم دخلوا نهرا آخر يقال له رحمة الله، فاغتسلوا فخرجوا وقد خلص من ألوانهم شيء، فدخلوا نهرا آخر، فذلک قوله: } وسقاهم ربهم شرابا طهورا {، فخرجوا وقد خلص ألوانهم مثل ألوان أصحابهم، فجلسوا إلى أصحابهم، فقال: يا جبريل من هذا الأشمط الجالس؟ ومن هؤلاء البيض الوجوه؟ وما هؤلاء الذين فى ألوانهم شيء؟ قد دخلوا هذه الأنهار فاغتسلوا فيها ثم خرجوا وقد خلصت ألوانهم، قال: هذا أبوک إبراهيم صلى الله عليه وسلم أول من شمط على الأرض، وهؤلاء القوم البيض الوجوه قوم لم يلبسوا إيمانهم بظلم، وهؤلاء الذين فى ألوانهم شيء قد خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا تابوا فتاب الله عليهم.

ثم مضى إلى السدرة، فقيل له: هذه السدرة المنتهى، ينتهى كل أحد من أمتک خلا على سبيلک، وهى السدرة المنتهى تخرج من أصلها أنهار من ماء غير آسن، وأنهار من لبن لم يتغير طعمه،

وأنهار من خمر لذة للشاربين، وأنهار من عسل مصفى، وهى شجرة يسير الراكب فى ظلها سبعين عاما، وإن ورقة منها مظلة الخلق، فغشيها نور وغشيها الملائكة.

قال عيسى: فذلک قوله: } إذ يغشى السدرة ما يغشى {، فقال تبارک وتعالى له: سل، فقال: إنک اتخذت إبراهيم خليلا، وأعطيته ملكا عظيما وكلمت موسى تكليما .وأعطيت داود ملكا عظيما، وألنت له الحديد، وسخرت له الجبال، وأعطيت سليمان ملكا عظيما، وسخرت له الجن والإنس والشياطين والرياح، وأعطيته ملكا لا ينبغى لأحد من بعده، وعلمت عيسى التوراة والإنجيل، وجعلته يبرء الأكمه والأبرص، وأعذته وأمه من الشيطان الرجيم، فلم يكن له عليهما سبيلا.

فقال له ربه تبارک وتعالى: قد اتخذتک خليلا وهو مكتوب فى التوراة: محمد حبيب الرحمن، وأرسلتک إلى الناس كافة، وجعلت أمتک هم الأولون وهم الآخرون، وجعلت أمتک لا تجوز لهم خطبة حتى يشهدوا أنک عبدى ورسولى، وجعلتک أول النبيين خلقا وآخرهم بعثا، وأعطيتک سبعا من المثانى، ولم أعطها نبيا قبلک، وأعطيتک خواتيم سورة البقرة من كنز تحت العرش لم أعطها نبيا قبلک وجعلتک فاتحا وخاتما.

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضلنى ربى تبارک وتعالى بست: قذف فى قلوب عدوى الرعب فى مسيرة شهر، وأحلت لى الغنائم، ولم تحل لأحد قبلى، وجعلت لى الأرض

مسجدا وطهورا، وأعطيت فواتح الكلام وجوامعه.

وعرض على أمتي فلم يخف على التابع والمتبوع منهم، ورأيتهم أتوا على قوم ينتعلون الشعر، ورأيتهم أتوا على قوم عراض الوجوه، صغار الأعين، فعرفتهم ما هم.

وأمرت بخمسين صلاة، فرجع إلى موسى، فقال له موسى: بكم أمرت من الصلاة؟ قال: بخمسين صلاة، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف لأمتك، فإن أمتك أضعف الأمم، فقد لقيت من بني إسرائيل شدة، فرجع محمد صلى الله عليه وسلم، فسأل الله. التخفيف، فوضع عنه عشرا، فرجع إلى موسى، فقال له: بكم أمرت، قال: بأربعين صلاة، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف لأمتك، فإن أمتك أضعف الأمم، وقد لقيت من بني إسرائيل شدة.

فرجع محمد صلى الله عليه وسلم فسأله التخفيف، فوضع عنه عشرا، فرجع إلى موسى، فقال له: بكم أمرت؟ قال له: بثلاثين، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف لأمتك، فإن أمتك أضعف الأمم، وقد لقيت من بني إسرائيل شدة.

فرجع محمد صلى الله عليه وسلم فسأل ربه التخفيف، فوضع عنه عشرا، فرجع إلى موسى، فقال له: بكم أمرت؟ فقال: بعشرين صلاة، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف عن أمتك، فإن أمتك أضعف الأمم، فقد لقيت من بني إسرائيل شدة.

فرجع محمد صلى الله عليه وسلم فسأل ربه التخفيف، فوضع

عنه عشرا، فرجع إلى موسى، فقال له: بكم أمرت؟ فقال: بعشر، قال: ارجع إلى ربک فسله التخفيف لأمتک، فإن أمتک أضعف الأمم، فقد لقيت من بنى إسرائيل شدة.

فرجع محمد صلى الله عليه وسلم فسأل ربه التخفيف فوضع عنه خمسا، فرجع إلى موسى، فقال: بكم أمرت؟ فقال: بخمس، قال: ارجع إلى ربک فسله التخفيف فإن أمتک أضعف الأمم، فقد لقيت من بنى إسرائيل شدة.

قال: قد رجعت إلى ربى حتى استحييت، وما أنا براجع إليه، فقيل له: كما صبرت نفسک على الخمس فإنه يجزى عنک بخمسين، يجزى عنک كل حسنة بعشر أمثالها.

قال عيسى: بلغنى أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: كان موسى صلى الله عليه وسلم أشدهم على أولا وخيرهم آخرا.

وهذا لا نعلمه يروى إلا بهذا الإسناد من هذا الوجه(مسند البزار، ج۱۷ ص۵ الی ۱۲، رقم الحديث ۹۵۱۸،مسند أبى حمزة أنس بن مالک،ما انفرد به البصريون ,أبو العالية أو غيره)

ترجمہ: ہم سے محمد بن حسان نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالنضر نے حدیث بیان کی، ابوجعفر رازی کے حوالے سے، انہوں نے ربیع بن انس کے حوالے سے، انہوں نے ابوالعالیہ، یا اس کے علاوہ کسی اور کے حوالے سے، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسی قوم پر گزر ہوا، جو ایک ہی دن میں تخم ریزی بھی کر لیتی ہے اور ایک ہی دن میں (تیار شدہ) کھیتی کاٹ بھی لیتی ہے اور کاٹنے کے

بعد کھیتی پھر ویسی ہی ہوجاتی ہے، جیسی پہلے تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلِ امین سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اور یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلِ امین نے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، ان کی ایک نیکی سات سو نیکیوں سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے اور یہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطاء فرماتا ہے۔

پھر آپ کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا، جن کے سروں کو پتھر سے کچلا جارہا تھا، اور جب وہ سر کچل دیے جاتے تھے، تو پھر سابق حالت پر ہوجاتے تھے، اور برابر یہ سلسلہ جاری تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہیں، تو جبریل نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے سر نماز سے بوجھل ہوجاتے تھے۔

پھر آپ کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا، جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور جانوروں کی طرح چرتے ہیں، ضریع اور زقوم (جہنم کے پتھر اور جہنم کے کانٹے دار وخبیث وبدترین، بدبودار درخت) کھارہے ہیں، آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلِ امین نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے مالوں کی زکاۃ نہیں دیتے، اور ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا، اور اللہ ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

پھر آپ کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا، جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھارہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے، آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلِ امین نے کہا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے، جس کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے، مگر وہ ایک زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتا ہے اور صبح تک اسی کے پاس رہتا ہے اور آپ کی امت کی وہ عورت ہے، جو حلال اور طیب شوہر

کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار کے ساتھ رات گزارتی ہے اور صبح تک اسی کے پاس رہتی ہے۔

پھر آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا، جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھ جمع کر رکھا ہے اور اسے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر لکڑیاں لا لا کر اس میں اور زیادہ کرتا جاتا ہے آپ نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ جبریلِ امین نے کہا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس پر حقوق اور امانتوں کا ایک بار گراں ہے، جس کو وہ ادا نہیں کر سکتا، مگر اس کے باوجود اور زیادہ بوجھ اپنے اوپر لادنے اور سر لینے کو تیار ہے۔

پھر آپ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا، جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، اور جب وہ کاٹ دیے جاتے تھے، تو دوبارہ پہلی حالت پر لوٹ آتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہیں، جبریلِ امین نے کہا کہ یہ گمراہی اور فتنے میں ڈالنے والے خطباء ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک چھوٹے سے سوراخ کے قریب سے ہوا، جس سے ایک بڑا بیل نکل رہا تھا، وہ نکلنے کے بعد دوبارہ سوراخ میں داخل ہونا چاہتا تھا، مگر داخل نہیں ہو سکتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبریلِ امین نے کہا کہ یہ اس شخص کی مثال ہے جو کوئی بڑا (خطرناک گناہ کا) کلمہ کہتا ہے، پھر نادم و شرمندہ ہو کر اسے واپس لوٹانا چاہتا ہے، مگر لوٹا نہیں سکتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی کے پاس آئے، جہاں ٹھنڈی اور پاکیزہ خوشبو محسوس کی، اور مشک و کستوری کی خوشبو سونگھی، اور ایک آواز سُنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے، جو یہ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب جن (لوگوں) کا آپ نے مجھ

سے وعدہ کیا ہے، مجھے عطاء فرما دیجئے، کیونکہ میرے بالا خانے، اور باریک وموٹی ریشم اور میرے ہیرے، اور میرے موتی، اور خوبصورت پتھر، اور میرا سونا اور میری چاندی، میرے برتن، اور میرے پھل اور میرا شہد اور میری شراب، اور میرا دودھ بہت زیادہ ہو چکے ہیں، لہٰذا آپ نے مجھ سے جن لوگوں کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطاء فرمائیے (تاکہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ نے فرمایا کہ تیرے لئے ہر مسلم و مسلمہ اور ہر مومن و مومنہ اور ہر وہ شخص ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، اور نیک اعمال کئے، اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا، اور نہ ہی میرے علاوہ کسی کو میرے برابر (شریک) ٹھہرایا، اور جو مجھ سے ڈرا، امن میں رہے گا، اور جو مجھ سے مانگے گا، میں اسے دوں گا، اور جو مجھ کو قرض دے گا (یعنی میری رضا کے لئے صدقہ، خیرات کرے گا) میں اسے جزا دوں گا، اور جو مجھ پر توکل کرے گا، میں اس کو کافی ہو جاؤں گا، اور میں ہی معبود ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) یقیناً مومن کامیاب ہوئے اور صاحبِ برکت ہے، جو بہترین خالق ہے (سورہ مؤمنون) (یہ سن کر) جنت نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔

پھر ایک وادی پر گزر ہوا، جس سے بہت بُری وحشت ناک آواز سنائی دی اور بدبو محسوس ہوئی، آپ نے جبریلِ امین سے فرمایا کہ یہ کیسی بدبو اور کیسی آواز ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے، وہ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب میرے اندر زنجیروں، اور طوقوں، اور شعلوں، اور گرم پانی، اور پیپ، اور بدبو اور عذاب کی بہت کثرت ہو چکی ہے، اور میری گہرائی بہت نیچے تک پہنچ چکی ہے، اور میری گرمی بہت سخت ہو چکی ہے، لہٰذا جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، وہ مجھے عطاء فرمائیے، اللہ نے اس سے فرمایا کہ تیرے لئے

ہر مشرک ومشرکہ اور کافر اور کافرہ اور خبیث مرد وعورت ہے، اور ہر وہ متکبر ومعاند ظالم ہے، جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا (اس کو سننے کے بعد) جہنم نے کہا کہ میں راضی ہوگئی ہوں۔

پھر آپ چل کر بیت المقدس آئے، پھر وہاں اترے، اور اپنے گھوڑے کو پتھر سے باندھ دیا، پھر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب نماز اداء کر لی گئی، فرشتوں نے کہا کہ اے جبریل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ محمد رسول اللہ، خاتم النبیین ہیں، فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریلِ امین نے کہا کہ جی ہاں! فرشتوں نے کہا اللہ ان کو سلامت رکھے، بھائی کو بھی اور خلیفہ کو، پس بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں۔

پھر انہوں نے انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی، جنہوں نے اپنے رب تعالیٰ کی ثنا بیان کی۔

ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے اللہ آپ نے مجھے خلیل بنایا، اور مجھے ملکِ عظیم عطاء کیا، اور مجھے امتِ قانت بنایا، اور مجھے اپنی رسالت کے ساتھ منتخب فرمایا، اور مجھے آگ سے محفوظ فرمایا، اور اس کو میرے اوپر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثناء بیان کی، اور انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے کلام کیا، اور مجھے منتخب فرمایا، اور میرے اوپر توراۃ کو نازل کیا، اور میرے ذریعہ فرعون کو ہلاک کیا، اور میرے ذریعے بنی اسرائیل کو نجات عطاء فرمائی۔

پھر داؤد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد وثناء بیان کی، اور انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے میرے لیے سلطنت وحکومت بنائی، اور میرے اوپر زبور کو نازل کیا، اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا، اور میرے لیے

پہاڑوں کو مسخر کیا، میرے ساتھ وہ تسبیح بیان کرتے تھے، اور پرندے بھی، اور مجھے حکمت اور فصلِ خطاب عطا کیا۔

پھر سلیمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، اور انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے میرے لیے ہواؤں کو مسخر کیا، اور جنات اور انسانوں کو بھی مسخر کیا، اور میرے لیے شیاطین کو بھی مسخر کیا، وہ جو بھی میں چاہتا تھا، قلعے اور تصویریں اور حوض جیسے لگن اور جمی رہنے والی دیگیں ان کو بناتے تھے، اور بہادیے اس نے میرے لیے تانبے کے چشمے پگھلے ہوئے، اور مجھے ایسا ملک عطاء کیا، جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں۔

پھر عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد وثناء بیان کی، اور انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی، اور مجھے کوڑھی اور برص کے مریض کو ٹھیک کرنے اور اپنے حکم سے مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ عطاء فرمایا، اور مجھے اٹھایا، اور مجھے کافروں سے پاک رکھا، اور مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا، پس شیطان کو ہمارے اوپر کوئی دسترس نہیں۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد وثناء کی، اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے رب کی حمد وثناء بیان کی، اب میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا، اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنایا، اور میرے اوپر فرقان کو نازل کیا، جس میں ہر چیز کی وضاحت ہے، اور میری امت کو سب سے بہتر امت بنایا، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے، اور میری امت کو درمیانی امت بنایا، اور میری امت کو اول اور آخری امت بنایا، اور میرا شرح صدر فرمایا، اور مجھ سے بوجھ کو دور کیا، اور میرے ذکر کو بلند کیا، اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چیزوں کی وجہ سے تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی گئی۔

پھر آپ کے پاس تین ڈھکے ہوئے برتن لائے گئے، اور آپ کو پانی کا برتن دیا گیا، اور کہا گیا کہ اس میں جو پانی ہے، اس کو پی لیجیے، پھر دوسرا برتن دیا گیا، جس میں دودھ تھا، جس سے آپ نے سیراب ہوکر پی لیا، پھر تیسرا برتن دیا گیا، جس میں شراب تھی، تو آپ نے فرمایا کہ میں سَیر ہوگیا ہوں، میں اس کو نہیں چکھوں گا، پھر آپ سے کہا گیا کہ آپ نے بالکل درست کام کیا ہے، یہ شراب عن قریب آپ کی امت پر حرام ہوجائے گی، اور اگر آپ اس کو پی لیتے، تو آپ کی امت کے تھوڑے لوگ ہی آپ کی اتباع کرتے۔

پھر آپ کو آسمان پر چڑھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پس وہاں داخل ہوکر ایک سلامت جسم کے بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، جن کے جسم میں بشری مخلوق کا کوئی نقص نہیں تھا، ان کے دائیں طرف ایک دروازہ تھا، جس سے عمدہ خوشبو نکل رہی تھی، اور بائیں طرف ایک دروازہ تھا، جس سے گندی بدبو نکل رہی تھی، جب وہ بزرگ اپنی دائیں طرف دیکھتے تھے، تو ہنستے تھے، اور جب اپنی بائیں طرف دیکھتے تھے، تو روتے اور غمگین ہوتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بزرگ کون ہیں، اور یہ دروازے کیا ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے والد آدم ہیں، اور ان کے دائیں طرف جنت کا دروازہ ہے، جب ان کی اولاد میں سے کوئی جنت

میں داخل ہوتا ہے، تو یہ ہنستے اور خوش ہوتے ہیں، اور جب اپنی بائیں طرف جہنم کے دروازے کو دیکھتے ہیں، اور ان کی اولاد میں سے کوئی اس میں داخل ہوتا ہے، تو روتے اور غمگین ہوتے ہیں۔

پھر دوسرے آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا کہ یہ کون ہیں؟ جواب میں کہا کہ جبریل، انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پھر وہاں داخل ہوکر دو جوانوں کو دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ دو جوان کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ عیسیٰ اور یحییٰ ہیں، جو خالہ زاد بھائی ہیں۔

پھر تیسرے آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا کہ یہ کون ہیں؟ جواب میں کہا کہ جبریل، انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پھر وہاں داخل ہوکر ایک شخص کو دیکھا، جس کو حسن میں لوگوں پر فضیلت دی گئی تھی، جس طرح چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت دی گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ آپ کے بھائی یوسف صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر چوتھے آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، فرشتوں نے کہا کہ

آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، اور آنے والے کیا ہی اچھے ہیں، پھر وہاں داخل ہو کر ایک شخص کو دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ بیٹھے ہوئے شخص کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے بھائی ادریس ہیں، اللہ نے ان کو بلند مقام پر سرفراز کیا ہے۔

پھر پانچویں آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، فرشتوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے،، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پھر وہاں داخل ہو کر ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا، جو لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ بیٹھے ہوئے شخص کون ہیں، اور ان کے ارد گرد یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ ھارون صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کو خلیفہ بنایا گیا تھا، اور ان کی بنی اسرائیل قوم ہے۔

پھر چھٹے آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، فرشتوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے،، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پھر وہاں داخل ہو کر ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا، پھر ان سے آگے بڑھے، تو اس آدمی نے رونا شروع کیا، نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ بنی اسرائیل یہ گمان کرتے ہیں کہ میں مخلوق میں سب سے افضل ہوں، اور یہ مجھ سے بعد میں آئے، پس وہ تنہا ہیں، لیکن ان کے ساتھ ان کی تمام امت ہے۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر چڑھے، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، فرشتوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے،، بھائی اور خلیفہ کیا ہی اچھے ہیں، اور بہت اچھی آمد ہے، پس وہاں دیکھا تو ایک سفید بالوں والے آدمی جنت کے دروازے کے قریب کرسی پر بیٹھے ہیں، اور ان کے قریب کچھ لوگ بیٹھے ہیں، جن کے رنگوں میں کچھ (عیب) ہے، عیسیٰ ابو جعفر رازی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں، پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے، جن کے رنگ میں کچھ تھا، پھر وہ ایک نہر میں داخل ہوئے، جسے نعمۃ اللہ کہا جاتا ہے، پھر انہوں نے اس سے غسل کیا، پھر وہ باہر نکلے، اور ان کے رنگوں کی وہ چیز دور ہو چکی تھی، پھر وہ دوسری نہر میں داخل ہوئے، جسے رحمۃ اللہ کہا جاتا ہے، پھر انہوں نے غسل کیا، اور وہ برآمد ہوئے، اور پھر ان کے رنگوں کی کچھ چیز دور ہو چکی تھی، پھر وہ تیسری نہر میں داخل ہوئے، پس یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوْرًا'' پھر وہ باہر نکلے، اور ان کے رنگ اسی طرح نکھر چکے تھے، جس طرح ان کے دوسرے ساتھیوں کے رنگ نکھرے ہوئے تھے، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے

جبریل! یہ سفید بال والے بیٹھے ہوئے کون ہیں؟ اور یہ سفید چہرے والے کون لوگ ہیں، اور جن کے رنگوں میں کچھ ہے، یہ کون لوگ ہیں، جو ان نہروں میں داخل ہوئے، اور انہوں نے ان میں غسل کیا، پھر وہ صاف ستھرے ہو کر نکلے؟ جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے زمین پر سب سے پہلے بال سفید ہوئے، اور یہ سفید چہروں والے لوگ وہ ہیں، جنہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی، اور یہ لوگ جن کے رنگوں میں کچھ اثر ہے، انہوں نے نیک اعمال کے ساتھ برے اعمال کی آمیزش کر لی ہے، جس سے انہوں نے توبہ کی، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔

پھر ''سدرۃ'' پر گئے، آپ سے کہا گیا کہ یہ ''سدرۃُ المنتہیٰ'' ہے، آپ کی امت میں سے ہر ایک، جو آپ کے راستے پر چلے گا، وہ یہاں پہنچ جائے گا، اور یہ سدرۃُ المنتہیٰ ہے، جس کے نیچے سے غیر متغیر پانی کی نہریں اور نہ بدلنے والے ذائقے کے دودھ کی نہریں، اور پینے والوں کے لیے لذت والی شراب کی نہریں اور صاف ستھرے شہد کی نہریں نکلتی ہیں، اور یہ ایسا درخت ہے کہ اس کے سائے میں سوار ستر (70) سال چلتا ہے، اور اس کا ایک پتہ مخلوق کے اوپر سایہ کر لیتا ہے، پھر اس کو ایک نور نے ڈھانپ لیا، اور اس کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا۔

عیسیٰ ابو جعفر رازی راوی نے کہا کہ یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی'' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سوال کیجیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ آپ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، اور ان کو ملکِ عظیم عطاء فرمایا، اور موسیٰ سے کلام فرمایا، اور داؤد کو ملکِ عظیم عطاء کیا، اور ان کے لیے لوہے کو نرم کیا، اور ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا، اور آپ نے سلیمان کو ملکِ عظیم عطاء کیا، اور ان کے لیے جنات اور انسانوں کو اور شیاطین اور ہواؤں کو

مسخر کیا، اوران کو آپ نے ایسا ملک عطاء کیا، جو اُن کے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں، اور آپ نے عیسیٰ کو توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی، اوران کو کوڑھی اور ابرص کے مریض کے ٹھیک کرنے کا معجزہ عطاء فرمایا، اور آپ نے ان کو اوران کی والدہ کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا، جس کو ان دونوں پر دسترس نہیں ہے۔

جس کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو خلیل بنایا، جو توراۃ میں لکھا ہوا ہے ''محمد'' رحمٰن کا حبیب ہے، اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا، اور آپ کی امت کے لیے کوئی خطبہ جائز قرار نہیں دیا، جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپ کو پیدائش کے اعتبار سے سب نبیوں میں اول بنایا، اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری نبی بنایا، اور میں نے آپ کو سات آیتیں (یعنی سورہ فاتحہ) عطاء فرمائیں، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطاء نہیں کیں، اور میں نے آپ کو سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے عطاء فرمائیں، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطاء نہیں کیں، اور میں نے آپ کو ''فاتح'' اور ''خاتم'' بنایا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چھ چیزوں پر فضیلت عطا فرمائی، ایک تو میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک مہینے کی مسافت پر میرا رعب ڈال دیا، دوسرے میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا، جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا، اور تیسرے اور چوتھے میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا، اور پانچویں اور چھٹے مجھے ''فواتحُ الکلام'' اور ''جوامعُ الکلام'' عطاء کیا گیا۔

اور میرے سامنے میری امت کو پیش کیا گیا، اور میرے اوپر ان میں سے کوئی تابع اور متبوع مخفی نہیں رہا، اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس آئے، جنہوں نے بالوں والے جوتے پہن رکھے تھے، اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس آئے، جن کے چہرے چوڑے تھے، اور ان کی آنکھیں چھوٹی تھیں، پھر میں نے ان کو پہچان لیا کہ وہ کون لوگ ہیں۔

اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر گئے، اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیا، اللہ نے آپ سے دس نمازوں کو معاف کر دیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر گئے، اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیا، اللہ نے آپ سے دس نمازوں کو معاف کر دیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ

آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر گئے، اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیا، اللہ نے آپ سے دس نمازوں کو معاف کر دیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر گئے، اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیا، اللہ نے آپ سے دس نمازوں کو معاف کر دیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر گئے، اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیا، اللہ نے آپ سے پانچ نمازوں کو معاف کر دیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے، آپ سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ

آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت سب امتوں میں ضعیف ترین ہے، میں بنی اسرائیل سے سختی کو جھیل چکا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا، لیکن مجھے حیا آ گئی، اور میں اللہ کی طرف لوٹ جانے والا نہیں تھا، آپ سے کہا گیا کہ جس طرح آپ نے پانچ نمازوں پر صبر کیا، تو یہ آپ کی طرف سے پچاس نمازوں کے برابر ہوگی، آپ کی طرف سے ہر نیکی کا اجر، دس نیکیوں کے برابر ہوگا۔

عیسیٰ ابو جعفر رازی راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اوپر اولاً شدید ثابت ہوئے، اور آخر میں بہترین ثابت ہوئے۔

امام بزار نے فرمایا کہ ہمارے علم میں نہیں کہ اس حدیث کو اس سند کے علاوہ کسی اور سند سے روایت کیا گیا ہو (مسند البزار)

ابو جعفر رازی کی سند سے مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام طبری نے بھی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے، جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا علی بن سهل، قال: حدثنا حجاج یعنی ابن محمد الأعور، قال: حدثنا أبو جعفر الرازی، عن الربیع بن أنس، عن أبی العالیة الریاحی، عن أبی هریرة، أو غیره شک أبو جعفر الرازی، فی قول الله تبارک وتعالی: "سبحان الذی أسری بعبده لیلا من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا إنه هو السمیع البصیر" قال: جاء جبریل إلی النبی صلی الله علیه وسلم ومعه میکال، فقال جبریل لمیکال: ایتنی بطست من ماء زمزم کیما أطهر قلبه، وأشرح له صدره، قال: فشق عنه بطنه فغسله ثلاث مرات، واختلف إلیه میکائیل بثلاث طساس من ماء زمزم، فشرح صدره ونزع ما کان فیه من غل، وملأه حلما وعلما وإیمانا ویقینا وإسلاما وختم بین کتفیه بخاتم النبوة، ثم أتاه بفرس فحمل علیه، کل خطوة منه منتهی بصره، أو أقصی بصره، قال: فسار وسار معه جبریل، فأتی علی قوم یزرعون فی یوم ویحصدون فی یوم، کلما حصدوا عاد کما کان، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: یا جبریل، ما هذا؟، قال: هؤلاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس کے پورے متن اور ترجمہ کو یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المجاهدون في سبيل الله، تضاعف لهم الحسنة بسبعمائة ضعف، وما أنفقوا من شيء فهو يخلفه وهو خير الرازقين، ثم أتى على قوم ترضخ رئوسهم بالصخر، كلما رضخت عادت كما كانت لا يفتر عنهم من ذلک شيء، فقال: ما هؤلاء يا جبريل؟ ، قال: هؤلاء الذين تتثاقل رئوسهم عن الصلاة المكتوبة، ثم أتى على قوم على أقبالهم رقاع، وعلى أدبارهم رقاع، يسرحون كما تسرح الإبل والنعم، ويأكلون الضريع والزقوم ورضف جهنم وحجارتها، قال: ما هؤلاء يا جبريل؟ ، قال: هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم، وما ظلمهم الله شيئا وما الله بظلام للعبيد، ثم أتى على قوم بين أيديهم لحم نضيج في قدر، ولحم آخر نيء قذر خبيث، فجعلوا يأكلون من النيء الخبيث ويدعون النضيج الطيب، فقال: ما هؤلاء يا جبريل؟ ، قال: هذا الرجل من أمتک تكون عنده المرأة الحلال الطيب، فيأتي امرأة خبيثة فيبيت عندها حتى يصبح، والمرأة تقوم من عند زوجها حلالا طيبا، فتأتي رجلا خبيثا فتبيت معه حتى تصبح، قال: ثم أتى على خشبة على الطريق لا يمر بها ثوب إلا شقته ولا شيء إلا خرقته، قال: ما هذا يا جبريل؟ ، قال: هذا مثل أقوام من أمتک يقعدون على الطريق فيقطعونه، ثم تلا: "ولا تقعدوا بكل صراط توعدون وتصدون عن سبيل الله "الآية، ثم أتى على رجل قد جمع حزمة حطب عظيمة لا يستطيع حملها وهو يزيد عليها، فقال: ما هذا يا جبريل؟ ، فقال: هذا الرجل من أمتک تكون عنده أمانات الناس، لا يقدر على أدائها وهو يزيد عليها، ويريد أن يحملها، ثم أتى على قوم تقرض ألسنتهم وشفاهم بمقاريض من حديد، كلما قرضت عادت كما كانت، لا يفتر عنهم من ذلک شيء، قال: ما هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء خطباء أمتک خطباء الفتنة يقولون ما لا يفعلون، ثم أتى على حجر صغير يخرج منه ثور عظيم، فجعل الثور يريد أن يرجع من حيث خرج فلا يستطيع، فقال: ما هذا يا جبريل؟ ، قال: هذا الرجل يتكلم بالكلمة العظيمة، ثم يندم عليها فلا يستطيع أن يردها، ثم أتى على واد فوجد ريحا طيبة باردة وريح المسک، وسمع صوتا، فقال: يا جبريل ما هذه الريح الطيبة الباردة، وهذه الرائحة التي كريح المسک، وما هذا الصوت؟ ، قال: هذا صوت الجنة، تقول: يا رب آتني ما وعدتني، فقد كثرت عرفي وإستبرقي وحريري وسندسي وعبقري ولؤلؤي ومرجاني وفضتي وذهبي وأكوابي وصحافي وأباريقي، وفواكهي ونخلي ورماني ومائي ولبني وخمري، فآتني ما وعدتني، فقال: لک كل مسلم ومسلمة، ومؤمن ومؤمنة، ومن آمن بي وبرسلي وعمل صالحا، ولم يشرک بي، ولم يتخذ من دوني أندادا، ومن خشيني فهو آمن ومن سألني أعطيته، ومن أقرضني جزيته، ومن توكل على كفيته، فإني أنا الله لا إله إلا أنا، لا أخلف الميعاد، وقد أفلح المؤمنون، وتبارک الله أحسن الخالقين، قالت: قد رضيت، قال: ثم أتى على واد فسمع صوتا منكرا ووجد ريحا منتنة، فقال: ما هذه الريح يا جبريل؟ وما هذا الصوت؟ ، قال: هذا صوت جهنم، تقول: يا رب آتني ما وعدتني فقد كثرت سلاسلي وأغلالي وسعيري وحميمي وضريعي وغساقي وعذابي، وقد بعد قعري، واشتد حري، فآتني ما وعدتني، قال: لک كل مشرک ومشركة، وكافر وكافرة، وكل خبيث وخبيثة، وكل جبار لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اصل مقصد یہ بتلانا ہے کہ یہ طویل ترین حدیث، دوسری سندوں کے ساتھ کچھ فرق کے ساتھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يؤمن بيوم الحساب، قالت: قد رضيت، قال: ثم سار حتى أتى بيت المقدس فنزل فربط فرسه إلى صخرة، ثم دخل فصلى مع الملائكة، فلما قضيت الصلاة، قالوا: يا جبريل، من هذا معک؟ قال: محمد، قالوا: أوقد أرسل محمد؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ ومن خليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء، قال: ثم لقى أرواح الأنبياء فأثنوا على ربهم، فقال إبراهيم: الحمد لله الذى اتخذنى خليلا وأعطانى ملكا عظيما، وجعلنى أمة قانتا لله يؤتم بى، وأنقذنى من النار، وجعلها على بردا وسلاما، ثم إن موسى صلوات الله عليه أثنى على ربه، فقال: الحمد لله الذى كلمنى تكليما، وجعل هلاک آل فرعون ونجاة بنى إسرائيل على يدى، وجعل من أمتى قوما يهدون بالحق وبه يعدلون، ثم إن داود أثنى على ربه، فقال: الحمد لله الذى جعل لى ملكا عظيما، وعلمنى الزبور، وألان لى الحديد، وسخر لى الجبال يسبحن والطير، وأعطانى الحكمة وفصل الخطاب، ثم إن سليمان أثنى على ربه، فقال: الحمد لله الذى سخر لى الرياح، وسخر لى الشياطين يعملون لى ما شئت من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب وقدور راسيات، وعلمنى منطق الطير، وأتانى من كل شيء فضلا، وسخر لى جنود الشياطين والإنس والطير، وفضلنى على كثير من عباده المؤمنين، وأتانى ملكا عظيما لا ينبغى لأحد من بعدى، وجعل ملكى ملكا طيبا ليس على فيه حساب، ثم إن عيسى أثنى على ربه، فقال: الحمد لله الذى جعلنى كلمته، وجعل مثلى مثل آدم خلقه من تراب، ثم قال له: كن فيكون، وعلمنى الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل، وجعلنى أخلق من الطين كهيئة الطير فأنفخ فيه فيكون طائرا بإذنه، وجعلنى أبرء الأكمه والأبرص وأحيى الموتى بإذنه، ورفعنى وطهرنى، وأعاذنى وأمى من الشيطان الرجيم، فلم يكن للشيطان علينا سبيل، قال: ثم إن محمدا صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: " كلكم أثنى على ربه، وإنى مثن على ربى، فقال: الحمد لله الذى أرسلنى رحمة للعالمين وكافة للناس بشيرا ونذيرا، وأنزل على الفرقان فيه تبيان لكل شيء، وجعل أمتى خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتى أمة وسطا، وجعل أمتى هم الأولين وهم الآخرين، وشرح لى صدرى، ووضع عنى وزرى ورفع لى ذكرى، وجعلنى فاتحا وخاتما، فقال إبراهيم: بهذا فضلكم محمد صلى الله عليه وسلم ، قال أبو جعفر يعنى الرازى: خاتم بالنبوة، وفاتح بالشفاعة يوم القيامة، ثم أتى بآنية ثلاثة مغطاة أفواهها، فأتى بإناء منها فيه ماء، فقيل: اشرب، فشرب منه يسيرا، ثم دفع إليه إناء آخر فيه لبن، فقيل: اشرب، فشرب منه حتى روى، ثم دفع إليه إناء آخر فيه خمر، فقيل له: اشرب، فقال: لا أريده، قد رويت ، فقال له جبريل عليه السلام: أما إنها ستحرم على أمتک، ولو شربت منها لم يتبعک من أمتک إلا قليل، قال: ثم صعد به إلى السماء، فاستفتح، فقيل: من هذا يا جبريل؟ فقال: محمد، فقالوا: أوقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حياه الله من أخ ومن خليفة، فنعم الأخ ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء، فدخل فإذا هو برجل تام الخلق لم ينقص من خلقه شيء كما ينقص من خلق الناس، على يمينه باب تخرج منه ريح طيبة، وعن شماله باب تخرج منه ريح خبيثة، إذا نظر إلى الباب الذى عن يمينه ضحک واستبشر، وإذا نظر إلى الباب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

دیگر محدثین سے بھی مروی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذی عن شماله بکی وحزن، فقلت: " یا جبریل: من هذا الشیخ التام الخلق الذی لم ینقص من خلقه شیء، وما هذان البابان؟ "قال: هذا أبوک آدم، وهذا الباب الذی عن یمینه باب الجنة، إذا نظر إلی من یدخله من ذریته ضحک واستبشر، والباب الذی عن شماله باب جهنم، إذا نظر إلی من یدخله من ذریته بکی وحزن، ثم صعد به جبریل إلی السماء الثانیة، فاستفتح، فقیل: من هذا معک؟ قال: محمد رسول الله، فقالوا: أوقد أرسل محمد؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء، قال: فإذا هو بشابین، فقال: " یا جبریل: من هذان الشابان؟ "، قال: هذا عیسی ابن مریم، ویحیی بن زکریا ابنا الخالة، قال: فصعد به إلی السماء الثالثة، فاستفتح ، فقالوا: من هذا؟ قال: جبریل، قالوا: ومن معک؟ قال: محمد، قالوا: أوقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء، قال: فدخل فإذا هو برجل قد فضل علی الناس فی الحسن، قال: من هذا یا جبریل؟ قال: هذا أخوک یوسف ثم صعد به إلی السماء الرابعة، فاستفتح، فقیل: من هذا؟ قال: جبریل، قالوا: ومن معک؟ قال: محمد، قالوا: وقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء، قال: فدخل فإذا هو برجل، قال: من هذا یا جبریل؟ ، قال: هذا إدریس، رفعه الله مکانا علیا، ثم صعد به إلی السماء الخامسة، فاستفتح، فقالوا: من هذا؟ قال: جبریل، قالوا: ومن معک؟ قال: محمد، قالوا: وقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء، ثم دخل فإذا هو برجل جالس وحوله قوم یقص علیهم، قال: من هذا یا جبریل؟ ومن هؤلاء الذین حوله؟ ، قال: هذا هارون المحبب فی قومه، وهؤلاء بنو إسرائیل، ثم صعد به إلی السماء السادسة فاستفتح، فقیل له: من هذا؟ قال: جبریل، قالوا: ومن معک؟ قال: محمد، قالوا: أوقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء فإذا هو برجل جالس، فجاوزه فبکی، فقال: یا جبریل من هذا؟ ، قال: موسی، قال: ما له یبکی؟ ، قال: یقول: تزعم بنو إسرائیل أنی أکرم بنی آدم علی الله، وهذا رجل من بنی آدم قد خلفنی فی دنیاه وأنا فی آخرتی، فلو أنه بنفسه لم أبال، ولکن مع کل نبی أمته، قال: ثم صعد به إلی السماء السابعة فاستفتح، فقیل له: من هذا؟ قال: جبریل، قیل: ومن معک؟ قال: محمد، قالوا: وقد أرسل؟ قال: نعم، قالوا: حیاه الله من أخ ومن خلیفة، فنعم الأخ ونعم الخلیفة، ونعم المجیء جاء، قال: فدخل فإذا هو برجل أشمط جالسا عند باب الجنة علی کرسی، وعنده قوم جلوس بیض الوجوه أمثال القراطیس، وقوم فی ألوانهم شیء، فقام هؤلاء الذین فی ألوانهم شیء فدخلوا نهرا فاغتسلوا فیه، فخرجوا قد خلص من ألوانهم شیء، ثم دخلوا نهرا آخر فاغتسلوا فیه، فخرجوا وقد خلص من ألوانهم شیء، ثم دخلوا نهرا آخر فاغتسلوا فیه، فخرجوا وقد خلص من ألوانهم شیء، فصارت مثل ألوان أصحابهم، فجائوا فجلسوا إلی أصحابهم، فقال: " یا جبریل: من هذا الأشمط؟ ثم من هؤلاء البیض الوجوه؟ ومن هؤلاء الذین فی ألوانهم شیء؟ وما هذه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ابوجعفر رازی کی سند سے مروی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو امام بیہقی نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأنهار التى دخلوا فجائوا وقد صفت ألوانهم؟ "، قال: هذا أبوك إبراهيم صلوات الله عليه، أول من شمط على الأرض، وأما هؤلاء البيض الوجوه فقوم لم يلبسوا إيمانهم بظلم، وأما هؤلاء الذين فى ألوانهم شيء، فقوم خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا فتابوا فتاب الله عليهم، وأما الأنهار فأولها رحمة الله، والثانى نعمة الله، والثالث سقاهم ربهم شرابا طهورا، قال: ثم انتهى إلى السدرة، فقيل له: هذه السدرة ينتهى إليها كل أحد خلا من أمتك على سنتك، فإذا هى شجرة يخرج من أصلها أنهار من ماء غير آسن وأنهار من لبن لم يتغير طعمه وأنهار من خمر لذة للشاربين، وأنهار من عسل مصفى، وهى شجرة يسير الراكب فى ظلها سبعين عاما لا يقطعها، والورقة منها مغطية الأمة كلها، قال: فغشيها نور الخلاق وغشيتها الملائكة أمثال الغربان حين يقعن على الشجر , قال: فكلمه عند ذلك فقال له: سل، فقال: " إنك اتخذت إبراهيم خليلا وأعطيته ملكا عظيما، وكلمت موسى تكليما، وأعطيت داود ملكا عظيما وألنت له الحديد وسخرت له الجبال، وأعطيت سليمان ملكا عظيما وسخرت له الجن والإنس والشياطين، وسخرت له الرياح وأعطيته ملكا لا ينبغى لأحد من بعده، وعلمت عيسى التوراة والإنجيل، وجعلته يبرء الأكمه والأبرص ويحيى الموتى بإذنك، وأعذته وأمه من الشيطان الرجيم، فلم يكن للشيطان عليهما سبيل، فقال له ربه تبارك وتعالى: وقد اتخذتك حبيبا وخليلا، وهو مكتوب فى التوراة حبيب الرحمن، وأرسلتك إلى الناس كافة بشيرا ونذيرا، وشرحت لك صدرك ووضعت عنك وزرك، ورفعت لك ذكرك، فلا أذكر إلا ذكرت معى، وجعلت أمتك خير أمة أخرجت للناس، وجعلت أمتك أمة وسطا، وجعلت أمتك هم الأولين وهم الآخرين، وجعلت أمتك لا تجوز لهم خطبة حتى يشهدوا أنك عبدى ورسولى، وجعلت من أمتك أقواما قلوبهم أناجيلهم، وجعلتك أول النبيين خلقا وآخرهم بعثا، وأولهم يقضى له، وأعطيتك سبعا من المثانى لم أعطها نبيا قبلك، وأعطيتك خواتيم سورة البقرة من كنز تحت عرشى، لم أعطها نبيا قبلك وأعطيتك الكوثر، وأعطيتك ثمانية أسهم: الإسلام، والهجرة، والجهاد، والصلاة، والصدقة، وصوم رمضان، والأمر بالمعروف، والنهى عن المنكر، وجعلتك فاتحا وخاتما، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: " فضلنى ربى بست: أعطانى فواتح الكلام وخواتيمه، وجوامع الحديث، وأرسلنى إلى الناس كافة بشيرا ونذيرا، وقذف فى قلوب عدوى الرعب من مسيرة شهر، وأحلت لى الغنائم ولم تحل لأحد قبلى، وجعلت لى الأرض كلها طهورا ومسجدا "، قال: وفرض عليه خمسين صلاة ، فلما رجع إلى موسى، قال: بم أمرت يا محمد؟ قال: بخمسين صلاة ، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف، فإن أمتك أضعف الأمم، فقد لقيت من بنى إسرائيل شدة، قال: فرجع النبى صلى الله عليه وسلم إلى ربه فسأله التخفيف، فوضع عنه عشرا، ثم رجع إلى موسى، فقال: بكم أمرت؟ قال: بأربعين ، قال: ارجع إلى ربك فسله التخفيف، فإن أمتك أضعف الأمم ، وقد لقيت من بنى إسرائيل شدة، فرجع إلى ربه فسأله التخفيف، فوضع عنه عشرا، فرجع إلى موسى، فقال: بكم أمرت؟ قال: أمرت بثلاثين ، فقال له

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بھی ''دلائلُ النبوۃ'' میں روایت کیا ہے، اس میں بھی الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

موسی: ارجع إلی ربک فسله التخفیف، فإن أمتک أضعف الأمم، وقد لقیت من بنی إسرائیل شدة، قال: فرجع إلی ربه فسأله التخفیف فوضع عنه عشرا، فرجع إلی موسی، فقال: بکم أمرت؟ قال: أمرت بعشرین ، قال: ارجع إلی ربک فسله التخفیف، فإن أمتک أضعف الأمم وقد لقیت من بنی إسرائیل شدة، قال: فرجع فسأله التخفیف، فوضع عنه عشرا، فرجع إلی موسی، فقال: بکم أمرت؟ قال: بعشر ، قال: ارجع إلی ربک فسله التخفیف، فإن أمتک أضعف الأمم، وقد لقیت من بنی إسرائیل شدة، قال: فرجع علی حیاء إلی ربه فسأله التخفیف، فوضع عنه خمسا، فرجع إلی موسی، فقال: بکم أمرت؟ قال: أمرت بخمس ، قال: ارجع إلی ربک فسله التخفیف، فإن أمتک أضعف الأمم، وقد لقیت من بنی إسرائیل شدة، قال: قد رجعت إلی ربی حتی استحییت، فما أنا راجعا إلیه ، فقیل له: أما إنک کما صبرت نفسک علی خمس صلوات، فإنهن یجزین عنک خمسین صلاة، فإن کل حسنة بعشر أمثالها، قال: فرضی محمد صلی الله علیه وسلم کل الرضا، قال: وکان موسی أشدهم علیه حین مر به، وخیرهم له حین رجع إلیه "القول فی البیان عما فی هذه الأخبار من الخبر، عن مسری رسول الله صلی الله علیه وسلم من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی، وعن صلاته فیه بمن ذکر أنه صلی به فیه من الأنبیاء , إن قال لنا قائل: إنک قد رویت لنا فی بعض هذه الأخبار التی قدمت ذکرها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، أنه صلی فی بیت المقدس لیلة أسری به إلیه من مکة بالأنبیاء الذین سموا فی الأخبار التی رویت لنا بذلک، وأنه رآهم رؤیة عیان لا رؤیا منام، فما أنت قائل فیما (تهذیب الآثار للطبری، ج ا ص۴۳۳ الی ۴۴۴، رقم الحدیث ۷۲۷،مسند عبدالله بن عباس،ذکر من روی عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه رأی أرواح من ذکرت من الأنبیاء ببیت المقدس، دون أجسامهم)

[1] أنبأنا أبو سعد أحمد بن محمد المالینی، قال :أنبأنا أبو أحمد عبد الله بن عدی الحافظ :قال: حدثنا محمد بن الحسن السکری البالسی بالرملة، قال :حدثنا علی بن سهل، قال :حدثنا حجاج بن محمد، قال :حدثنا أبو جعفر الرازی وهو عیسی بن ماهان ، عن الربیع بن أنس، عن أبی العالیة، عن أبی هریرة، أو غیره، عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم.

(ح) وفیما ذکر شیخنا أبو عبد الله .(الحافظ) (رحمه الله)أن إسماعیل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی، أخبرهم، قال :حدثنا جدی، قال :حدثنا إبراهیم بن حمزة الزبیری، قال حدثنا حاتم بن إسماعیل، قال حدثنی عیسی بن ماهان ، عن الربیع بن أنس، عن أبی العالیة، عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم أنه قال :فی هذه الآیة سبحان الذی أسری بعبده لیلا من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی قال :أتی بفرس فحمل علیه قال کل خطوة منتهی أقصی بصره، فسار وسار معه جبریل علیه السلام، فأتی قوم یزرعون فی یوم ویحصدون فی یوم کلما حصدوا عاد کما کان، فقال :یا جبریل !من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء المهاجرون فی سبیل الله یضاعف لهم الحسنة بسبعمائة ضعف وما أنفقتم من شیء فهو یخلفه وهو خیر الرازقین، ثم أتی علی قوم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں فرمایا کہ اس کو بزار نے روایت کیا ہے، اس کے رجال

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترضخ رؤوسهم بالصخر كلما رضخت عادت كما كانت لا يفتر عنهم من ذلك، شيئا، فقال :يا جبريل !من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الذين تثاقل رؤوسهم عن الصلاة، قال :ثم أتى على قوم على أقبالهم رقاع وعلى أدبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الأنعام، عن .الضريع والزقوم، ورضف جهنم وحجارتها، قال :ما هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم وما ظلمهم الله وما الله بظلام للعبيد، ثم أتى على قوم بين أيديهم لحم فى قدر نضج طيب ولحم آخر خبيث، فجعلوا يأكلون من الخبيث ويدعون النضج الطيب فقال :يا جبريل :من هؤلاء ؟ قال :هذا الذى يقوم وعنده امرأة حلالا طيبا فيأتى المرأة الخبيثة فتبيت معه حتى يصبح، ثم أتى على خشبة على الطريق لا يمر بها شيء إلا قصعته يقول الله عز وجل ولا تقعدوا بكل صراط توعدون .

ثم مر على رجل قد جمع حزمة عظيمة لا يستطيع حملها وهو يريد أن يزيد عليها، قال :يا جبريل ! ما هذا؟ قال :هذا رجل من أمتك عليه أمانة لا يستطيع أداء ها وهو يزيد عليها.

ثم أتى على قوم تقرض ألسنتهم وشفاههم بمقاريض من حديد كلما قرضت عادت كما كانت ولا يفتر عنهم من ذلك شيء ، قال :يا جبريل !من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء خطب الفتنة.

ثم أتى على حجر صغير يخرج منه نور عظيم فجعل النور يريد أن يدخل من حيث خرج ولا يستطيع، قال:ما هذا يا جبريل !قال :هذا الرجل يتكلم بالكلمة فيندم عليها فيريد أن يردها ولا يستطيع.

ثم أتى على واد فوجد ريحا باردة طيبة ووجد ريح المسك وسمع صوتا، فقال :يا جبريل !ما هذه الريح الباردة الطيبة وريح المسك؟ وما هذا الصوت؟قال :هذا صوت الجنة تقول :يا رب ائتنى بأهلى وبما وعدتنى فقد كثر عرفى، وحريرى، وسندسى، وإستبرقى، وعبقرى، ولؤلؤى، ومرجانى، وفضتى، وذهبى، وأباريقى، وفواكهى، وعسلى، وخمرى، ولبنى، فائتنى بما وعدتنى، فقال :لك كل مسلم ومسلمة، ومؤمن ومؤمنة، ومن آمن بى وبرسلى، وعمل صالحا ولم يشرك بى شيئا، ولم يتخذ من دونى أندادا، ومن خشينى آمنته، ومن سألنى أعطيته، ومن أقرضنى جزيته، ومن توكل على كيفيته، وأنا الله لا إله إلا أنا لا أخلف الميعاد قد أفلح المؤمنون -إلى -فتبارك الله أحسن الخالقين ،قالت :قد رضيت.ثم أتى على واد فسمع صوتا منكرا، قال :يا جبريل !ما هذا الصوت؟ قال :هذا صوت جهنم يقول :ائتنى بأهلى وما وعدتنى فقد كثر :سلاسلى، وأغلالى، وسعيرى، وزقومى، وحميمى، وحجارتى، وغساقى، وغسلينى، وقد بعد قعرى، واشتد حرى فأتنى بما وعدتنى، فقال :لك كل مشرك ومشركة، وكافر وكافرة وكل خبيث وخبيثة، وكل جبار لا يؤمن بيوم الحساب، قالت :قد رضيت.

قال :ثم سار حتى أتى بيت المقدس، فنزل فربط فرسه إلى صخرة، ثم دخل فصلى مع الملائكة، فلما قضيت قالوا :يا جبريل !من هذا معك؟ قال : محمد رسول الله وخاتم النبيين، قالوا :وقد أرسل إليه؟ قال :نعم، قالوا: حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ، ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء .

قال :ثم أتى أرواح الأنبياء فأثنوا على ربهم قال فقال إبراهيم عليه السلام: الحمد لله الذى اتخذ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ثقہ ہیں، مگر ربیع بن انس نے یہ کہا کہ ابوالعالیہ، یا ان کے علاوہ سے، لہٰذا اس روایت کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ إبراهيم خليلا، وأعطاني ملكا عظيما، وجعلني أمة قانتا لله يؤتم بي، وأنقذني من النار، وجعلها على بردا وسلاما.

قال :ثم إن موسى أثنى على ربه، فقال :الحمد لله الذى كلمنى تكليما، واصطفانى برسالته وكلماته، وقربنى إليه نجيا، وأنزل على التوراة، وجعل هلاك آل فرعون على يدى ونجى بنى إسرائيل على يدى.

قال :ثم إن داود أثنى على ربه فقال :الحمد لله الذى خولنى ملكا، وأنزل على الزبور، وألان لى الحديد، وسخر لى الطير والجبال، وآتانى الحكمة وفصل الخطاب، ثم إن سليمان أثنى على ربه، فقال :الحمد لله الذى سخر لى :الرياح، والجن، والإنس، وسخر لى الشياطين :يعملون ما شئت من محاريب، وتماثيل، إلى آخر الآية، وعلمنى منطق الطير وكل شيء ، وأسال لى عين القطر، وأعطانى ملكا عظيما لا ينبغى لأحد من بعدى.

ثم إن عيسى عليه السلام أثنى على ربه، فقال :الحمد لله الذى علمنى التوراة، والإنجيل، وجعلنى أبرء الأكمه، والأبرص، وأحيى الموتى بإذنه، ورفعنى، وطهرنى من الذين كفروا، وأعاذنى وأمى من الشيطان الرجيم، فلم يكن للشيطان عليها سبيل.

ثم إن محمدا أثنى على ربه فقال :كلكم قد أثنى على ربه وإنى مثن على ربى، فقال :الحمد لله الذى أرسلنى رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيرا ونذيرا، وأنزل على الفرقان فيه تبيان كل شيء ، وجعل أمتى خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتى أمة وسطا، وجعل أمتى هم الأولون وهم الآخرون، وشرح صدرى، ووضع عنى وزرى، ورفع لى ذكرى وجعلنى فاتحا وخاتما.

فقال إبراهيم :بهذا فضلكم محمد.

قال :ثم أتى بآنية ثلاثة مغطاة أفواهها :فأتى بإناء منها فيه ماء ، فقيل له :اشرب فشرب منه يسيرا، ثم رفع إليه إناء آخر فيه لبن فشرب منه حتى روى، ثم رفع إليه إناء آخر فيه خمر، فقال :قد رويت لا أريده، فقيل له : قد أصبت، أما إنها ستحرم على أمتك، ولو شربت منها لم يتبعك من أمتك إلا قليلا، قال :ثم صعد به إلى السماء .

فذكر الحديث بنحو مما رويناه فى الأحاديث السابقة إلى أن قال : ثم صعد إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل فقيل :من هذا، قال : محمد، قالوا :وقد أرسل إليه؟ قال :نعم، قالوا :حياه الله من أخ وخليفة، فنعم الأخ، ونعم الخليفة، ونعم المجيء جاء ، فدخل فإذا برجل أشمط جالس على كرسى عند باب الجنة وعنده قوم بيض الوجوه وقوم سود الوجوه، وفى ألوانهم شيء ، فأتوا نهرا فاغتسلوا فيه، فخرجوا منه وقد خلص من ألوانهم شيء ، ثم إنهم أتوا نهرا آخر فاغتسلوا فيه فخرجوا وقد خلص من ألوانهم شيء ثم دخلوا النهر الثالث فخرجوا وقد خلصت من ألوانهم مثل ألوان أصحابهم، فجلسوا إلى أصحابهم فقال :يا جبريل !من هؤلاء بيض الوجه وهؤلاء الذين فى ألوانهم شيء فدخلوا النهر (فخرجوا)وقد خلصت ألوانهم، فقال :هذا أبوك إبراهيم هو أول رجل شمط على وجه الأرض، وهؤلاء بيض الوجوه قوم لم يلبسوا إيمانهم بظلم، قال :وأما هؤلاء الذين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تابعی مجہول ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی ألوانهم شیء :خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا فتابوا فتاب الله علیهم.
فأما النهر الأول فرحمة الله، وأما النهر الثانی فنعمة الله، وأما النهر الثالث فسقاهم ربهم شرابا طهورا.
ثم انتهی إلی السدرة (المنتهی)فقیل لی هذه السدرة إلیها منتهی کل أحد من أمتک، ویخرج من أصلها أنهار من ماء غیر آسن، وأنهار (من لبن) لم یتغیر طعمه، وأنهار من خمر لذة للشاربین، وأنهار من عسل مصفی .قال :وهی شجرة یسیر الراکب فی أصلها عاما لا یقطعها، وإن الورقة منها مغطیة الخلق، قال :فغشیها نور الخالق، وغشیها الملائکة.
فکلمه ربه عند ذلک، قال له :سل، قال :إنک اتخذت إبراهیم خلیلا وأعطیته ملکا عظیما، وکلمت موسی تکلیما، وأعطیت داود ملکا عظیما، وألنت له الحدید وسخرت له الجبال، وأعطیت سلیمان ملکا عظیما وسخرت له الجبال والجن والإنس وسخرت له الشیاطین والریاح وأعطیته ملکا لا ینبغی لأحد من بعده، وعلمت عیسی التوراة والإنجیل وجعلته یبرء الأکمه والأبرص ویحیی الموتی بإذنک وأعذته وأمه من الشیاطین فلم یکن له علیهما سبیل، فقال له ربه : قد اتخذتک خلیلا، قال :وهو مکتوب فی التوراة خلیل الرحمن، وأرسلتک إلی الناس کافة بشیرا ونذیرا، وشرحت لک صدرک، ووضعت عنک وزرک، ورفعت لک ذکرک، فلا أذکر إلا ذکرت معی یعنی بذلک الأذان، وجعلت أمتک خیر أمة أخرجت للناس، وجعلت أمتک أمة وسطا، وجعلت أمتک هم الأولون وهم الآخرون، وجعلت من أمتک أقواما قلوبهم أناجیلهم، وجعلت أمتک لا تجوز، علیهم خطبة حتی یشهدوا أنک عبدی ورسولی، وجعلتک أول النبیین خلقا وآخرهم مبعثا، وآتیتک سبعا من المثانی لم أعطها نبیا قبلک، وأعطیتک خواتیم) سورة البقرة من کنز تحت العرش لم أعطها نبیا قبلک وجعلتک فاتحا وخاتما .
قال وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم :فضلنی ربی أرسلنی رحمة للعالمین وکافة للناس بشیرا ونذیرا، وألقی فی قلب عدوی الرعب من مسیرة شهر، وأحلت لی الغنائم، ولم تحل لأحد قبلی وجعلت الأرض کلها لی مسجدا وطهورا، وأعطیت فواتیح الکلام وخواتمه وجوامعه، وعرضت علی أمتی فلم یخف علی التابع والمتبوع.
ورأیتهم أتوا علی قوم ینتعلون الشعر، ورأیتهم أتوا علی قوم عراض الوجوه صغار الأعین کأنما خرمت أعینهم بالمخیط فلم یخف علی ما هم لاقون من بعدی، وأمرت بخمسین صلاة فرجعت إلی موسی(دلائل النبوة ،للبیهقی ،ج۲ ص ۳۹۶ الی ۴۰۳،جماع أبواب المبعث،باب الدلیل علی أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم عرج به إلی السماء فرأی جبریل علیه السلام فی صورته عند سدرة المنتهی وقبل ذلک کان قد رأی جبریل علیه السلام فی صورته وهو بالأفق الأعلی)

[1] رواه البزار، ورجاله موثقون، إلا أن الربیع بن أنس قال :عن أبی العالیة أو غیره. فتابعیہ مجہول(مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۷۲، تحت رقم الحدیث ۲۳۵،باب منه فی الإسراء)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ ''اس حدیث کے ساتھ ابوجعفر رازی نے تفرد اختیار کیا ہے، اور ابوجعفر رازی قوی نہیں ہے، اور یہ حدیث منکر ہے، جو قصہ گو لوگوں کے کلام کے مشابہ ہے، اور میں اس کو پہچان کے طور پر لایا ہوں، حجت کے طور پر نہیں لایا''[1]

نیز علامہ ذہبی نے ابوجعفر رازی پر مختلف محدثین کی آراء تحریر کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی معراج سے متعلق اس مذکورہ طویل حدیث کے بارے میں فرمایا کہ ''اس میں شدید منکر الفاظ پائے جاتے ہیں''[2]

نیز علامہ ذہبی نے جوزقانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''ابوجعفر رازی، مشاہیر سے مناکیر میں تفرد اختیار کیا کرتا تھا''[3]

---

[1] تفرد به أبو جعفر الرازی، وليس هو بالقوی، والحديث منكر يشبه كلام القصاص، إنما أوردته للمعرفة لا للحجة.
وروى فی المعراج إسحاق بن بشر، وليس بثقة، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس حديثا.
وقال معمر، عن الزهری، عن عروة، عن عائشة قالت :فرضت الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم بمكة ركعتين ركعتين، فلما خرج إلى المدينة فرضت أربعا، وأقرت صلاة السفر ركعتين.
أخرجه البخاری .آخر الإسراء(تاريخ الإسلام للذهبی، ج ۱ ،ص ۲۴۲ ،الترجمة النبوية ،ذكر معراج النبی صلى الله عليه وسلم إلى السماء)

[2] عيسى بن أبی عيسى (عو) ماهان، أبو جعفر الرازی.صالح الحديث.
روى عن الشعبی، وعطاء بن أبی رباح، وقتادة، وجماعة.ولد بالبصرة واستوطن الری.
روى عنه ابنه عبد الله، وأبو نعيم، وأبو أحمد الزبيری، وعلی بن الجعد، وآخرون.
قال ابن معين :ثقة.وقال أحمد والنسائی :ليس بالقوی وقال أبو حاتم :(ثقة) صدوق.
وقال ابن المدينی :ثقة كان يخلط.وقال -مرة :يكتب حديثه إلا أنه يخطء.
وقال الفلاسی :سيء الحفظ.وقال ابن حبان :ينفرد بالمناكير عن المشاهير.
وقال أبو زرعة :يهم كثيرا .وروى حاتم بن إسماعيل، وهاشم أبو النضر، وحجاج بن محمد، وغيرهم، عن أبی جعفر الرازی، عن الربيع بن أنس، عن أبی العالية، عن أبی هريرة أو غيره، عن النبی صلى الله عليه وسلم حديثاً طويلا فی المعراج فيه ألفاظ منكرة جدا(ميزان الاعتدال فی نقد الرجال، للذهبی، ج۳، ص ۳۱۹، تحت رقم الترجمة ۶۵۹۵، حرف العين)

[3] أبو جعفر الرازی عيسى بن ماهان قد ذكر وقد أورد له الجوزقانی من طريق سلمة الأبرش عنه حديثا عن قتادة عن الحسن عن الاحنف عن العباس مرفوعا لو دليتم بحبل إلى الأرض السابعة الحديث ثم قال كان أبو جعفر ممن يتفرد بالمناكير عن المشاهير(المغنی فی الضعفاء للذهبی، ج۲، ص۷۷۷، باب الكنی، تحت رقم الترجمة ۷۳۷۸)

www.idaraghufran.org

اور ابنِ کثیر نے مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ابوجعفر رازی کے بارے میں حافظ ابوزرعہ نے فرمایا کہ ان کو حدیث میں کثرت سے وہم ہوتا ہے، اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ابوجعفر رازی کی تضعیف کی ہے۔

اور بعض نے ان کی توثیق کی ہے، لیکن زیادہ راجح یہ ہے کہ ان کا حافظہ خراب تھا، پس جن چیزوں میں انہوں نے تفرد اختیار کیا، ان پر غور کیا جائے گا، اور اس حدیث کے بعض الفاظ میں شدید غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے، اور اس حدیث میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی بخاری میں مذکور حدیثِ منام کی کچھ چیزیں بھی داخل ہوگئی ہیں، بلکہ زیادہ شبہ اس چیز کا ہے کہ یہ حدیث مختلف احادیث، یا منامی حدیث، یا معراج کے علاوہ دوسرے قصے کا مجموعہ ہے۔ [1]

اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ:

---

[1] ثم رواه ابن جرير عن محمد بن عبيد الله عن أبي النضر هاشم بن القاسم، عن أبي جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أبي العالية أو غيره، شك أبو جعفر عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكره بمعناه، وقد رواه الحافظ أبو بكر البيهقي عن أبي سعيد الماليني، عن ابن عدي، عن محمد بن الحسن السكوني البالسي بالرملة، حدثنا علي بن سهل فذكر مثل ما رواه ابن جرير عنه، وذكر البيهقي أن الحاكم أبا عبد الله رواه عن إسماعيل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعراني عن جده، عن إبراهيم بن حمزة الزبيري، عن حاتم بن إسماعيل، حدثني عيسى بن ماهان يعني أبا جعفر الرازي عن الربيع بن أنس، عن أبي العالية، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكره.

وقال ابن أبي حاتم: ذكر أبو زرعة، حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير حدثنا يونس بن بكير حدثنا عيسى بن عبد الله التميمي عن أبي جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس البكري، عن أبي العالية أو غيره، شك عيسى، عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في قوله تعالى: سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام فذكر الحديث بطوله كنحو مما سقناه.

قلت وأبو جعفر الرازي: قال: فيه الحافظ أبو زرعة الرازي: يهم في الحديث كثيرا، وقد ضعفه غيره أيضا، ووثقه بعضهم، والظاهر أنه سيء الحفظ، ففيما تفرد به نظر .وهذا الحديث في بعض ألفاظه غرابة ونكارة شديدة، وفيه شيء من حديث المنام من رواية سمرة بن جندب في المنام الطويل عند البخاري، ويشبه أن يكون مجموعا من أحاديث شتى أو منام أو قصة أخرى غير الإسراء، والله أعلم.(تفسير ابن كثير، ج٥ص٣٦، سورة الاسراء، ذكر الأحاديث الواردة في الإسراء،رواية أبي هريرة وهي مطولة جدا وفيها غرابة)

www.idaraghufran.org

''ابوجعفر رازی، عطاء اور ربیع بن انس وغیرہ سے ایسی روایات بیان کرتا ہے کہ جن میں وہ مشاہیر سے مناکیر کے ساتھ تفرد اختیار کرتا ہے، مجھے اس کی حدیث سے دلیل پکڑنا اچھا معلوم نہیں ہوتا، سوائے اس صورت کے، جبکہ ثقات کے موافق ہو، اور اس کی روایت کا اعتبار کرنا جائز نہیں، سوائے اس صورت کے، جبکہ اثبات کے مخالف نہ ہو، امام احمد بن حنبل سے ابوجعفر رازی کے بارے میں مضطرب الحدیث ہونا مروی ہے'' [1]

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ابوجعفر رازی کو ''صدوق'' اور ''سیئ الحفظ'' قرار دیا ہے۔ [2]

اور مذکورہ حدیث کے الفاظ سے اس طویل حدیث میں سوءِ حفظ کا مسئلہ بالکل ظاہر ہے، جیسا کہ علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے گزرا۔

لہٰذا مذکورہ روایت میں معراج سے متعلق جو باتیں ثقہ راویوں اور مضبوط احادیث سے ثابت نہیں، ان کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔

## عفریت، جن کے شعلے کو بجھانے کی روایت

''مؤطا امام مالک'' میں یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ:

---

[1] عیسی بن ماهان التميمي أبو جعفر الرازی وكنيته ماهان أبو عيسى أصله من مرو وانتقل إلى الری فنسب إليها يروی عن عطاء والربيع بن أنس روى عنه وكيع وأبو نعيم كان ممن ينفرد بالمناكير عن المشاهير لا يعجبنی الاحتجاج بخبره إلا فيما وافق الثقات ولا يجوز الاعتبار بروايته إلا فيما لم يخالف الأثبات سمعت محمد بن محمود بن عدی يقول سمعت علی بن سعيد بن جرير يقول سمعت أحمد بن حنبل يقول أبو جعفر الرازی مضطرب الحديث(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين،لمحمد بن حبان، ج۲، ص۱۲۰، باب العين، تحت رقم الترجمة ۷۰۶)

[2] أبو جعفر الرازی التميمي (التيمی) مولاهم مشهور بكنيته واسمه عيسى ابن أبی عيسى عبد الله ابن ماهان وأصله من مرو وكان يتجر إلى الری صدوق سيء الحفظ خصوصا عن مغيرة من كبار السابعة مات فی حدود الستين بخ(تقريب التهذيب،لا بن حجر العسقلانی، ص۲۲۹، باب الكنی علی الترتيب الماضی فی الأسماء والاعتبار بما بعد أداة الكنية، حرف الجيم، تحت رقم الترجمة ۸۰۱۹)

www.idaraghufran.org

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج کرائی گئی، تو آپ نے عفریت جن کو دیکھا، جو آگ کا ایک شعلہ لے کر آپ کا پیچھا کر رہا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مڑتے، تو اس کو دیکھتے، تو جبریل نے کہا کہ کیا میں آپ کو ایسے کلمات کی تعلیم نہ دے دوں، کہ جب آپ ان کو پڑھ لیں گے، تو اس کا یہ شعلہ بجھ جائے گا، وہ کلمات یہ ہیں:

''أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ''. [1]

مذکورہ روایت صرف یحییٰ بن سعید سے مروی ہے، اور کسی تابعی اور صحابی کا واسطہ درمیان میں مذکور نہیں۔

اور موصول و متصل روایت، جو اس سلسلہ میں مروی ہے، اس میں معراج کے واقعہ کا ذکر نہیں، جس کی وجہ سے متعدد محققین نے موصول و متصل سند والی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی (المتوفیٰ: 463 ہجری) نے ''التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد'' میں یحییٰ بن سعید کی موصول و متصل حدیث کے مختلف طرق کا ذکر کیا

[1] وحدثني عن مالک، عن يحيى بن سعيد أنه قال: " أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار، كلما التفت رسول الله صلى الله عليه وسلم رآه، فقال له جبريل: أفلا أعلمک كلمات تقولهن، إذا قلتهن طفئت شعلته، وخر لفيه؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بلى، فقال جبريل فقل: أعوذ بوجه الله الكريم، وبكلمات الله التامات اللاتي لا يجاوزهن بر ولا فاجر، من شر ما ينزل من السماء، وشر ما يعرج فيها، وشر ما ذرأ في الأرض، وشر ما يخرج منها، ومن فتن الليل والنهار، ومن طوارق الليل والنهار، إلا طارقا يطرق بخير يا رحمن "(موطأ امام مالک، رقم الحديث ۱۰، كتاب الشعر، باب ما يؤمر به من التعوذ)

www.idaraghufran.org

ہے، جن میں سے کسی طریق میں بھی معراج کا ذکر نہیں۔ [1]

[1] وهذا الحديث قد رواه قوم عن يحيى بن سعيد مسندا أخبرناه عبد الله بن محمد بن أسد قال حدثنا حمزة بن محمد بن علي قال حدثنا أحمد بن شعيب قال أخبرنا محمد بن يحيى بن عبد الله النيسابوري قال حدثنا سعيد بن أبي مريم قال أخبرنا محمد بن جعفر قال حدثنا يحيى بن سعيد الأنصاري قال أخبرني محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة عن عياش الشامي عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الجن وهو مع جبريل عليه السلام وأنا معه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ وجعل العفريت يدنو ويزداد قربا فقال جبريل ألا أعلمك كلمات تقولهن فيكب العفريت لوجهه وتطفأ شعلته قل أعوذ بوجه الله الكريم وكلماته التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الأرض وما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن شر طوارق الليل إلا طارق يطرق بخير يا رحمن فكب العفريت لوجهه وانطفأت شعلته.

قال أبو عمر محمد بن جعفر هذا هو ابن أبي كثير أخو إسماعيل بن جعفر وهما ثقتان وقد روى جعفر بن سليمان عن أبي التياح قال قلت لعبد الرحمن بن حنش أو قيل لعبد الرحمن بن حنش وكان شيخا كبيرا حدثنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف صنع حين كادته الجن قال تحدرت عليه الشياطين من الأودية والشعاب يريدونه وكان فيهم شيطان معه شعلة من نار يريد أن يحرق بها النبي صلى الله عليه وسلم فلما رآهم فزع منهم فقال له جبريل قل قال ما أقول قال قل أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الأرض وبرأ ومن شر ما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق إلا طارق يطرق بخير يا رحمن.

ذكره العقيلي قال أخبرنا محمد بن أحمد بن سفيان قال حدثنا عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا جعفر بن سليمان حدثنا أبو التياح قال سأل رجل عبد الرحمن بن حنش وكان رجلا كبيرا فقال كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم حين كادته الجن فذكره.

وحدثنا بحديث عبد الرحمن بن حنش أبو عبد الله محمد بن إبراهيم قرائة مني عليه أن محمد بن أحمد بن يحيى حدثهم قال حدثنا محمد بن أيوب الرقي قال حدثنا أحمد بن عمرو البزار قال حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال حدثنا جعفر بن سليمان الضبعي عن أبي التياح قال سأل رجل عبد الرحمن بن حنش وكان شيخا كبيرا قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم كيف صنع النبي صلى الله عليه وسلم حيث كادته الشياطين قال تحدرت عليه الشياطين من الجبال والأودية يريدون رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيهم شيطان معه شعلة نار يريد أن يحرقه بها فلما رآهم وجل وجاء جبريل عليه السلام فقال يا محمد قل قال وما أقول قال قل أعوذ بكلمات الله التامات اللائي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر مايعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الأرض وبرأ ومن شر ما يخرج منها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق إلا طارق يطرق بخير يا رحمن فطفئت شعلة نار الشيطان وهزمهم الله.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی (المتوفیٰ: 463ہجری) ہی نے ''الاستذکار'' میں بھی یحییٰ بن سعید کی موصول و متصل حدیث کے مختلف طرق کا ذکر کیا ہے، جن میں سے کسی طریق میں بھی معراج کا ذکر نہیں۔ [1]

اور ابوالعباس احمد بن طاہر اندلسی (المتوفیٰ: 532ہجری) نے ''الإیماء إلی أطراف أحادیث کتاب الموطأ'' میں فرمایا کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال أبو بکر البزار وهذا الحدیث لا یعلم من رواه عن النبی صلی الله علیه وسلم إلا عبد الرحمن بن حنش ولیس له عن النبی صلی الله علیه وسلم والله أعلم غیره(التمهید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید، ج۲۴ص۱۱۲، الیٰ ۱۱۴، باب الیاء، تابع یحیی بن سعید الانصاری، الحدیث الخامس والسبعون)

[1] قال أبو عمر هذا الحدیث قد رواه قوم عن یحیی بن سعید مسندا.

حدثنی عبد الله بن محمد بن أسد قال حدثنی حمزة بن محمد بن علی قال حدثنی أحمد بن شعیب قال أخبرنا محمد بن یحیی بن عبد الله النیسابوری قال حدثنی سعید بن أبی مریم قال حدثنی محمد بن جعفر قال حدثنی یحیی بن سعید الأنصاری قال أخبرنی محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة عن عیاش الشامی عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة الجن وهو مع جبریل وأنا معه فجعل النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ وجعل العفریت یدنو ویزداد قربا فقال جبریل ألا أعلمک کلمات تقولهن فیکب العفریت لوجهه وتطفأ شعلته قل أعوذ بوجه الله الکریم وکلماته التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ینزل من السماء وما یعرج فیها ومن شر ما ذرأ فی الأرض وما یخرج منها ومن فتن اللیل والنهار ومن شر طوارق اللیل إلا طارق یطرق بخیر یا رحمن فکب العفریت لوجهه وطفئت شعلته.

وقد روی عبد الرحمن بن خنبش عن النبی صلی الله علیه وسلم هذا المعنی قال حدثنی سعید قال حدثنی قاسم قال حدثنی محمد قال حدثنی عفان قال حدثنی جعفر بن سلیمان قال حدثنی أبو التیاح قال سأل رجل عبد الرحمن بن خنبش کیف صنع رسول الله صلی الله علیه وسلم حین قادته الشیاطین قال جائت الشیاطین إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم من الأودیة وتحدرت علیه من الجبال وفیهم شیطان معه شعلة من نار یرید أن یحرق بها رسول الله صلی الله علیه وسلم فأرعب منه – قال جعفر أحسبه قال وجعل یتأخر – فجاء جبریل وقال یا محمد قل قال ما أقول قال قل أعوذ بکلمات الله التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء ومن شر ما یعرج فیها ومن شر ما ذرأ فی الأرض ومن شر ما یخرج منها ومن شر فتن اللیل والنهار ومن شر کل طارق إلا طارقا یطرق بخیر یا رحمن قال فطفئت شعلة الشیطان وهزمهم الله تعالی (الاستذکار لابنِ عبدالبر القرطبی، ج۸ص۴۴۳، ۴۴۴، تحت رقم الحدیث ۱۱۷۷۳، کتاب الشعر، باب ما یؤمر به من التعوذ)

www.idaraghufran.org

''یحییٰ بن سعید نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود کی سند سے روایت کیا ہے، اور دارقطنی نے اس کے مختلف طرق کو روایت کیا ہے، جس میں حماد کا طریق ''اشبہ بالصواب'' ہے''۔ [1]

اور علامہ سیوطی نے ''تنویر الحوالک شرح موطأ مالک'' میں فرمایا کہ:

''نسائی نے اس کو متصلاً ابنِ مسعود سے روایت کیا ہے، اور حافظ حمزہ کنانی نے فرمایا کہ یحییٰ بن سعید کی یہ حدیث محفوظ نہیں، اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے، پھر علامہ سیوطی نے فرمایا کہ بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں یحییٰ بن سعید کی سند سے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے، کہ لیلۃ الجن میں عفریت سامنے آیا، جس کے ہاتھ میں شعلہ تھا، پھر اس پوری حدیث کو ذکر کیا''۔ [2]

---

[1] حديث:" أسرى برسول الله – صلى الله عليه وسلم – فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار ." ...فيه:" فقال جبريل: قل: أعوذ بوجه الله الكريم، وبكلمات الله التامات ." ...في الجامع، باب التعوذ .

روى يحيى بن سعيد هذا الحديث عن محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة عن عياش السلمى عن عبد الله بن مسعود، خرجه النسائى من طريق محمد بن جعفر بن أبى كثير عنه .

وخرجه الدارقطنى من طرق، أحدها: عن حماد بن زيد عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن عبد الرحمن، عن رجل عن ابن مسعود ، وقال: " قول حماد أشبه بالصواب"(الإيماء إلى أطراف أحاديث كتاب الموطأ، ج۵ ص ۲۴۲، ۲۴۳، تحت رقم الحديث ۱۶۰، القسم الخامس فى المراسل، حرف الياء)

[2] عن يحيى بن سعيد أنه قال أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث وصله النسائى من طريق محمد بن جعفر عن يحيى بن سعيد عن محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة عن عياش السلمى عن بن مسعود قال حمزة الكنانى الحافظ هذا ليس بمحفوظ والصواب مرسل قلت وأخرجه البيهقى فى الأسماء والصفات من طريق داود بن عبد الرحمن العطار عن يحيى بن سعيد قال سمعت رجلا من أهل الشام يقال له العباس يحدث عن بن مسعود قال لما كان ليلة الجن أقبل عفريت فى يده شعلة فذكره (تنوير الحوالک شرح موطأ مالک للسيوطى، ج۲ ص ۲۳۴، تحت رقم الحديث ۱۷۰۵، كتاب الجامع)

www.idaraghufran.org

امام نسائی نے ''السنن الکبریٰ'' میں یحییٰ بن سعید کی مذکورہ حدیث کو ''لیلۃُ الاسراء'' کے بجائے ''لیلۃُ الجن'' کے واقعہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متصلاً ومسنداً روایت کیا ہے۔ [1]

اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی کی سند سے جو حدیث روایت کی ہے، اس میں بھی ''لیلۃُ الاسراء'' کا ذکر نہیں، اگرچہ اس کی سند پر بھی کلام ہے۔ [2]

---

[1] أخبرنا محمد بن يحيى بن عبد الله النيسابوري، قال: حدثنا سعيد بن أبي مريم، قال: حدثنا محمد بن جعفر، قال: حدثنا يحيى يعني ابن سعيد الأنصاري، قال: حدثني محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة، عن عياش السلمي، عن عبد الله بن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الجن وهو مع جبريل وأنا معه، فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ، وجعل العفريت يدنو ويزداد قربا، فقال جبريل للنبي صلى الله عليه وسلم: " ألا أعلمك كلمات تقولهن فيكب العفريت لوجهه، وتطفأ شعلته، قل: أعوذ بوجه الله الكريم، وكلماته التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر، من شر ما ينزل من السماء، وما يعرج فيها، ومن شر ما ذرأ في الأرض، وما يخرج منها، ومن فتن الليل والنهار، ومن شر طوارق الليل والنهار إلا طارقا يطرق بخير، يا رحمن، فكب العفريت لوجهه، وانطفأت شعلته،خالفه مالك بن أنس (السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ١٠٧٢٦، كتاب عمل اليوم والليلة ،ذكر ما يكب العفريت ويطفء شعلته)

[2] حدثنا سيار بن حاتم أبو سلمة العنزي، قال :حدثنا جعفر يعني ابن سليمان، قال : حدثنا أبو التياح، قال :قلت :لعبد الرحمن بن خنبش التميمي، وكان كبيرا، أدركت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال :نعم، قال :قلت :كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة كادته الشياطين، فقال :إن الشياطين تحدرت تلك الليلة على رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأودية، والشعاب، وفيهم شيطان بيده شعلة نار، يريد أن يحرق بها وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهبط إليه جبريل، فقال :يا محمد قل، قال " :ما أقول؟ "قال " :قل :أعوذ بكلمات الله التامة من شر ما خلق، وذرأ وبرأ، ومن شر ما ينزل من السماء ، ومن شر ما يعرج فيها، ومن شر فتن الليل والنهار، ومن شر كل طارق إلا طارقا يطرق بخير، يا رحمن "، قال :فطفئت نارهم، وهزمهم الله تبارك وتعالى(مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٥٤٦٠)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، فقد قال البخاري فيما نقله عنه الحافظ في "الإصابة :6/275 "في إسناده نظر، قلنا :وقد تفرد به جعفر بن سليمان :وهو الضبعي، وهو ممن لا يحتمل تفرده، وهو وإن احتج به مسلم، فقد قال البخاري :يخالف في بعض حديثه، وقال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# پہلے غُسلِ جنابت وغَسلِ بول کے 7 مرتبہ ہونے کی روایت

ابوداؤ د نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''پہلے پچاس نمازوں کا حکم تھا، اور غسلِ جنابت بھی سات مرتبہ کرنے کا حکم تھا، اور کپڑے سے پیشاب کو دھونے کا حکم بھی سات مرتبہ تھا، پس رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم برابر دعاء کرتے رہے، یہاں تک کہ نمازیں پانچ کردی گئیں، اور جنابت کا غسل ایک مرتبہ کردیا گیا، اور کپڑے سے پیشاب دھونے کا حکم بھی

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذهبي في "الميزان :"ينفرد بأحاديث عدت مما ينكر، وقال الجوزجاني :روى أحاديث منكرة .وسيار بن حاتم، قال أبو أحمد الحاكم :في حديثه بعض المناكير، وقال العقيلي :أحاديثه مناكير، ضعفه ابن المديني، وقال الأزدي :عنده مناكير، وقال أبو داود عن القواريري :لم يكن له عقل، قلت :أيتهم بالكذب؟ قال :لا، وذكره ابن حبان في "الثقات "وقال :كان جماعا للرقائق .قلنا :وقد انفرد سيار عن جعفر بن سليمان في قوله عن أبي التياح :قلت لعبد الرحمن بن خنبش، وهذا من أوهامه، فقد رواه عفان ومن تابعه كما سيأتي برقم (15461) عن جعفر بن سليمان، عن أبي التياح، قال :سأل رجل عبد الرحمن بن خنبش.

وأعله ابن منده فيما ذكره الحافظ في "الإصابة "بالإرسال، وتأوله الحافظ بقوله :ولعل ابن منده أراد أنه لم يصرح بسماعه لذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وله شاهد لا يفرح به من حديث عبد الله بن مسعود أخرجه الطبراني في "الأوسط" (43) ، ومن طريقه أبو نعيم في "الدلائل "(138) عن أحمد بن محمد بن يحيى بن حمزة، قال :حدثني أبي، عن أبيه، عن عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي، قال :زعم إبراهيم بن طريف عن يحيى بن سعيد الأنصاري، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى الأنصاري، عن ابن مسعود، قال :كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم ليلة صرف إليه النفر من الجن ..فذكر نحوه.

قلنا :وهذا منكر، فقد ورد بإسناد صحيح من حديث عبد الله بن مسعود برقم (4149) أنه لم يكن مع النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الجن أحد من الصحابة .وأحمد ابن محمد بن يحيى بن حمزة، قال الذهبي في "الميزان :"له مناكير.

وأخرجه مالك في "الموطأ 2/950-951 "عن يحيى بن سعيد الأنصاري أنه قال: أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم، فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار ... فذكر الحديث بنحوه، وهو معضل.وانظر ما بعده(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ایک مرتبہ کر دیا گیا''۔ [1]

متعدد اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کو ''ایوب بن جابر'' کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

'ایوب بن جابر'' کو ابوزرعہ نے ''واهیُ الحدیث'' قرار دیا ہے۔ [3]

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التهذیب'' میں ان کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ [4]

بعض دوسرے حضرات نے بھی ان پر جرح کی ہے، ابنِ جارود نے ان کے بارے میں فرمایا ''لیس بشیئ ''اور سمعانی نے ان کے بارے میں فرمایا ''کان کثیر الخطأ لا یحتج بہ ''اور ابنِ حبان نے ان کے بارے میں فرمایا ''یخطئ حتی خرج عن حد الاحتجاج به لکثرة وهمه'' [5]

---

[1] حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا أيوب بن جابر، عن عبد الله بن عصم،عن ابن عمر، قال: كانت الصلاة خمسين، والغسل من الجنابة سبع مرار، وغسل البول من الثوب سبع مرار، فلم يزل رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يسأل حتى جعلت الصلاة خمسا، والغسل من الجنابة مرة، وغسل البول من الثوب مرة (سنن أبی داود، رقم الحديث ۲۴۷)

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف لضعف أيوب بن جابر -وهو ابن سيار الحنفي اليمامي-، وعبد الله بن عصم -أو عصمة -صدوق حسن الحديث.
وأخرجه أحمد (5884)، والبيهقي 179 /1و 245 - 244من طريقين عن أيوب ابن جابر، بهذا الإسناد .ولجعل الصلاة خمساً بعد أن كانت خمسين شواهد، منها حديث مالک بن صعصعة(حاشية سنن ابی داؤد،تحت رقم الحديث ۲۴۷)

[3] د ت ايوب بن جابر بن سيار اليمامي عن سماک بن حرب قال ابو زرعة واهي الحديث(المغنی فی الضعفاء ،للذهبی، ج ۱ ،ص ۹۵ ،حرف الألف، تحت رقم الترجمة ۸۰۵)

[4] أيوب ابن جابر ابن سيار السحيمي بمهملتين مصغرا أبو سليمان اليمامي ثم الكوفي ضعيف من الثامنة د ت(تقريب التهذيب،ص ۱۱۸ ، تحت رقم الترجمة ۶۰۷)

[5] (زد ت) أيوب بن جابر بن سيار اليمامي الكوفي .قال البخاری فی التاريخ الأوسط :هو أوثق من أخيه محمد .وذكره أبو العرب القيروانی، وأبو حفص بن شاهين فی جملة الضعفاء وزاد :لم يحمده يحيى ولا غير يحيى.وقال أبو محمد بن الجارود :ليس بشیء ولا أخوه محمد بن جابر.
وقال السمعانی :كان كثير الخطأ لا يحتج به .قال ابن حبان :يخطئ حتى خرج عن حد الاحتجاج به لكثرة وهمه ولما ذكره يعقوب فی باب من يرغب عن الرواية عنهم قال :ضعيف(إكمال تهذيب الكمال فی أسماء الرجال،لمغلطای بن قليج الحنفی، ج ۲ ،ص ۳۲۸، ۳۲۹، تحت رقم الترجمة ۶۴۱، باب الالف)

www.idaraghufran.org

نیز مذکورہ روایت میں معراج کا ذکر نہیں، اور معراج سے متعلق معتبر احادیث میں بھی ان چیزوں کا ذکر نہیں، اس لیے اس حدیث کی بناء پر معراج سے متعلق مذکورہ چیزوں کا عقیدہ رکھنا بھی درست نہیں، البتہ معراج میں پچاس نمازوں سے پانچ نمازیں کردینے کا ذکر معتبر احادیث میں آیا ہے۔

پھر مذکورہ حدیث کا ظاہر امام شافعی کے قول کے موافق ہے، کیونکہ وہ نجاستِ حقیقیہ کے ایک مرتبہ پاک کرنے کو کافی قرار دیتے ہیں، اور حنفیہ کی آراء اس میں مختلف ہیں، مشہور قول کے مطابق غلبۂ ظن اور تین مرتبہ دھونے اور نچوڑنے کا حکم ہے۔ [1]

## معراج کے بعد حضرت خدیجہ کے پاس واپسی کی روایت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سند سے معراج سے متعلق ایک حدیث کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

[1] (وعن ابن عمر قال :كانت الصلاة خمسين) : قال الطيبى :أى :كانت الصلاة مفروضة فى ليلة المعراج خمسين، لا أنهم صلوا خمسين صلاة، والحديث مشهور اهـ .ويمكن أن يكون المراد :كانت الصلاة على الأمم السابقة خمسين، وكذا قوله :( والغسل من الجنابة سبع مرات، وغسل البول من الثوب سبع مرات ) : ولعل هذا باعتبار بعض الأمم ;لأنه كان الواجب على بعضهم قطع مكان البول، ( فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل ) : أى :ربه فى التخفيف عن أمته لعظم ما عنده من رأفة ورحمة .قال السيد جمال الدين :المراد به تكرر السؤال منه عليه الصلاة والسلام فى تلك الليلة، تأمل .اهـ .ويمكن أن يكون تكرار السؤال فى حق الصلاة وفى تلك الليلة، وفى حق غيرها فيها أو فى غيرها، والله أعلم ( حتى جعلت الصلاة خمسا) : بالكمية، وخمسين بمضاعفة الفضيلة ( وغسل الجنابة مرة ) : بالفرضية، وتثليثا بالسنية ( وغسل الثوب من البول مرة ) : ظاهر الحديث يوافق ما قاله الشافعى من أنه يطهر الغسل مرة ; لأن الماء طهور، فإذا استعمل مرة يطهر كما يطهر البدن من النجاسة الحكمية، وعلماؤنا الحنفية اعتبروا غلبة الظن ثم قدروها بالغسل ثلاث مرات، وبالعصر فى كل مرة فى ظاهر الرواية ;لأن غلبة الظن تحصل عنده غالبا، وقد قيل :يبالغ بالعدد إلى السبع لدفع الوسوسة .وعن أبى يوسف ومحمد :لو جرى الماء على ثوب نجس، ثم غلب على ظنه أنه طهر جاز بلا عصر، كذا فى الكفاية ذكره ابن الملك فى شرح المجمع(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۲،ص۴۳۳، كتاب الطهارة،باب الغسل،الفصل الثالث )

''پھر مجھ پر نماز فرض کی گئی، اور پھر میں خدیجہ کی طرف لوٹ کر آیا''۔ [1]

علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ''شدید غریب'' ہے، اور صحیح حدیث میں اس کے خلاف یہ بات منقول ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال نماز فرض ہونے سے پہلے ہوگیا تھا، علماء کے نزدیک یہی مشہور ہے، اور معراج، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔ [2]

## ''ماءِ مزن'' سے وضو کرنے کی روایت

امام بیہقی نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے ''دلائلُ النبوۃ'' میں نقل کیا ہے کہ:

''جب نماز فرض ہوئی، تو جبریلِ امین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، پھر وادی کے کنارے میں اپنی ایڑی کو مارا، جس سے ماءِ مزن کا چشمہ جاری ہوگیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام نے وضو کیا، پھر

---

[1] أخبرنا أبو بكر محمد بن محمد بن أبي القاسم بن أبي شكر التميمي بأصبهان أن أبا الخير محمد بن رجاء بن إبراهيم بن عمر بن الحسن بن يونس أخبرهم قراءة عليه أنبا أبو الحسين أحمد بن عبد الرحمن بن محمد الذكوانى أنبا أبو بكر أحمد بن موسى بن مردويه الحافظ ثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم ثنا أحمد بن عمرو ثنا الحسن بن سهل ثنا أبو أسامة عن عيسى بن سنان الشامى عن المغيرة عن أبيه قال صليت مع عمر فى كنيسة يقال لها كنيسة مريم فى وادى جهنم قال ثم دخلنا المسجد فقال عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صليت ليلة أسرى بى فى مقدم المسجد ثم دخلت إلى الصخرة إلى بيت المقدس فإذا أنا بملك قائم معه آنية ثلاث فقال يا محمد وأشار بالآنية قال فتناولت العسل فشربت منه قليلا ثم تناولت الآخر فشربت منه حتى رويت فإذا هو لبن قال اشرب من الآخر فإذا هو خمر قلت قد رويت قال أما إنك لو شربت من هذا لم تجتمع أمتك على الفطرة أبدا ثم انطلق بى إلى السماء ففرضت على الصلاة ثم رجعت إلى خديجة وما تحولت عن جنبها الآخر( فضائل بيت المقدس،لضياء الدين المقدسى،ص ۸۶، ۸۷، رقم الحديث ۵۶،باب المكان الذى صلى فيه النبى صلى الله عليه وسلم من مسجد بيت المقدس)

[2] هذا حديث غريب جدا.

وفى الصحيح :أن خديجة ماتت قبل أن تفرض الصلاة.

وهو المشهور عند العلماء :أن الإسراء كان بعد موت خديجة رضى الله عنها وأرضاها(مسند الفاروق ،لا بن كثير، ج ۱ ،ص ۵۳۵، ۵۳۶، كتاب الحج،حديث فى فضل بيت المقدس)

www.idaraghufran.org

دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے، اللہ نے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، اور آپ کے نفس کو پاکیزہ کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خدیجہ کا ہاتھ پکڑ کر اس چشمے پر تشریف لائے، پھر اسی طرح سے وضو کیا، جس طریقے سے جبریل نے وضو کیا تھا، پھر آپ نے اور حضرت خدیجہ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ چھپ کر نماز پڑھتے رہے"۔ [1]

بعض واعظین حضرات، مذکورہ واقعہ کو معراج کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں، حالانکہ اولاً تو مذکورہ روایت میں معراج کا ذکر نہیں، دوسرے مذکورہ روایت مرفوعاً بھی مروی نہیں، بلکہ کسی صحابی سے بھی منقول نہیں، صرف محمد بن اسحاق سے مروی ہے، جو کہ مورخ ہیں۔ [2]

نیز یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال نماز فرض ہونے سے پہلے ہو گیا تھا۔

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، قال: حدثنا أحمد بن عبد الجبار، قال: حدثنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق، قال: وكانت خديجة أول من آمن بالله ورسوله وصدق بما جاء به، قال: ثم إن جبريل عليه السلام أتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين افترضت عليه الصلاة فهمز له بعقبه في ناحية الوادي فانفجرت له عين من ماء مزن فتوضأ جبريل ومحمد عليهما السلام ثم صليا ركعتين وسجدا أربع سجدات ثم رجع النبي صلى الله عليه وآله وسلم، قد أقر الله عينه وطابت نفسه وجائه ما يحب من الله فأخذ بيد خديجة حتى أتى بها العين فتوضأ كما توضأ جبريل ثم ركع ركعتين وأربع سجدات هو وخديجة ثم كان هو وخديجة يصليان سرا (دلائل النبوة،للبيهقي، ج۲ص ۱۶۰ ،جماع أبواب المبعث،باب من تقدم إسلامه من الصحابة رضى الله عنهم، وما ظهر لأبى بكر من آياته الخ)

[2] قال ابن إسحاق: وحدثني بعض أهل العلم: أن الصلاة حين افترضت على رسول الله –صلى الله عليه وسلم– أتاه جبريل وهو بأعلى مكة، فهمز له بعقبه في ناحية الوادي، فانفجرت منه عين؛ فتوضأ جبريل عليه السلام، ورسول الله –صلى الله عليه وسلم– ينظر إليه، ليريه كيف الطهور للصلاة، ثم توضأ رسول الله –صلى الله عليه وسلم– كما رأى جبريل توضأ .ثم قام به جبريل فصلى به، وصلى رسول الله –صلى الله عليه وسلم– بصلاته، ثم انصرف جبريل عليه السلام(سيرة ابن هشام، ج ۱ ص ۲۴۴ ،ابتداء فرض الصلاة،تعليم جبريل الرسول صلى الله عليه وسلم الوضوء والصلاة)

www.idaraghufran.org

لہٰذا محمد بن اسحاق کی اس روایت کو مرفوع حدیث کا درجہ دینا اور اوپر سے اس کو معراج کے ساتھ جوڑنا درست نہیں۔ [1]

## بیت المقدس میں حورِ عین کو دیکھنے کی روایت

ابنِ ابی زکریا سے روایت ہے کہ ہمیں ہمارے بعض ساتھیوں نے خبر دی کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں سے حورِ عین کو نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی، تو آپ مسجد کے صحن میں چل رہے تھے، آپ سے جبریل نے ملاقات کی، اور فرمایا کہ کیا آپ حورِ عین کو دیکھنا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! جبریل نے کہا کہ آپ صخرۃ میں داخل ہو جائیں، پھر صفہ کی طرف نکلیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، تو وہاں چند عورتوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب میں ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا''۔ [2]

مذکورہ روایت ابنِ ابی زکریا سے مروی ہے، جن کا پورا نام ''عبداللہ بن ابی زکریا'' ہے، ان کی صحابۂ کرام میں سے کسی سے ملاقات ثابت نہیں۔

---

[1] محمد ابن إسحاق ابن يسار أبو بكر المطلبي مولاهم المدني نزيل العراق إمام المغازي صدوق يدلس ورمي بالتشيع والقدر من صغار الخامسة مات سنة خمسين ومائة ويقال بعدها خت م(تقريب التهذيب، ص۴۶۷، تحت رقم الترجمة ۵۷۲۵)

[2] أخبرنا إبراهيم، قال: حدثنا محمد، حدثنا سعيد، سمعت ابن المبارک، حدثنا عبد الرحمن، أيضا حدثنا ابن أبي زكريا يومئذ قال: حدثني بعض إخواننا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن رأى الحور العين عيانا، حتى كان ليلة أسرى به، فبينما هو يمشي في صحن المسجد، لقيه جبريل، فقال: أتحب أن ترى الحور العين؟ قال: نعم. قال: فادخل الصخرة، ثم اخرج إلى الصفة، فخرج عليهم، فإذا نسوة جلوس، فسلم عليهن، فقلن: وعليک السلام ورحمة الله وبركاته. قال: من أنتن رحمكم الله؟ قلن: خيرات حسان أزواج أقوام أبرار، ماتوا، فلم يطعنوا، وشبوا فلم يكبروا، ونقوا فلم يدرنوا(الجهاد لابن المبارک، ص۱۲۲، رقم الحديث ۱۴۸)

اس لیے مذکورہ روایت کو مرفوع حدیث کا درجہ دیا جانا مشکل ہے۔ [1]

## بیت المقدس کی دیوار پر جہنم یا داروغۂ جہنم کو دیکھنے کی روایت

زیاد بن ابی سودۃ سے روایت ہے کہ:

''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، بیت المقدس کی مشرقی دیوار پر کھڑے ہوکر روئے، تو بعض لوگوں نے معلوم کیا کہ آپ کس لیے روتے ہیں؟ تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ انہوں نے اس جگہ جہنم کو دیکھا تھا''۔ [2]

مذکورہ روایت کے ایک راوی ''سعید بن عبدالعزیز'' کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ ''ان کو وفات سے پہلے اختلاط ہوگیا تھا'' اور ابوحاتم نے فرمایا کہ ''میری رائے میں زیادہ بن ابی

---

[1] "عبد الله "بن أبي زكريا الخزاعي أبو يحيى الشامي واسم أبي زكريا إياس بن يزيد وقيل زيد بن إياس كان عبد الله من فقهاء أهل دمشق من أقران مكحول روى عن أم الدرداء ورجاء بن حيوة وأرسل عن أبي الدرداء وعبادة وسلمان ومعاوية وعنه خالد بن دهقان وداود بن عمر الدمشقي وربيعة بن يزيد وسعيد بن عبد العزيز والأوزاعي واليمان بن عدى وجماعة قال ابن سعد في الطبقة الثالثة من تابعي أهل الشام كان ثقة قليل الحديث صاحب غزو وقال أبو زرعة لا أعلمه لقي أحدا من الصحابة وقال البخاري يقال أنه سمع من سلمان وقال أبو حاتم روى عن سلمان مرسلا وعن أبي الدرداء مرسلا وقال سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد دخلت مع بن أبي زكريا على عمر بن عبد العزيز فاجلس بن أبي زكريا معه على السرير فجعلت أميل بينهما إليهما أفضل وقال أيوب بن سويد عن الأوزاعي لم يكن بالشام رجل يفضل عليه وقال اليمان بن عدى كان عابد الشام قال دحيم مات في خلافة هشام بعد مكحول وقال ابن سعد وابن حبان في الثقات مات في خلافة هشام زاد بن سعد سنة سبع عشرة ومائة وكذا قال أبو عبيدة(تهذيب التهذيب، ج۵ص۲۱۸، تحت رقم الترجمة ۳۷۶)

[2] أخبرنا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار الصوفي قال: حدثنا أبو نصر التمار قال: حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن زياد بن أبي سودة أن عبادة بن الصامت قام على سور بيت المقدس الشرقي فبكى, فقال بعضهم: ما يبكيك يا أبا الوليد؟ قال: من ها هنا أخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه رأى جهنم(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۷۴۶۴)

www.idaraghufran.org

سودہ نے عبادہ بن صامت سے سماعت نہیں کی''

جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ [1]

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے، اور اس کو سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن علامہ ذہبی نے ''التلخیص'' میں اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے، اور اس کے آخری حصے کو باطل فرمایا ہے۔ [2]

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ:

''اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داروغۂ جہنم کو آگ کے انگارے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف، سعيد بن عبد العزيز قد أختلط قبل موته، وزياد بن أبى سودة قال أبو حاتم كما فى "الجرح والتعديل :3/534 "لا أراه سمع من عبادة بن الصامت.
وأخرجه الحاكم فى "المستدرک 2/478-479 "عن أبى جعفر محمد بن أحمد بن سعيد الرازى، حدثنا أبو زرعة عبيد الله بن عبد الكريم، حدثنا أحمد بن هاشم الرملى، حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن محمد بن ميمون، عن بلال بن عبد الله مؤذن بيت المقدس، قال: رأيت عبادة بن الصامت رضى الله عنه فى مسجد بيت المقدس مستقبل الشرق أو السور – أنا أشک– وهو يبكى، وهو يتلو هذه الآية: } فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة {ثم قال: ها هنا أرانا رسول الله صلى الله عليه وسلم جهنم .وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وتعقبه الذهبى بقوله: بل منكر وآخره باطل، لأنه ما اجتمع عبادة برسول الله صلى الله عليه وسلم هناک، ثم من هو ابن ميمون وشيخه، وفى نسخة أبى مسهر عن سعيد، عن زياد بن أبى سودة، قال: رؤى عبادة على سور بيت المقدس يبكى، وقال: من ها هنا أخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى جهنم، فهذا المرسل أجود .وانظر "مجمع الزوائد .10/386 "(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] حدثنا أبو جعفر محمد بن أحمد بن سعيد الرازى، ثنا أبو زرعة عبيد الله بن عبد الكريم، ثنا أحمد بن هاشم الرملى، ثنا ضمرة بن ربيعة، عن محمد بن ميمون، عن بلال بن عبد الله مؤذن بيت المقدس، قال: " رأيت عبادة بن الصامت رضى الله عنه، فى مسجد بيت المقدس مستقبل الشرق أو السور، أنا أشک، وهو يبكى وهو يتلو هذه الآية(فضرب بينهم، بسور له باب باطنه فيه الرحمة)، ثم قال: ها هنا أرانا رسول الله صلى الله عليه وسلم جهنم(مستدرک حاكم، رقم الحديث ۳۷۸۶)
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .
وقال الذهبى فى التلخيص:بل منكر وآخره باطل.

www.idaraghufran.org

الٹتے پلٹتے ہوئے دیکھا"۔ [1]

لیکن اس کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے سورہ حدید کی آیت "فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ" کے متعلق مروی ہے کہ:

"اس سے بیت المقدس کی مشرقی دیوار مراد ہے، جس کا اندرونی حصہ مسجد ہے، اور اس کا بیرونی حصہ، جہنم کی وادی ہے"۔ [3]

امام حاکم اور علامہ ذہبی نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے۔ [4]

لیکن بعض دوسرے اہلِ علم حضرات نے اس کے متن کو باطل قرار دیا ہے۔ [5]

---

[1] أخبرنا محمد بن الحسن بن قتيبة قال: حدثنا أبو عمير النحاس قال: حدثنا الوليد بن مسلم عن الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة بن عبد الرحمن قال: رئي عبادة بن الصامت على سور بيت المقدس الشرقي يبكي فقيل له, فقال: من ها هنا نبأ رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه رأى مالكا يقلب جمرا كالقطف(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٧٤٦٥)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف، الوليد بن مسلم مدلس وقد عنعن، وأبو سلمة لم يدرک عبادة، أبو عمير: هو عيسى بن محمد بن إسحاق النحاس الرملي ثقة من رجال أصحاب السنن .وانظر ما قبله(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[3] حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن فراس المالكي الفقيه بمكة حرسها الله تعالى في المسجد الحرام، ثنا بكر بن سهل الدمياطي، حدثنا عبد الله بن يوسف، ثنا سعيد بن عبد العزيز، عن عطية بن قيس، عن أبي العوام مؤذن بيت المقدس، قال: سمعت عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، يقول: " إن السور الذي ذكره الله تعالى في القرآن "فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب " هو السور الشرقي باطنه المسجد وما يليه، وظاهره وادي جهنم (مستدرک حاكم، رقم الحديث ٨٧٧٦)

[4] قال الحاكم:هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .
وقال الذهبي في التلخيص:صحيح.

[5] (إن السور الذي ذكره الله في القرآن:"فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب "هو السور الشرقي: "يعني: مسجد بيت المقدس "باطنه المسجد، وظاهره وادي جهنم) .موقوف باطل .أخرجه ابن جرير في ((التفسير)) (130 / 27)، والحاكم (601 / 4)من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# غصہ پینے اور معاف کرنے والوں کے محل کو دیکھنے کی روایت

عثمان بن مطر کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں، میں نے جنت کے

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ طريق سعيد بن عبد العزيز عن عطية بن قيس عن أبي العوام مؤذن بيت المقدس قال: سمعت عبد الله بن عمرو رضي الله عنه يقول: . . .فذكره موقوفا عليه .وقال الحاكم: ((صحيح الإسناد)) ! ووافقه الذهبي!

وأقول: سعيد بن عبد العزيز هو التنوخي؛ مع ثقته وإمامته كان قد اختلط في آخر عمره؛ كما في ((التقريب)) ، فإن سلم من اختلاطه؛ ففوقه أبو العوام؛ ولم أعرفه، وقد ذكر الذهبي في ((المقتنى في الكنى)) : ((أبو العوام .عن معاذ بن جبل، وعنه روح بن عائذ.

أبو العوام .عن عبادة بن الصامت .كأنه الذي قبله، روى عنه زياد بن أبي سودة)) .

قلت: ويلقى في النفس أن اسمه بلال إن كان حفظه الراوي عنه، وهو محمد ابن ميمون قال: عن بلال بن عبد الله مؤذن بيت المقدس قال: رأيت عبادة بن الصامت رضي الله عنه في مسجد بيت المقدس مستقبل الشرق أو السور – أنا أشك – وهو يبكي، وهو يتلو هذه الآية"فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة"ثم قال:((ها هنا أرانا رسول الله صلى الله عليه وسلم،جهنم)) .

أخرجه الحاكم (478 / 2)وقال: ((صحيح الإسناد)) ! ورده الذهبي بقوله: ((قلت: بل منكر، وآخره باطل؛ لأنه ما اجتمع عبادة برسول الله صلى الله عليه وسلم هناك .ثم من هو ابن ميمون وشيخه؟ ! وفي ((نسخة أبي مسهر)) : عن سعيد عن زياد بن أبي سودة قال: رؤى عبادة على سور بيت المقدس يبكي، وقال: من ها هنا أخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلمأنه رأى جهنم.

فهذا المرسل أجود)) .

قلت: زياد بن أبي سودة تابعي ثقة؛ لكن الراوي عنه سعيد هو ابن عبد العزيز نفسه، فالله أعلم هل هذا من سماعه قبل الاختلاط أم بعده.

ومحمد بن ميمون؛ هذا قال فيه ابن أبي حاتم عن أبيه:((مجهول)) .

وأخرج ابن جرير أيضا وعبد بن حميد؛ كما في ((الدر المنثور)) (174 / 5)من طريق أبي سنان قال: كنت مع علي بن عبد الله بن عباس عند وادي جهنم، فحدث عن أبيه أنه قال:"فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب"فقال: ((هذا موضع السور عند وادي جهنم)) .قلت: وهذا إسناد ضعيف؛ علته أبو سنان – واسمه عيسى بن سنان القسملي –؛ لين الحديث؛ كما في ((التقريب)) .

وبالجملة؛ فهذه الأحاديث – مع ضعف أسانيدها – منكرة من حيث متونها؛ لمخالفتها لما قبل الآية المذكورة وما بعدها؛ قال تعالى في أول سورة الحديد:"يوم ترى المؤمنين والمؤمنات يسعى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوپر عالیشان بالا خانے اور محلات دیکھے، تو میں نے جبریلِ امین سے معلوم کیا کہ یہ کس کے لئے ہیں؟ جبریلِ امین نے جواب میں فرمایا کہ یہ غصہ کو پینے والوں اور لوگوں کو درگزر اور معاف کرنے والوں کے لئے ہیں، اور اللہ ایسے نیک لوگوں کو پسند فرماتا ہے"۔ [1]

مذکورہ روایت میں ایک راوی "عثمان بن مطر" پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے جرح کی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ نورهم بين أيديهم وبأيمانهم بشراكم اليوم جنات تجرى من تحتها الأنهار خالدين فيها ذلك هو الفوز العظيم *يوم يقول المنافقون والمنافقات للذين آمنوا انظرونا نقتبس من نوركم قيل ارجعوا ورائكم فالتمسوا نورا فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب" فهذا السياق صريح بأن ضرب السور إنما هو يوم القيامة .وأن (السور) حائط بين الجنة والنار؛ كما رواه ابن جرير عن قتادة وغيره.

وهو الصحيح؛ كما قال ابن كثير.وما أحسن ما قاله الشوكاني في هذه الآثار:

((ولا يخفاك أن تفسير السور المكور في القرآن في هذه الآية بهذا السور الكائن ببيت المقدس فيهمن الإشكال ما لا يدفعه مقال، ولا سيما بعد زيادة قوله: " باطنه فيه الرحمة :"المسجد؛ فإن هذا غير ما سيقت له الآية، وغير ما دلت عليه، وأين يقع بيت المقدس أو سوره بالنسبة إلى السور الحاجز بين فريقي المؤمنين والمنافقين، وأي معنى لذكر مسجد بيت المقدس ههنا، فإن كان المراد أن الله سبحانه ينزع سور بيت المقدس ويجعله في الدار الآخرة سورا مضروبا بين المؤمنين والمنافقين؛ فما معنى تفسير باطن السور وما فيه من الرحمة بالمسجد؟!

وإن كان المراد أن الله يسوق فريقي المؤمنين والمنافقين إلى بيت المقدس، فيجعل المؤمنين داخل السور في المسجد، ويجعل المنافقين خارجه؛ فهم إذ ذاك على الصراط وفي طريق الجنة وليسوا ببيت المقدس .فإن كان مثل هذا التفسير ثابتا عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قبلنا وآمنا به، وإلا فلا كرامة ولا قبول "(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٥٢٦٣)

[1] قال :أخبرنا حمد بن نصر ، أخبرنا ابن لال ، أخبرنا عبد الرحمن بن حمدان الجلاب ، أخبرنا إبراهيم بن مهدى ، حدثنا الصلت بن مسعود الحجدرى ، حدثنا عثمان بن مطر ، عن ثابت ، عن أنس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ": رأيت ليلة أسرى بى قصوراً مسترقة على الجنة ، فقلت :يا جبريل ، لمن هذا ؟ فقال : للكاظمين الغيظ والعافين على الناس ، والله يحب المحسنين(الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس في الكتب المشهورة ،لا بن حجر العسقلانی، رقم الحديث ١٦٦٤)

رأيت ليلة أسرى بى قصورا مستوية مشرفة على الجنة ، فقلت يا جبريل :لمن هذا ؟ فقال :للكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين.

(ابن لال والديلمى عن أنس(كنز العمال ،ج٣ص ٣٧٥، رقم الحديث ٧٠١٦، الكتاب الثالث في الاخلاق،الباب الأول، الفصل الثانی)

www.idaraghufran.org

''عثمان بن مطر'' کو ابنِ معین نے ''ضعیف'' قرار دیا، اور فرمایا کہ ''اس کی حدیث لکھی نہیں جائے گی'' اور ابنِ معین نے ایک روایت میں ''عثمان بن مطر'' کے بارے میں ''لیس بشیئ'' فرمایا، اور علی بن مدینی نے ''ضعیف جدا'' فرمایا، اور ابوحاتم نے ''ضعیف الحدیث، منکر الحدیث'' فرمایا، اور صالح بن محمد نے ''لایکتب حدیثہ'' فرمایا، اور ابواحمد حاکم نے ''منکر الحدیث'' فرمایا، اور عمرو بن موسیٰ نے فرمایا کہ ''یہ ثابت سے منکر احادیث کو روایت کرتا ہے'' اور عقیلی نے فرمایا کہ ''یہ ثقہ راویوں سے منکر احادیث کو روایت کرتا ہے'' اور ابنِ عدی نے فرمایا کہ ''یہ متروکُ الحدیث ہے، اور اس کی ثابت سے مروی احادیث بطور خاص منکر ہیں، اور اس کی حدیث میں ضعف واضح ہے'' اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''یہ موضوع اور جھوٹی احادیث کو روایت کرتا ہے، اس سے دلیل پکڑنا حلال نہیں'' [1]

---

[1] "ق -عثمان "بن مطر الشيبانى أبو الفضل ويقال أبو على البصرى ويقال عثمان بن عبد الله المطرى روى عن ثابت البنانى والحسن بن أبى جعفر الجفرى وزكرياء بن ميسرة وابن أبى ذئب ومعمر وصخر بن جويرية وابن جرير قاضى سجستان وعلى بن الحكم البنانى وغيرهم روى عنه المحاربى وسعيد بن سليمان الواسطى ومسلم بن إبراهيم وأبو إبراهيم الترجمانى والفضل بن دريق ومحرز بن عون الهلالى ومحمد بن الصباح الدولابى وعبد الله بن عون الخزاز وعلى بن الجعد وبشر بن الوليد الكندى وسريج بن يونس وسويد بن سعد وآخرون.

قال حنبل عن أحمد عثمان بصرى قدم بغداد قلت كيف هو قال لا أدرى قلت من روى عنه فلم يعرف حديثه وقال بن أبى شيبة عن بن معين كان ضعيفا .

وقال بن أبى مريم عن بن معين ضعيف لا يكتب حديثه وقال الحسن الرازى عن بن معين ليس بشىء وقال عبد الله بن على بن المدينى عن أبيه ضعيف جدا وقال أبو زرعة ضعيف الحديث وقال أبو حاتم ضعيف الحديث منكر الحديث أشبه حديثه بحديث يوسف بن عطية وقال صالح بن محمد لا يكتب حديثه وقال أبو داود والنسائى ضعيف وقال النسائى أيضا ليس بثقة وقال أبو أحمد بن عدى ثنا محمد بن أحمد بن عيسى ثنا عبد الله بن سالم ثنا عثمان بن مطر الرهاوى وكان حافظا للحديث قالت وقال البخارى عنده عجائب وقال هو وأبو أحمد الحاكم منكر الحديث وقال الساجى فيه ضعف سمعت عمر بن موسى يحدث عنه عن ثابت مناكير وقال البزار ليس بقوى وقال العقيلى كان يحدث عن الثقات بالمناكير وقال بن عدى متروك الحديث وأحاديثه عن ثابت خاصة مناكير والضعف على حديثه بين وقال فى ترجمة الحسن بن أبى جعفر بعد أن ساق حديثين من رواية عثمان بن مطر عنه لعل البلاء فيهما من عثمان وضعفه الدارقطنى وغيره وقال بن حبان يروى الموضوعات عن الاثبات لا يحل الاحتجاج به(تهذيب التهذيب،لابن حجر العسقلانى، ج۷،ص ۱۵۴، ۱۵۵،تابع حرف العين،من اسمه عثمان، تحت رقم الترجمة ۳۰۵)

www.idaraghufran.org

# جہنم میں پتھر گرنے کی آواز سننے کی روایت

یزید رقاشی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی، اور آپ آسمان کے قریب ہوئے، تو ایک آہٹ سنائی دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر ہے، جو کہ جہنم کے کنارے سے پھینکا گیا تھا، پس وہ اس کے اندر ستر سال تک گرتا رہا، اور اب وہ جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے''۔ [1]

مذکورہ حدیث کی سند میں ''یزید بن أبان رقاشی'' پائے جاتے ہیں، جن کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا کہ:

''ان کو ایک چیز کے بعد ایک چیز میں وہم ہو جاتا ہے''۔ [2]

''یزید بن أبان رقاشی'' کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] وحدثنا الأعمش عن يزيد الرقاشي عن أنس قال: لما أسري بالنبي صلى الله عليه وسلم ودنا من السماء سمع دويا، فقال: " يا جبريل ما هذا"؟ قال: حجر قذف به من شفير جهنم فهو يهوى فيها سبعين خريفا، فالآن حين انتهى إلى قعرها(الخراج لابی یوسف، ص ۱۸، رقم الحديث ۸،الأحاديث التي رغب فيها أبو يوسف الخليفة)

[2] حديث :ان رسول الله ( لما أسري به -وهومع جبريل -سمع هدة ، فقال :يا جبريل !ما هذه الهدة ؟ قال :هذا حجر أرسله الله تبارک وتعالى من شفير جهنم ، فهو يهوى فيها منذ سبعين خريفا ، بلغ قعرها الأن .رواه حماد بن يحيى الأبح :عن يزيد الرقاشي ، عن أنس .وحماد قال البخاری :يهم فی الشیء بعد الشیء .وقال يحيى بن معين :ليس به بأس (ذخيرة الحفاظ لابن القيسرانی، ج ۲ ص ۸۷۴، تحت رقم الترجمة: ۱۷۶۰ ، باب الالف)

[3] يزيد ابن أبان الرقاشي بتخفيف القاف ثم معجمة أبو عمرو البصري القاص بتشديد المهملة زاهد ضعيف من الخامسة مات قبل العشرين بخ ت ق(تقريب التهذيب لابنِ حجر، ص ۵۹۹، رقم الترجمة: ۷۶۸۳)

"بخ ت ق – يزيد "بن أبان الرقاشي أبو عمرو البصري القاص الزاهد روى عن أبيه وأنس بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''یزید بن أبان رقاشی'' کے ضعیف اور وہم ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ابنِ ابی شیبہ نے بھی ان کی اس حدیث کو اپنی مصنف میں روایت کیا ہے، لیکن اس میں معراج کا ذکر نہیں،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مالک وغنیم بن قیس وأبی الحکم البجلی والحسن البصری وقیس بن عباية روی عنه ابنه عبد النور وابن أخیه الفضل بن عیسی بن أبان وقتادة وابن المنکدر وأبو الزناد وصفوان بن سلیم والأعمش وهم من أقرانه وصالح بن کیسان وهو أکبر منه والربیع بن صبیح والرحیل بن معاویة وإسماعیل بن مسلم المکی وعمرو بن سعد الفدکی وعبد الله بن مغفل البصری وموسی بن عبیدة الربذی ودرست بن زیاد ویحیی بن کثیر أبو النضر وحسین بن واقد المروزی ومعتمر بن سلیمان وآخرون قال بن سعد کان ضعیفا قدریا وقال عمرو بن علی کان یحیی بن سعید لا یحدث عنه وکان عبد الرحمن یحدث عنه وقال کان رجلا صالحا وقد روی عنه الناس ولیس بالقوی فی الحدیث وقال البخاری: تکلم فیه شعبة وقال إسحاق بن راهویه عن النضر بن شمیل قال شعبة لأن أقطع الطریق أحب إلی من أن أروی عن یزید وقال زکریا بن یحیی الحلوانی سمعت سلمة بن شبیب یقول سمعته وقال یزید بن هارون سمعت شعبة یقول لأن ازنی أحب إلی من أن أحدث عن یزید الرقاشی قال یزید ما کان أهون علیه الزنا قال سلمة بن شبیب فذکرت ذلک لأحمد بن حنبل فقال کان بلغنا أنه قال ذلک فی أبان فقال أبو داود السختیانی وکان فی مجلس سلمة قاله فیهما جمیعا وقال عبد الله بن إدریس سمعت شعبة یقول لأن ازنی أحب إلی من أن أروی عن یزید وأبان وقال أبو داود عن أحمد لا یکتب حدیث یزید قلت: فلم ترک حدیثه لهوی کان فیه قال لا ولکن کان منکر الحدیث وکان شعبة یحمل علیه وکان قاصا وقال عبد الله بن أحمد عن أبیه هو فوق أبان وکان یضعف وقال إسحاق بن منصور عن بن معین هو خیر من أبان وقال بن أبی خیثمة عن بن معین رجل صالح ولیس حدیثه بشیء وقال معاویة بن صالح والدوری عن بن معین ضعیف وکذا قال الدارقطنی: والبرقانی وقال الآجری عن أبی داود رجل صالح سمعت یحیی یقول رجل صدق وقال یعقوب بن سفیان فیه ضعف وقال أبو حاتم: کان واعظا بکاء کثیر الروایة عن أنس بما فیه نظر وفی حدیثه ضعف وقال النسائی: والحاکم أبو أحمد متروک الحدیث وقال النسائی: أیضا لیس بثقة وقال بن عدی له أحادیث صالحة عن أنس وغیره وأرجو أنه لا بأس به لروایة الثقات عنه انتهی وأخبار یزید فی الزهد والعبادة والمجاهدة کثیرة وقال المعتمر بن سلیمان کان یقول إذا نمت ثم استیقظت فلا نامت عیناى وعلی الماء البارد السلام بالنهار قلت: وقال الساجی کان یهم ولا یحفظ ویحمل حدیثه الصدقة وصلاحه وقال بن حبان کان من خیار عباد الله من البکائین باللیل لکنه غفل عن حفظ الحدیث شغلا بالعبادة حتی کان یقلب کلام الحسن فیجعله عن أنس عن النبی صلی الله علیه وسلم فلا تحل له الروایة عنه إلا علی جهة التعجب وذکره البخاری فی الأوسط فی فصل من مات فی عشر ومائة إلی عشرین ومائة (تهذیب التهذیب، ج ۱۱ ص ۳۰۹ الی ۳۱۱، رقم الترجمة: ۵۹۷)

بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دن آواز کو سننے، پھر جبریلِ امین سے اس کا سوال کرنے کا ذکر ہے۔ [1]

نیز صحیح احادیث میں بھی اس طرح کا مضمون بغیر معراج کی قید کے مذکور ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَدْرُوْنَ مَا هَذَا؟ قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْآنَ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى قَعْرِهَا (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٨٤٤ "٣١" كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تأخذ من المعذبين)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک گڑگراہٹ کی آواز سنائی دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر ہے، جو کہ ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، اور وہ اب تک لگاتار جہنم میں گر رہا تھا، یہاں تک کہ وہ پتھر اب جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے (مسلم)

لہٰذا صحیح احادیث کے پیشِ نظر مذکورہ واقعہ کو عام رکھنا ہی مناسب ہے، اور اس کو لیلۃُ المعراج کے ساتھ جوڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

---

[1] حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، قال: سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما دويا، فقال: يا جبريل، من هذا؟ فقال: حجر ألقي من شفير جهنم من سبعين خريفا، الآن حين استقر في قعرها (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ٣٥٢٨٥، كتاب صفة الجنة والنار، ما ذكر فيما أعد الله لأهل النار، وشدته)

www.idaraghufran.org

# داروغۂ جہنم سے ملاقات اور زیارتِ جہنم کی مخصوص روایت

سیرت ابنِ ہشام میں ابنِ اسحاق کا یہ قول مذکور ہے کہ مجھے بعض اہلِ علم نے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی، یہ بیان کیا کہ:

''معراج کی رات جب میں آسمانِ دنیا (یعنی زمین کے قریب والے آسمان) پر گیا، تو جو فرشتہ بھی مجھ سے ملاقات کرتا تھا، وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ہنستا تھا، اور کلماتِ خیر و برکت زبان پر جاری کرتا تھا، اور خیر کی دعائیں دیتا تھا، یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے مجھ سے ملاقات کی، جس نے اور فرشتوں کی طرح ملاقات کی، اور دوسرے فرشتوں کی طرح دعاء بھی دی، مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کی پیشانی پر دوسرے فرشتوں کی طرح کے بشاشت اور خوشی کے آثار پائے جاتے تھے، میں نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ جو نہ ہنستا ہے اور نہ اس کی پیشانی پر بشاشت اور خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں؟

جبریلِ امین نے کہا کہ اگر یہ فرشتہ آپ سے پہلے کسی کے ساتھ ہنسا ہوتا، تو آپ کے ساتھ بھی ہنستا۔ یہ تو کبھی ہنستا ہی نہیں، یہ مالک وداروغۂ جہنم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل سے کہا کہ اس کا اللہ کی طرف سے یہی مقام ہے، جو آپ نے بیان کیا، کہ یہ اللہ کا فرمانبردار اور امین ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ اس داروغہ سے نہیں کہتے کہ مجھے جہنم کی زیارت کرادے؟ جبریل نے کہا کہ بے شک! اے داروغۂ جہنم! محمد کو جہنم دکھادو، پس اس داروغہ نے جہنم کے اوپر سے ڈھکنا اٹھایا، جس کے اٹھاتے ہی اس کے شعلے بلند ہوئے اور مجھے خیال ہوا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے، یہ ہر چیز کو جلادے گی، میں نے جبریل سے کہا کہ اے جبریل! داروغہ سے کہو کہ وہ

اسے بند کردے، چنانچہ جبریل نے داروغہ کو یہ بات کہی، پھر داروغہ نے جہنم کی آگ سے کہا کہ لوٹ جا، یہ سنتے ہی وہ فوراً اپنی اسی جگہ چلی گئی، جہاں سے برآمد ہوئی تھی، اوراس کی آمدورفت ایسی ہوگئی جیسے سایہ ہوتا ہے، اس کے خاموش ہونے کے بعد داروغہ نے جہنم پر دوبارہ ڈھکنا دے دیا''۔ [1]

مگر ہمیں مذکورہ الفاظ میں یہ حدیث باسند طریقے پر دستیاب نہیں ہوئی، اور محمد بن اسحاق کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔ [2]

## جہنم کی مخصوص وادی وصفات سے متعلق ایک روایت

ابنِ مردویہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں سیر کرائی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] قال ابن إسحاق: وحدثني بعض أهل العلم عمن حدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال: تلقتني الملائكة حين دخلت السماء الدنيا، فلم يلقني ملك إلا ضاحكا مستبشرا، يقول خيرا ويدعو به، حتى لقيني ملك من الملائكة، فقال مثل ما قالوا، ودعا بمثل ما دعوا به، إلا أنه لم يضحك، ولم أر منه من البشر مثل ما رأيت من غيره، فقلت لجبريل: يا جبريل من هذا الملك الذى قال لى كما قالت الملائكة ولم يضحك (إلى) ، ولم أر منه من البشر مثل الذى رأيت منهم ؟ قال: فقال لى جبريل: أما إنه لو ضحك إلى أحد كان قبلك، أو كان ضاحكا إلى أحد بعدك، لضحك إليك، ولكنه لا يضحك، هذا مالك خازن النار.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقلت لجبريل، وهو من الله تعالى بالمكان الذى وصف لكم مطاع ثم أمين ،ألا تأمره أن يرينى النار؟ فقال:بلى، يا مالك، أر محمدا النار .قال: فكشف عنها غطائها، ففارت وارتفعت، حتى ظننت لتأخذن ما أرى .قال: فقلت لجبريل: يا جبريل، مره فليردها إلى مكانها .قال: فأمره، فقال لها: اخبى ، فرجعت إلى مكانها الذى خرجت منه.

فما شبهت رجوعها إلا وقوع الظل .حتى إذا دخلت من حيث خرجت رد عليها غطائها(سیرت ابنِ هشام، ج ا ص ۴۰۴،قصة المعراج،عدم ضحک خازن النار للرسول صلى الله عليه وسلم)

[2] قال ابن حجر:

محمد ابن إسحاق ابن يسار أبو بكر المطلبى مولاهم المدنى نزيل العراق إمام المغازى صدوق يدلس ورمى بالتشيع والقدر من صغار الخامسة مات سنة خمسين ومائة ويقال بعدها خت م(تقريب التهذيب،ص۴۶۷، تحت رقم الترجمة ۵۷۲۵)

علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا کہ مجھے جہنم کے داروغہ کو دکھلایے، جس کے بعد جبریلِ امین، داروغۂ جہنم کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ٹھہرے، اور کہا کہ اے داروغۂ جہنم! یہ محمد رسول اللہ ہیں، داروغۂ جہنم نے کہا کہ کیا ان کو بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا جی ہاں! یہ آپ کے پاس موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داروغۂ جہنم کی طرف دیکھا، تو وہ سخت غضب ناک شخص معلوم ہوئے، غصہ ان کے چہرے پر نمایاں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے داروغۂ جہنم! میرے سامنے جہنم کی صفت بیان کیجیے، داروغۂ جہنم نے کہا کہ اے محمد! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ، جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے، دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے، تو وہ پہاڑ پگھل جائیں، یہاں تک کہ زمین کے نچلے حصے میں پہنچ جائیں، اے محمد! جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے جہنم، اللہ کے ذریعے ہر دن میں ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے، اور اس وادی میں ایک کنواں ہے، جہنم اس سے، ستر مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرتی ہے، اور اس کنویں میں ایک غار ہے، جو اس کنویں اور اس وادی سے جہنم سے ستر مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے، اور اس غار میں ایک سانپ ہے، جو کئی مرتبہ اللہ سے پناہ طلب کرتا ہے، جس کو اللہ نے آپ کی امت کے فاسق قاریوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

لیکن اس روایت میں ''عمر بن راشد المدینی'' پایا جاتا ہے، ابوحاتم نے فرمایا کہ میں نے اس کی حدیث کو جھوٹا پایا ہے''۔ [1]

---

[1] عن عمر قال :لما كان ليلة أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم قال لجبريل: "أرني مالكا خازن النار، فوقف به عليه فقال :يا مالك هذا محمد رسول الله، قال: وقد بعث؟ قال :نعم، هو هذا واقف عليك !فنظر إليه رسول الله فإذا هو رجل عابس مغضب يعرف الغضب في وجهه فقال :يا مالك !صف لي جهنم، قال :يا محمد !

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''عمر بن راشد'' کو عقیلی نے ''منکرُ الحدیث'' قرار دیا ہے۔

اور ابنِ عدی نے فرمایا کہ ''اس کی تمام احادیث ایسی ہیں، جن کی ثقہ راویوں سے متابعت نہیں ہوتی''۔

اور دار قطنی نے فرمایا کہ ''یہ شخص ثقہ راویوں کے نام سے جھوٹی حدیثیں گھڑنے کے نام سے متہم ہے''۔

اور ابو نعیم نے فرمایا کہ ''یہ جھوٹی احادیث کو روایت کرتا ہے''۔

اور خطیب نے فرمایا کہ ''یہ ضعیف ہے، ثقات کے نام سے منکر احادیث کو روایت کرتا ہے''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والذی بعثک بالحق لو أن حلقة من السلسلة التی ذکرها الله وضعت علی جبال الدنیا لذابت حتی تبلغ تخوم الأرض السفلی، یا محمد !إن فی جهنم وادیا یستعیذ بالله من جهنم فی کل یوم سبعین مرة، وإن فی ذلک الوادی بئرا تستعیذ بالله من ذلک الوادی ومن جهنم سبعین مرة، وإن فی البئر جبا یستعیذ بالله من ذلک البئر ومن ذلک الوادی ومن جهنم سبعین مرة، وإن فی ذلک الجب حیة تستعیذ مرة أعدها الله للفسقة من حملة القرآن من أمتک ".ابن مردویه .

وفیه عمر بن راشد المدینی، قال أبو حاتم :وجدت حدیثه کذبا(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ج۱۴، ص۶۵۸، رقم الحدیث ۳۹۷۹۱)

عمر بن راشد أبو حفص المدینی مولی عبد الرحمن بن أبانِ بن عثمان سکن القلزم روی عن هشام بن عروة وعبد الرحمن بن حرملة ومحمد ابن عجلان وابی مودود ومالک بن أنس وابن أبی ذئب ومبارک بن فضالة روی عنه یعقوب بن سفیان، نا عبد الرحمن سمعت أبی یقول کتبت من حدیثه ورقتین ولم اسمع منه لما وجدته کذبا وزورا والعجب من یعقوب بن سفیان کیف کتب عنه وکیف روی عنه لانی فی ذلک الوقت وانا شاب علمت ان تلک الاحادیث موضوعة فلم تطب نفسی ان اسمعها فکیف خفی علی یعقوب بن سفیان ذلک(الجرح والتعدیل،لابن أبی حاتم، ج۶، ص۱۰۸، باب کل اسم ابتداء حروفه عین)

[1] عمر بن راشد المدنی الجاری أبو حفص.

عن ابن عجلان ومالک ویزید بن عبد الملک النوفلی.قال أبو حاتم :وجدت حدیثه کذبا وزورا.

وقال العقیلی :منکر الحدیث.وتکلم فیه ابن عدی.وکان ینزل الجار ,وکان یکون بمصر.روی عنه مطرف بن عبد الله وأبو مصعب المدینی ویعقوب الفسوی.

ابن عدی :حدثنا محمد بن علی حدثنا أحمد بن عبد المؤمن حدثنا عمر بن راشد حدثنا هشام بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# غسلِ جمعہ ونمازِ جمعہ سے متعلق فرشتوں کی تسبیح کی روایت

تفسیر قرطبی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''شبِ معراج میں، میں نے عرش کے نیچے ستر شہر دیکھے، جن میں سے ہر شہر تمہارے شہروں سے ستر گنا بڑا تھا، وہ شہر فرشتوں سے بھرے ہوئے تھے، جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کر رہے تھے اور اپنی تسبیح میں یہ بھی کہہ رہے تھے ''اے اللہ! جو جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا، سے بخش دے، اے اللہ جس نے جمعہ کے دن

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عروة، عن أبيه، عن عائشة رضى الله عنها مرفوعا :من سره أن يلقى الله عز وجل وهو عنه راض فليكثر الصلاة على.

ابن عدى :حدثنا أحمد بن محمد بن بسطام حدثنا أحمد بن سيار حدثنا أحمد بن عبد المؤمن حدثنا عمر بن راشد حدثنا عبد الرحمن بن حرملة، عن ابن المسيب، عن أبى هريرة رضى الله عنه مرفوعا :من قال :سبحان الله وبحمده ,خلق الله منها طائرا يتعلق ببعض أركان العرش فيقولها حتى تقوم الساعة ويكتب له أجرها.

قال ابن عدى :كل أحاديثه مما لا يتابعه عليها الثقات.

ومن حديثه :عن محمد بن صالح مولى التوأمة، عن أبيه، عن عمرو، عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ليكونن فى ولد العباس ملوك ...وذكر الحديث .انتهى.

وقال الدارقطنى :كان ضعيفا لم يكن مرضيا وكان يتهم بوضع الحديث على الثقات.

وقال أبو حاتم :العجب من يعقوب بن سفيان كيف روى عنه؟ لأنى فى ذلك الوقت وأنا شاب علمت أن تلك الأحاديث موضوعة ,فلم تطب نفسى أن أسمعها ,فكيف تخفى على يعقوب ذلك؟.قلت :هذا يدل على عظم قدر يعقوب عند أبى حاتم.

وقال أبو داود :ضعيف.وقال الحاكم وأبو نعيم :يروى عن مالك أحاديث موضوعة.

وقال الخطيب :كان ضعيفا روى المناكير عن الثقات.

وله عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضى الله عنها :إن أردت أن تلقى الله وهو عنك راض فلا تخبأ شيئا رزقته، ولا تمنع شيئا سئلته.ساقه الخطيب فى تاريخه فى ترجمة عبد الرحمن بن جناح.

وساق له العقيلى، عن ابن حرملة عن سعيد، عن أبى هريرة رفعه :لا تنبغى الصنيعة إلا لذى حسب، أو دين.وقال :لا يروى من وجه يثبت(لسان الميزان،لا بن حجر العسقلانى،ج٦،ص٩٧ الٰى ٩٩، تحت رقم الترجمة: ٥٦١٦، حرف العين المهملة ، من اسمه عمر)

www.idaraghufran.org

غسل کیا، اسے بخش دے''۔ [1]

تفسیر قرطبی میں مذکورہ روایت کی سند ذکر نہیں کی گئی، البتہ اس کی نسبت ''ثعلبی'' کی طرف کی گئی ہے۔

اور ثعلبی نے اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ [2]

لیکن اس روایت کی سند میں کئی راوی مجہول ہیں، جن کی توثیق ثابت نہیں ہوسکی۔

## شیاطین کے نظروں کے سامنے حائل ہونے کی روایت

علی بن زید اور ابوصلت کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں ساتویں آسمان پر پہنچ کر اپنے اوپر کی طرف دیکھا، تو وہاں گرج چمک کی مخصوص آوازیں سنائی دیں، پھر میں کچھ لوگوں کے پاس آیا، جن کے پیٹ گھروں کی طرح بڑے بڑے تھے، ان میں باہر سے سانپ نظر آرہے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے جواب میں فرمایا کہ یہ سودخور لوگ ہیں، پھر جب

---

[1] وعن أنس قال :قال النبی صلی الله علیه وسلم :(لیلة أسری بی رأیت تحت العرش سبعین مدینة کل مدینة مثل مدائنکم هذه سبعین مرة مملوء ة من الملائکة یسبحون الله ویقدسونه ویقولون فی تسبیحهم اللهم اغفر لمن شهد الجمعة اللهم اغفر لمن اغتسل یوم الجمعة) ذکره الثعلبی(تفسیر القرطبی، ج۱۸، ص۱۱۹، سورة الجمعة)

[2] وأخبرنا أبو عمرو الفراتی قال :أخبرنا أبو القاسم عمر بن أحمد بن الحسن البصری قال :حدثنا عبد الله بن محمد بن شودب قال :حدثنا محمد بن عبد الملک الدقیقی قال :حدثنا الحسن بن عرفة قال :حدثنا بن یزید بن هارون عن ثابت عن أنس قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:لیلة أسری بی الی السماء رأیت تحت العرش سبعین مدینة کل مدینة مثل دنیاکم هذه سبعین مرة مملوء ة من الملائکة یسبحون الله ویقدسونه ویقولون فی تسبیحهم :اللهم أغفر لمن شهد الجمعة، اللهم أغفر لمن اغتسل فی الجمعة(الکشف والبیان عن تفسیر القرآن،لأحمد بن محمد بن إبراهیم الثعلبی، ج۹، ص۳۱۵، سورة الجمعة)

www.idaraghufran.org

میں آسمانِ دنیا پر اترا، تو میں نے اپنے نیچے دیکھا، تو میں نے گرد اور دھویں کو دیکھا، اور مختلف آوازوں کو سنا، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریلِ امین نے جواب میں فرمایا کہ یہ شیاطین ہیں، جو انسانوں کی آنکھوں کے سامنے حائل ہوجاتے ہیں، تاکہ وہ آسمان وزمین کے عجائب میں غور وفکر نہ کرسکیں، اور اگر ایسا نہ ہوتا، تو لوگوں کو عجیب وغریب مناظر دکھائی دیتے''۔ [1]

مذکورہ حدیث کی سند میں ''علی بن زید'' راوی کا ضعیف ہونا غالب ہے، اور ''ابوصلت'' راوی کی جہالت بھی پائی جاتی ہے۔ [2]

# ''معارجُ النبوة'' میں مذکور ایک حدیث کی حیثیت

''معارجُ النبوة'' اصل میں فارسی زبان کی کتاب ہے، جس کا پورا نام ''معارجُ النبوة

---

[1] حدثنا حسن، وعفان المعنى، قالا: حدثنا حماد، عن علي بن زيد، قال عفان: حدثنا حماد، أنبأنا علي بن زيد، عن أبي الصلت، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " رأيت ليلة أسري بي، لما انتهينا إلى السماء السابعة فنظرت فوق – قال عفان: فوقي – فإذا أنا برعد وبرق وصواعق "، قال: " فأتيت على قوم بطونهم كالبيوت فيها الحيات ترى من خارج بطونهم، قلت: من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء أكلة الربا، فلما نزلت إلى السماء الدنيا، نظرت أسفل مني فإذا أنا برهج ودخان وأصوات، فقلت: ما هذا يا جبريل؟ قال: هذه الشياطين يحرفون على أعين بني آدم، أن لا يتفكروا في ملكوت السماوات والأرض، ولولا ذلك لرأوا العجائب "(مسند احمد، رقم الحديث ٨٦٤٠)

[2] قال شعيب الارنؤط:

إسناده ضعيف لضعف علي بن زيد، وجهالة أبي الصلت وأخرجه ابن أبي شيبة 14/307، وعنه ابن ماجه (2273) عن الحسن بن موسى وحده، وابن أبي حاتم كما في "تفسير ابن كثير 5/37 "من طريق الحجاج بن المنهال، كلاهما عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد .ورواية ابن ماجه مختصرة وسيأتي برقم (8857)(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه الإمام أحمد في حديث طويل في عجائب المخلوقات، وقد رواه ابن ماجه باختصار، وفيه علي بن زيد، وفيه كلام، والغالب عليه الضعف.(مجمع الزوائد ج۴ص۱۱۷، تحت رقم الحديث ٦٥٧٧)

www.idaraghufran.org

فی مدارج الفتوۃ ‘‘ ہے اور کتاب کے مصنف کا اصل نام ’’معین الحاج محمد الفراہی (المتوفیٰ: 954 ہجری) ہے۔ [1]

اس کے علاوہ ایک عالم ’’معین الدین حسین بن علی الواعظ الکاشفی (المتوفیٰ: 910 ہجری)‘‘ نام کے بھی ہیں، ان کی بھی فارسی میں بعض کتب ہیں، ان کو اہلِ تشیع کے مذہب کا عالم قرار دیا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] معارج النبوة فی مدارج الفتوة ، فی السیر ، فارسی .
للمعین الحاج : محمد الفراهی المعروف : بمنلا مسکین . المتوفی : سنة 954
جعله فی : مقدمة وأربعة أرکان وخاتمة . المقدمة : فی المحامد ( 1724 / 2) الإلهیة .
والرکن الأول : فی ذکر نوره علیه – الصلاة والسلام – وکیفیة انتقاله وفیه واقعات الأنبیاء : آدم وشیت وإدریس ونوح وهود وإبراهیم وإسماعیل علیهم السلام .
الثانی : فی الوقائع من الولادة إلی البعثة . الثالثة : فی کیفیة الوحی والوقائع إلی الهجرة .
وفیه ذکر المعراج مفصلا بحیث صار سببا لتلک التسمیة .
الرابع : فی الوقائع من الهجرة إلی الوفاة والخاتمة : فی معجزاته – علیه الصلاة والسلام
وترجمة : المولی : مصطفی بن جلال التوقیعی بإنشاء بلیغ حال کونه توقیعیا سنة 964، أربع وستین وتسعمائة وسماه : ( دلائل نبوة محمدی وشمائل فتوت أحمدی )
ثم ترجمه : الشیخ : محمد بن محمد المعروف : بآلتی برمق .
وسماه بما ذکر . وتوفی : سنة 1000(کشف الظنون، ج۲ص۱۷۲۳، باب المیم)

[2] روضة الشهداء : فارسی ، لحسین بن علی الکاشفی المعروف :بالواعظ البیهقی المتوفی : سنة 910، عشر وتسعمائة (کشف الظنون ، ج ۱ ص ۹۲۶، باب الراء المهملة )
مخزن الإنشاء : فارسی ، لمعین الدین : حسین بن علی الواعظ الکاشفی .
المتوفی : سنة 910، عشر وتسعمائة . رتبه علی : عنوان وثلاث صحائف وخاتمة ، أوله : ( حمد خداوند . . .الخ ) العنوان : فی أدب الکاتب
الصحیفة الأولی : فی الخطابیات . الثانیة : فی الجوابیات . الثالثة : فی أحوال الضروری .
والخاتمة : فی الأدعیة والأثنیة . ألفه : للسلطان : حسین بن بایقرا التیموری ، ومیر : علیشیر الوزیر ( 1639 / 2 ) .(کشف الظنون، ج۲ص۱۶۳۸، باب المیم)
حسین الکاشفی( 910 - 000هـ) ( 1504 - 000م)حسین بن علی الکاشفی، البیهقی، السبزواری، ثم الهروی، المعروف بالولی حسین الکاشفی البیهقی، وبالواعظ الهروی.
صوفی، ادیب، شاعر، فقیه، محدث، مفسر، منجم .توفی بهراة .من آثاره:
تفسیر سورة یوسف بلسان العرفان، روضة الصفا فی مقتل الحسین علیه السلام، لوامع الشمس فی احکام طوالع سنی العالم، ما لا بد منه فی المذهب، ورشحات عین الحیاة فی مناقب مشایخ النقشبندیة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اسماعیل حقی نے تفسیر ''روح البیان'' میں کئی جگہ حسین واعظ کاشفی کی فارسی عبارات کا حوالہ دیا ہے۔ [1]

''معارجُ النبوۃ'' نامی اس کتاب میں مصنف نے معراج سے متعلق کئی قسم کی عجیب وغریب روایات ذکر کی ہیں، جو بعض اہلِ علم میں بھی مشہور ہوگئی ہیں، اوران کے واسطے سے بعض عوام میں بھی شہرت پا گئی ہیں، لیکن اس کتاب میں مذکور بہت سی احادیث ورویات کی اسناد نہیں ملتیں، جب کہ بعض کی اسناد غیر معمولی ضعیف، یا موضوع ہیں۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی صاحب سے درج ذیل سوالات کیے گئے:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائلِ ذیل میں:

(الف) حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روزِ قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے، ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا، جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے، یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ کتاب ''معارجُ النبوۃ'' سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب ''معارجُ النبوۃ'' کیسی کتاب ہے؟ اوراس کے مصنف عالم اہلِ سنت معتبر محقق تھے، یا نہیں؟

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ط) العاملی: اعیان الشیعة 27: 50 – 60، حاجی خلیفة: کشف الظنون 398، 1305، 1574، 1648، 1896، 1916، کتبخانه ولی الدین 10، البغدادی: ایضاح المکنون 76 :1، 416 :2، 674، الخوانساری: روضات الجنات 256– 258(معجم المؤلفین،لعمر رضا کحالة، ج۴ ص ۳۴، ۳۵، باب الحاء)

[1] چنانچہ تفسیر روح البیان میں ایک جگہ ہے:

قال الحسین الواعظ الکاشفی :

علم باحلم حال روی بود — علم بی حلم خاک کوی بود

بردباری وزینت خردست — ہر کرا حلم نیست زیور نیست

(تفسیر روح البیان ، ج ا ص ۳۴۹، سورة البقرة)

www.idaraghufran.org

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی صاحب نے مذکورہ سوالوں کا درج ذیل جواب تحریر کیا :

(الف) بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

(ب) سنی واعظ تھے، کتاب میں رطب و یابس سب کچھ ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم (احکامِ شریعت، حصہ: دوم، ص: ۱۶۲ و ۱۶۳، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

اور علامہ محمد علی صاحب (بانی و مہتمم جامعہ رسولیہ، شیرازیہ بلال گنج، لاہور) لکھتے ہیں کہ:

''معارجُ النبوۃ'' ایسی کتاب ہے، جسے بعض سطحی لوگ اہلِ سنت کی کتاب کہتے اور سمجھتے ہیں، اور اس میں موجود تحریر بطورِ حوالہ پیش کی جاتی ہے، اور اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے شور مچایا جاتا ہے کہ دیکھو، اہلِ سنت کی معتبر کتاب میں فلاں فلاں شیعہ عقیدہ اور عمل ثابت ہے۔

حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے ''ماتم اور صحابہ'' میں نجفی شیعی نے اسی کتاب کا اقتباس پیش کیا، اور پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''وقتِ مصیبت، حضرت عمر کا سر میں خاک ڈالنا''

اہلِ سنت کی معتبر کتاب ''معارجُ النبوۃ'' رکن چہارم، باب پنجم میں ہے:

نقل است کہ حفصہ خاتون درمیان امہات المؤمنین بہ تندخوئی شہرتی داشت، واحیانا بایں جہت، خاطر آں حضرت ملول میشد، چنانکہ مہمش بجائے رسید کہ حضرت خواست کہ او را طلاق دہد۔

در روایتی آنست کہ طلاقش داد، چوں امیر المؤمنین عمر ایں معنی معلوم کرد، خاک بر سر ریخت وفغاں برآورد کہ بعد ازیں مرا چہ آبرو بماند کہ فرزند من از حبالہ آنحضرت بیروں آمد (ماتم در صحابہ ص ۸۶)

ترجمہ: بی بی حفصہ اپنی تند مزاجی کی وجہ سے ازواجِ نبی میں خاصی شہرت رکھتی تھیں، اور اس سے حضور کو صدمہ ہوتا تھا، جناب نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا، دوسری روایت میں ہے دے دی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو

روئے ''سر میں خاک ڈالی''۔

جواب: کتاب ''معارجُ النبوۃ'' میں ہر طرح کی روایات اکٹھی کر دی گئیں، اس میں صحت وعدمِ صحت کا کوئی معیار نہیں رکھا گیا، اسی لیے اس کے بارے میں امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے ''احکامِ شریعت'' حصہ دوم ص ۸۲ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس کتاب میں رطب ویابس سب اکٹھا کر دیا گیا ہے، یعنی مصنف کی اس روش نے کتاب کو قابلِ حجت نہ رہنے دیا، اور خود مصنف بھی مشکوک ہو گیا۔

اس کے علاوہ شیعہ برادری کے شیخ آقا بزرگ طہرانی کا کہنا ہے کہ یہ شخص (صاحبِ ''معارجُ النبوۃ'' ملا کاشانی) شیعہ معلوم ہوتا ہے، اور یہ بھی لکھا کہ اس نے بطورِ تقیہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا۔ الذریعہ جلد ۲۱ ص ۱۸۴۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ ''معارجُ النبوۃ'' اہلِ سنت کی معتبر کتاب نہیں، جیسے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، لہٰذا اس کتاب کے مندرجات سے مسلکِ شیعہ کی تائید پیش کرنا بھی دھوکہ اور فریب ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الأبصار** (میزانُ الکتب، ص: ۶۷۷، باب اول، کتاب سوم ''معارج النبوۃ ملا معین کاشفی''، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ حسینیہ، بلال گنج، لاہور، سنِ طباعت: اگست ۱۹۹۳ء)

''معارجُ النبوۃ'' نامی کتاب میں ایک واقعہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ:

''معراج کے لیے جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور آپ کے ساتھ ہزاروں فرشتے تھے، اور ہر فرشتے کے ساتھ بھی ہزاروں فرشتے تھے، جس کے بعد جبریلِ امین نے کہا کہ اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی طرف، آپ کے اکرام اور آپ کی فضیلت کے لیے بھیجا ہے، اور اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے، جس کے بعد معراج میں ہزاروں فرشتوں نے آپ کا استقبال کیا''۔

لیکن یہ واقعہ کتبِ احادیث میں باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکا۔

www.idaraghufran.org

البتہ امام طبرانی وغیرہ نے اس طرح کے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریلِ امین کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ اس روایت کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ہے، معراج سے نہیں ہے۔ [1]

علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس روایت میں ''عبداللہ بن میمون قداح ذَاهِبُ الحديث ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا إسحاق بن محمد الحراجي المكي، والعباس بن حمدان الحنفي الأصبهاني، قالا :ثنا عبد الجبار بن العلاء ، ثنا عبد الله بن ميمون القداح، ثنا جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي بن حسين، قال :سمعت أبي يقول :لما كان قبل وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة أيام، هبط عليه جبريل عليه السلام، فقال :يا محمد، إن الله عز وجل أرسلني إليك إكراما لك، وتفضيلا لك، وخاصة لك، أسألك عما هو أعلم به منك، يقول :كيف تجدك؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم :أجدني يا جبريل مغموما، وأجدني يا جبريل مكروبا .قال :فلما كان اليوم الثالث هبط جبريل عليه السلام، وهبط ملك الموت عليهما السلام، وهبط معهما ملك في الهواء يقال له إسماعيل على سبعين ألف ملك، ليس فيهم ملك إلا على سبعين ألف ملك، يشيعهم جبريل عليه السلام، فقال :يا محمد، إن الله عز وجل أرسلني إليك إكراما لك، وتفضيلا لك، وخاصة لك، أسألك عما هو أعلم به منك، يقول :كيف تجدك؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أجدني يا جبريل مغموما، وأجدني يا جبريل مكروبا .قال :فاستأذن ملك الموت صلى الله عليه وسلم على الباب، فقال جبريل عليه السلام :يا محمد، هذا ملك الموت يستأذن عليك، ما استأذن على آدمي قبلك، ولا يستأذن على آدمي بعدك .فقال :ائذن له .فأذن له جبريل صلى الله عليه وسلم، فأقبل حتى وقف بين يديه، فقال :يا محمد، إن الله عز وجل أرسلني إليك، وأمرني أن أطيعك فيما أمرتني به، إن أمرتني أن أقبض نفسك قبضتها، وإن كرهت تركتها .فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم :أتفعل يا ملك الموت؟ قال :نعم، وبذلك أمرت أن أطيعك فيما أمرتني به .فقال له جبريل؟ عليه السلام :إن الله عز وجل قد اشتاق إلى لقائك .فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :امض لما أمرت به .فقال له جبريل :هذا آخر وطأتي الأرض، إنما كانت حاجتي في الدنيا .فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاءت التعزية، جاء آت، يسمعون حسه ولا يرون شخصه، فقال :السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، كل نفس ذائقة الموت، إن في الله عزاء من كل مصيبة، وخلفا من كل هالك، ودركا من كل ما فات، فبالله فثقوا، وإياه فارجوا، فإن المصاب من حرم الثواب، والسلام عليكم ورحمة الله(المعجم الكبير،للطبراني ، رقم الحديث ۲۸۹۰، ج۳ص۱۲۸، ۱۲۹، باب الحاء)

[2] رواه الطبراني، وفيه عبد الله بن ميمون القداح، وهو ذاهب الحديث(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۴۲۶۱ )

www.idaraghufran.org

اس طرح کی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے، مگر وہ بھی ضعف سے خالی نہیں، اسی وجہ سے بعض حضرات نے اس طرح کی روایات کے غیر صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [1]
اور بعض اہلِ علم حضرات نے ان روایات کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:
وعليه فالحديث بهذا الإسناد ضعيف لا يصح.
وقد ضعفه ابن كثير في البداية والنهاية (309 /1)، وقال :لا يصح.
قال ابن القيم في المنار المنيف (ص 67) :الأحاديث التي يذكر فيها الخضر وحياته، كلها كذب، ولا يصح في حياته حديث واحد .اهـ.
قلت :ومسألة حياة الخضر من المسائل التي اختلف فيها أهل العلم قديما وحديثا(حاشية المطالب العالية، ج۷ ا ص ۵۳۰، تحت رقم الحديث ۴۳۲۶، كتاب السيرة والمغازى، باب وفاة سيدنا رسول الله –صلى الله عليه وسلم–)

[2] (لما مرض رسول الله -صلى الله عليه وسلم -؛ جاء ه جبريل عليه السلام فقال :يا محمد! أرسلني الله عز وجل إليک؛ تکريماً لک، وتشريفاً لک، وخاصة لک، أسألک عما هو أعلم به منک :يقول :کيف تجدک؟ قال :أجدني -يا جبريل -مغموماً، وأجدني -يا جبريل -؛ مکروباً. ثم جاء ه اليوم الثاني، فقال ذلک له، فرد عليه النبي -صلى الله عليه وسلم -کما رد عليه أول يوم. ثم جاء ه اليوم الثالث، فقال له کما قال أول يوم، ورد عليه کما رد .وجاء معه ملک يقال له: إسماعيل على مئة ألف ملک، کل ملک منهم على مئة ألف ملک؛ فاستأذن فسأل عنه؛ ثم قال جبريل :هذا ملک الموت؛ يستأذن عليک، ما استأذن على آدمي قبلک ولا يستأذن على آدمي بعدک .فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-ائذن له .فأذن له، فسلم عليه، ثم قال :يا محمد! إن الله عز وجل أرسلني إليک، فإن أمرتني أن أقبض روحک قبضته، وإن أمرتني أن أترکه ترکته. قال :أو تفعل يا ملک الموت؟ !قال :نعم؛ بذلک أمرت، وأمرت أن أطيعک !قال :فنظر النبي -صلى الله عليه وسلم -إلى جبريل عليه السلام، فقال جبريل :يا محمد !إن الله عز وجل اشتاق إلى لقائک .فقال النبي -صلى الله عليه وسلم -لملک الموت :امض لما أمرت به .فقبض روحه. فلما توفى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وجاء ت التعزية؛ سمعوا صوتاً من ناحية البيت: سلام عليکم أهل البيت ورحمة الله وبرکاته !إن في الله عزاءً من کل مصيبة؛ وخلفاً من کل هالک، ودرکاً من کل ما فات، فبالله فثقوا، وإياه فارجوا :فإنما المصاب من حرم الثواب !فقال على عليه السلام :أتدرون من هذا؟ هذا الخضر عليه السلام). موضوع.
أخرجه الإمام الشافعي في "السنن "عن القاسم بن عبد الله بن عمر بن حفص عن جعفر بن محمد عن أبي أن رجالاً من قريش دخلوا على أبيه على بن الحسين فقال :ألا أحدثکم عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -؟ قالوا :بلى، فحدثنا عن أبي القاسم صلى الله عليه وسلم .-قال ... :فذکره. قلت :وهذا إسناد ضعيف جداً على إرساله، آفته :القاسم هذا -وهو العمري المدني -؛ قال الإمام أحمد":ليس بشيء ، کان يکذب ويضع الحديث." ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور برسبیلِ تسلیم بھی مذکورہ روایات کا تعلق معراج سے نہیں ہے، کیونکہ اصل روایات میں معراج کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وكذبه ابن معين أيضاً .ولهذا؛ قال الحافظ فى "التقريب":"متروك، رماه أحمد بالكذب."

قلت :وقد تابعه من هو مثله، ولعل أحدهما سرقه من الآخر؛ فأخرجه الطبرانى فى "الكبير" (2890) من طريق عبد الجبار بن العلاء :حدثنا عبد الله ابن ميمون القداح :حدثنا جعفر بن محمد به؛ إلا أنه أسنده فقال :عن أبيه عن على بن حسين قال :سمعت أبى يقول ... :فذكره.

قلت :والقداح هذا؛ قال أبو حاتم: "متروك ."وقال البخارى: "ذاهب الحديث .

وقال ابن حبان: "لا يجوز أن يحتج به ."وفى "التقريب:" "منكر الحديث، متروك."

وبه أعله الهيثمى فى "المجمع "(35 /9).

ثم سرقه منهما كذاب آخر وغاير فى الإسناد؛ إلا وهو أبو الوليد المخزومى؛ فقال :حدثنا أنس بن عياض عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر قال ... :فذكره مختصراً بلفظ : عزتهم الملائكة؛ يسمعون الحس ولا يرون الشخص، فقالت ... :فذكره.

أخرجه الحاكم (57 /3) ، وقال: "صحيح الإسناد !"ووافقه الذهبى!!

وهذا من أوهامهما الفاحشة !ومن الظاهر أنهما لم يعرفا أبا الوليد المخزومى هذا، وقد أورده الذهبى فى كنى "الميزان"، وقال: "هو خالد بن إسماعيل؛ الكذاب."

ثم ترجمه هناك فى الأسماء ، فقال : "قال ابن عدى :كان يضع الحديث على الثقات .وقال الدارقطنى :متروك .وقال ابن حبان :لا يجوز الاحتجاج به بحال."

ثم رواه أحد المتروكين بسند آخر -وهو عباد بن عبد الصمد -عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال : لما قبض رسول الله -صلى الله عليه وسلم -؛ أحدق به أصحابه، فبكوا حوله واجتمعوا، فدخل رجل أصهب اللحية؛ جسيم صبيح فتخطى رقابهم فبكى، ثم التفت إلى أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فقال: إن فى الله عزاءً من كل مصيبة ...الحديث، فقال بعضهم لبعض: تعرفون الرجل؟ فقال أبو بكر وعلى :نعم؛ هذا أخو رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-الخضر عليه السلام.

أخرجه الحاكم ( 58 /3) ؛ وقال: "هذا شاهد لما تقدم، وإن كان عباد بن عبد الصمد ليس من شرط هذا الكتاب !"ووافقه الذهبى!

وأقول :لا يستشهد به أيضاً لشدة ضعفه؛ أورده الذهبى نفسه فى "الميزان"، وقال: "بصرى واه. قال البخارى :منكر الحديث .ووهاه ابن حبان وقال :له عن أنس نسخة أكثرها موضوعة .وقال أبو حاتم :ضعيف جداً"، ثم ساق له أحاديث قال فى أحدها : "يشبه وضع القصاص ."وقال فى آخر : "وهذا إفك بين."

وإذا عرفت هذا الحديث وشدة ضعفها؛ فمن الغريب اعتماد شيخ الإسلام ابن تيمية على الطريق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ بعض صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعاء کا ذکر آیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے اشتیاق کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے اشتیاق کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء کرنے کا ذکر آیا ہے کہ:

اللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ، وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ، اللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ.

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الأولى في ميله في فتوى له إلى القول بحياة الخضر في حياته -صلى الله عليه وسلم !-فقد سئل عنها في استفتاء له، فأجاب بقوله: "وأما حياته؛ فهو حي، والحديث المذكور" :لو كان حياً لزارنى"؛ لا أصل له، ولا يعرف له إسناد، بل المروى في "مسند الشافعي" وغيره :أنه اجتمع بالنبى -صلى الله عليه وسلم -، ومن قال :إنه لم يجتمع بالنبى -صلى الله عليه وسلم -؛ فقد قال ما لا علم له به؛ فإنه من العلم الذى لا يحاط به !!" ...

قلت :وهذه الفتوى كأنها كانت منه قبل أن يتمكن من العلم الصحيح؛ فإن أكثر فتاوته على خلافها، وأن الخضر مات، وأنه لو أدرک النبى -صلى الله عليه وسلم -لوجب عليه أن يأتيه وينصره، كما بينت ذلک من كلامه في مقدمتي لكتاب "رفع الأستار لإبطال أدلة القائلين بفناء النار "للإمام الصنعاني، وهو تحت الطبع.

وقوله" :إنه اجتمع بالنبى -صلى الله عليه وسلم !"-كأنه يعنى :بعد وفاته معزياً به .وهذا هو الذى رواه الشافعي وغيره كما رأيت .وسكوته عن إسناده -بل واحتجاجه به على حياته، ورده على من قال بوفاته ونسبته إلى القول بغير علم -من شطط القول، لا سيما وهو ممن يشمله رده !!(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٥٣٨٤)

www.idaraghufran.org

''اے اللہ! اپنے غیب کے علم اور مخلوق پر قدرت کی وجہ سے مجھے اس وقت تک زندگی عطاء فرمایئے، جب تک آپ کے علم میں میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہو، اور جب آپ کے علم میں میرے لیے موت بہتر ہو، تو مجھے موت عطاء فرمایئے، اے اللہ! میں تنہائی میں ہوتے ہوئے اور سب کے سامنے ہوتے ہوئے آپ کی خشیت کا آپ سے سوال کرتا ہوں، اور میں رضا مندی میں اور غصے میں درست بات کہنے کا سوال کرتا ہوں، اور تنگدستی اور مالداری میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں، جو کبھی ختم نہ ہوں، اور میں آپ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں، جو کبھی ختم نہ ہو، اور میں آپ سے تقدیر کے (فیصلے کے) بعد رضاء کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے موت کے بعد آرام دہ زندگی کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کے چہرے کی زیارت کی لذت کا اور آپ سے ملاقات کے شوق کا نقصان دہ چیزوں اور گمراہ کن فتنوں سے بچتے ہوئے سوال کرتا ہوں؛ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزیّن فرمایئے اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنایئے''۔ [1]

---

[1] حدثنا عطاء بن السائب، عن أبيه، قال: صلى بنا عمار بن ياسر صلاة، فأوجز فيها، فقال له بعض القوم: لقد خففت أو أوجزت الصلاة، فقال: أما على ذلك، فقد دعوت فيها بدعوات سمعتهن من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما قام تبعه رجل من القوم هو أبى غير أنه كنى عن نفسه، فسأله عن الدعاء، ثم جاء فأخبر به القوم:
اللهم بعلمك الغيب، وقدرتك على الخلق، أحينى ما علمت الحياة خيرا لى، وتوفنى إذا علمت الوفاة خيرا لى، اللهم وأسألك خشيتك فى الغيب والشهادة، وأسألك كلمة الحق فى الرضا والغضب، وأسألك القصد فى الفقر والغنى، وأسألك نعيما لا ينفد، وأسألك قرة عين لا تنقطع، وأسألك الرضاء بعد القضاء، وأسألك برد العيش بعد الموت، وأسألك لذة النظر إلى وجهك، والشوق إلى لقائك فى غير ضراء مضرة، ولا فتنة مضلة، اللهم زينا بزينة الإيمان، واجعلنا هداة مهتدين (سنن النسائى، رقم الحديث ١٣٠٥، ورقم الحديث ١٣٠٦؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٨٣٢٥، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ١٩٧١؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ١٩٢٣)
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهو مطول ما قبله (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق سے اس ملاقات کا شوق مراد ہے، جو فوت ہونے کے بعد مومن وصالح بندے کو حاصل ہوتا ہے۔ [1]

اسی مضمون کو دوسری احادیث میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٦٥٠٨، كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقائه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ (مسلم، رقم الحديث ٢٦٨٤"١٦" كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقائه ومن كره لقاء الله كره الله لقائه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے، اور اللہ کی ملاقات سے قبل موت ہے (مسلم)

---

[1] (والشوق إلى لقائك) أى الاشتياق إلى ملاقاتك فى دار المجازاة. قال الشوكانى: إنما سأله ع لأنه من موجبات محبة الله تعالى للقاء عبده لحديث ((من أحب لقاء الله أحب الله لقائه)) ومحبة الله تعالى من أسباب المغفرة (مرعاة المفاتيح، ج٨ص ٢٧٩، كتاب الدعوات، باب جمع الدعاء، الفصل الثالث)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ملاقات سے قبل موت ضروری ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: لَيْسَ ذٰكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٦٥٠٧، كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقائه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، تو اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری بیوی نے عرض کیا کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی بات نہیں ہے، بلکہ (مطلب یہ ہے کہ) جب مومن کی وفات کا وقت (قریب) آتا ہے، تو اس کو اللہ کی رضامندی اور اُس کے اعزاز کی خوشخبری دی جاتی ہے، پس جو چیز اس (مؤمن) کے آگے (آرہی) ہوتی ہے، اُس سے زیادہ محبوب اُس کے لئے کوئی

---

[1] عن عبد الله، قال: من أحب لقاء الله أحب الله لقائه، ومن كره لقاء الله كره الله لقائه، والموت قبل لقاء الله (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٨٨٨٢، ج٩ ص١٧٨)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٣٩٠٢)

www.idaraghufran.org

چیز نہیں ہوتی، تو وہ اللہ سے ملنے کو اور اللہ تعالیٰ اُس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے، اور کافر کی موت کا جب وقت (قریب) آتا ہے تو اُس کو اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر سنائی جاتی ہے، تو اس (کافر) کے سامنے جو چیز ہوتی ہے، اس سے زیادہ ناگوار کوئی چیز اُس (کافر) کے لئے کوئی نہیں ہوتی، وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اور اللہ اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے (بخاری)

مذکورہ احادیث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ سے ملاقات کا شوق وہ ہے، جو موت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ [1]

## قرآن مجید یا اس کا حصہ بھلا دینے کے گناہ کو دیکھنے کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے اپنی امت کے چھوٹے بڑے تمام اعمال کے اجر پیش کئے گئے، حتیٰ کہ مسجد سے تنکا نکالنے والے شخص کا اجر بھی پیش کیا گیا، اور تمام امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے، ان میں سے سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ کسی شخص نے قرآن مجید کی کوئی سورت، یا آیت یاد کرنے کے بعد بھلا دی ہو''۔ [2]

---

[1] (من كره لقاء الله) الموت، وليس بذلك؛ لأن لقاء الله غير الموت، بدليل قوله: (والموت قبل لقاء الله) فلما كان الموت وسيلة إلى لقاء الله، عبر عنه بلقاء الله .وعن بعضهم: قوله: (الموت قبل لقاء الله) يدل على أن الله تعالى لا يرى في الدنيا في اليقظة، لا عند الموت ولا قبل الموت(شرح المشكاة للطيبي ، ج۴ص۱۳۶۳ ، كتاب الجنائز، باب تمنى الموت وذكره)

[2] حدثنا عبد الوهاب بن عبد الحكم الخزاز، أخبرنا عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، عن ابن جريج، عن المطلب بن عبد الله بن حنطب عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " عرضت على أجور أمتي حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد، وعرضت على ذنوب أمتي فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيها "(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۶۱، كتاب الصلاة،باب في كنس المسجد)

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث اور واقعہ کو بعض حضرات نے معراج سے متعلق مشہور کر دیا ہے، جس پر بعض عوام کا پختہ عقیدہ بن گیا ہے۔

حالانکہ اوّلاً تو مذکورہ حدیث کی سند پر اہلِ علم نے کلام کیا ہے، اور اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] قال ابن حجر:

هذا حديث غريب، أخرجه أبو داود والترمذى جميعا عن عبد الوهاب بن الحكم بهذا الإسناد(نتائج الافكار، ج۳ص۱۸۷، كتاب تلاوة القرآنِ، فصل: فى الأمر بتعهد القرآن، والتحذير من تعريضه للنسيان، المجلس :۲۶۲)

وقال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، ابن جريج –وهو عبد الملك بن عبد العزيز– مدلس ورواه بالعنعنة، وقال ابن المدينى كما فى "الكفاية "للخطيب ص 538: ابن جريج لم يسمع من المطلب، كان يأخذ أحاديثه عن ابن أبى يحيى عنه، وقال الدارقطنى فيما نقله عنه ابن الجوزى فى "العلل المتناهية :1 /117 "كان يدلسها عن ابن ميسرة وغيره من الضعفاء .والمطلب بن عبد الله لم يسمع من أنس فيما قال ابن المدينى والبخارى، وقد اختلف فى إسناده على ابن أبى رواد وعلى ابن جريج كما سيأتى فى التخريج، كما نقله عنهما الترمذى(حاشية سنن ابى داؤد)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتى:

ضعيف.يرويه ابن جُريج واختلف عنه:

فرواه عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبى روّاد عن ابن جريج واختلف فيه على عبد المجيد: فرواه غير واحد عنه عن ابن جريج عن المطلب بن عبد الله بن حَنطَب عن أنس مرفوعا "عُرضت علىّ أجور أمتى حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد، وعُرضت علىّ ذنوب أمتى، فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيها"

منهم:

1– عبد الوهّاب بن عبد الحكم الوراق البغدادى .أخرجه أبو داود (461)والترمذى (2916)وابن خزيمة (1297)وابن المنادى فى "متشابه القرآن) "ص 46) والبيهقى (440 /2)وفى "الشعب (1814) "وابن عبد البر فى "التمهيد - 135 /14) " (136والخطيب فى "الجامع (83) "والبغوى فى "شرح السنة (479) "والذهبى فى "تذكرة الحفاظ(526 /2) "

2– محمد بن بحر البصرى.أخرجه أبو يعلى (4265)

3– هاشم بن الجنيد .أخرجه ابن الجوزى فى "العلل (158) "من طريق الدارقطنى ثنا عبد الله بن محمد بن سعيد الجمال ثنا هاشم بن الجنيد به.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ضعیف حدیث پر عقیدہ رکھنا درست نہیں ہوا کرتا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

4– أيوب بن محمد الوزان.قاله المزى فى "تحفة الأشراف(408 /1) "

5– أبو المسلم حريز بن المسلم الصنعانى .أخرجه الفاكهى فى "أخبار مكة" (1289)

قال الترمذى: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.

قال: وذاكرت به محمد بن إسماعيل فلم يعرفه واستغربه .قال محمد: ولا أعرف للمطلب بن عبد الله سماعا من أحد من أصحاب النبى – صلى الله عليه وسلم – إلا قوله: حدثنى من شهد خطبة النبى – صلى الله عليه وسلم –.

قال: وسمعت عبد الله بن عبد الرحمن يقول: لا نعرف للمطلب سماعا من أحد من أصحاب النبى – صلى الله عليه وسلم –، وأنكر على بن المدينى أنْ يكون المطلب سمع من أنس"

– ورواه محمد بن رباح عن عبد المجيد بن عبد العزيز عن ابن جريج عن الزهرى عن أنس . أخرجه الخطيب فى "الجامع(84) "

وتابعه محمد بن يزيد الأدمى عن عبد المجيد بن عبد العزيز به.

أخرجه الطبرانى فى "الصغير (547) "و"الأوسط (6485) "وأبو الشيخ فى "الطبقات (476 - 475 /3) "وأبو نعيم فى "أخبار أصبهان (12 - 11 /2) " والشجرى فى "أماليه(104 /1) "

– ورواه حجاج بن محمد المصيصى عن ابن جُريج قال: حُدثت عن أنس.

أخرجه أبو عبيد فى "فضائل القرآن"(ص 103)

– ورواه عبد الرزّاق (5977)عن ابن جريج عن رجل عن أنس.

ومن طريقه أخرجه ابن المنادى (ص 45) والخطيب فى "الجامع(82) "

قال الدارقطنى: والأول أشبه بالصواب، والحديث غير ثابت لأنّ ابن جريج لم يسمع من المطلب شيئًا .يقال: كان يدلسه عن ابن ميسرة وغيره من الضعفاء"

وقال ابن عبد البر: وليس هذا الحديث مما يحتج به لضعفه"

قلت: ابن جريج مشهور بالتدليس ولم يذكر سماعا فى جميع الروايات التى ذكرتها.

قال ابن المدينى: ابن جريج لم يسمع من المطلب بن عبد الله بن حنطب كان يأخذ أحاديثه عن ابن أبى يحيى عنه "الكفاية ص 512.

وابن أبى يحيى واسمه إبراهيم بن محمد الأسلمى كذبه يحيى القطان وابن معين وابن المدينى وغيرهم.وقال ابن معين: ابن جريج ليس بشىء فى الزهرى.

وللحديث شاهد عن جابر مرفوعا نحوه.

أخرجه أبو الفضل الرازى فى "فضائل القرآن (5) "عن أبى الحسن محمد بن القاسم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

دوسرے مذکورہ حدیث کے الفاظ میں معراج کی صراحت نہیں، اس لیے اس کا احتمال پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ معراج سے متعلق ہو، یا کسی دوسرے موقع سے متعلق ہو۔ [1]

لہٰذا اس واقعہ کو یقینی انداز میں معراج کے ساتھ جوڑنا اور اس کے مطابق عقیدہ بنانا درست نہیں۔

## بیت المقدس جاتے وقت مختلف نبیوں سے ملاقات کی روایت

ابو عبیدہ کی سند سے معراج کے واقعہ کے متعلق حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں داخل ہونے سے پہلے راستے میں مختلف نبیوں سے ملاقات کا ذکر ہے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأبرقوهي ثنا أبو بكر محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن معبد البخاري ثنا مزيد بن عبد الله المصري ثنا حاجب بن سليمان المنبجي ثنا وكيع بن الجراح ثنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر .

وحاجب بن سليمان صدوق، ومن فوقه كلهم ثقات، ومن دونه لم أر من ترجمهم(انيس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۵ص ۳۸۳۵ الیٰ ۳۸۴۱، تحت رقم الحديث ۲۴۱۵، حرف العين)

[1] (أمتى) أى ليلة الإسراء أو وقت المكاشفات والتجليات حين ورود الوارد على قلبه (التيسير بشرح الجامع الصغير للصنعانی، ج۲ص ۱۳۱، حرف العين)

[2] حدثنا الحسن بن عرفة حدثنا مروان بن معاوية، عن قنان بن عبد الله النهمي، حدثنا أبو ظبيان الجنبي، قال: كنا جلوسا عند أبي عبيدة بن عبد الله، ومحمد بن سعد بن أبي وقاص، وهما جالسان، فقال محمد بن سعد لأبي عبيدة:حدثنا عن أبيك، ليلة أسرى بمحمد صلى الله عليه وسلم، فقال أبو عبيدة: لا، بل حدثنا أنت عن أبيك فقال محمد بن سعد: لو سألتني قبل أن أسألك، لفعلت، فأنشأ أبو عبيدة يحدث، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أتاني جبريل بدابة فوق الحمار ودون البغل، فحملني عليه، ثم انطلق يهوي بنا، كلما صعد عقبة، استوت رجلاه كذلك مع يديه، وإذا هبط استوت يداه مع رجليه، حتى مررنا برجل سبط طوال أدم، كأنه من رجال أزد شنوأة، وهو يقول، ويرفع صوته: أكرمته، وفضلته، قال: فدفعنا إليه، فسلمنا عليه، فرد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن چونکہ صحیح احادیث میں مختلف نبیوں سے یہ ملاقات مختلف آسمانوں پر کرنا ثابت ہے، اس لیے علامہ ابنِ کثیر وغیرہ نے اس حدیث پر غرابت کا حکم لگایا ہے۔ [1]
اور بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السلام، فقال: من هذا معک یا جبریل؟ قال: هذا محمد، قال: مرحبا بالنبی الأمی، الذی بلغ رسالة ربه، ونصح لأمته، قال: ثم دفعنا، فقلت: من هذا یا جبریل؟، فقال: هذا موسی بن عمران علیه السلام، قال: وقلت: ومن یعاتب ربه؟ قیل: لا، قلت: ویرفع صوته علی ربه عز وجل؟ قال: إن الله عز وجل قد عرف حدته، قال: ثم اندفعنا حتی مررنا بشجرة، کان ثمرها السرح، تحتها شیخ، وعیاله، قال: فقال لی جبریل علیه السلام: اعمد إلی أبیک إبراهیم، فدفعنا إلیه، فسلمنا علیه، فرد السلام، فقال إبراهیم: من هذا معک یا جبریل؟فقال: هذا ابنک محمد، قال: مرحبا بالنبی الأمی، الذی بلغ رسالة ربه، ونصح لأمته، یا بنی إنک لاق ربک اللیلة، وإن أمتک آخر الأمم، وأضعفهم، فإن استطعت أن تکون حاجتک أوجلها فی أمتک، فافعل، قال: ثم اندفعنا حتی انتهینا إلی المسجد الأقصی، فنزلت، فربطت الدابة بالحلقة التی فی باب المسجد، التی کانت الأنبیاء تربط بها، ثم دخلت المسجد، فعرفت النبیین من بین قائم وراکع، وساجد، قال: ثم أتیت بکأسین من عسل ولبن، فأخذت اللبن، فشربت، فضرب جبریل علیه السلام منکبی، وقال: أصبت الفطرة ورب محمد، قال: ثم أقیمت الصلاة، فأممتهم، ثم انصرفنا، فأقبلنا "(جزء الحسن بن عرفة العبدی،رقم الحدیث ٦٩، ص ٨٠ الٰی ٨٢)

[1] قلت :وقد روی عن ابن مسعود بأبسط من هذا، وفیه غرابة، وذلک فیما رواه الحسن بن عرفة فی جزئه المشهور.....
إسناد غریب، ولم یخرجوه، فیه من الغرائب سؤال الأنبیاء عنه علیه السلام ابتداء ، ثم سؤاله عنهم بعد انصرافه، والمشهور فی الصحاح کما تقدم أن جبریل کان یعلمه بهم أولا لیسلم علیهم سلام معرفة، وفیه أنه اجتمع بالأنبیاء علیهم السلام قبل دخوله المسجد الأقصی، والصحیح أنه إنما اجتمع بهم فی السموات، ثم نزل إلی بیت المقدس ثانیا وهم معه .وصلی بهم فیه، ثم إنه رکب البراق وکر راجعا إلی مکة، والله أعلم(تفسیر ابنِ کثیر، ج٥ص٢٨، سورة الاسراء، روایة عبد الله بن مسعود رضی الله عنه)

[2] قلت: وهذا إسناد ضعیف، أبو عبیدة لم یسمع من أبیه وقنان هذا فیه ضعف .وذکره بن کثیر فی "تفسیره "من هذا الوجه وقال " : (16 / 3)إسناد غریب وفیه من الغرائب سؤال الأنبیاء عنه علیه السلام ابتداء، ثم سؤاله عنهم بعد انصرافه والمشهور فی الصحاح – کما تقدم – أن جبریل کان یعلمه بهم أولا لیسلم علیهم سلام معرفة وفیه أنه اجتمع بهم فی السماوات ثم نزل إلی بیت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# زکریا علیہ السلام سے ملاقات اور اُن کے قتل کی روایت

ابنِ عساکر نے ''تاریخِ دمشق'' میں اسحاق بن بشر کے حوالے سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں زکریا علیہ السلام کو آسمان میں دیکھا، اور آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا ''اے ابو یحییٰ (یعنی زکریا) آپ مجھے بتلائیے کہ آپ کو کیسے قتل کیا گیا اور بنی اسرائیل نے آپ کو کیوں قتل کیا؟ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اے محمد! میں آپ کو اس بات کی خبر دیتا ہوں، دراصل یحییٰ (یعنی میرے بیٹے) اپنے زمانے میں سب سے بہتر، خوبصورت اور روشن چہرے والے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وَسَیِّداً وَّ حَصُوْراً'' (اور وہ سردار اور عورتوں سے بچنے والے ہیں) اور وہ عورتوں کی طرف راغب نہ تھے، بنی اسرائیل کی ایک عورت ان پر عاشق ہوگئی اور وہ زانیہ تھی، چنانچہ اس نے یحییٰ کو بلایا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا اور انہوں نے انکار کر دیا،

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ المقدس ثانيا، وهم معه، وصلى بهم فيه، ثم إنه ركب البراق وكر راجعا إلى مكة ."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ١٧٩٨)

رواه الحسن بن عرفة في جزئه المشهور: حدثنا مروان بن معاوية عن قتادة بن عبد الله التيمي.. كما في "تفسير ابن كثير "وقال:" إسناد غريب ولم يخرجوه فيه من الغرائب سؤال الأنبياء عنه عليه السلام ابتداء ثم سؤاله عنهم بعد انصرافه والمشهور في الصحاح – كما تقدم – أن جبريل كان يعلمه بهم أولا ليسلم عليهم سلام معرفة وفيه أنه اجتمع بالأنبياء عليهم السلام قبل دخوله المسجد الأقصى والصحيح أنه إنما اجتمع بهم في السماوات ثم نزل إلى بيت المقدس ثانيا وهم معه وصلى بهم فيه ثم إنه ركب البراق وكر راجعا إلى مكة .والله أعلم."

قلت: ولإسناده علتان:

الأولى: الانقطاع بين أبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود وأبيه فإنه لم يسمع منه.

والأخرى: جهالة قتادة بن عبد الله التيمي فقد أورده ابن أبي حاتم 7/135/759ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا وهو قتادة بن عبد الله بن أبي قتادة الأنصاري وأبوه ثقة من رجال الشيخين وقد ذكر الحافظ – في ترجمته ابنه هذا في الرواة عنه .والله أعلم(الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها، ص ۹۳، ۹۴، حديث عبدالله بن مسعود)

www.idaraghufran.org

جس کی وجہ سے اس عورت نے یحییٰ کے قتل کا عزم کرلیا، بنی اسرائیل ہر سال جمع ہوکر عید منایا کرتے تھے، جس میں بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ ایک ایسا وعدہ کیا کرتا تھا، جو ضرور پورا کرتا تھا، اور جھوٹ نہیں بولتا تھا، جب بادشاہ عید کے لئے نکلا، تو اس عورت نے اسے اپنی ایک بات منوانے پر آمادہ کیا، بادشاہ چونکہ اسے بہت پسند کرتا تھا، لیکن وہ عورت پہلے اس بادشاہ سے آمادہ نہیں تھی، جب اس عورت نے بادشاہ کو وعدہ پورا کرنے کا عہد لیا، تو اس بادشاہ نے کہا کہ تم جو بھی مانگو گی میں تمہیں دوں گا، اس نے کہا میں یحییٰ بن زکریا کا خون چاہتی ہوں، اس بادشاہ نے کہا کہ کوئی اور چیز مانگو، اس نے کہا کہ بس یہی چاہئے، بادشاہ نے کہا کہ تیرا مطالبہ ضرور پورا کیا جائے گا۔

چنانچہ (بادشاہ کے ذریعے) اس عورت نے اپنے کارندے یحییٰ کی طرف بھیجے، اور حضرت یحییٰ اس وقت اپنی محراب میں نماز پڑھ رہے تھے، اور میں (یعنی زکریا) بھی ان کے پاس نماز پڑھ رہا تھا، چنانچہ یحییٰ کو ایک برتن میں ذبح کر کے ان کا خون اور سر اس عورت کے پاس لے جایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کتنا صبر کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی نماز نہیں توڑی، جب یحییٰ کا سر لے جا کر اس عورت کے سامنے رکھا گیا اور شام ہوئی، تو اللہ نے بادشاہ، اس کے گھر والوں اور خدام کو زمین میں دھنسا دیا، جب صبح ہوئی، تو بنی اسرائیل نے کہا کہ زکریا کے رب نے ہم سے زکریا کا انتقام لیا ہے، لہٰذا آؤ ہم اپنے بادشاہ کا انتقام لیتے ہیں اور اس کے بدلے زکریا کو قتل کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ مجھے قتل کرنے کے لئے تلاش کرنے لگے، تو مجھے ایک ڈرانے والے نے آ کر اس کی اطلاع دی، تو میں ان لوگوں سے بھاگ گیا، اور شیطان ان کے آگے آگے چلتا ہوا میری طرف ان کی رہنمائی کرتا تھا، جب مجھے یہ خوف ہونے لگا کہ

میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا، تو میرے سامنے ایک درخت آیا، جس نے آواز دی کہ میرے پاس آجاؤ، چنانچہ وہ پھٹا اور میں اس میں داخل ہوگیا، لیکن شیطان نے آکر میری چادر کا ایک کونہ پکڑ لیا، اور درخت مل گیا (اور میں درخت کے اندر غائب ہوگیا) البتہ میری چادر کا کونہ درخت سے باہر ہی رہ گیا، جب بنی اسرائیل آئے، تو شیطان نے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ زکریا اس درخت میں داخل ہوگیا ہے، اور یہ اس کی چادر کا کونہ ہے، بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم اس درخت کو جلادیتے ہیں، تو شیطان نے کہا کہ اسے آرے سے کاٹ دو، لہٰذا مجھے درخت کے ساتھ آرے سے چیر دیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت زکریا سے) پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی تکلیف یا درد ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے کوئی تکلیف یا درد محسوس نہیں ہوا، بس میں نے اس درخت کو پایا، اللہ نے میری روح کو اس میں کردیا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے ادریس نے خبر دی، وہب کے حوالے سے کہ وہ شخص جس کے لیے درخت پھٹا تھا، اور وہ شخص اس میں داخل ہوا تھا، اشعی تھا، عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے، اور زکریا علیہ السلام نے خود اپنی موت سے وفات پائی تھی"۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسن بركات بن عبد العزيز وأبو محمد عبد الكريم بن حمزة قالا أنا أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت أنا أبو الحسن بن رزقويه أنا أحمد بن سندى الحداد أنا الحسن بن علي أنا إسماعيل بن عيسى نا إسحاق بن بشر أنا يعقوب الكوفي عن عمرو بن ميمون عن أبيه عن ابن عباس أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ليلة أسرى به رأى زكريا في السماء فسلم عليه فقال له يا أبا يحيى خبرني عن قتلك كيف كان ولم قتلك بنو إسرائيل قال يا محمد أخبرك أن يحيى كان خير أهل زمانه وكان أجملهم وأصبحهم وجها وكان كما قال الله "سيدا وحصورا "وكان لا يحتاج إلى النساء فهويته امرأة ملك بني إسرائيل وكانت بغية فأرسلت إليه وعصمه الله وامتنع يحيى وأبى عليها وأجمعت على قتل يحيى ولهم عيد يجتمعون في كل عام وكانت سنة الملك أن يوعد ولا يخلف ولا يكذب قال فخرج الملك إلى العيد فقامت امرأته تشيعه وكان بها معجبا ولم تكن تفعله فيما مضى ،فلما أن شيعته قال الملك سليني فما سألتني شيئا إلا أعطيتك قالت أريد دم يحيى بن زكريا قال لها سليني غيره قالت هو ذاك قال هو لك. فبعثت جلاوزتها إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ کثیر نے ''البدایۃ والنھایۃ'' میں اس روایت کو ''اسحاق بن بشر'' کی کتاب ''المبتدأ'' سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''ھذا سیاق غریب جدا. وحدیث عجیب ورفعه منکر وفیه ما ینکر علی کل حال ولم یر فی شیئ من أحادیث الإسراء ذکر زکریا علیه السلام إلا فی ھذا الحدیث''

یعنی ''یہ روایت شدید غریب ہے، اور یہ حدیث عجیب ہے، اس کا مرفوع ہونا منکر ہے، اور اس میں ایسی باتیں ہیں، جن پر ہر حال میں نکیر کی جائے گی، اور معراج کی احادیث میں سے کسی میں بھی زکریا علیہ السلام کا ذکر نہیں پایا جاتا، سوائے اس حدیث کے''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یحیی وھو فی محرابه یصلی وأنا إلی جانبه أصلی قال فذبح فی طست وحمل رأسه ودمه إلیها. قال فقال النبی (صلی الله علیه وسلم) فما بلغ من صبرک قال ما انفتلت من صلاتی قال فلما حمل رأسه إلیه فوضع بین یدیها فلما أمسوا خسف الله بالملک وأهل بیته وحشمه فلما أصبحوا قالت بنو إسرائیل قد غضب إله زکریا لزکریا فتعالوا حتی نغضب لملکنا فنقتل زکریا.

قال فخرجوا فی طلبی لیقتلونی فجاء نی النذیر فهربت منهم وإبلیس أمامهم یدلهم علی فلما أن تخوفت أن لا أعجزهم عرضت لی شجرة فنادتنی فقالت إلی وانصدعت لی فدخلت فیها قال وجاء إبلیس حتی أخذ طرف ردائی والتأمت الشجرة وبقی طرف ردائی خارجا من الشجرة وجاء ت بنو إسرائیل فقال إبلیس أما رأیتموه دخل هذه الشجرة هذا طرف ردائه دخلها بسحره فقالوا نحرق هذه الشجرة فقال إبلیس شقوها بالمنشار شقا قال فشققت مع الشجرة بالمنشار فقال له النبی (صلی الله علیه وسلم) یا زکریا هل وجدت له مسا أو وجعا قال لا إنما وجدت ذلک الشجرة جعل الله روحی فیها. قال وأنا إسحاق أنا إدریس عن وهب قال إن الذی انصدعت له الشجرة ودخل فیها کان أشعیا قبل عیسی وأن زکریا مات موتا (تاریخ دمشق، لابن عساکر، ج ۱۹، ص ۵۵، ۵۶، تحت ترجمة "زکریا بن حنا ویقال زکریا بن دان ویقال زکریا بن أدن بن مسلم" رقم الترجمة ۲۲۶۱)

[1] رواه إسحاق بن بشر فی کتابه "المبتدأ "حیث قال :أنبأنا یعقوب الکوفی، عن عمرو بن میمون، عن أبیه، عن ابن عباس أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة أسری به رأی زکریا فی السماء فسلم علیه وقال له یا أبا یحیی خبرنی عن قتلک کیف کان ولم قتلک بنو إسرائیل.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت میں ایک راوی ''اسحاق بن بشر'' پایا جاتا ہے، جس کی کنیت ''ابوحذیفہ قرشی'' ہے، ابنِ حبان نے فرمایا کہ:

''یہ ثقہ راویوں کے نام سے جھوٹی حدیث گھڑتا ہے، اور ایسی حدیث کو روایت کرتا ہے کہ ثقہ راویوں سے اس کی اصل نہیں ملتی، اس کی حدیث کو تعجب کے طور پر ہی لکھنا حلال ہے، اسحاق بن منصور کوسجی نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے پاس آیا، اور یہ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال :يا محمد أخبرک أن يحيى كان خير أهل زمانه وكان أجملهم وأصبحهم وجها وكان كما قال الله تعالى :(سيدا وحصورا) وكان لا يحتاج إلى النساء فهوته امرأة ملک بنى إسرائيل وكانت بغية فأرسلت إليه وعصمه الله وامتنع يحيى وأبى عليها فأجمعت على قتل يحيى ولهم عيد يجتمعون فى كل عام وكانت سنة الملک أن يوعد ولا يخلف ولا يكذب.

قال فخرج الملک إلى العيد فقامت امرأته فشيعته وكان بها معجبا ولم تكن تفعله فيما مضى فلما أن شيعته قال الملک سليني فما سألتني شيئا إلا أعطيتک قالت :أريد دم يحيى بن زكريا قال لها : سليني غيره قالت :هو ذاک قال هو لک، قال :فبعثت جلاوزتها إلى يحيى وهو فى محرابه يصلى وأنا إلى جانبه أصلى قال :فذبح فى طشت وحمل رأسه ودمه إليها.

قال :فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فما بلغ من صبرک قال ما انفتلت من صلاتى قال :فلما حمل رأسه إليها فوضع بين يديها فلما أمسوا خسف الله بالملک وأهل بيته وحشمه فلما أصبحوا قالت بنو إسرائيل قد غضب إله زكريا لزكريا فتعالوا حتى نغضب لملكنا فنقتل زكريا قال فخرجوا فى طلبى ليقتلونى وجاء نى النذير فهربت منهم وإبليس أمامهم يدلهم على فلما تخوفت أن لا أعجزهم عرضت لى شجرة فنادتنى وقالت إلى إلى وانصدعت لى ودخلت فيها.

قال وجاء إبليس حتى أخذ بطرف ردائى والتأمت الشجرة وبقى طرف ردائى خارجا من الشجرة، وجاء ت بنو إسرائيل فقال إبليس :أما رأيتموه دخل هذه الشجرة هذا طرف ردائه دخلها بسحره، فقالوا نحرق هذه الشجرة، فاق إبليس :شقوه بالمنشار شقا.

قال فشقت مع الشجرة بالمنشار قال له النبى صلى الله عليه وسلم :هل وجدت له مسا أو وجعا قال لا إنما وجدت ذلک الشجرة التى جعل الله روحى فيها.

هذا سياق غريب جدا .وحديث عجيب ورفعه منكر وفيه ما ينكر على كل حال ولم ير فى شيئ من أحاديث الإسراء ذكر زكريا عليه السلام إلا فى هذا الحديث وإنما المحفوظ فى بعض ألفاظ الصحيح فى حديث الإسراء فمررت بابنى الخالة يحيى وعيسى وهما ابنا الخالة.

فجاء على قول الجمهور، كما هو ظاهر الحديث فإن أم يحيى أشياع بنت عمران أخت مريم بنت عمران.

وقيل بل أشياع وهى امرأة زكريا أم يحيى هى أخت حنة امرأة عمران أم مريم فيكون يحيى ابن خالة مريم فالله أعلم(البداية والنهاية،لا بن كثير، ج۲، ص ۶۴، ۶۵، بيان سبب قتل يحيى عليه السلام)

www.idaraghufran.org

ابنِ طاووس اوران بڑے بڑے تابعین کی سند سے حدیث بیان کرتا تھا، جو حمید طویل سے پہلے فوت ہوگئے تھے، ہم نے اس سے کہا کہ تو نے حمید طویل کی سند سے کوئی حدیث لکھی ہے، تو وہ گھبرا گیا'' [1]

---

[1] إسحاق بن بشر الكاهلي كنيته أبو حذيفة القرشي أصله من بلخ ومنشأه ببخاری سكن بغداد مدة وحدثهم بها كان يضع الحديث على الثقات ويأتي بما لا أصل له عن الأثبات مثل ذلک وغيره روى عنه البغداديون وأهل خراسان لا يحل كتب حديثه إلا على جهة التعجب فقط قال إسحاق بن منصور الكوسجي قدم علينا أبو حذيفة فكان يحدث عن بن طاوس ورجال كبار من التابعين ممن ماتوا قبل حميد الطويل قال فقلنا له كتبت عن حميد الطويل قال ففزع وقال جئتم تسخرون بی حميد بن أنس جدی لم ير حميدا فقلنا أنت تروی عمن مات قبل حميد بكذا وكذا سنة قال فعلمنا ضعفه وأنه لا يعلم ما يقول.

قال أبو حاتم قد روى إسحاق بن بشر هذا عن سفيان الثوری عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرض يوم يكفر الذنب ثلاثين سنة وعن الثوری عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال إن المرض يتبع الذنوب فی المفاصل حتى يسله عنه سلا فيقوم من مرضه وقد خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه أخبرنا بالحديثين جميعا الحسين بن إسحاق الخلال ثنا جعفر بن محمد البرذعی بعسقلان ثنا الحسين بن بيان عن إسحاق بن بشر عن سفيان الثوری وقد روى إسحاق بن بشر هذا عن الثوری عن أبيه عن عكرمة عن بن عباس عن النبی صلى الله عليه وسلم قال النادم ينتظر الرحمة والمعجب ينتظر المقت وكل عامل سيقدم على ما سلف عند موته فإن ملاک الأعمال خواتمها والليل والنهار مطيتان فاركبوهما بلاغا إلى الآخرة وإياكم والتسويف بالنوبة والغرة بحلم الله عنكم واعلم أن الجنة والنار أقرب إلى أحدكم من شراک نعله فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره .

أخبرنا يوسف بن بشر بن حمزة الرجانی بحصن مهدی ثنا أحمد بن سعيد الباسيانی ثنا إسحاق بن بشر عن الثوری فی نسخة كتبناها عنه للثوری وجعفر بن محمد وغيرهما أشياء موضوعة أكره ذكرها فی الكتب لأن فيما ذكرنا منه غنية عن الاستشهاد بالإكثار على صحة القدح فی رواته روى عن أبی معشر عن نافع عن بن عمر عن عمر قال بينما أنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على جبل من جبال تهامة إذا اقبل رجل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مشية الجن ونغمة الجن فجاء حتى سلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم من أنت فقال أنا الهام بن الهيم بن لاقيس بن إبليس قال بينک وبين إبليس أبوان قال نعم قال كم أتى عليک من السنين قال أفنيت عمر الدنيا إلا قليلا قال كم قال كنت فی زمن قابيل حين قتل هابيل كنت وأنا غلام بن أعوام أدخل الآجام وأعلوا الآكام وآمر بإفساد الطعام وقطيعة الأرحام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بئس عمل الشباب المتلوم والشيخ المتوسم ثم ذكر حديثا طويلا حدثنا محمد بن سهل بن حماد الحلاب بتستر ثنا عمار بن يزيد المفسر ثنا إسحاق بن بشر ثنا أبو معشر عن نافع(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين،لمحمد بن حبانِ، ج ۱، ص ۱۳۵ الی ۱۳۷ ،باب الألف، تحت رقم الترجمة ۵۹)

www.idaraghufran.org

اور صفدی نے فرمایا کہ:

''یہ شخص بڑے بڑے ائمہ کی سند سے باطل احادیث کو روایت کرتا ہے'' احمد بن سیار نے فرمایا کہ ''بخارا میں اس شخص نے بدء الخلق کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی تھی، جس میں ایسی احادیث درج کی تھیں، جن کی کوئی بنیاد نہیں پائی جاتی تھی، اور یہ ان لوگوں سے روایت کرتا تھا، جن کو اس نے پایا نہیں تھا، اور اس کی طرف جھوٹ بولنے کا الزام ہے، اور یہ ساقطُ الحدیث ہے، اس کی تصنیفات میں ''کتاب المبتدأ ، کتاب الفتوح، کتاب الردة ، کتاب الجمل ، کتاب الألوية ، کتاب صفين ، کتاب حفر زمزم'' ہیں''۔ [1]

پس حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق مذکورہ روایت، افتراء اور جھوٹ پر مبنی ہے۔

## معراج میں اذان کی وحی ہونے کی روایت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کو آسمان کی سیر کرائی گئی، تو آپ کی طرف اذان کی وحی کی گئی، پھر وہاں سے تشریف لانے کے بعد اس کی حضرت

---

[1] (أبو حذيفة القرشي)إسحاق بن بشر بن محمد بن عبد الله بن سالم أبو حذيفة البخاری مولی بنی هاشم ولد ببلخ واستوطن بخاری فنسب إليها وهو صاحب كتاب المبتدأ وغيره مات ببخاری سنة ست ومائتين حدث عن محمد بن إسحاق وعبد الملک ابن جريج وسعيد ابن أبی عروبة وجوبير بن سعيد ومقاتل ابن سليمان ومالک بن أنس وسفيان الثوری وإدريس بن سنان وخلق من الأئمة أحاديث باطلة روی عنه جماعة من الخراسانيين ولم يرو عنه من البغذاذيين سوی إسماعيل بن عيسی العطار فإنه سمع منه مصنفاته ورواها عنه وقال أحمد بن سيار بن أيوب كان ببخاری شيخ يقال له أبو إسحاق بن بشر القرشی صنف فی بدء الخلق كتابا فيه أحاديث ليست لها أصول وكان يتعرض فيروی عن قوم ليسوا ممن أدركهم مثله فإذا سألوه عن آخرين دونهم يقول من أين أدركت هؤلاء وهو يروی عمن هو فوقهم وكانت فيه غلفة مع أنه كان يزن بحفظ وقد رمی بالكذب وهو ساقط الحديث له من المصنفات كتاب المبتدأ كتاب الفتوح، كتاب الردة كتاب الجمل كتاب الألوية كتاب صفين كتاب حفر زمزم(الوافی بالوفيات،للصفدی، ج۸، ص۲۶۴، رقم الترجمة ۳)

جبریلِ امین نے آپ کو تعلیم دی"۔ [1]

علامہ ہیثمی نے "مجمعُ الزوائد" میں مذکورہ حدیث کو طبرانی کی سند سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

"اس روایت میں طلحہ بن زید نامی راوی ہے، جس کی طرف حدیث گھڑنے کی نسبت کی گئی ہے"۔ [2]

اور بعض دیگر حضرات نے مذکورہ حدیث کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا النعمان بن أحمد، ثنا أحمد بن محمد بن ماهان، حدثني أبي، ثنا طلحة بن زيد، عن يونس بن يزيد، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم لما أسري به إلى السماء أوحى إليه بالأذان، فنزل به، فعلمه جبريل.
لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا يونس، ولا عن يونس إلا طلحة بن زيد، تفرد به محمد بن ماهان الواسطي (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۹۲۴۷، باب النون)
حدثنا محمد بن محمود الأنباري، قال: حدثنا محمد بن ماهان، قال: حدثنا عمي، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا طلحة بن زيد، عن يونس بن يزيد، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه، قال: " لما أسري بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى السماء أوحى الله إليه بالأذان، فنزل، فعلمه بلالا (ناسخ الحديث ومنسوخه، لابن شاهين، رقم الحديث ۱۸۱، ص ۱۷۶، كتاب الصلاة، الخلاف في ذلك من قال: إن الأذان تعلمه النبي صلى الله عليه وسلم في ليلة المعراج في السماء ليلة عرج به مع الصلاة)

[2] رواه الطبراني في الأوسط، وفيه طلحة بن زيد، ونسب إلى الوضع (مجمع الزوائد، تتح رقم الحديث ۱۸۵۲)

[3] قال نبيل بن منصور بن يعقوب البصارة الكويتي:
عن ابن عمر قال :لَمَّا أسري بالنبي -صلى الله عليه وسلم -أوحى الله إليه الأذان، فنزل به، فعلمه بلالاً.قال الحافظ :للطبراني من طريق سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال: فذكره، وفي إسناده طلحة بن زيد وهو متروك"موضوع.
أخرجه الطبراني في "الأوسط"(9243) وابن شاهين في "الناسخ"(181) من طريق محمد بن ماهان ثنا طلحة بن زيد عن يونس بن يزيد عن الزهري عن سالم عن أبيه أنّ النبي -صلى الله عليه وسلم -لما أسري به إلى السماء أوحى إليه بالأذان، فنزل به، فعلمه بلالاً.قال الطبراني :لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا يونس، ولا عن يونس إلا طلحة بن زيد، تفرد به محمد بن ماهان الواسطي. وقال الهيثمي: رواه الطبراني في "الأوسط "وفيه طلحة بن زيد ونسب إلى الوضع "المجمع 329 /1
قلت: قال أحمد وابن المديني وأبو داود: طلحة بن زيد يضع الحديث، وقال البخاري وأبو حاتم والنسائي وابن حبان والساجي: منكر الحديث (أنيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج۶ ص ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، تحت رقم الحديث ۳۰۹۰، حرف اللام)

www.idaraghufran.org

# معراج میں فرشتے کے ذریعے تعلیمِ اذان کی روایت

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذان کی تعلیم دینا چاہی، تو حضرت جبریلِ امین ایک جانور کے ساتھ تشریف لائے، جس کو ''براق'' کہا جاتا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سوار کرنا چاہا، جس سے اس کو دشواری پیش آئی، تو اس براق کو جبریل نے فرمایا کہ ٹھہر جا! پس اللہ کی قسم تیرے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم ومعزز اللہ کا کوئی بندہ سوار نہیں ہوا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوگئے، یہاں تک کہ اس حجاب تک پہنچ گئے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب ہے، پس اسی درمیان حجاب میں سے ایک فرشتہ نکلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل! یہ کون ہے؟ تو جبریل نے جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں قدر ومنزلت کے اعتبار سے، اللہ کے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ قربت رکھتا ہوں، لیکن میں نے اپنی پیدائش سے لے کر آج تک اس فرشتے کو نہیں دیکھا، پھر اس فرشتے نے کہا کہ ''**اللہ اکبر، اللہ اکبر**'' جس کے جواب میں پردے کے پیچھے سے کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا ''**انا اکبر، انا اکبر**'' پھر اس فرشتے نے کہا ''**اشھد ان لا الٰہ الا اللہ**'' جس کے جواب میں پردے کے پیچھے سے کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا ''**انا لا الٰہ الا انا**''

پھر اس فرشتے نے کہا کہ ''**اشھد ان محمداً رسول اللہ**'' جس کے جواب میں پردے کے پیچھے سے کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا ''**انا ارسلت محمداً**'' پھر اس فرشتے نے کہا ''**حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، قد**

قامت الصلاۃ'' پھر فرشتے نے کہا ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' جس کے جواب میں پردے کے پیچھے سے کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا ''انا اکبر، انا اکبر''

پھر اس فرشتے نے کہا کہ ''لاالٰہ الا اللہ'' جس کے جواب میں پردے کے پیچھے سے کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا ''لا الٰہ الا انا'' پھر اس فرشتے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر ان کو آگے کیا، پھر آپ نے آسمان والوں کی امامت فرمائی، جن میں حضرت آدم اور نوح بھی شامل تھے۔

(اس روایت کے راوی) ابوجعفر محمد بن علی کہتے ہیں کہ اس دن اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام آسمانوں اور زمین والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کی تکمیل فرمادی۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بزار نے فرمایا کہ ہمارے علم میں ان الفاظ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صرف اسی ایک سند کے ساتھ مروی ہے، اور اس روایت کے ایک راوی ''زیاد بن منذر'' میں ''شیعیت'' پائی جاتی ہے''۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن عثمان بن مخلد الواسطی، قال: نا أبی، عن زیاد بن المنذر، عن محمد بن علی بن الحسین، عن أبیه، عن جده، عن علی، قال: لما أراد الله أن یعلم رسوله الأذان أتاه جبریل صلی الله علیهما بدابة یقال لها: البراق، فذهب یرکبها فاستصعبت، فقال لها جبریل: اسکنی فوالله ما رکبک عبد أکرم علی الله من محمد صلی الله علیه وسلم، قال: فرکبها حتی انتهی إلی الحجاب الذی یلی الرحمن تبارک وتعالی قال: فبینما هو کذلک إذ خرج ملک من الحجاب، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یا جبریل من هذا؟ قال: والذی بعثک بالحق إنی لأقرب الخلق مکانا وإن هذا الملک ما رأیته منذ خلقت قبل ساعتی هذه، فقال الملک: الله أکبر الله أکبر، قال: فقیل له من وراء الحجاب: صدق عبدی أنا أکبر أنا أکبر، ثم قال الملک: أشهد أن لا إله إلا الله، قال: فقیل له من وراء الحجاب: صدق عبدی أنا لا إله إلا أنا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں اس حدیث کو ''بزار'' کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ''اس روایت میں ''زیاد بن منذر'' راوی کے ''ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ [1]

''زیاد بن منذر'' راوی پر کیونکہ محدثین نے سخت جرح فرمائی ہے، امام نسائی وغیرہ نے اس راوی کو ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے، اور ابنِ معین نے اس راوی کو جھوٹا قرار دیا ہے، اور یحییٰ بن یحییٰ نیسابوری نے فرمایا کہ ''یہ شخص حدیث گھڑتا ہے''

اس وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث پر ''موضوع'' و منگھڑت'' ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال :فقال الملک :أشهد أن محمدا رسول الله، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدی أنا أرسلت محمدا، قال الملک :حی علی الصلاة حی علی الفلاح، قد قامت الصلاة، ثم قال الملک :الله أكبر الله أكبر، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدی أنا أكبر أنا أكبر.

ثم قال :لا إله إلا الله، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدی لا إله إلا أنا، قال :ثم أخذ الملک بيد محمد صلی الله عليه وسلم فقدمه فأم أهل السماء فيهم آدم، ونوح.

قال أبو جعفر محمد بن علی يومئذ :أكمل الله لمحمد صلی الله عليه وسلم الشرف علی أهل السماوات والأرض "

.وهذا الحديث لا نعلمه يروی بهذا اللفظ عن علی إلا بهذا الإسناد .وزياد بن المنذر فيه شيعية، وقد روی عنه مروان بن معاوية وغيره(مسند البزار، رقم الحديث ٥٠٨، كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٥٢، باب بدء الأذان)

[1] رواه البزار، وفيه زياد بن المنذر وهو مجمع علی ضعفه(مجمع الزوائد، ج ١، ص ٣٢٩، تحت رقم الحديث ١٨٥١، باب بدء الأذان)

[2] قال علی" :لما أراد الله أن يعلم رسوله الأذان أتاه جبربل بدابة يقال لها البراق فركبها " فذكر الحديث وفيه "إذ خرج ملک من وراء الحجاب فقال :الله كبر الله أكبر "وفی آخره "ثم أخذ الملک بيده فأمّ بأهل السماء "

قال الحافظ :وللبزار وغيره من حديث علی قال :فذكره، وفی إسناده زياد بن المنذر أبو الجارود وهو متروک أيضاً "موضوع.

أخرجه البزار (508) وابن شاهين فی "الناسخ"(178) وإسماعيل الأصبهانی فی "الترغيب"(276) من طريق زياد بن المنذر الكوفی عن محمد بن علی بن الحسين عن أبيه عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کے پیشِ نظر مذکورہ حدیث ''خودساختہ اور منگھڑت'' ہے۔
لیکن آج کل کے کم علم قصہ گو واعظین اس حدیث کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جده عن عليّ قال :لما أراد الله أن يعلم رسوله الأذان أتاه جبريل صلى الله عليهما بدابة يقال لها : البراق فذهب يركبها فاستصعبت، فقال لها جبريل :اسكنى فوالله ما ركبك عبد أكرم على الله من محمد -صلى الله عليه وسلم -، قال :فركبها حتى انتهى إلى الحجاب الذى يلى الرحمن تبارك وتعالى، قال :فبينما هو كذلك إذ خرج ملك من الحجاب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يا جبريل من هذا؟ "قال :والذى بعثك بالحق إنى لأقرب الخلق مكانا وإنّ هذا الملك ما رأيته منذ خلقت قبل ساعتى هذه، فقال الملك :الله أكبر، الله أكبر، قال :فقيل له مِن وراء الحجاب : صدق عبدى أنا أكبر أنا أكبر، ثم قال الملك :أشهد أن لا إله إلا الله، قال :فقيل له من وراء الحجاب :صدق عبدى أنا لا إله إلا أنا، قال، فقال الملك :أشهد أن محمدا رسول الله، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدى أنا أرسلت محمدا، قال الملك :حى على الصلاة حى على الفلاح قد قامت الصلاة، ثم قال الملك :الله أكبر، الله أكبر، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدى أنا أكبر أنا أكبر، ثم قال :لا إله إلا الله، قال :فقيل من وراء الحجاب :صدق عبدى لا إله إلا أنا، قال :ثم أخذ الملك بيد محمد صلى الله عليه وسلم فقدمه فأم أهل السماء فيهم آدم ونوح.
قال البزار :وهذا الحديث لا نعلمه يُروى بهذا اللفظ عن عليّ إلا بهذا الإسناد"
وقال الأصبهانى :الحديث غريب لا أعرفه إلا من هذا الوجه"
وقال الهيثمى :وفيه زياد بن المنذر وهو مجمع على ضعفه "المجمع 329 /1
قلت :كذبه ابن معين، وقال يحيى بن يحيى النيسابورى :يضع الحديث، وقال النسائى وغيره : متروك الحديث(أنيس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج٦، ص٤٣٦٣، ٤٣٦٤، تحت رقم الحديث ٣٠٨٧، حرف اللام)

[1] ثانيًا :التخريج:
أخرجه البزار فى "كشف الأستار "(178-1) (ح352) وقال :حدثنا محمد بن عثمان بن مخلد الواسطى ثنا أبى عن زياد بن المنذر عن محمد بن على بن الحسين عن أبيه عن جده عن على .فذكر القصة.
ثالثًا :التحقيق:
قال البزار بعد أن أخرج حديث القصة :لا نعلمه يُروى عن على بهذا اللفظ إلا بهذا الإسناد، وزياد بن المنذر شيعى روى عنه مروان بن معاوية وغيره.
ولقد بيّن الإمام المزّى فى "تهذيب الكمال "(408-6) أن محمدًا بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب ممن روى عن زياد بن المنذر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ایک اور روایت میں بھی معراج میں اذان کی تعلیم کا ذکر آیا ہے، مگر اس کے بعض راوی مجہول ہیں۔ [1]

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بھی ''صحیحُ البخاری'' کی شرح ''فتحُ الباری'' میں اس طرح کی روایات نقل کر کے ان پر جرح کی ہے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والقصة واهية وعلتها زياد بن المنذر.

أورده الإمام الذهبى فى "الميزان"(2965-93-2) قال :قال ابن معين :كذّاب.

ثم أورده الإمام النسائى فى كتابه "الضعفاء والمتروكين"(225) قال :زياد بن المنذر أبو الجارود متروك الحديث.

وأورده الإمام الدارقطنى فى كتابه "الضعفاء والمتروكين "ترجمة (234) وقال :زياد بن المنذر أبو الجارود كوفى عن أبى الطفيل والسبيعى وأبى جعفر محمد بن على.

وقد يظن من يقرأ عبارة الدارقطنى هذه أنه لم يذكر فى زياد بن المنذر جرحًا ولا تعديلاً، وهذا لعدم درايته بشرط الكتاب الموضوع فى المقدمة، وإلى القارء الكريم بيان هذا الشرط.

قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمى البرقانى :طالت محاورتى مع أبى منصور إبراهيم بن الحسين بن حَمَكَان لأبى الحسن على بن عمر الدارقطنى عفا الله عنى وعنهما فى المتروكين من أصحاب الحديث فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم فى هذه الورقات.

وبهذا يتبين أن كل من ذكر اسمه فى كتاب "الضعفاء والمتروكين "للدارقطنى فقد أجمع على تركه الأئمة الثلاثة البرقانى وابن حَمَكان والدارقطنى.

ولقد أورده الإمام ابن حبان فى كتابه "المجروحين"(302-1) وقال :زياد بن المنذر أبو الجارود الثقفى كان رافضيًا يضع الحديث فى مثالب أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ويروى فى فضائل أهل البيت أشياء ما لها أصول، لا تحل كتابة حديثه، قال يحيى :زياد بن المنذر أبو الجارود كذّاب عدوٌ لله ليس يساوى فلسًا.

قلت :وأخرج هذا القول بسنده الإمام الحافظ ابن عدى فى كتابه "الكامل"(189-3) ترجمة (5-690).

وبهذا يتبين للقارء الكريم أن هذه القصة واهية(سلسلة الأحاديث الواهية،للشيخ على حشيش،ص ١٥٩ ،قصة بدء الأذان ليلة الإسراء والمعراج،الحلقة السابعة والأربعون)

[1] حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد، قال: حدثنا يعقوب بن يوسف الضبى، قال: حدثنا أبو جنادة حصين بن المخارق، قال: حدثنا عبد الصمد بن على، عن أبيه، عن ابن عباس، قال: علم النبى صلى الله عليه وسلم الأذان حين أسرى به، وأريه رجل من الأنصار فى المنام (ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين، رقم الحديث ١٨٢ ، ص١٧٦)

www.idaraghufran.org

جس کے بعد علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ:

''حق بات یہ ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے'' [1]

# معراج میں جبریلِ امین کے اذان دینے کی روایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

---

[1] وردت أحاديث تدل على أن الأذان شرع بمكة قبل الهجرة.
منها للطبرانى من طريق سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال لما أسرى بالنبى صلى الله عليه وسلم أوحى الله إليه الأذان فنزل به فعلمه بلالا وفى إسناده طلحة بن زيد وهو متروك.
وللدارقطنى فى الأطراف من حديث أنس أن جبريل أمر النبى صلى الله عليه وسلم بالأذان حين فرضت الصلاة وإسناده ضعيف أيضا.
ولابن مردويه من حديث عائشة مرفوعا لما أسرى بى أذن جبريل فظنت الملائكة أنه يصلى بهم فقدمنى فصليت وفيه من لا يعرف .
وللبزار وغيره من حديث على قال لما أراد الله أن يعلم رسوله الأذان أتاه جبريل بدابة يقال لها البراق فركبها فذكر الحديث وفيه إذ خرج ملك من وراء الحجاب فقال الله أكبر الله أكبر وفى آخره ثم أخذ الملك بيده فأم بأهل السماء وفى إسناده زياد بن المنذر أبو الجارود وهو متروك أيضا.
ويمكن على تقدير الصحة أن يحمل على تعدد الإسراء فيكون ذلك وقع بالمدينة وأما قول القرطبى لا يلزم من كونه سمعه ليلة الإسراء أن يكون مشروعا فى حقه ففيه نظر لقوله فى أوله لما أراد الله أن يعلم رسوله الأذان وكذا قول المحب الطبرى يحمل الأذان ليلة الإسراء على المعنى اللغوى وهو الإعلام ففيه نظر أيضا لتصريحه بكيفيته المشروعة فيه.
والحق أنه لا يصح شىء من هذه الأحاديث.
وقد جزم بن المنذر بأنه صلى الله عليه وسلم كان يصلى بغير أذان منذ فرضت الصلاة بمكة إلى أن هاجر إلى المدينة وإلى أن وقع التشاور فى ذلك على ما فى حديث عبد الله بن عمر ثم حديث عبد الله بن زيد انتهى وقد حاول السهيلى الجمع بينهما فتكلف وتعسف والأخذ بما صح أولى فقال بانيا على صحة الحكمة فى مجىء الأذان على لسان الصحابى أن النبى صلى الله عليه وسلم سمعه فوق سبع سماوات وهو أقوى من الوحى فلما تأخر الأمر بالأذان عن فرض الصلاة وأراد إعلامهم بالوقت فرأى الصحابى المنام فقصها فوافقت ما كان النبى صلى الله عليه وسلم سمعه فقال إنها لرؤيا حق وعلم حينئذ أن مراد الله بما أراه فى السماء أن يكون سنة فى الأرض وتقوى ذلك بموافقة عمر لأن السكينة تنطق على لسانه والحكمة أيضا فى إعلام الناس به على غير لسانه صلى الله عليه وسلم التنويه بقدره والرفع لذكره بلسان غيره ليكون أقوى لأمره وأفخم لشأنه انتهى ملخصا(فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج۲،ص۷۸، ۷۹، كتاب أبواب الأذان،قوله باب بدء الأذان)

www.idaraghufran.org

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، تو جبریلِ امین نے اذان دی، جس پر ملائکہ نے یہ گمان کیا کہ جبریلِ امین ان کو نماز پڑھائیں گے، لیکن جبریلِ امین نے مجھے آگے کیا، پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی'' [1]

مذکورہ حدیث کی سند میں بعض غیر معروف راوی پائے جاتے ہیں، اور اس میں ایک راوی ''محمد بن حماد حارثی'' بھی پائے جاتے ہیں، جن کے بارے میں حافظ ابنِ حجر نے فرمایا کہ یہ منکر احادیث کو روایت کرتا ہے۔

جس کے پیشِ نظر مذکورہ حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

## مؤذنین وائمہ کے لیے موتی کے گنبد ہونے کی روایت

محمد بن اسحاق فاکہی اور ابنِ عدی نے ''محمد بن ابراہیم شامی'' کی سند سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[1] حدثنا جعفر بن نصير، قال: حدثنا علی بن أحمد السواق، قال: حدثنا محمد بن حماد بن زيد الحارثی، قال: حدثنا عائذ بن حبيب بياع الهروی، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: لما أسری بی إلی السماء، أذن جبريل، فظنت الملائكة أنه يصلی بهم، فقدمنی فصليت بالملائكة(ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين، رقم الحديث ۱۸۰، ص ۱۷۵)

[2] "لما أسری بی أذّن جبريل، فظنت الملائكة أنه يصلی بهم، فقدمنی فصليت"
قال الحافظ: ولابن مردويه من حديث عائشة مرفوعاً: فذكره، وفيه من لا يعرف"
ضعيف. أخرجه ابن شاهين فی "الناسخ (180) "عن جعفر بن محمد بن نصير الخلدی ثنا علی بن أحمد السواق ثنا محمد بن حماد بن زيد الحارثی ثنا عابد بن حبيب تباع الهروی عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة مرفوعاً "لما أسری بی إلی السماء أذّن جبريل، فظنت الملائكة أنه يصلی بهم، فقدمنی فصليت بالملائكة"
وإسناده ضعيف، الحارثی قال الحافظ فی "اللسان :(146 /5) "له مناكير، والسواق والهروی لم أر من ترجمهما، والباقون ثقات (أنيس الساری تخريج احاديث فتح الباری، ج۶ ص۴۳۶۷، تحت رقم الحديث ۳۰۹۲، حرف اللام)

www.idaraghufran.org

''میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے اس میں موتیوں کے گنبد دیکھے، اس کی مٹی مشک کی تھی، میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! آپ کی امت کے مؤذنین اور ائمہ کے لیے ہے''۔ [1]

بعض حضرات نے اس حدیث کو معراج کے واقعات میں ذکر کیا ہے۔

حالانکہ اولاً تو اس حدیث میں معراج کا ذکر نہیں، دوسرے اس کی سند ''شدید ضعیف'' ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ عدی نے اس حدیث کی سند کو ''محمد بن ابراہیم شامی'' کی وجہ سے ''منکر'' قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ ''اس راوی کی اکثر احادیث محفوظ نہیں ہیں'' [2]

علامہ ابنِ حجر نے بھی ''محمد بن ابراہیم شامی'' کو ''شدید ضعیف'' قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا عبد الله بن أبي سلمة قال: ثنا محمد بن إبراهيم بن العلاء قال: ثنا محمد بن العلاء الأيلي قال: ثنا يونس بن يزيد الأيلي، عن الزهري، عن أنس بن مالك رضي الله عنه , عن أبي بن كعب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " دخلت الجنة فرأيت فيها خياما من لؤلؤ، ترابها المسک , فقلت: لمن هذا يا جبريل؟ فقال: للمؤذنين والأئمة من أمتک يا محمد "(اخبارِ مكة للفاكهي،رقم الحديث ١٣٢٥، ج٢ص١٣٦،ذكر تولية النبي صلى الله عليه وسلم أبامحذورة رضي الله عنه الأذان عند الكعبة، الخ )

[2] محمد بن إبراهيم الشامي منكر الحديث.

حدثنا محمد بن سعيد بن مهران الأبلي، حدثنا محمد بن إبراهيم الشامي، حدثنا محمد بن العلاء الأبلي عن يونس بن يزيد الأبلي، عن الزهري، عن أنس بن مالک، عن أبي بن كعب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت الجنة فرأيت فيها جنانا من لؤلؤ ترابها المسک فقلت لمن هذا يا جبريل فقال هذا للمؤذنين والأئمة من أمتک يا محمد.

قال الشيخ: وهذا الإسناد منكر لا أعلم يرويه عن يونس غير محمد بن العلاء وعنه محمد بن إبراهيم الشامي.....قال الشيخ: وهذا بهذا الإسناد غير محفوظ ولمحمد بن إبراهيم غير ما ذكرت من الحديث وعامة أحاديثه غير محفوظة(الكامل في ضعفاء الرجال لابنِ عدی، ج٧ص٥٢٤، ٥٢٥، ملخصاً، تحت رقم الترجمة ١٧٥٥)

[3] حدثنا محمد بن إبراهيم الشامي بعبادان ، حدثني محمد بن العلاء الأيلي ، عن يونس بن يزيد، عن الزهري، عن أنس، عن أبي بن كعب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " أدخلت الجنة فرأيت فيها جنابذ من لؤلؤ.فقلت: لمن هذا يا جبريل؟ فقال: للمؤذنين والأئمة من أمتک *."محمد شيخ أبي يعلى ضعيف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کو ''موضوع ومن گھڑت'' قرار دیا ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جدا (المطالب العالية، ج۳ص ۹۹، تحت رقم الحديث ۲۳۸، كتاب الأذان، باب فضل المؤذنين)

قال د .سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثرى فى حاشيته:

تخريجه:

ذكره البوصيرى (الإتحاف 139 /1ب)، كتاب الأذان، باب فى الأذان والمؤذنين، وعزاه لأبى يعلى، وقال: هذا إسناد ضعيف، محمد بن إبراهيم ضعفوه، وكذبه الدارقطنى .وقال فيه ابن حبان: يروى الموضوعات، لا تحل الرواية عنه .اهـ.

ورواه ابن أبى حاتم فى العلل (149 /1)، حديث رقم (417)، من طريق أبيه عن محمد بن إبراهيم بن العلاء، به فذكره، ثم قال: قال أبى: هذا حديث منكر، ومحمد بن العلاء مجهول .اهـ.

ورواه ابن عدى فى الكامل (2274 /6)، من طريق محمد بن سعيد بن مهران الأيلى، ثنا محمد بن إبراهيم الشامى، به فذكره .قال: وهذا الإسناد منكر لا أعلم يرويه عن يونس غير محمد بن العلاء، وعنه محمد بن إبراهيم الشامى .اهـ.

ورواه الفاكهى فى أخبار مكة (325 :144 /2)، والهيثم بن كليب فى مسنده (1428 :321 /3)، من طريق محمد بن العلاء، به .

الحكم عليه:

الحديث بهذا الإسناد فيه علتان:

1- محمد بن إبراهيم الشامى، وهو متهم بالوضع.

2- محمد بن العلاء الأيلى، وهو مجهول.

ولم أجد من تابعه فى رواية هذا الحديث بهذا اللفظ عن يونس بن يزيد، ولا عن غيره، فهو ضعيف جدا.

وقد حكم عليه العلامة الألبانى بالوضع فى ضعيف الجامع (2963 :150 /3)؛ والضعيفة .(826 :227 /2)

وهذا الحديث دون قوله: (فقلت: لمن هذا يا جبريل؟ قال: للمؤذنين والأئمة من أمتك) ثابت فى الصحيحين وغيرهما، فى آخر حديث الإسراء الطويل(المطالب العالية، ج۳ص ۹۹، ۱۰۰، رقم الحديث ۲۳۸، كتاب الصلاة، باب فضل المؤذنين)

لے قال الالبانی:

"دخلت الجنة، فرأيت فيها جنابذ من لؤلؤ، ترابها المسک، فقلت: لمن هذا يا جبريل؟ فقال: هذا للمؤذنين والأئمة من أمتک ."موضوع.

رواه ابن عدى (1 / 313)عن محمد بن إبراهيم الشامى: حدثنا محمد بن العلاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# سدرۃُ المنتہیٰ پر جبریل کے الگ ہونے کی شکایت کی روایت

خطیب بغدادی نے ''ابراہیم بن عیسیٰ قنطری'' کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج میں آسمان کی سیر کرائی گئی، تو مجھے جبریلِ امین سدرۃُ المنتہیٰ پر لے گئے، پھر مجھے نور کے اندر غوطہ دیا، پھر وہ الگ ہوگئے، میں نے کہا کہ میرے دوست جبریل میں اس چیز کا زیادہ محتاج ہوں، جس کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں، اور آپ مجھ سے الگ ہوجاتے ہیں، تو جبریلِ امین نے کہا کہ اے محمد! آپ ایسے مقام پر ہیں کہ کوئی نبی اور رسول اور کوئی مقرب فرشتہ اس جگہ نہیں ٹھہر سکتا، آپ کمان کے فاصلے سے بھی زیادہ اللہ کے قریب ہیں، پھر میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تسبیح فرمارہا ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ تسبیح کہتے ہوئے سنا کہ ''**سبحان اللّٰہ ما اعظم اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ**'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے ایسا کس کے لیے کہا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! کوئی روح بھی اپنے جسم سے نہیں نکلتی، یہاں تک کہ مجھے اس کے جنت کے ٹھکانے کو نہیں دکھلا دیا جاتا (اس حدیث کے آخر

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأيلي عن يونس بن يزيد الأيلي عن الزهري عن أنس بن مالك عن أبي بن كعب مرفوعا، وقال: " لا أعلم يرويه غير محمد بن إبراهيم الشامي وهو منكر الحديث، وعامة أحاديثه غير محفوظة ."قلت: وقال الدارقطني: " كذاب ."

قال الذهبي: " قلت: صدق الدارقطني رحمه الله، وابن ماجه فما عرفه، قال ابن حبان: لا تحل الرواية عنه، كان يضع الحديث ."والحديث أورده السيوطي في "الجامع الصغير "من رواية أبي يعلى عن أبي، وسكت عليه المناوي! (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٨٢٦)

میں اور بھی چند عجیب وغریب باتوں کا ذکر ہے)

خطیب بغدادی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے، اور اس حدیث کی سند کے تمام راوی مشہور ثقہ ہیں، سوائے ابراہیم بن عیسیٰ قنطری کے کہ وہ مجہول ہے۔ [1]

علامہ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث معتبر نہیں، اس کی ''آفت'' قنطری ہے۔ [2]

---

[1] أحمد بن محمد بن سعيد بن حازم، المروزى.
قدم بغداد وحدث بها عن إبراهيم بن عيسى القنطرى، وطاهر بن خالد بن نزار الأيلى .روى عنه أبو بكر بن مالک القطيعى، ويوسف بن القاسم الميانجى، إلا أن يوسف ذكر أنه سمع منه بالبصرة.
أخبرنا أبو طالب عمر بن إبراهيم الفقيه، حدثنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالک– إملاء– حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد بن حازم المروزى، حدثنا إبراهيم بن عيسى القنطرى، حدثنا أحمد بن أبى الحوارى، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا الليث بن سعد، عن الزهرى قال: قال لى عبد الرحمن الأعرج، حدثنى أبو هريرة أنه سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول: لما أسرى بى إلى السماء انتهى بى جبريل إلى سدرة المنتهى، فغمسنى فى النور غمسة ثم تنحى .فقلت: حبيبى جبريل أحوج ما كنت إليک تدعنى وتتنحى؟ قال: يا محمد، إنک فى موقف لا يكون نبى مرسل، ولا ملک مقرب، يقف هاهنا، أنت من الله أدنى من ألقاب إلى القوس .فأتانى الملک .فقال: إن الرحمن تعالى يسبح نفسه، فسمعت الرحمن يقول سبحان الله، ما أعظم الله، لا إله إلا الله قال: قلت: يا رسول الله، ما لمن قال هكذا؟ قال لى: يا أبا هريرة لا تخرج روحه من جسده حتى يرانى أريه موضعه من الجنة أو يرى منزله من الجنة، وتصلى عليه الملائكة صفوفا ما بين السماء إلى الأرض، ولا يكون شىء إلا يستغفر له تمام عمره، فإذا مات وكل الله بقبره سبعين ألف ملک يسبحون الله ويعظمون الله ويهللون الله ويكبرون الله، كلما فعلوا من ذلک شيئا كان له فى صحيفته، فإذا خرج من قبره خرج آمنا مطمئنا لا يحزنه الفزع الأكبر وتتلقاه الملائكة سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار.
هذا حديث منكر .ورجال إسناده كلهم معروفون بالثقة إلا إبراهيم بن عيسى القنطرى فإنه مجهول(تاريخ بغداد ، ج۵ص ۲۱۶، ۲۱۷، تحت رقم الترجمة ۲۶۷۹)

[2] قال الذهبى:
حديث: القطيعى، ثنا أحمد بن محمد بن سعيد بن حاتم، ثنا إبراهيم بن عيسى القنطرى، ثنا أحمد بن أبى الحوارى، ثنا الوليد، ثنا الليث بن سعد، عن الزهرى، عن الأعرج، عن أبى هريرة، رفعه: " لما أسرى بى إلى سدرة المنتهى غمسنى جبريل فى النور، ثم تنحى عنى، فقلت: حبيبى جبريل، أحوج ما أكون إليک تدعنى؟ ! فقال: أنت من الله أدنى من القاب إلى القوس .فأتانى / الملک، فقال: إن الرحمن يسبح نفسه. فسمعت الرحمن يقول: سبحان الله، ما أعظم لا إله إلا الله " . .وذكر الحديث .آفته القنطرى(تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزى، ص ۲۲، تحت رقم الحديث ۱۴)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ ''ابراہیم بن عیسیٰ قنطری'' کی حدیث باطل ہے، اور اس کی ایک حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے، لیکن علامہ ذہبی نے تلخیص میں فرمایا کہ یہ حدیث منکر، یا موضوع ہے۔ [1]

مذکورہ روایت کو ''حجت'' سمجھتے ہوئے، بعض اہلِ علم حضرات نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کر دیا، جبکہ اس روایت کی سند کا حال پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے۔ [2]

اور غالباً مذکورہ روایت کی بنیاد پر بعض تفاسیر میں ''ووجدک ضالا فھدی'' کی تفسیر میں ایک قول یہی ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے کہ:

**وقیل :ووجدک ضالا لیلة المعراج، حین انصرف عنک جبریل وأنت لا تعرف الطریق، فھداک إلی ساق العرش**(تفسیر القرطبی، ج ۲۰، ص ۹۸، سورة الضحی)

''اور کہا گیا ہے کہ آپ کو اللہ نے لیلۃُ المعراج میں بھٹکا ہوا پایا، جب آپ سے جبریل الگ ہو گئے، اور آپ راستے کو پہچانتے نہیں تھے، تو اللہ نے آپ کو عرش کی ساق کی طرف ہدایت دی''۔

---

[1] إبراهيم بن عيسى القنطرى.عن أحمد بن أبى الحوارى.قال الخطيب: مجهول. قلت: وخبره باطل فروى عن ابن أبى الحوارى: حدثنا الوليد، حدثنا الليث بن سعد، عن الزهرى، عن الأعرج، عن أبى هريرة رضى الله عنه مرفوعا: غمسنى جبريل عند سدرة المنتهى فى النور وقال: أنت من الله أدنى من ألقاب إلى القوس وأتانى الملک فقال: إن الرحمن يسبح نفسه ... وذكر الحديث .فآفته القنطرى .قال الخطيب: رجاله موثقون إلا القنطرى انتهى .وله كتاب فى الطب لأبى نعيم خبر فى الرجلة باطل .وأورد حديثه الحاكم فى كتاب الرقاق من المستدرک وقال: صحيح.وتعقبه الذهبى فى تلخيصه فقال: بل منكر أو موضوع(لسان الميزان ،لابن حجر، ج ۱، ص ۳۲۸، ۳۲۹، تحت رقم الترجمة ۲۳۱)

[2] وروى أن جبريل لما وصل معه سدرة المنتهى قال له، صلى الله تعالى عليه وسلم، ها أنت وربک هذا مقامى لا أتعداه ومقامى بفتح الميم أى موضعى المشار إليه بقوله تعالى :(وما منا إلا له مقام معلوم) وهو سدرة المنتهى التى لا يتجاوزها أحد إلى نبينا محمد، صلى الله تعالى عليه وسلم(نزهة الأفكار فى شرح قرة الأبصار لعبدالقادر الشنقيطى المالكى، ج ۲، ص ۳۴۳،ها أنت وربک هذا مقامى لا أتعداه)

www.idaraghufran.org

لیکن اس جیسی تفسیر کے لیے نقلِ صحیح کی ضرورت ہے، اور ہمیں اس سلسلے میں نقلِ صحیح دستیاب نہیں ہوئی۔

## ساتویں آسمان پر جبریل کے الگ ہونے کی روایت

علامہ ابنِ جوزی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے ساتویں آسمان کی سیر کرائی گئی، تو مجھے جبریل نے فرمایا کہ اے محمد! آپ آگے تشریف لے جایے، پس اللہ کی قسم! یہ شرف نہ کسی مقرب فرشتے کو حاصل ہوا، اور نہ کسی نبی اور رسول کو حاصل ہوا، پھر میرے رب نے میرے سے ایک چیز کا وعدہ فرمایا، پھر جب میں لوٹ کر آیا، تو حجاب کے پیچھے سے ایک ندا دینے والے نے مجھے یہ ندا دی کہ آپ کے باپ ابراہیم کیا ہی اچھے باپ ہیں، اور آپ کے بھائی علی کیا ہی اچھے بھائی ہیں، پس آپ ان کو خیر کی وصیت فرمائیں، پھر میں نے کہا کہ اے جبریل! کیا میں قریش کو اس بات کی خبر دے دوں کہ میں نے اپنے رب کی زیارت کی ہے، جبریل نے کہا کہ بے شک، میں نے کہا کہ قریش میری تکذیب کریں گے، تو جبریلِ امین نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، ان میں ابوبکر موجود ہیں، جن کو اللہ کے پاس ''صدیق'' لکھا گیا ہے، وہ آپ کی تصدیق کریں گے، اے محمد! عمر کو میری طرف سے سلام پہنچانا''۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس میں ایک راوی مسلم بن خالد پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں ابن المدینی نے فرمایا کہ ''لیس بشیئ''۔ [1]

---

[1] حدیث آخر فی ذلک المعنی أنبأنا زاهر بن طاهر قال أنبأنا أبو بکر البیهقی قال أخبرنا أبو عبد الله الحکم قال نا محمد بن داؤد بن سلیمان قال حدثنا علی بن الحسین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس کے علاوہ مذکورہ حدیث میں ایک راوی ''عثمان بن عبداللہ مغربی'' ہیں، جن کے متعلق محمد بن حبان نے فرمایا کہ ''یہ حدیث گھڑتا ہے، اس کی حدیث کی کتابت اعتبار کے طریقے پر ہی حلال ہے'' اور ابنِ حبان نے مسلم بن خالد سے روایت کیا ہے کہ ''عثمان بن عبداللہ کے نسخے میں اکثر موضوع، یا مقلوب روایتیں ہیں'' [1]

اور امام نووی نے قاضی عیاض کے حوالہ سے بغیر سند کے ایک حدیث کے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں:

''فارقنی جبریل وانقطعت عنی الأصوات''

''مجھ سے جبریل الگ ہوگئے، اور مجھ سے آوازیں منقطع ہوگئیں'' [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بن حبان قال نا عمرو بن نصر النیسابوری قال أنا عثمان ابن عبد اللہ المغربی قال نا مسلم بن خالد قال سمعت جعفر بن محمد عن أبیه عن جده عن علی قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم":لما أسری بی فی السماء السابعة قال لی جبریل تقدم یا محمد فو الله ما نال هذه الکرامة ملک مقرب ولا نبی مرسل فوعد إلی ربی شیئا فلما أن رجعت نادانی مناد من وراء الحجاب نعم الأب أبوک إبراهیم ونعم الأخ أخوک علی فاستوص به خیرا فقلت یا جبریل أخبر قریشا أنی زرت ربی قال نعم قلت تکذبنی قریش قال جبریل کلا فیهم أبو بکر وهو مکتوب عند الله الصدیق وهو یصدقک ، یا محمد أقرأ عمر منی السلام.

قال المصنف :وهذا حدیث لا یصح قال ابن المدینی مسلم بن خالد لیس بشیء (العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة،لا بن الجوزی، ج ۱،ص ۲۱۷، رقم الحدیث ۳۴۶، کتاب الفضائل والمثالب،باب فضل علی بن أبی طالب رضی الله عنه)

[1] عثمان بن عبد الله المغربی أبو عمرو شیخ قدم خراسان فحدثهم بها یروی عن اللیث بن سعد ومالک وابن لهیعة ویضع علیهم الحدیث کتب عنه أصحاب الرأی لا یحل کتابة حدیثه إلا علی سبیل الاعتبار.....وروی عن مسلم بن خالد الزنجی عن جعفر بن محمد عن أبیه عن أبی سعید الخدری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال فضل دهن البنفسج علی سائر الأدهان کفضلی علی سائر الخلق بارد فی الصیف حار فی الشتاء أخبرناه جعفر بن أحمد هذا قال حدثنا عثمان بن عبد الله قال أخبرنا مسلم بن خالد فی نسخة کتبناها أکثرها موضوعة أو مقلوبة لا یجوز الاحتجاج بمن ینقل مثله عن الثقات(المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین،لمحمد بن حبان بن أحمد بن حبان، ج۲،ص ۱۰۲، ۱۰۳ ملخصاً،باب العین، تحت رقم الترجمة ۶۷۲)

[2] وقد ذکر البزار خبرا فی الإسراء عن علی کرم الله وجهه وذکر مسیر جبریل علیه السلام علی البراق حتی أتی الحجاب وذکر کلمة وقال خرج ملک من وراء الحجاب فقال جبریل والذی بعثک بالحق إن هذا الملک ما رأیته منذ خلقت وإنی أقرب الخلق مکانا .

وفی حدیث آخر فارقنی جبریل وانقطعت عنی الأصوات(شرح النووی علی مسلم، ج۲، ص ۲۲۱، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم إلی السماوات وفرض الصلوات الخ)

www.idaraghufran.org

''نشر الطیب'' میں بھی ''شرح النووی'' کے حوالے سے مذکورہ عبارت کو ذکر کیا گیا ہے۔

قاضی عیاض نے بھی ''اکمال المعلم'' میں اس حدیث کا کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا۔ [1]

البتہ ''الشفا'' میں ''وقال ابن عباس'' کے بعد انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے۔ [2]

اور قرطبی نے بھی اسی طرح سے ذکر کیا ہے۔ [3]

اور ہمیں معراج کے واقعہ سے متعلق، باسند طریقے پر نہ تو مرفوع حدیث میں اس کا ذکر ملا، اور نہ ہی ابنِ عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے موقوفاً اس کا ذکر ملا۔

البتہ ایک ضعیف حدیث میں ''فارقنی جبریل علیہ السلام الساعة'' کے الفاظ دستیاب ہوئے، مگر اس حدیث کا معراج کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ [4]

---

[1] ذكر البزار خبرا في الإسراء عن علي ، وذكر فيه مسير جبريل بالنبي صلى الله عليه وسلم على البراق حتى أتى الحجاب، وذكر كلمة، وقال: " خرج ملك من وراء الحجاب، فقال، جبريل: والذي بعثك بالحق، إن هذا الملك ما رأيته منذ خلقت، وإني أقرب الخلق مكانا "وفي حديث آخر: " فارقني جبريل، وانقطعت عني الأصوات(اكمال المعلم بفوائد مسلم، ج ا ص ۵۱۰، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات، وفرض الصلوات)

[2] وقال ابن عباس هو مقدم ومؤخر تدلى الرفرف لمحمد صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج فجلس عليه ثم رفع فدنا من ربه قال فارقني جبريل وانقطعت عني الأصوات وسمعت كلام ربي عز وجل(الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ للقاضي عياض، ج ا ص ۲۰۴، الباب الثالث، فصل وأما ما ورد في حديث الإسراء)

[3] قلت: وقد روى عن ابن عباس في قوله تعالى: (دنا فتدلى) أنه على التقديم والتأخير، أي تدلى الرفرف لمحمد صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج فجلس عليه ثم رفع فدنا من ربه .قال: (فارقني جبريل وانقطعت عني الأصوات وسمعت كلام ربي) فعلى هذا الرفرف ما يقعد ويجلس عليه كالبساط وغيره .وهو بالمعنى الأول جبريل(تفسير القرطبي، ج۱۷ ص۹۸، سورة النجم)

[4] حدثنا علي بن عبد الله الفرغاني، ثنا إبراهيم بن الوليد الطبراني، حدثني أبي، حدثني عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون، عن الزهري، عن أنس بن مالك، عن أبي طلحة قال :دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وأسارير وجهه تبرق فقلت :يا رسول الله ما رأيتك أطيب نفسا ولا أظهر بشرا منك في يومك هذا، فقال " :وما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور سند کی تحقیق کے بغیر اس طرح کا حکم لگانا درست نہیں، خاص طور سے جس چیز کا تعلق عقیدے اور اللہ کی صفات سے ہو۔

جبکہ آج کل کے واعظین، تحقیق کے بغیر ہی اس قصے کو بڑے اہتمام کے ساتھ اور چٹ پٹا بنا کر پیش کرتے ہیں۔

## اللہ کے قریب ہونے سے جبریل کے جلنے کی روایت

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ عبسی (المتوفیٰ: 297ہجری) نے ''العرش وماروی فیہ'' میں حضرت زرارہ بن اوفیٰ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ:

''جبریلِ امین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو جبریلِ امین نے جواب میں کہا کہ میرے اور رب تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر حجابات ہیں، اگر میں ان حجابات میں سے کسی حجاب کے قریب ہو جاؤں، تو میں جل کر خاکستر ہو جاؤں''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لی لا تطیب نفسی ولا یظهر بشری وإنما فارقنی جبریل علیه السلام الساعة فقال :یا محمد من صلی علیک من أمتک صلاة کتب الله له بها عشر حسنات ومحا عنه عشر سیئات ورفعه بها عشر درجات وقال :له الملک مثل ما قال :لک قلت :یا جبریل وما ذاک الملک قال :إن الله عز وجل وکل بک ملکا من لدن خلقک إلی أن یبعثک لا یصلی علیک أحد من أمتک إلا قال :وأنت صلی الله علیک "(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۷۲۰، ج۵ص۱۰۰، باب الزای)

[1] حدثنا طاهر بن أبی أحمد، حدثنا عبد الرحمن بن مهدی، حدثنا حماد بن سلمة، عن أبی عمران الجونی، عن زرارة بن أوفی أن جبریل جاء إلی النبی صلی الله علیه وسلم فسأله هل تری ربک؟ فقال: " إن بینی وبینه سبعین حجابا من نور لو دنوت من أحدها احترقت "(العرش وما روی فیه، رقم الحدیث ۷۷، ص۴۶۶ الی ۴۶۸،الباب السادس)

www.idaraghufran.org

حضرت زرارہ بن اوفیٰ کی اس حدیث کو عثمان بن سعید دارمی سجستانی (المتوفیٰ:280ہجری) نے بھی ''الرد علی الجهمية'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

نیز مذکورہ حدیث کو ابوبکر احمد بن مروان دینوری مالکی (المتوفیٰ:333ہجری) نے بھی ''المجالسة وجواهر العلم'' میں روایت کیا ہے۔ [2]

مذکورہ روایت مرسل ہے۔

اوراس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

علامہ ذہبی نے مذکورہ حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے، اوراس حدیث کے ایک راوی ''ابومسلم''

---

[1] حدثنا موسى بن إسماعيل أبو سلمة، ثنا حماد وهو ابن سلمة قال: أنبأ أبو عمران الجوني، عن زرارة بن أوفى، أن النبى صلى الله عليه وسلم سأل جبريل: " هل رأيت ربک؟ .فانتفض جبريل وقال: يا محمد إن بيني وبينه سبعين حجابا من نور، لو دنوت من أدناها لاحترقت "(الرد على الجهمية، رقم الحديث ١١٩، ص٧٣،باب الاحتجاب)

[2] حدثنا إبراهيم بن عبد الله المروزى، نا سعيد بن هبيرة، نا حماد بن سلمة، نا أبو عمران الجونى، عن زرارة بن أوفى؛ قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام .هل ترى ربک؟ فقال جبريل عليه السلام :إن بينى وبين العرش سبعين حجابا، لو دنوت منها؛ لاحترقت(المجالسة وجواهر العلم، لابكر احمد بن مروان دينورى مالكى ، رقم الحديث ٦٥، ج ١ ص ٣٧٢، ٣٧٣،)

[3] حدثنا محمد بن عمرو، ثنا يحيى بن سليمان الجعفى، ثنا عمى عمرو بن عثمان، ثنا أبو مسلم قائد الأعمش عن الأعمش، عن أنس بن مالک، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: سألت جبريل عليه السلام، هل ترى ربک؟ قال: إن بينى وبينه سبعين حجابا من نور، لو رأيت أدناها لاحترقت.

لم يرو هذا الحديث عن الأعمش إلا أبو مسلم (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٦٤٠٧)

حدثنا عبد الله بن جعفر قال: ثنا إسماعيل بن عبد الله قال: ثنا الحسين بن حفص قال: ثنا أبو مسلم قائد الأعمش، عنه، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " يا جبريل، هل ترى ربک؟ قال: إن بينى وبينه لسبعين حجابا من نار – أو من نور – لو دنوت من أدناها لاحترقت "(حلية الاولياء لابى نعيم الاصبهانى، ج٥ص٥٥، تحت ترجمة "سليمان الأعمش ومنهم الإمام المقرى")

www.idaraghufran.org

کو غیر معتبر فرمایا ہے۔ [1]

علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس روایت میں ''ابو مسلم قائد اعمش'' کے بارے میں ابوداؤد نے فرمایا کہ اس کی احادیث موضوع ہیں، البتہ ابنِ حبان نے ان کو ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے، اور ان پر وہم ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [2]

بعض قصہ گو واعظین نے مذکورہ روایات کو معراج کے واقعہ سے متعلق سمجھ لیا، اور ساتھ ہی اس بات کا اضافہ کر دیا کہ جبریلِ امین نے یہ بات اس وقت فرمائی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب حاصل ہوا، اور جبریلِ امین نے اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں اس مقام کے قریب پہنچوں گا، تو جل کر خاکستر ہو جاؤں گا۔

حالانکہ اولاً تو مذکورہ روایات کی سند کا حال پیچھے گزر چکا ہے، دوسرے مذکورہ روایات میں ''اسراء و معراج'' کا قطعاً ذکر نہیں، بلکہ ان روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت جبریلِ امین کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے متعلق سوال ہے، اور جبریلِ امین کی طرف سے اس کا جواب مذکور ہے۔

تیسرے بعض روایات میں ستر حجابات کے بجائے ستر ہزار حجابات کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سامنے نور اور ظلمت کے ستر ہزار

---

[1] حدثنا أبو مسلم قائد الأعمش، عن الأعمش، عن أنس، قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم–: (يا جبريل! هل ترى ربك؟قال: إن بيني وبينه تسعين حجابا من نار – أو نور – لو دنوت من أدناها، لاحترقت)

هذا حديث منكر، وأبو مسلم: ليس بمعتمد(سير أعلام النبلاء، ج٦، ص ٢٤١، تحت ترجمة "الأعمش سليمان بن مهران الكاهلي"رقم الترجمة ١١٠)

[2] رواه الطبراني في الأوسط، وفيه قائد الأعمش .قال أبو داود: عنده أحاديث موضوعة، وذكره ابن حبان في الثقات وقال: يهم(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٥١، باب في عظمة الله سبحانه وتعالى)

www.idaraghufran.org

حجابات ہیں، جو جاندار بھی ان حجابات میں سے کسی سے کوئی چیز محسوس کرے، تو وہ ہلاک ہو جائے''۔

لیکن مذکورہ حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں فرمایا کہ ''اس روایت میں ''موسیٰ بن عبیدہ ربذی'' نے تفرد اختیار کیا ہے، اور اصحابِ علمِ حدیث کے نزدیک یہ ضعیف ہے، اور روایات میں جو حجاب کا ذکر ہے، وہ مخلوق کے اعتبار سے ہے، خالق کے اعتبار سے نہیں'' [1]

اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے، جس کے متعلق علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس روایت میں ''موسیٰ بن عبیدہ'' راوی پایا جاتا ہے، جس سے ''حجت'' نہیں پکڑی جاتی۔ [2]

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا محمد بن إسحاق، أنا مكي بن إبراهيم، ثنا موسى بن عبيدة، عن عمر بن الحكم، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، وعن أبي حازم، عن سهل بن سعد، رضي الله عنه قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دون الله تعالى سبعون ألف حجاب من نور وظلمة، ما تسمع نفس حس شيء من تلك الحجب إلا زهقت نفسها.

تفرد به موسى بن عبيدة الربذي، وهو عند أهل العلم بالحديث ضعيف .والحجاب المذكور في الأخبار يرجع إلى الخلق لا إلى الخالق(الاسماء والصفات للبيهقي، رقم الحديث ۸۵۴، ج۲ص ۲۹۲، ۲۹۳،جماع أبواب إثبات صفات الفعل،باب ما جاء في العرش والكرسي)

[2] حدثنا محمد بن يحيى الزماني، حدثنا مكي بن إبراهيم، حدثنا موسى بن عبيدة، عن عمر بن الحكم، عن عبد الله بن عمرو، وعن أبي حازم، عن سهل بن سعد، أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دون الله سبعون ألف حجاب نور وظلمة، وما تسمع نفس شيئا من حس تلك الحجب إلا زهقت نفسها (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ۷۵۲۵)

قال حسين سليم أسد الدارانی:

إسناده ضعيف(حاشية مسند ابی يعلیٰ)

وقال الهيثمي:

رواه أبو يعلى والطبراني في الكبير عن عبد الله بن عمرو وسهل أيضا، وفيه موسى بن عبيدة لا يحتج به(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۵۲، باب في عظمة الله سبحانه وتعالى)

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ اولاً تو مذکورہ احادیث وروایات کی اسناد پر کلام ہے، دوسرے ان احادیث روایات کو بعض قصہ گو واعظین کی طرف سے معراج کے مخصوص واقعہ کے ساتھ جوڑنا درست نہیں۔

اس کے علاوہ ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب'' میں ہے:

ابوالحسن بن غالب نے ابوالربیع بن سبع کی طرف ''شفاء الصدور'' میں حدیث ابنِ عباس سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے، اور میرے رب کی طرف چلنے میں میرے ہم سفر رہے، یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچے، پھر ٹھہر گئے، میں نے کہا اے جبریل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں، اھ۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے:

| | |
|---|---|
| بدو گفت سالار بیت الحرام | کہ اے حامل وحی برتر خرام |
| چو در دوستی مخلصم یافتی | عنانم ز صحبت چرا تافتی |
| بگفتا فراتر مجالم نماند | نماندم کہ نیروی بالم نماند |
| اگر یک سر موی برتر برم | فروغِ تجلی بسوزد پرم |

اور اُسی حدیثِ مذکور میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھ کو نور میں پیوست کر دیا گیا، اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرائے گئے کہ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا، اور مجھ سے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہوگئی، اس وقت مجھ کو وحشت ہوئی، تو اس وقت مجھ کو ایک پکارنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لہجہ میں پکارا کہ ٹھہر جایئے، آپ کا رب صلاۃ میں مشغول ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو ان دو امر سے تعجب ہوا، ایک تو یہ کہ کیا ابوبکر مجھ سے آگے بڑھ آئے، اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلاۃ سے بے نیاز ہے۔

ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ آیت پڑھو:

" هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّورِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا "

سو میری صلاۃ سے مراد رحمت ہے، آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صورت کا پیدا کیا، جو آپ کو اُن کے لہجہ میں پکارے، تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپ کو فہمِ مقصود سے مانع ہو۔

اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیے اتاری گئی اور میں اس پر رکھا گیا، پھر مجھ کو اوپر اٹھایا گیا، یہاں تک کہ میں عرش تک پہونچا، تو میں نے ایسا امرِ عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی، مواہب میں ابنِ غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے:

" والعهدة علیه فی ذالک اهـ "

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص: ۶۰ و ۶۱، بارہویں فصل: واقعہ معراج شریف میں، بعنوان: واقعۂ بستم، مطبوعہ: برقی پریس، دھلی)

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اولاً تو "شفاء الصدور" ابوالربیع ابن سبع سلیمان سبتی کی کتاب ہے، صاحبِ کشف الظنون نے تصریح کی ہے کہ اس میں احادیث، اسناد سے عاری وخالی ہیں۔ [1]

---

[1] شفاء الصدور فی أعلام نبوة الرسول لابن السبع، الإمام، الخطیب، أبی الربیع: سلیمان السبتی. وللإمام، عفیف الدین: سعید بن محمد بن مسعود الکازرونی.
المتوفی: سنة ... قال صاحب (مشارع الأشواق) :وقفت علیه فی نحو: أربعة أسفار.
یشتمل علی: أحادیث فی فضائل الأعمال. وضع فیه: مؤلفه من عجائب الغرائب، أصولا، وفروعا.
جمع فیه وأودع: أحادیثه عریة عن الإسناد (کشف الظنون، ج۲ ص ۱۰۵۰، باب الشین المعجمة)

www.idaraghufran.org

دوسرے ''نشر الطیب'' میں مذکورہ روایت کو ''المواهب اللدنية '' کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ ''نشر الطیب'' میں اس بات کی تصریح ہے، نیز صاحبِ نشر الطیب نے معراج شریف کے واقعہ کی فصل قائم کرتے وقت شروع میں ہی اس کے حاشیے میں خود تحریر فرمایا ہے کہ:

اس فصل کی روایتیں مواہب سے ہیں، اور جو دوسری کتاب کی ہیں، وہاں ان کے نام کے ساتھ لفظ ''کذا'' بڑھا دیا ہے (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص: ۳۵، بارہویں فصل :واقعہ معراج شریف میں، مطبوعہ: برقی پریس، دھلی)

تیسرے ''نشر الطیب'' میں مذکورہ روایات کو نقل کرنے کے بعد صاحب ''المواهب اللدنية'' کی یہ تصریح ذکر کی گئی ہے کہ:

''مواہب میں ابنِ غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے'' والعهدة عليه فی ذالک اهـ''

صاحبِ ''المواهب اللدنية '' نے مذکورہ روایات کو نقل کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ اس کی ذمہ داری ''شفاء الصدور '' پر ڈالی ہے، بلکہ اسی کے ساتھ یہ بھی وضاحت کی ہے کہ حجابات کی تکثیر، صحیح روایات میں وارد نہیں ہوئی، اور اس سلسلے میں صحیح حدیث میں صرف ''حجابه النور '' وارد ہوا ہے۔

چنانچہ صاحبِ ''المواهب اللدنية'' کی اس سلسلے میں عبارت درجِ ذیل ہے:

رواه والذی قبله فی کتاب شفاء الصدور کما ذکره ابن غالب والعهدة عليه فی ذلک.

وتکثير الحجب لم يرد فی طريق صحيح، ولم يصح فی ذلک غير ما فی مسلم: (حجابه النور)

''اس کو اور اس سے پہلی روایت کو کتاب ''شفاء الصدور'' میں روایت کیا ہے، جیسا

کہ اس کا ابنِ غالب نے ذکر کیا ہے، اور اس سلسلے میں ذمہ داری اسی پر ہے۔
اور حجابات کی تکثیر صحیح سند میں وارِد نہیں ہوئی، اور اس سلسلے میں صحیح بات صرف وہ ہے، جو مسلم میں ہے کہ ''حجابه النور''۔ [1]

---

[1] وذكر أبو الحسن بن غالب، فيما تكلم فيه على أحاديث الحجب السبعين والسبعمائة والسبعين ألف حجاب وعزاها لأبى الربيع بن سبع فى شفاء الصدور من حديث ابن عباس :أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال بعد أن ذكر مبدأ حديث الإسراء ، كما ورد فى الأمهات: أتانى جبريل وكان السفير بى إلى ربى، إلى أن انتهى إلى مقام ثم وقف عند ذلك، فقلت :يا جبريل، فى مثل هذا المقام يترك الخليل خليله؟ فقال:
إن تجاوزته احترقت بالنور، فقال النبى -صلى الله عليه وسلم :-يا جبريل، هل لك من حاجة؟ قال: يا محمد، سل الله أن أبسط جناحى على الصراط لأمتك حتى يجوزوا عليه، قال النبى -صلى الله عليه وسلم :-ثم زج بى فى النور زجا، فخرق بى إلى السبعين ألف حجاب، ليس فيها حجاب يشبه حجابا، وانقطع عنى حس كل إنسى وملك، فلحقنى عند ذلك استيحاش، فعند ذلك نادانى مناد بلغة أبى بكر :قف إن ربك يصلى، فبينا أنا أتفكر فى ذلك فأقول :هل سبقنى أبو بكر؟ فإذا النداء من العلى الأعلى، ادن يا خير البرية، ادن يا محمد ادن يا محمد، ليدن الحبيب، فأدنانى ربى حتى كنت كما قال تعالى :ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى .قال :وسألنى ربى فلم أستطع أن أجيبه، فوضع يده بين كتفى -بلا تكييف ولا تحديد -فوجدت بردها بين ثديى، فأورثنى علم الأولين والآخرين، وعلمنى علوما شتى، فعلم أخذ على كتمانه إذ علم أنه لا يقدر على حمله أحد غيرى، وعلم خيرنى فيه، وعلمنى القرآن فكان جبريل -عليه السّلام -يذكرنى به، وعلم أمرنى بتبليغه إلى العام والخاص من أمتى .ولقد عاجلت جبريل -عليه السّلام -فى آية نزل بها على، فعاتبنى ربى وأنزل على "ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليك وحيه وقل رب زدنى علما"ثم قلت :اللهم إنه لما لحقنى استيحاش قبل قدومى عليك سمعت مناديا ينادى بلغة تشبه لغة أبى بكر فقال لى : قف إن ربك يصلى، فعجبت من هاتين، هل سبقنى أبو بكر إلى المقام؟ وإن ربى لغنى عن أن يصلى، فقال تعالى :أنا الغنى عن أن أصلى لأحد، وإنما أقول:
سبحانى سبحانى، سبقت رحمتى غضبى، اقرأ يا محمد :" هو الذى يصلى عليكم وملائكته ليخرجكم من الظلمات إلى النور وكان بالمؤمنين رحيما" فصلاتى رحمة لك ولأمتك، وأما أمر صاحبك يا محمد، فإن أخاك موسى كان أنسه بالعصا، فلما أردنا كلامه قلنا :وَما تِلْكَ بِيَمِينِكَ يا مُوسى قالَ هِيَ عَصايَ ، وشغل بذكر العصا عن عظيم الهيبة .وكذلك أنت يا محمد، لما كان أنسك بصاحبك أبى بكر وأنك خلقت أنت وهو من طينة واحدة، وهو أنيسك فى الدنيا والآخرة، خلقنا ملكا على صورته يناديك بلغته ليزول عنك الاستيحاش، فلا يلحقك من عظيم الهيبة ما يقطعك عن فهم ما يراد منك .ثم قال الله تعالى :وأين حاجة جبريل؟ فقلت :اللهم إنك أعلم، فقال :يا محمد، قد أجبته فيما سأل، ولكن فيمن أحبك وصحبك.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چوتھے صاحب ''المواهب اللدنية'' نے مذکورہ عبارت کے بعد سات وجوہات کی بناء پر یہ قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سورہ نجم میں یہ ارشاد کہ ''ثم دنا فتدلی'' وہ اس ''دنو'' اور ''تدلی'' کے علاوہ ہے، جو اسراء کے قصہ میں مذکور ہے، اور جو سورہ نجم میں ہے، وہ جبریل کا ''دنو'' اور ''تدلی'' ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی روایة: فتقدمت وجبریل علی أثری، حتی انتهی بی إلی حجاب فراش الذهب فحرک الحجاب، فقیل من هذا؟ قال: أنا جبریل ومعی محمد- صلی الله علیه وسلم- فقال الملک: الله أکبر، فأخرج یده من تحت الحجاب فاحتملنی فوضعنی بین یدیه فی أسرع من طرفة عین، وغلظ الحجاب مسیرة خمسمائة عام، فقال لی: تقدم یا محمد، فمضیت فانطلق بی الملک فی أسرع من طرفة عین إلی حجاب اللؤلؤ، فحرک الحجاب، فقال الملک من وراء الحجاب: من هذا؟ فقال أنا فلان صاحب حجاب الذهب، وهذا محمد- صلی الله علیه وسلم- رسول رب العزة معی، فقال: الله أکبر، فأخرج یده من تحت الحجاب فاحتملنی حتی وضعنی بین یدیه، فلم أزل کذلک من حجاب إلی حجاب، حتی جاوزت سبعین حجابا، غلظ کل حجاب مسیرة خمسمائة عام، فقال لی: تقدم یا محمد، فمضیت فانطلق بی الملک، ثم دلی لی رفرف أخضر یغلب ضوؤه ضوء الشمس، فالتمع بصری، ووضعت علی ذلک الرفرف، ثم احتملت حتی وصلت إلی العرش، فأبصرت أمرا عظیما لا تناله الألسن، ثم دلی لی قطرة من العرش، فوقعت علی لسانی، فما ذاق الذائقون شیئا قط أحلی منها، فأنبأنی الله بها نبأ الأولین والآخرین، ونور قلبی، وغشی نور عرشه بصری فلم أر شیئا فجعلت أری بقلبی ولا أری بعینی، ورأیت من خلفی ومن بین کتفی، کما رأیت أمامی، الحدیث .رواه والذی قبله فی کتاب شفاء الصدور کما ذکره ابن غالب والعهدة علیه فی ذلک. وتکثیر الحجب لم یرد فی طریق صحیح، ولم یصح فی ذلک غیر ما فی مسلم: (حجابه النور) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية لابی العباس احمد بن محمد قسطلانی قتیبی"المتوفی:923هجری" ج۲ ص ۴۸۲ الیٰ ۴۸۴، المقصد الخامس الإسراء والمعراج)

[1] وقد ورد فی الصحیح عن أنس قال: (لما عرج بی جبریل إلی سدرة المنتهی .ودنا الجبار رب العزة جل جلاله فتدلی حتی کان منه قاب قوسین أو أدنی، فأوحی إلی عبده ما أوحی)الحدیث.
وهذا الدنو والتدلی المذکور فی هذا الحدیث وغیره من أحادیث المعراج غیر الدنو والتدلی المذکور فی قوله تعالی فی سورة النجم: ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنی .وإن اتفقا فی اللفظ .فإن الصحیح أن المراد فی الآیة جبریل، لأنه الموصوف بما ذکر من أول السورة إلی قوله: ولقد رآه نزلة أخری،عند سدرة المنتهی .هکذا فسره النبی- صلی الله علیه وسلم- فی الحدیث الصحیح .
قالت عائشة- رضی الله عنها-: سألت رسول الله- صلی الله علیه وسلم- عن هذه الآیة فقال:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں آسمان پر، یا سدرۃُ المنتہیٰ پہنچنے پر جبریلِ امین، یا ان کے پَر جل جانے، یا حجابات کے جل جانے کی روایات بعض کتب میں درج کی گئی ہیں، اوران کو بعض واعظین بہت اہتمام کے ساتھ بیان کرتے ہیں، لیکن ان کا معتبر سند سے ثبوت نہیں پایا جاتا۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذاک جبریل لم أره فی صورته التی خلق علیها إلا مرتین .ولفظ القرآن لا یدل علی غیر ذلک من وجوه.

أحدها: أنه قال: علمه شدید القوی. وهذا جبریل الذی وصفه بالقوة فی سورة التکویر.

الثانی: أنه قال: ذو مرة أی حسن الخلق وهو الکریم الذی فی سورة التکویر.

الثالث: أنه قال: فاستوی وهو بالأفق الأعلی وهو ناحیة السماء العلیا، وهذا استواء جبریل– علیه السلام–، وأما استواء الرب جل جلاله فعلی عرشه.

الرابع: أنه قال: ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنی ،فهذا دنو جبریل وقد نزل إلی الأرض حیث کان رسول الله– صلی الله علیه وسلم– بها .وأما الدنو والتدلی فی حدیث المعراج فرسول الله– صلی الله علیه وسلم– کان فوق السماوات فهناک دنی الجبار جل جلاله منه وتدلی.

الخامس: أنه قال: ولقد رآه نزلة أخری عند سدرة المنتهی ،والذی عند سدرة المنتهی قطعا هو جبریل، وبهذا فسره النبی– صلی الله علیه وسلم– فقال: ذاک جبریل.

السادس: أن نفس الضمیر فی قوله: ولقد رآه ، وقوله: دنا فتدلی وقوله: فاستوی وقوله: وهو بالأفق الأعلی واحد، فلا یجوز أن یخالف بین المفسرین من غیر دلیل.

السابع: أنه سبحانه وتعالی أخبر أن هذا الذی دنا فتدلی کان بالأفق الأعلی، وهو أفق السماء، بل تحتها فدنا من الأرض فتدلی من رسول الله– صلی الله علیه وسلم–، ودنو الرب تبارک وتدلیه– علی ما فی حدیث شریک– کان فوق العرش لا إلی الأرض(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة لابی العباس احمد بن محمد قسطلانی قتیبی"المتوفیٰ: 923ھجری" ج۲ ص۴۸۵ الیٰ ۴۸۷، المقصد الخامس الإسراء والمعراج)

[1] نواصل فی هذا التحذیر تقدیم البحوث العلمیة الحدیثیة للقارء الکریم حتی یقف علی حقیقة هذه القصة التی اشتهرت، وکان لاشتهارها وانتشارها أسباب منها:

1ـ أن هذه القصة أُذیعت علی مستوی العالم ضمن حلقات الإسراء والمعراج فی برنامج "نور علی نور "لأحد الشیوخ، من غیر أن نتناول اسمه ولا شخصه؛ لأن الغایة الوقوف علی حقیقة ما نُسِب إلی النبی صلی الله علیه وسلم فی الحلقة الثانیة المذاعة یوم الجمعة 2شعبان 1393ھ الموافق 31أغسطس 1973م، وسجلت هذه الحلقات وتذاع کل عام بمناسبة الإسراء والمعراج، بل وطبعت فی کتاب انتشر بین الوعاظ والقصاص بعنوان "الإسراء والمعراج "تحت الحلقة الثانیة (ص72)، حیث جاء فیه: ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# قافلے کے انتظار میں حبسِ شمس کی روایت

## امام بیہقی نے ''دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة'' میں ''اسماعیل بن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"ثم بعد ذلک نجد أنه بعد أن انتقل إلى مرحلة يكون فيها ملائكيًا كالملائكة يراهم ويتكلم معهم ويخاطبهم ويفهم، يأتى بعد ذلک فى منطقة أخرى بعد سدرة المنتهى فينتهى حد جبريل، ثم بعد ذلک يزج برسول الله فى سبحات النور ولم يكن جبريل معه، وهذا دليل على أن محمدًا عليه الصلاة والسلام قد ارتقى ارتقاءً آخر، ونقل من ملائكية لا قدرة لها على ما وراء سدرة المنتهى إلى شىء من الممكن يتحمل إلى ما وراء سدرة المنتهى، دون مصاحبة جبريل عليه السلام، إذًا فمحمد كان بشرًا فى الأرض مع جبريل، وبعد ذلک كانت له ملائكية مع الرسل ومع جبريل فى السماء ، وبعد ذلک كان له وضع آخر ارتقى به عن الملكية حتى أن جبريل نفسه يقول" :أنا لو تقدمت لاحترقت ..وأنت لو تقدمت لاخترقت."

فذاتية محمد حصل فيها شىء من التغيير، التغيير الذى يناسب ذلک الملأ الأعلى، فجبريل بملائكيته لا يستطيع أن يخترق وإلا احترق، أما هو فيستطيع أن يخترق ."اهـ.

2 ـ وتأثر بقصة اختراق الحجاب أحد الوعاظ من غير ذكر لاسمه أيضًا .يقول فى شريط كاسيت قد انتشر واشتهر" :جبريل عند سدرة المنتهى يقول للنبى صلى الله عليه وسلم : السير من هنا قد انتهى، والنبى يقول لجبريل :أفهذا الموضع يترک الخليل خليله، وجبريل يقول :لكل منا مقام معلوم، فوالذى بعثک بالحق لو تقدمت قدر أنملة لاحترقت بأنوار الكمال، ولو تقدمت يا ابن عبد الله لاخترقت أنوار الجلال، تقدم إلى ربک الكبير المتعال، تقدم إلى الله، وهنا يحس النبى برعدة شديدة ويتساء ل :أين أنا يا رب؟ فالله يقول :أنت على بساط أنس الله يا محمد."

3 ـ وقصة اختراق الحجاب ليلة الإسراء والمعراج جاء ت فى كتاب منسوب إلى الصحابى الجليل ابن عباس رضى الله عنهما ويسمى "الإسراء والمعراج للإمام ابن عباس رضى الله عنهما."

قلت :وهو ملىء بالكذب والأباطيل، وابن عباس برىء من هذا الكتاب الذى اشتهر وانتشر لصغر حجمه، حيث يحتوى على ست وأربعين صفحة ورخص ثمنه

واحتوائه على عجائب منكرة يستميل بها القصاص والوعاظ قلوب العوام.

ففى (ص 26) :جاء ت قصة اختراق الحجاب، حيث نُسب إلى الرسول صلى الله عليه وسلم أنه قال" :ثم تقدمت أمامى فلم أر أخى جبريل معى، فقلت :يا أخى يا جبريل، أفى مثل هذا المكان يفارق الخليل خليله والأخ أخاه، فَلِمَ تركتنى وتخلفت عنى؟ فنادى :يَعِزُّ علىَّ أن أتخلف عنک، والذى بعثک بالحق نبيًا ما منا إلا له مقام معلوم، ولو أن أحدًا منا تجاوز مقامه لاحترق بالنور، قال صلى الله عليه وسلم : فلما قال لى هذا المقال وضعت يدى على وجهى وأخذتنى الرَّعدة والخوف، فضمنى جبريل إلى صدره بجناحه، وقال لى :لا تخف ولا تحزن إنما عرج بک ربک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

عبدالرحمٰن قرشی'' سے روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ليحييك ويكرمك ويصطفيك ويعطيك، فلما قال لى هذا المقال خفَّ عنى كل ما أجده، وإذ بالنداء من قبل الله تعالى :زُجوا حبيبى محمدًا فى النور، فأتتنى الملائكة برفرف أخضر كمثل المقعد يحمله أربعة من الملائكة فوضعوه بين يدى وقالوا لى :ارق يا محمد، فاستويت على الرفرف فسار بى كالسهم يخرج من القوس، وبينما أنا أتفكر وقد أخذتنى الهيبة مما رأيت من الجلال والكمال والبهاء والعظمة وهيبة الله، نوديت :يا أحمد، أمامك أمامك، أدن منى، فخطوت خطوة مسيرة خمسمائة عام، فقيل لى :يا أحمد لا تخف ولا تحزن، فسكن قلبى مما كنت أجده، وأخذ ذلك الرفرف يعلو بى حتى قربنى من حضرة سيدى ومولاى، فأبصرت أمرًا عظيمًا لا تناله الأوهام ولا تبلغه الخواطر، سبحانه وتعالى مما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، فدنوت من ربى حتى صرت منه كقاب قوسين أو أدنى فوضع سبحانه يده بين كتفى ولم تكن يدًا محسوسة كيد المخلوقين، بل يد قدرة وإرادة، فوجدت بردها على كبدى، فذهب عنى كل ما كنت أجده وأورثنى علم الأولين والآخرين وملئت فرحًا وسرورًا فأخذنى عند ذلك الثبات والسكون، فظننت أن من فى السماوات والأرض قد ماتوا إلا أنا لا أسمع هناك لا حسًا ولا حركة، ثم رجع إلىَّ عقلى،وتفكرت فيما أنا فيه من الشرف العظيم، فنوديت :يا أحمد، ادن منى، فقلت : إلهى وسيدى ومولاى، أنت السلام ومنك السلام، فنادانى ثانيًا :ادن منى، فدنوت منه، فقال : وعليك السلام."...

4- وقصة الرفرف الأخضر، واختراق الحجاب وتأخر جبريل :ليلة الإسراء أوردها الإمام ابن عراق فى "تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة"(169 :155-1) فى حديث ابن عباس الطويل، حيث بلغ خمسة وسبعين وثلاثمائة سطر، وفيه بعض الزيادات التى نسبت إلى الرسول صلى الله عليه وسلم أنه قال:

أ -فلما أسرى بى إلى العرش وحاذيت به ودلى لى رفرف أخضر لا أطيق وصفه لكم، فأهوى بى جبريل فأقعدنى عليه ثم قصر دونى ورد يديه على عينيه مخافة على بصره أن يلتمع من تلألؤ نور العرش، وأنشأ يبكى بصوت رفيع ويسبح الله تعالى ويحمده ويثنى عليه، فرفعنى ذلك الرفرف بإذن الله ورحمته إياى وتمام نعمته علىَّ إلى قرب سيد العرش، إلى أمر عظيم لا تناله الألسن ولا تبلغه الأوهام.

ب -فنظرت إليه فإذا هو حين كشف عنه حجبه مستو على عرشه فى وقاره وعزه ومجده وعلوه.

ج -فمال إلىَّ من وقاره بعض الميل فأدنانى منه، فذلك قوله فى كتابه يخبركم فعاله بى وإكرامه إياى :ذو مرة فاستوى .وهو بالأفق الأعلى .ثم دنا فتدلى .فكان قاب قوسين أو أدنى، حيث مال إلىَّ فقربنى منه قدر ما بين طرفى القوسين.

د -فلما مال إلىَّ من وقاره سبحانه وتعالى وضع إحدى يديه بين كتفى، فلقد وجدت برد أنامله على فؤادى حينًا، ووجدت عند ذلك حلاوته وأطيب ريحه وبرد لذاذته وكرامة رؤيته، وظننت أن من فى الأرض والسماوات ماتوا كلهم. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی، اور آپ نے اپنی قوم کو رفقاء اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التخريج والتحقيق للقصة:

الحديث الذى جاء ت به هذه القصة :أخرجه ابن مردويه فى "التفسير "من حديث ابن عباس من طريق ميسرة ابن عبد ربه، كذا فى "تنزيه الشريعة"(169-1)، وأخرجه ابن حبان فى "المجروحين"(11-3) قال :أخبرنا محمد بَدُوست النسوى :قال :حدثنا حميد بن زِنُجوَيه قال: حدثن خِداش الموصلى قال :حدثنا على بن قتيبة عن ميسرة بن عبد ربه قال :حدثنا عمر بن سليمان الدمشقى عن الضّحاک بن مزاحم عن ابن عباس مرفوعًا.

1 ـ قال ابن عراق فى "تنزيه الشريعة :(169-1) "أخرج ابن حبان قطعة منه.

قلت :وهذا إجمال ما قد فصلنا حيث بيَّنا أنه أخرجه فى كتابه "المجروحين "لا فى "صحيحه" هذا بالنسبة لمصنفات ابن حبان.

أما قول ابن عراق " :أخرج ابن حبان قطعة منه"، فهو إجمال بالنسبة للمتن، فابن حبان يعرف متن الحديث بطوله، فبعد أن ذكر هذه القطعة من حديث ابن عباس من طريق ميسرة بن عبد ربه عن عمر بن سليمان قال" :فذكره بطوله أكره ذكره لشهرته عند من كتب الحديث وطلبه ."اه.

قلت :ثم بيّن الإمام ابن حبان فى "المجروحين "(11-3) علة الحديث فقال" :ميسرة بن عبد ربه الفارسى من أهل دَوُرق كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات ويضع المعضلات عن الثقات فى الحث على الخير والزجر عن الشر، لا يحل كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار.

قلت :ثم أخرج ابن حبان هذا الحديث دليلاً على أن ميسرة بن عبد ربه يروى الموضوعات، وذكر قطعة منه، ثم قال" :فذكر -أى ميسرة بن عبد ربه -حديثًا طويلاً فى قصة المعراج شبيهًا بعشرين ورقة ."وعلل ابن حبان عدم ذكره للحديث بطوله حيث قال" :أكره ذكره لشهرته عند من كتب الحديث وطلبه ."اهـ.

2 ـ أورده الإمام البخارى فى كتابه "الضعفاء الصغير "ترجمة (355)، ثم قال" :ميسرة بن عبد ربه :يُرْمى بالكذب."

3 ـ أورده الإمام النسائى فى كتابه "الضعفاء والمتروكين "ترجمة (580)، ثم قال" :ميسرة بن عبد ربه :متروک الحديث."

فائدة:

قلت :هذا المصطلح عند النسائى له معناه، حيث قال الحافظ ابن حجر فى "شرح النخبة" (ص69)" :مذهب النسائى أن لا يترک حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه."

4 ـ أورده الدارقطنى فى كتابه "الضعفاء والمتروكين "ترجمة (510)، ثم قال" :ميسرة بن عبد ربه، بغدادى عن زيد بن أسلم كتاب "العقل "لداود بن المُحبَّر تصنيفه ."اهـ.

فائدة:

يتوهم من لا دراية له بهذا الفن أن عبارة الدارقطنى هذه لا تدل على الجرح، ولا يدرى أن مجرد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آنے والے قافلے کی نشانی بتلائی، تو لوگوں نے کہا کہ وہ قافلہ کب آئے گا، تو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذكر اسم الراوى فقط يدل على أنه متروك، يدل على ذلك قول الإمام البرقاني" :طالت محاورتي مع ابن خمكان لأبي الحسن على بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات."

5 ـ أقر الإمام الذهبي هذه الأقوال في "الميزان.(8958-230-4) "

6 ـ ثم ذكر الإمام الذهبي في "الميزان(6129-202-3 ") علة أخرى لحديث القصة، فقال : "عمر بن سليمان عن الضحاك، فذكر حديث الإسراء بلفظ موضوع."

وأقره الحافظ ابن حجر في "اللسان"(356-4) (6082-1731)، وبهذا التحقيق حكم الحافظان الذهبي وابن حجر على حديث القصة في ليلة الإسراء بأنه موضوع.

فائدة:

الموضوع " :هو الكذب المختلق المصنوع وهو شر الضعيف وأقبحه وتحرم روايته مع العلم بوضعه في أي معنى كان سواء الأحكام والقصص والترغيب وغيرها إلا مبينًا أي مقرونًا ببيان وضعه ."قاله السيوطي في "التدريب(274-01 ").

ولقد تأثر بهذه القصة الواهية "قصة اختراق الحجاب "ليلة الإسراء والمعراج كثير من الكتاب والوعاظ والقُصاص، هذا التأثر أدى إلى الغلو في النبي صلى الله عليه وسلم ، حتى نسبوا إليه أن الله مال إليه بعض الميل فأدناه منه، وذلك قوله تعالى :ثم دنا فتدلى .فكان قاب قوسين أو أدنى (النجم8 :، 9).

والقارء الكريم يرى هذا التأثير في الكتاب الذي أوردناه آنفًا والذي يتضمن ثلاث حلقات مذاعة في برنامج "نور على نور "حول الإسراء والمعراج، حيث قال الشيخ في "الكتاب "(ص80)" :أنا شخصيًا لست مع المفسرين حين يفسرون" :دنا "المدنو والدانى جبريل؛ لأن جبريل معه، وما دام جبريل معه، فماذا دنا؟ فكان قاب قوسين أو أدنى، ذلك ملحظ آخر يعطينا أن الدنو :ثم دنا فتدلى ..لشيء آخر، من ربه، أو ربه منه ."اهـ.

الرد على هذه الشبهة:

1 ـ قول الشيخ -عفا الله عنا وعنه -أنا شخصيًا لست مع المفسرين حين يفسرون "دنا "الدانى جبريل من النبي صلى الله عليه وسلم ، ثم قال" :الدنو لشيء آخر :من ربه أو ربه منه."

2 ـ ثم بيّن السبب الذي جعله يخالف هؤلاء المفسرين الذين قالوا :أن الدنو هو دنو جبريل.

قلت :هذا السبب فيه نظر؛ لأن الشيخ ظن أن جبريل مع النبي صلى الله عليه وسلم قبل الدنو وأثناء الدنو وبعد الدنو على صورة واحدة، ولكن جبريل كان في حالة الدنو على صورته التي خلقه الله عليها، هذه الصورة التي هي من آيات الله الكبرى، وهي من أعظم معجزات النبي صلى الله عليه وسلم ، حيث أعطاه الله سبحانه القدرة في بصره فيرى جبريل منهبطًا من السماء سادًا عظم خلقه ما بين السماء والأرض، وأما صورته التي كان فيها معه قبل ذلك فكان يأتيه في صورة الرجال. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدھ کے دن آئے گا، پھر جب بدھ کا دن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هكذا فسره النبى صلى الله عليه وسلم فى الحديث الذى أخرجه البخارى ومسلم والترمذى والنسائى من حديث عائشة رضى الله عنها، هذا الحديث الذى أورده الإمام المزى فى "تحفة الأشراف "(309-12) (ح17613) من طريق عامر بن شراحيل الشعبى عن مسروق (1) بن الأجدع أبى عائشة الهمدانى، عن أم المؤمنين عائشة رضى الله عنها، وبعد أن بيّن طريق مسلم فى كتاب "الإيمان "من صحيحه قال" :وهو أتم الروايات."

قلت :فقد أخرجه مسلم فى "الصحيح "(ح287) من حديث مسروق قال :كنت متكئًا عند عائشة فقالت :يا أبا عائشة، ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية .قلت :ما هن؟ قالت :من زعم أن محمدًا صلى الله عليه وسلم رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية.

وكنت متكئًا فجلست، فقلت :يا أم المؤمنين أنظرينى ولا تعجلينى، ألم يقل الله عز وجل :ولقد رآه بالأفق المبين، ولقد رآه نزلة أخرى، فقالت :أنا أول هذه الأمة سأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال :إنما هو جبريل لم أره على صورته التى خُلق عليها غير هاتين المرتين، رأيته منهبطًا من السماء سادًا عظم خلقه ما بين السماء إلى الأرض، فقالت :أو لم تسمع أن الله يقول :لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللطيف الخبير، أو لم تسمع أن الله يقول :وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا أو من وراء حجاب أو يرسل رسولا فيوحى بإذنه ما يشاء إنه على حكيم.

قالت :ومن زعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتم شيئًا من كتاب الله فقد أعظم على الله الفرية، والله يقول :يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فمابلغت رسالته .

قالت :ومن زعم أنه يخبر بما يكون فى غد، فقد أعظم على الله الفرية، والله يقول :قل لا يعلم من فى السموات والأرض الغيب إلا الله ."اه.

قلت :انظر أيها القارء الكريم إلى الجزء المرفوع من الحديث وهو موضوع بحثنا فى الرد على الشيخ فى قوله :أنا شخصيا لست مع المفسرين حين يفسرون (دنا) بأن الدانى جبريل هذا الجزء المرفوع الذى قالت فيه أم المؤمنين عائشة رضى الله عنها:

"أنا أول هذه الأمة سأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال" :إنما هو جبريل ".. قلت :والشيخ إن لم يكن مع المفسرين فليكن مع النبى صلى الله عليه وسلم ولكنى أرى أن الشيخ "عفا الله عنا وعنه "لم يقف على هذا الحديث المتفق عليه.

بل ولم يقف على الحديث المتفق عليه الذى أخرجه الإمام البخارى ( -6-361فتح) ح (3235) والإمام مسلم ح (290) من طريق الشَّعْبى عن مسروق قال :قلت لعائشة :فأين قوله " :ثم دنا فتدلى، فكان قاب قوسين أو أدنى."

قالت :إنما ذاك جبريل كان يأتيه فى صورة الرجال وإنه أتاه فى هذه المرة فى صورته التى هى صورته فسد أفق السماء "واللفظ لمسلم.

قلت :والحديث موقوف لفظا مرفوع حكما.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آیا، تو قریش نے اس قافلے کا انتظار شروع کیا، اور دن ڈھلنے والا ہو گیا، لیکن وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فائدة:

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله فی "شرح النخبة "(ص 141)":ومثال المرفوع من القول حكما لا تصريحا :أن يقول الصحابی -الذی لم يأخذ عن الإسرائيليات مالا مجال للاجتهاد فيه، ولا له تعلق ببيان لغة، أو شرح غريب.

1 ـ كالإخبار عن الأمور الماضية من بدء الخلق وأخبار الأنبياء .

2 ـ أو الآتية كالملاحم والفتن وأحوال يوم القيامة.

3 ـ وكذا الإخبار عمَّا يحصل بفعله ثواب مخصوص أو عقاب مخصوص

وإنما كان له حكم الرفع؛ لأن إخباره بذلک يقتضی مخبرا له، وما لا مجال للاجتهاد فيه يقتضی مُوقِفًا للقائل به، ولا موقِّف للصحابی :إلا النبی صلی الله عليه وسلم أو بعض من يخبر عن الكتب القديمة، فلهذا وقع الاحتراز عن القسم الثانی وإذا كان كذلک فله حكم ما لو قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فهو مرفوع "أه.

قلت :وبتطبيق هذه القاعدة الهامة جدًا التی تدل علی دقيق حفظ السنة من الإسرائيليات علی حديث عائشة رضی الله عنها نجد أن الحديث مرفوع حكما:

1 ـ أم المؤمنين عائشة رضی الله عنها لم تأخذ عن الإسرائيليات كما هو مقرر عند أهل الحديث.

2 ـ الحديث لا مجال للاجتهاد فيه حيث إنه من أحاديث بدء الخلق ولذلک أخرجه الإمام البخاری فی "صحيحه "كتاب رقم (59)" كتاب بدء الخلق "باب .(7)

3 ـ يشهد لرفعه الحديث السابق الذی فيه قال الرسول صلی الله عليه وسلم لعائشة رضی الله عنها" :إنما هو جبريل."

بل ولم يقف علی الحديث المتفق عليه الذی أخرجه الإمام البخاری فی "الصحيح "( 8-476 فتح) والإمام مسلم فی "الصحيح "ح (280) عن سليمان الشيبانی قال :سألت زِرَّ بن حُبَيْش عن قول الله عز وجل " :فكان قاب قوسين أو أدنی "قال:أخبرنی ابن مسعود أن النبی صلی الله عليه وسلم رأی جبريل له سِتمائة جناح"

قلت :وحسبک ما أخرجه البخاری فی "صحيحه "( 8-662فتح) ح (5002) ومسلم فی "صحيحه "ح (2463) من حديث عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال " :والله الذی لا إله غيره ما من كتاب الله سورة إلا أنا أعلم حيث نزلت وما من آية إلا أنا أعلم فيما أنزلت، ولو أعلم أحدا أعلم بكتاب الله منی تبلغه الإبل لرَكِبت إليه."

فائدة هامة:

ولقد رَدَّ الإمام ابن القيم فی "مدارج السالكين (3-319) علی أبی إسماعيل عبد الله بن محمد الهروی صاحب "منازل السائرين "عندما قال الهروی فی "باب الاتصال "قال الله تعالی "ثم دنا فتدلی، فكان قاب قوسين أو أدنی "آيس العقول فقطع البحث بقوله "أو أدنی."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## قافلہ نہیں آیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی، تو آپ کے لیے دن کی ایک

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فرد عليه الإمام ابن القيم قال" :كأن الشيخ فهم من الآية أن الذى دنا فتدلى فكان -من محمد صلى الله عليه وسلم قاب قوسين أو أدنى :هو الله عز وجل.

والصحيح :أن ذلک هو جبريل عليه الصلاة والسلام فهو الموصوف بما ذكر من أول السورة إلى قوله :ولقد رآه نزلة أخرى .عند سدرة المنتهى.

هكذا فسره النبى صلى الله عليه وسلم فى الحديث الصحيح .قالت عائشة رضى الله عنها: "سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذه الآية؟ فقال :جبريل، لم أره فى صورته التى خلق عليها إلا مرتين ."اهـ.

قلت :بهذا قد تبيَّن للقارء الكريم أن قصة اختراق الحجاب ليلة الإسراء قصة مكذوبة وتبين أيضا من الأحاديث الصحيحة أن الذى دنا فتدلى فكان -من محمد صلى الله عليه وسلم -قاب قوسين أو أدنى :هو جبريل.

وسبحان ربى كيف يخرق الحجاب أو يكشف وقد ثبت فى صحيح مسلم ح (293-179)" وسنن ابن ماجه "ح (195) و"سند أحمد "(4-405) ح (19649) من حديث عبد الله بن قيس أبى موسى الأشعرى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال" :حجابه النور لو كشفه لَأَحْرَقت سُبُحَاتُ وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه."

قلت :ومن المناسبة أن أختم هذا التحقيق بالحديث الذى ختم به الإمام النووى كتابه "رياض الصالحين "هذا الحديث الذى أخرجه الإمام مسلم فى "الصحيح "ح (181) والترمذى ح (2255)، وابن ماجه ح (187) وأحمد (4-332) وابن أبى عاصم ح (472) والآجُرِّى ح (295) من حديث صهيب عن النبى صلى الله عليه وسلم قال" :إذا دخل أهل الجنة الجنة قال :يقول الله تبارک وتعالى :تريدون شيئا أَزِيدكم؟ فيقولون :ألم تُبَيِّض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتُنَجِّنا من النار؟ قال :فيكشف الحجاب فما أُعطوا شيئا أحبّ إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل."

فائدة هامة:

لئلا يعتقد من لا دراية له بهذا الفن فى هذا الحديث الصحيح الذى أخرجه مسلم فى صحيحه ما لا يليق بالإمام مسلم متعلقا بقول الإمام الترمذى فى "السنن:(4-593) "

"هذا حديث إنما أسنده حماد بن سلمة ورفعه، وروى سليمان بن المغيرة وحماد بن زيد هذا الحديث عن ثابت البُنانى عن عبد الرحمن بن أبى ليلى قوله "أهـ.

قلت :فيطعن فى صحيح مسلم بما أعله به الترمذى وهو ليس بعله ولقد بيَّن ذلک الإمام النووى رحمه الله فى "شرح مسلم "(10-26) فقال" :قال أبو عيسى الترمذى وأبو مسعود الدمشقى وغيرهما :لم يروه هكذا مرفوعا عن ثابت غير حماد بن سلمة، ورواه سليمان بن المغيرة، وحماد بن زيد، وحماد بن واقد عن ثابت عن ابن أبى ليلى من قوله ليس فيه ذكر النبى صلى الله عليه وسلم ولا ذكر صهيب، وهذا الذى قاله هؤلاء ليس بقادح فى صحة الحديث فقد قدمنا فى الفصول أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ساعت زیادہ کردی گئی، اور سورج کو روک دیا گیا"۔ لہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المذهب الصحيح المختار الذى ذهب إليه الفقهاء وأصحاب الأصول والمحققون من المحدثين وصححه الخطيب البغدادى :أن الحديث إذا رواه بعض الثقات متصلا وبعضهم مرسلا، أو بعضهم مرفوعا وبعضهم موقوفا حكم بالمتصل وبالمرفوع لأنهما زيادة ثقة مقبولة عند الجماهير من كل الطوائف والله أعلم "أهـ.

قلت :أضف إلى ذلك أقوال أئمة هذا الفن فى رواية حماد بن سلمة عن ثابت البنانى كما فى "تهذيب التهذيب.(3-11) "

1 ـ قال الدورى عن ابن معين" :من خالف حماد بن سلمة فى ثابت فالقول قول حماد."

2 ـ قال ابن المدينى" :لم يكن فى أصحاب ثابت أثبت من حماد بن سلمة."

3 ـ قال أحمد بن حنبل" :أثبتهم فى ثابت حماد بن سلمة."

قلت :وبأقوال هؤلاء الأئمة أخذ الشيخ الألبانى رحمه الله فى "ظلال الجنة "ح (472) حيث قال: حماد بن سلمة ثقة حافظ، ولا سيما فى روايته عن ثابت فزيادته حجة وصحح الحديث فى "الظلال "ح (472) وصححه فى "صحيح الجامع "ح (523) وصححه فى "رياض الصالحين " ح (1905) وقال" :يكشف الله تبارك وتعالى الحجاب وهو حجاب منه للعباد، أن يروه فيرفعه عنهم فيروه جل جلاله

نسأل الله تعالى أن يتفضل علينا بالنظر إلى وجهه الكريم والحمد لله رب العالمين "أهـ.

قلت :فما أفضل وما أجمل ما ختم به النووى بهذا الحديث العظيم الذى نسأل الله عز وجل أن يمن علينا وعلى القراء الكرام برؤية وجهه الكريم وبهذا الختام أراد الإمام النووى رحمه الله أن يظهر عقيدة أهل السنة والجماعة برؤية رب العالمين فى الآخرة خلافا للمعتزلة وغيرها."

هذا ما وفقنى الله إليه وهو وحده من وراء القصد(سلسلة الأحاديث الواهية و صحح حديثک،للشيخ على حشيش،ص ٩ الى ٢٠،تحذير الداعية من القصص الواهية،قصة اختراق الحجاب ليلة الإسراء والمعراج)

لہ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال :حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب قال :حدثنا أحمد بن عبد الجبار قال :حدثنا يونس بن بكير، عن أسباط بن نصر الهمدانى، عن إسماعيل بن عبد الرحمن القرشى قال " :لما أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم وأخبر قومه بالرفقة والعلامة فى العير، قالوا :فمتى يجىء ؟ قال :يوم الأربعاء ، فلما كان ذلک اليوم أشرفت قريش ينظرون وقد ولى النهار، ولم يجء فدعا النبى صلى الله عليه وسلم فزيد له فى النهار ساعة، وحبست عليه الشمس، فلم ترد الشمس على أحد إلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ، وعلى يوشع بن نون حين قاتل الجبارين يوم الجمعة، فلما أدبرت الشمس خاف أن تغيب قبل أن يفرغ منهم ويدخل السبت فلا يحل له قتالهم فيه، فدعا الله فرد عليه الشمس حتى فرغ من قتالهم( دلائل النبوة للبيهقى ،ج٢،ص٣٠٤،جماع أبواب المبعث،باب الدليل على أن النبى صلى الله عليه وسلم عرج به إلى السماء فرأى جبريل عليه السلام فى صورته عند سدرة المنتهى)

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت کو ابنِ عساکر نے بھی ''تاریخ دمشق'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

لیکن اولاً تو مذکورہ روایت میں کسی صحابی کا واسطہ مذکور نہیں، اور ''اسماعیل بن عبدالرحمٰن'' کی وفات 127 ہجری میں ہوئی۔

دوسرے ''اسماعیل بن عبدالرحمٰن'' کو اگرچہ بعض حضرات نے ثقہ قرار دیا ہے، لیکن بعض نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] وروى يونس بن بكير عن أسباط بن نصر الهمذانى عن إسماعيل بن عبد الرحمن القرشى قال:لما أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم، وأخبر قومه بالرفقة والعلامة فى العير، قالوا :فمتى تجىء ، قال :يوم الأربعاء فلما كان ذلك اليوم أشرفت قريش ينتظرون قد ولى النهار ولم تجىء ، فدعا النبى صلى الله عليه وسلم، فزيد له فى النهار ساعة، وحبست الشمس، فلم ترد الشمس على أحد إلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، يومئذ، وعلى يوشع بن نون حين قاتل الجبارين يوم الجمعة، فلما أدبرت الشمس خاف أن تغيب قبل أن يفرغ منهم، ويدخل السبت، فلا يحل له قتالهم فيه، فدعا الله فرد له الشمس حتى فرغ من قتالهم(تاريخ دمشق،لابن عساكر، ج۷۴،ص ۲۷۱، تحت ترجمة "يوشع بن نون بن أفرائيم"رقم الترجمة ۱۰۲۱۳)

[2] إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبى كريمة السدى أبو محمد القرشى الكوفى الأعور، مولى زينب بنت قيس بن مخرمة، وقيل :مولى بنى هاشم، أصله حجازى، سكن الكوفة، وكان يقعد فى سدة باب الجامع بالكوفة، فسمى السدى ، وهو السدى الكبير .....قال عبد الله بن أحمد بن إبراهيم الدورقى ، عن يحيى ابن معين :السدى صاحب التفسير اسمه إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبى كريمة.

وقال على ابن المدينى ، عن يحيى بن سعيد :لا بأس به، ما سمعت أحدا يذكره إلا بخير، وما تركه أحد.وقال أبو طالب، عن أحمد بن حنبل :السدى ثقة .

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل :سألت يحيى بن معين عن السدى وإبراهيم بن مهاجر، فقال: متقاربان فى الضعف.

قال :وسمعت أبى، قال :قال يحيى بن معين يوما عند عبد الرحمن بن مهدى، وذكر إبراهيم بن مهاجر والسدى، فقال يحيى :ضعيفان، فغضب عبد الرحمن وكره ما قال .

وقال عمرو بن على :سمعت رجلا من أهل بغداد من أهل الحديث، ذكر السدى، يعنى لعبد الرحمن بن مهدى -فقال :ضعيف.

قال عبد الرحمن :وقال سفيان الثورى :سألت يحيى بن معين عن السدى، فقال :فى حديثه ضعف.

وقال أبو أحمد بن عدى :سمعت ابن حماد يقول :قال السعدى :هو كذاب شتام، يعنى السدى .-

وقال أيضا :حدثنا محمد بن صالح بن ذريح، قال :حدثنا جبارة، قال :حدثنا عبد الله بن بكير، عن صالح بن مسلم، قال :مررت مع الشعبى على السدى، وحوله شباب يفسر لهم القرآن، فقام عليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ حجر نے ''اسماعیل بن عبدالرحمٰن'' کے متعلق، لیث بن ابی سلیم سے ''کذاب'' ہونا، اور ساجی سے ''صدوق فیه نظر'' طبری سے ''لایحتج بحدیثه'' ہونا نقل کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشعبی، فقال ویحک، لو کنت نشوان یضرب علی استک بالطبل، کان خیرا لک مما أنت فیه.
وقال أیضا :حدثنا محمد بن أحمد بن حماد، قال :حدثنی عبد الله بن أحمد، قال :حدثنا أبی، قال: حدثنا أبو أحمد الزبیری، قال :حدثنا عبد الله بن حبیب بن أبی ثابت، قال :سمعت الشعبی وقیل له :إن إسماعیل السدی قد أعطی حظا من علم القرآن، قال :إن إسماعیل قد أعطی حظا من جهل بالقرآن.
وقال أیضا :حدثنا زکریا الساجی، قال :حدثنا أحمد بن محمد، قال :حدثنا ابن الأصبهانی، قال : حدثنا شریک، عن سلم بن عبد الرحمن، قال :مر إبراهیم النخعی بالسدی وهو یفسر، فقال :أما إنه یفسر تفسیر القوم. وقال أبو زرعة :لین.وقال أبو حاتم :یکتب حدیثه ولا یحتج به.
وقال النسائی -فیما قرأت بخطه :السدی إسماعیل بن عبد الرحمن صالح.
وقال فی موضع آخر :لیس به بأس.وقال عبدان الأهوازی :کان إذا قعد غطی لحیته صدره.
وقال محمد بن أبان الجعفی، عن السدی :أدرکت نفرا من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، منهم :أبو سعید الخدری، وأبو هریرة، وابن عمر .کانوا یرون أنه لیس أحد منهم علی الحال الذی فارق علیه محمدا صلی الله علیه وسلم، إلا عبد الله بن عمر.
وقال محمد بن العباس بن أیوب الأخرم الحافظ :لا ینکر له ابن عباس قد رأی سعد بن أبی وقاص.
وقال أبو أحمد بن عدی :له أحادیث یرویها عن عدة شیوخ، وهو عندی مستقیم الحدیث، صدوق لا بأس به.قال خلیفة بن خیاط :مات سنة سبع وعشرین ومئة.
وقال أبو محمد بن حیان :کان أبوه عظیما من عظماء أصبهان، مات سنة تسع وعشرین ومئة فی ولایة بنی مروان.روی له الجماعة سوی البخاری(تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، ج۳،ص ۱۳۲ الی ۱۳۸ ملخصاً، تحت رقم الترجمة ۴۶۲)

[1] قلت: وقال حسین بن واقد: " سمعت من السدی فأقمت حتی سمعته یتناول أبا بکر وعمر فلم أعد إلیه "وقال الجوزجانی: حدثت عن معتمر عن لیث یعنی ابن أبی سلیم قال: کان بالکوفة کذابان فمات أحدهما السدی والکلبی "کذا قال ولیث أشد ضعفا من السدی وقال العجلی: ثقة عالم بالتفسیر روایة له "وقال العقیلی: " ضعیف وکان یتناول الشیخین "وقال الساجی: " صدوق فیه نظر "وحکی عن أحمد: " أنه لیحسن الحدیث إلا أن هذا التفسیر الذی یجیء به قد جعل له إسنادا واستکلفه "وقال الحاکم فی المدخل فی باب الرواة الذین عیب علی مسلم إخراج حدیثهم تعدیل عبد الرحمن بن مهدی أقوی عند مسلم ممن جرحه بجرح غیر مفسر وذکره ابن حبان فی الثقات وقال الطبری: " لا یحتج بحدیثه ."(تهذیب التهذیب، ج ۱ ص ۳۱۴، تحت رقم الترجمة ۵۷۲، حرف الالف)

www.idaraghufran.org

نیز علامہ ابنِ حجر نے ''تقریب التھذیب'' میں ''اسماعیل بن عبدالرحمٰن'' کے متعلق فرمایا کہ:

''صدوق یھم ورمی بالتشیع'' [1]

تیسرے اس روایت کو ''اسماعیل بن عبدالرحمٰن'' سے روایت کرنے والے راوی کا نام ''اسباط بن نصر ہمدانی'' ہے، ان کی بھی اگرچہ بعض حضرات نے توثیق کی ہے، لیکن بعض محدثین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

چوتھے اس روایت میں ایک راوی ''احمد بن عبدالجبار'' پائے جاتے ہیں، ان کو علامہ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التھذیب'' میں ''ضعیف'' فرمایا ہے۔ [3]

---

[1] إسماعيل ابن عبد الرحمن ابن أبى كريمة السدى بضم المهملة وتشديد الدال أبو محمد الكوفى صدوق يهم ورمى بالتشيع من الرابعة مات سنة سبع وعشرين ،م(تقريب التهذيب، ص۱۰۸، تحت رقم الترجمة ۴۶۳)

[2] بخ م أسباط بن نصر الهمدانى، أبو يوسف ، ويقال :أبو نصر الكوفى.
روى عن :إسماعيل بن عبد الرحمن السدى، وجابر بن يزيد الجعفى، والحكم بن عبد الملك، وسماک بن حرب (بخ م د س) ، ومنصور بن المعتمر، وميسرة الأشجعى.
وعامر بن الفرات، وعبد الله بن صالح العجلى، وعبد الرحمن ابن أبى حماد، وعبد الصمد بن النعمان، وعلى بن ثابت الدهان، وعلى بن قادم (ت) ، وعمرو بن حماد بن طلحة القناد (بخ م د س فق) ، وعمرو بن محمد العنقزى (س ق) ، وعون بن سلام القرشى، وأبو غسان مالک بن إسماعيل النهدى (ق) ، ومخول بن إبراهيم بن مخول بن راشد النهدى، ويونس بن بكير الشيبانى (د).
قال حرب بن إسماعيل :قلت لأحمد :كيف حديثه؟ قال :ما أدرى.وكأنه ضعفه.
وقال أبو بكر بن أبى خيثمة، عن يحيى بن معين :ثقة .
وقال أبو حاتم :سمعت أبا نعيم يضعف أسباط بن نصر، وقال :أحاديثه عامته سقط مقلوب الأسانيد.
وقال محمد بن مهران الجمال :سألت أبا نعيم عنه،
فقال :لم يكن به بأس، غير أنه كان أهوج.
وقال النسائى :ليس بالقوى .
روى له الجماعة، البخارى فى "الأدب"(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج۲، ص۳۵۷ الیٰ ۳۵۹، تحت رقم الترجمة ۳۲۱)

[3] أحمد ابن عبد الجبار ابن محمد العطاردى أبو عمر الكوفى ضعيف وسماعه للسيرة صحيح من العاشرة لم يثبت أن أبا داود أخرج له مات سنة اثنتين وسبعين وله خمس وتسعون سنة د (تقريب التهذيب، ص۸۱، تحت رقم الترجمة ۶۴)

www.idaraghufran.org

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر مذکورہ حدیث پر اطمینان حاصل ہونا مشکل معلوم ہوا۔

## جبریل کے نبی ﷺ کو اپنے قدم سے حرکت دینے کی روایت

امام طبری نے اپنی تفسیر میں حسن بن ابی الحسن کی سند سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ''حطیم'' میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس جبریل آئے، پھر انہوں نے اپنے قدم سے مجھے حرکت دی، میں نے اٹھ کر دیکھا، تو کوئی چیز نہیں تھی، پھر میں لیٹ گیا، پھر انہوں نے دوبارہ میرے پاس آ کر اپنے قدم سے مجھے حرکت دی، میں نے اٹھ کر دیکھا، تو کوئی چیز نہیں تھی، پھر میں لیٹ گیا، پھر میرے پاس تیسری مرتبہ آ کر اپنے قدم سے مجھے حرکت دی، میں اٹھا تو جبریل نے میرے کندھے کو پکڑا، پھر میں ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا، پھر وہ مجھے مسجد کے دروازے کی طرف لے گئے، تو میں نے وہاں سفید جانور دیکھا، جو خچر اور گدھے کے درمیانی انداز کا تھا، اس کی ران میں دو پر تھے، جن کے ذریعے سے وہ اپنے پیروں کو حرکت دیتا تھا، اپنے پاؤں حدِ نگاہ پر رکھتا تھا، پھر مجھے جبریل امین نے اس پر سوار کر دیا، پھر میرے ساتھ چلے، نہ وہ مجھ سے جدا ہوئے، نہ میں ان سے جدا ہوا''۔ [1]

مذکورہ روایت اولاً تو مرسل ہے، دوسرے اس روایت میں ''محمد بن حمید'' راوی ضعیف ہیں،

---

[1] حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال: قال محمد بن إسحاق: ثني عمرو بن عبد الرحمن، عن الحسن بن أبي الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " بينا أنا نائم في الحجر جائني جبريل فهمزني بقدمه، فجلست فلم أر شيئا، فعدت لمضجعي، فجائني الثانية فهمزني بقدمه، فجلست فلم أر شيئا، فعدت لمضجعي، فجائني الثالثة فهمزني بقدمه، فجلست، فأخذ بعضدي فقمت معه، فخرج بي إلى باب المسجد، فإذا دابة بيضاء بين الحمار والبغل، له في فخذيه جناحان يحفز بهما رجليه، يضع يده في منتهى طرفه، فحملني عليه ثم خرج معي، لا يفوتني ولا أفوته ."(تفسير الطبری، ج ۱۷ ص ۳۳۲، سورة الاسراء)

www.idaraghufran.org

اور ''عمرو بن عبدالرحمٰن'' مجہول معلوم ہوتے ہیں، اس کے علاوہ ''محمد بن اسحاق'' پر بھی بعض محدثین نے جرح کی ہے، اور اس کے جملہ مضمون کی تائید صحیح احادیث سے نہیں ہوتی۔ [1]

## جبریل ومیکائیل کے نبی ﷺ کو لے کر اڑنے کی روایت

امام طبرانی نے عبدالرحمٰن بن قرط رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات مسجدِ اقصیٰ کی سیر کرائی گئی، تو جب آپ (مسجدِ اقصیٰ سے) واپس لوٹے، تو آپ مقامِ ابراہیم اور زمزم کے کنویں کے درمیان تھے، جبریل علیہ السلام آپ کے دائیں طرف تھے، اور میکائیل علیہ السلام آپ کے بائیں طرف تھے، پھر یہ دونوں فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑا کر

---

[1] قال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:
قال الحافظ: وقد وقع فى مرسل الحسن عند ابن إسحاق أنَّ جبريل أتاه فأخرجه إلى المسجد فأركبه البراق "
مرسل.أخرجه ابن هشام فى "السيرة (399 - 397 /1) "عن زياد بن عبد الله البكائى عن ابن إسحاق قال: حُدثت عن الحسن رفعه "بينا أنا نائم فى الحجر إذ جائنى جبريل، فهمزنى بقدمه، فجلست فلم أر شيئاً، فعدت إلى مضجعى، فجائنى الثانية فهمزنى بقدمه، فجلست فلم أر شيئاً، فعدت إلى مضجعى، فجائنى الثالثة فهمزنى بقدمه، فجلست، فأخذ بعضدى، فقمت معه، فخرج بى إلى باب المسجد، فإذا دابة أبيض، بين البغل والحمار، فى فخذيه جناحان يحْفِز بهما رجليه، يضع يده فى منتهى طرفه، فحملنى عليه، ثم خرج معى لا يفوتنى ولا أفوته"وذكر الحديث وفيه طول.
وأخرجه الطبرى (3 /15)عن محمد بن حميد الرازى ثنا سلمة بن الفضل الأبرش قال: قال ابن إسحاق: ثنى عمرو بن عبد الرحمن عن الحسن به.
وإسناده ضعيف لضعف محمد بن حميد، وعمرو بن عبد الرحمن ما عرفته(انيس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۱۰ ص۹۶۳، تحت رقم الحدیث ۵۶۲۹"۸۳۵" باب المعراج)

وقال ابن حجر:
محمد ابن إسحاق ابن يسار أبو بكر المطلبى مولاهم المدنى نزيل العراق إمام المغازى صدوق يدلس ورمى بالتشيع والقدر من صغار الخامسة مات سنة خمسين ومائة ويقال بعدها خت م(تقريب التهذيب،ص۴۶۷، تحت رقم الترجمة ۵۷۲۵)

www.idaraghufran.org

لے گئے، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، تو فرمایا کہ میں نے آسمانوں میں بہت سی تسبیحات کے ساتھ اس تسبیح کو بھی سنا ''سبحت السموات العلی من ذی المهابة مشفقات لذی العلو بما علا، سبحان العلی الأعلی سبحانه وتعالی''

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام طبرانی نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اسی سند کے ساتھ مروی ہے، جس کے ساتھ ''سعید بن منصور'' نے تفرد اختیار کیا ہے۔ [1]

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس میں ''مسکین بن میمون'' راوی پائے جاتے ہیں، جن کی اس حدیث کو علامہ ذہبی نے ذکر کر کے ''منکر'' قرار دیا ہے۔ [2]

امام مزی نے ''تهذیب الکمال'' میں ابونعیم کے حوالے سے اس حدیث کا غریب ہونا اور اس کا ''عروہ بن رویم'' سے ''مسکین بن میمون'' کے علاوہ کسی اور کا روایت نہ کرنا بیان کیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا علی بن عبد العزیز قال: نا سعید بن منصور، قال: نا مسکین بن میمون، مؤذن مسجد الرملة قال: نا عروة بن رویم، عن عبد الرحمن بن قرط: أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة أسری به إلی المسجد الأقصی، فلما رجع کان بین المقام وزمزم، وجبریل عن یمینه، ومیکائیل عن یساره، فطارا به حتی بلغ السماوات السبع، فلما رجع قال: سمعت تسبیحا فی السماوات العلی مع تسبیح کثیر، سبحت السماوات العلی من ذی المهابة مشفقات لذی العلو بما علا: سبحان العلی الأعلی، سبحانه وتعالی.

لا یروی هذا الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم إلا بهذا الإسناد، تفرد به: سعید بن منصور "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۷۴۲)

[2] رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط، وفیه مسکین بن میمون، ذکر له الذهبی هذا الحدیث، وقال: إنه منکر(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۴۳،باب منه فی الإسراء)

[3] وأخبرنا أحمد بن أبی الخیر، قال :أنبأنا أبو جعفر الطرسوسی، قال :أخبرنا أبو علی الحداد، قال :أخبرنا أبو نعیم، قال :حدثنا فاروق الخطابی، قال :حدثنا عباس بن الفضل الأسفاطی .قالوا: حدثنا سعید بن منصور، قال :حدثنا مسکین بن میمون مؤذن مسجد الرملة، قال :حدثنی عروة بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بہرحال مذکورہ حدیث کی سند پر کلام ہے۔ [1]

علامہ سیوطی نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں ابنِ عساکر کے حوالے سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ المعراج میں آسمان پر ایک تسبیح کو سننے اور اس سے خوف زدہ ہونے کا ذکر ہے، جس کے جواب میں جبریلِ امین کی طرف سے یہ فرمانے کا ذکر ہے کہ ''اے محمد! آپ خوف نہ کریں، کیونکہ آپ کا نام عرش پر لکھا ہوا ہے'' [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ رویم، عن عبد الرحمن بن قرط أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، فلما رجع فكان بين زمزم والمقام، جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فطارا به حتى بلغ السموات العلى.

وقال ابن ريذة :السموات السبع -فلما رجع قال :سمعت تسبيحا فى السموات العلى مع تسبيح كثير، سبحت السموات العلى من ذى المهابة، مشفقات لذى العلى بما علا، سبحان العلى الأعلى سبحانه وتعالى.

قال أبو نعيم فى رواية الطرسوسى :هذا حديث غريب لم يروه عن عروة بن رويم غير مسكين بن ميمون فيما قالوا، وعبد الرحمن بن قرط يعد فى الصحابة، وتفرد بهذا الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم فى ذكر التسبيح .ومسكين بن ميمون هو الرملى، روى عنه هشام بن عمار وغيره هذا الحديث(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج۱۷، ص۳۵۶، تحت رقم الترجمة ۳۹۳۴)

[1] هذا حديث صحيح غريب، لم يروه عن عروة بن رويم غير مسكين بن ميمون فيما قالوا، وعبد الرحمن بن قرط يعد فى الصحابة، وتفرد بهذا الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم فى ذكر التسبيح، ومسكين بن ميمون هو الرملى، وروى عنه هشام بن عمار وغيره هذا الحديث(تسمية ما انتهى إلينا من الرواه عن سعيد بن منصور عالياً، تحت رقم الحديث ۳، ص۳۶، وروى عنه على بن عبد العزيز البغوى المكى صاحب أبى عبيد)

قال الطبرانى : لم يرو هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، إلا بهذا الإسناد ، تفرد به :سعيد بن منصور. قلت :رضى الله عنك ! فلم يتفرد به سعيد . فقال نعيم الأصبهانى فى " عوالى سعيد بن منصور (ص۳۷) "بعد أن روى هذا الحديث من طريق الطبرانىّ هنا ؛ قال:" و مسكين بن ميمون هو الرملى ، روى عنه هشام بن عمار وغيره هذا الحديث اهـ"(كتاب تنبيه الهاجد للحوينى، ج۱ ص۱۲۶، ۱۲۷، تحت رقم الحديث ۸۳)

[2] اخرج ابن عساكر عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى بى جبرئيل سمعت تسبيحا فى السموات العلى فرجف فؤادى فقال جبرئيل تقدم يا محمد ولا تخف فإن اسمك مكتوب على العرش لا إله إلا الله محمد رسول الله(الخصائص الكبرىٰ، ج۱ ص۲۶۲، ذكر المعجزات والخصائص فى خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم، باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بالإسراء وما رأى من آيات ربه الكبرى، حديث سهل بن سعد)

www.idaraghufran.org

لیکن ہمیں ابنِ عساکر کے اصل نسخے میں اور کسی دوسری حدیث کی کتاب میں یہ حدیث باسند طریقے پر دستیاب نہیں ہوئی۔

البتہ ابنِ منظور نے ''مختصر تاریخ دمشق'' میں بغیر سند کے اس کا ذکر کیا ہے۔ [1]

## آسمان کا دروازہ کھلنے پر نورِ اعظم کو دیکھنے کی روایت

''حارث بن عبید'' کی سند سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے، پھر میرے دونوں کندھوں پر ضرب لگائی، پھر میں ایک درخت کے پاس ٹھہرا، جس میں پرندے کے دو گھونسلے تھے، پھر جبریل ان میں سے ایک گھونسلے میں بیٹھ گئے، اور میں دوسرے میں بیٹھ گیا، پھر اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، اور میں نے نورِ اعظم کو دیکھا، اور حجاب کے سامنے موتیوں اور یاقوت کا پردہ دیکھا، پھر اللہ نے میری طرف جو چاہی وحی بھیجی''

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بزار نے فرمایا کہ اس روایت کو ابوعمران سے صرف حارث بن عبید نے روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] وعن سهل بن سعد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لما أسرى بى جبريل سمعت تسبيحا فى السماوات العلا، فرجف فؤادى، فقال جبريل: يا محمد، تقدم ولا تخف، فإن اسمك مكتوب على العرش: لا إله إلا الله محمد رسول الله ."(مختصر تاريخ دمشق لابن منظور، ج۲ص۱۳۵، حرف الألف، ذكر من اسمه أحمد، أحمد سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذكر عروجه إلى السماء واجتماعه بالأنبياء)

[2] حدثنا سلمة بن شبيب، ثنا سعيد بن منصور، ثنا الحارث بن عبيد، عن أبى عمران الجونى، عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :بينا أنا قاعد إذ جاء جبريل صلى الله عليه وسلم، فوكز بين كتفى، فقمت إلى شجرة فيها كوكرى الطير، فقعد فى أحدهما، وقعدت فى الآخر، فسمت وارتفعت حتى سدت الخافقين،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابونعیم اصبہانی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ ''یہ حدیث غریب ہے، جس کے ساتھ حارث بن عبید نے تفرد اختیار کیا ہے'' [1]

البتہ علامہ ہیثمی نے ''مجمعُ الزوائد'' میں اس حدیث کے رجال کو صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

اور علامہ ذہبی نے بھی ''تاریخُ الاسلام'' میں اس کی سند کو ''جید، حسن'' قرار دیا ہے۔ [3]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأنا أقلب طرفي، ولو شئت أن أمس السماء لمسست، فالتفت إلى جبريل كأنه حلس لاطء، فعرفت فضل علمه بالله علي، وفتح باب من أبواب السماء ، ورأيت النور الأعظم، وإذا دون الحجاب رفرفة الدر والياقوت، فأوحى إلى ما شاء أن يوحى .

قال البزار :وهذا لا نعلم رواه إلا أنس، ولا رواه عن أبي عمران إلا الحارث، وكان بصريا مشهورا(كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٥٨، ج ١ ص٤٧، كتاب الإيمان، باب منه في الإسراء)

[1] حدثنا حبيب بن الحسن، قال: ثنا خلف بن عمرو العكبري، وحدثنا سهل بن عبد الله التستري قال: ثنا الحسين بن إسحاق التستري، قالا: ثنا سعيد بن منصور، قال: ثنا الحارث بن عبيد الله أبو قدامة، عن أبي عمران الجوني، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينا أنا قاعد إذ جاء جبريل عليه السلام فوكز بين كتفي فقمت إلى شجرة فيها مثل وكرى الطير فقعد في أحدهما وقعدت في الآخر وسمت وارتفعت حتى سدت الخافقين وأنا أقلب طرفي ولو شئت أن أمس السماء لمسست فالتفت إلى جبريل فإذا هو حلس لاطء فعرفت فضل علمه بالله تعالى على ففتح لي باب من أبواب السماء ورأيت النور الأعظم ولط دوني الحجاب، رفرفها الدر والياقوت فأوحى الله تعالى إلى ما شاء أن يوحى.

غريب لم نكتبه إلا من حديث أبي عمران عن أنس، تفرد به عنه الحارث بن عبيد أبو قدامة(حلية الاولياء ، ج٢ص٣١٦، تحت ترجمة "أبو عمران الجوني ومنهم الواعظ اليقظان")

[2] رواه البزار والطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٣٨)

[3] حدثنا الحارث بن عبيد، قال: حدثنا أبو عمران،عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " بينما أنا قاعد ذات يوم، إذ دخل جبريل، فوكز بين كتفي، فقمت إلى شجرة فيها مثل وكرى الطائر، فقعد في واحدة، وقعدت في أخرى، فارتفعت حتى سدت الخافقين، فلو شئت أن أمس السماء لمسست، وأنا أقلب طرفي فالتفت إلى جبريل، فإذا هو لاطء، فعرفت فضل علمه بالله، وفتح لي باب السماء ورأيت النور الأعظم، ثم أوحى الله إلى ما شاء أن يوحى ."

إسناده جيد حسن، والحارث من رجال مسلم(تاريخ الاسلام للذهبي، ج ١ ص٦٢٢، ٦٢٣، الترجمة النبوية ، ذكر الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد الأقصى)

www.idaraghufran.org

لیکن مذکورہ روایت میں ''حارث بن عبید'' پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ علامہ زیلعی نے فرمایا کہ:

ابنِ معین نے ''حارث بن عبید'' کو ضعیف قرار دیا ہے، اور امام احمد نے ''مضطرب الحدیث'' قرار دیا ہے، اور ابوحاتم نے ان کے بارے میں ''لایحتج بہ'' فرمایا ہے، اور ابنِ حبان نے فرمایا یہ ''کثیرُ الوھم'' ہیں، جب یہ تفرد اختیار کریں، تو ان سے حجت نہیں پکڑی جائے گی، اور یہ حدیث ان کے ''غرائب'' میں سے ہے، اور غالباً یہ خواب کا واقعہ ہے۔ [1]

ان وجوہات کی بناء پر بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کی تضعیف کی ہے۔ [2]

---

[1] والأول فيه الحارث بن عبيد وهو وإن أخرج له مسلم في صحيحه فقد ضعفه ابن معين وقال أحمد مضطرب الحديث وقال أبو حاتم لا يحتج به وقال ابن حبان كثير الوهم فلا يحتج به إذا انفرد وهذا الحديث من غرائبه ولعله منام، والله أعلم (تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف، ج ۲ ص ۳۶۵، سورة الانبياء)

[2] قال أبو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:

"بينا أنا جالس إذ جاء جبريل فوكز بين كتفي فقمنا إلى شجرة فيها مثل وَكُرَى الطائر فقعدت في أحدهما وقعد جبريل في الآخر، فارتفعت حتى سدت الخافقين "الحديث وفيه "ففتح لي باب من السماء ورأيت النور الأعظم وإذا دونه حجاب رفرف الدر والياقوت."

قال الحافظ :أخرجه البزار وسعيد بن منصور من طريق أبي عمران الجَوني عن أنس رفعه قال :فذكره، ورجاله لا بأس بهم إلا أنّ الدارقطني ذكر له علة تقتضي إرساله"

أخرجه البزار (كشف 58) وابن خزيمة في "التوحيد"(520 /1) وأبو بكر النجاد في "الرد على من يقول القرآن مخلوق "(84) والطبراني في "لأوسط "(6210) وأبو الشيخ في "العظمة"( 302و 360) وأبو نعيم في "الحلية"(316 /2) والبيهقي في "الدلائل"(369 - 368 /2) وفي "الشعب "(153) من طرق عن سعيد بن منصور ثنا الحارث بن عبيد أبو قدامة الايادى عن أبي عمران الجوني عن أنس رفعه "بينا أنا جالس إذ جاء جبريل فوكز بين كتفي، فقمت إلى شجرة مثل وَكُرَى الطير، فقعد في أحدهما، وقعدت في الأخرى فَسَمَتْ، فارتفعت حتى سدت الخافقين وأنا أقلب بصري، ولو شئت أن أمس السماء لمسست، فنظرت إلى جبريل كأنه حلس، لاطء فعرفت فضل علمه بالله علي، وفتح لي بابين من أبواب الجنة، ورأيت النور الأعظم، وإذا دون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# معراج میں نبی ﷺ کو تین چیزوں کے عطیہ کی روایت

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحجاب رفرف الدر والياقوت، فأوحى إليّ ما شاء أن يوحى "اللفظ لابن خزيمة.
وأخرجه ابن سعد (171 /1) عن مسلم بن إبراهيم الأزدى أنا الحارث بن عبيد به.
وأخرجه أبو الشيخ فى "العظمة "(302) من طريق يعقوب بن سفيان ثنا مسلم بن إبراهيم وسعيد بن منصور قالا :ثنا الحارث بن عبيد به.
وأخرجه ابن نصر فى "الصلاة "(883) من طريق عبد الصمد بن عبد الوارث البصرى ثنا الحارث بن عبيد به.
قال البزار :وهذا لا نعلم رواه إلا أنس، ولا رواه عن أبى عمران إلا الحارث، وكان بصريا مشهورا"وقال الطبرانى :لم يَرو هذا الحديث عن عمران إلا الحارث"
وقال أبو نعيم :غريب لم نكتبه إلا من حديث أبى عمران عن أنس، تفرد به عنه الحارث بن عبيد أبو قدامة"وقال الذهبى :إسناده جيد حسن، والحارث من رجال مسلم "تاريخ الإسلام 161 /2.وقال ابن كثير :قلت :الحارث بن عبيد هذا أخرج له مسلم فى "صحيحه "إلا أنّ ابن معين ضعفه وقال :ليس هو بشيء ، وقال الإمام أحمد :مضطرب الحديث، وقال أبو حاتم :يكتب حديثه ولا يحتج به، وقال ابن حبان :كثر وهمه فلا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد .فهذا الحديث من غرائب رواياته فإن فيه نكارة وغرابة ألفاظ وسياقا عجيبا ولعله منام والله أعلم "التفسير 248 /4.وقال الهيثمى :رواه البزار والطبرانى فى "الأوسط "ورجاله رجال الصحيح "المجمع 75 /1
قلت :الحارث بن عبيد وإنْ أخرج له مسلم إلا أنّه مختلف فيه والأكثر على تضعيفه.
وخالفه حماد بن سلمة فرواه عن أبى عمران الجونى عن محمد بن عمير بن عطارد بن حاجب عن النبى -صلى الله عليه وسلم -مرسلا.أخرجه ابن المبارک فى "الزهد"(225) عن حماد به.ومن طريقه أخرجه البغوى فى "شرح السنة(3682) "
وأخرجه البخارى فى "الكبير"(194 /1 /1) عن موسى بن إسماعيل التبوذكى عن حماد به.وأخرجه أبو نعيم فى "الصحابة"(679) من طريق إبراهيم بن الحجاج السامى ثنا حماد به.قال البخارى :مرسل"وقال أبو الشيخ :وهو الصحيح "العظمة 717 /2
واختلف فيه على حماد، فرواه يزيد بن هارون عن حماد أنا أبو عمران الجونى عن محمد بن عمير بن عطارد بن حاجب التميمى عن أبيه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## ''معراج کی رات میں مجھے تین چیزیں عطا کی گئیں، ایک تو یہ کہ آپ سید المرسلین

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أخرجه البيهقي في "الشعب(أنيس الساري في تخريج أحاديث فتح الباري، ج۴ ص ۲۶۰۹، الی ۲۶۱۱، رقم الحديث ۱۷۷۷، حرف الباء)

وقال الالبانی:

(بينا أنا جالس؛ إذ جاء جبريل، فوكز بين كتفي، فقمت إلى شجرة مثل وكرى الطير، فقعد في إحداهما، وقعدت في الأخرى، فسمت فارتفعت؛ حتى سدت الخافقين؛ وأنا أقلب بصري، ولو شئت أن أمس السماء لمسست، فنظرت إلى جبريل كأنه حلس لاطيء، فعرفت فضل علمه بالله علي، وفتح لي بابين من أبواب الجنة، ورأيت النور الأعظم، وإذا دون الحجاب رفرف الدر والياقوت، فأوحى إلى ما شاء أن يوحى) .

ضعيف.أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد "(ص -210-209مكتبة الكليات الأزهرية) ، وابن سعد في "الطبقات (171 /1) "، والبزار في "مسنده (58 /47 /1) "، والطبراني في "الأوسط - 59 /99 /1) "مجمع البحرين) ، وأبو نعيم في "الحلية" (316 /2)، والبيهقي في "شعب الإيمان "( - 109 /1هندية) من طريق الحارث بن عبيد الإيادى عن أبى عمران الجونى عن أنس بن مالك مرفوعاً .وقال أبو نعيم مضعفاً: "غريب، لم نكتبه إلا من حديث أبى عمران، تفرد به الحارث بن عبيد أبو قدامة ."

قلت: قال الذهبي في "الكاشف:" "ليس بالقوى، وضعفه ابن معين ."وقال الحافظ في "التقريب:" "صدوق يخطىء."

قلت: ولم يصرح أحد بتوثيقه.ومع ذلك؛ رجح الشيخ أحمد شاكر رحمه الله توثيقه، وقد رددت عليه في "شرح الطحاوية"(ص 348– الطبعة السادسة) .

ومما يؤكد ضعفه: أنه خالفه حماد بن سلمة؛ فقال: أخبرنا أبو عمران الجونى عن محمد بن عمير بن عطارد بن حاجب التميمى – زاد بعضهم – عن أبيه قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: ... فذكره.

أخرجه البيهقي هكذا بالزيادة، وعلقه قبيل ذلك بدونها .وهكذا رواه البخاري في "التاريخ الكبير (194 /1) "، وكذا ابن المبارك في "الزهد"، والحسن بن سفيان في "مسنده - "كما في "اللسان- "، وقال: "وجزم البخاري وابن أبى حاتم والعسكرى وابن حبان [يعنى في "الثقات [ (234 /3) "بأنه مرسل."

وذكره نحوه في ترجمة محمد بن عمير هذا من "الإصابة"، وقال: "قال ابن منده: ذكر في الصحابة، ولا يعرف له صحبة ولا رؤية ."ثم قال الحافظ: "وأما أبوه: فلا أدرى هل له إدراك أم لا؟ فإني لم أجد أحداً ممن صنف في الصحابة ذكره، وأخلق به أن يكون أدرك العهد النبوى !"

وأقول: نعم؛ لو صح ذكره في الإسناد؛ ولكن الظاهر أنه شاذ لا يصح؛ كما يشعر بذلك إعلال الأئمة إياه بالإرسال، وعدم ذكره في روايتهم – إلا البيهقي – على ما في ثبوتها في كتابه من الشك كما سبقت الإشارة إليه .والله سبحانه وتعالى أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۴۴۴)

www.idaraghufran.org

ہیں، دوسرے یہ کہ آپ امام المتقین ہیں، اور تیسرے یہ کہ آپ اعضائے وضو چمکنے والوں کے قائد ہیں''۔ [1]

علامہ ہیثمی نے ''مجمعُ الزوائد'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس میں ''ہلال صیرفی'' اور ''ابوکثیر انصاری'' دونوں راوی ایسے ہیں کہ جن کا میں نے ذکر نہیں دیکھا۔ [2]

اور شیخ ناصر الدین البانی نے مذکورہ حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا عيسى بن موسى، ثنا يحيى بن أبى بكير، ثنا جعفر بن زياد الأحمر، عن الهلال الصيرفى، ثنا أبو كثير الأنصارى، ثنا عبد الله بن أسعد بن زرارة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ليلة أسرى بى انتهيت إلى قصر من لؤلؤة تتلألأ نورا، وأعطيت ثلاثا: إنک سيد المرسلين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين (كشف الاستار لزوائد البزار، رقم الحديث ٦٠، كتاب الإيمان، باب منه فى الإسراء)

[2] قال الهيثمى: رواه البزار، وفيه هلال الصيرفى عن أبى كثير الأنصارى .لم أر من ذكرهما (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٤٥)

[3] قال الالبانى:

(ليلة أسرى بى انتهيت إلى قصر من لؤلؤة تتلألأ نورا،أعطيت ثلاثا: إنک سيد المرسلين وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين) .منكر.

أخرجه البزار ( - 1/49/60الكشف) من طريق جعفر بن زياد الأحمر عن الهلال الصيرفى: ثنا أبو كثير الأنصارى: ثنا عبد الله بن أسعد بن زرارة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ... فذكره.

قلت: وهذا متن منكر، مخالف لأحاديث الإسراء والكثيرة حتى ما كان منها ضعيفا! وإسناده ضعيف .قال الهيثمى فى "المجمع: (1/78) " "رواه البزار، وفيه هلال الصيرفى عن أبى كثير الأنصارى، ولم أر من ذكرهما !" كذا قال! وفيه غرابة، فإن هلال الصيرفى قد أورده البخارى وابن أبى حاتم فى "كتابيهما "برواية جعفر هذا، ولم يذكرا فيه جرحا ولا تعديلا، وكذلک ذكره ابن حبان فى "ثقاته (7/572) "، فهو مجهول.

وأما أبو كثير الأنصارى: فلم أجده إلا فى "المقتنى "للذهبى قال (2/30/ 5195) فيه: "سمع عليا، وعنه إسماعيل بن مسلم العبدى ... كأنه رفيع."

قلت وقد أورده الدولابى فى "الكنى (2/90) "من رواية عمران بن حدير قال: سمعت أبا كثير رفيعا يقول: سمعت عليا يقول: ... ، فذكر أثرا فى الظلم والعدل.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے، مگر اس میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فإن كان أبو كثير الأنصاري هو رفيعا هذا، فهو مستور، لرواية ثقتين عنه، إسماعيل وعمران، والله سبحانه أعلم.

ثم رأيت في الرواة: (هلال بن أبي حميد الوزان أبو جهم الصيرفي) ، ويقال فيه غير هذا، وهو ثقة من رجال الشيخين، فاحتمل أن يكون هو هذا، فإنه من طبقته، ولكنهم قد فرقوا بينهما، ومنهم الإمام البخاري، وإن خالفه الخطيب البغدادي، وقد أطال النفس جدا في بيان رأيه، وأن هذا الحديث هو من رواية هلال بن أبي حميد المذكور، وساق في ذلك روايات كثيرة بمتونها، وغالبها منكر جدا، لأنها جعلت الخصال الثلاث لعلي رضي الله عنه، حتى خصلة "سيد المرسلين !"وهذا باطل ظاهر البطلان، وإن كان في أكثرها جعلت "سيد المسلمين"، وهذا وإن كان أهون، فإنه باطل أيضا لوجوه لا مجال الآن لذكرها .وعلى كل حال، فعلى فرض صحة مخالفة الخطيب، فذلك لا يعني ثبوت الحديث، لبقاء جهالة أبي كثير الأنصاري أولا.

ولأن الرواة قد اضطربوا في إسناده ثانيا على وجوه كثيرة، بينها الخطيب بيانا شافيا في كتابه "الموضح (192 - 1/186) "، لا يتوقف كل من وقف عليها عن الحكم على الحديث بالضعف إن لم أقل بالبطلان، فمن شاء الاطلاع عليها، رجع إليه .وقد لخص الحافظ في ترجمة عبد الله بن أسعد بن زرارة كلام الخطيب في اضطراب سنده، وختم ذلك بقوله:ومعظم الرواة في هذه الأسانيد ضعفاء، والمتن منكر جدا .والله أعلم.

ومن ذلك الاضطراب رواية عمرو بن الحصين العقيلي: ثنا هلال بن أبي حميد عن عبد الله بن أسعد بن زرارة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أوحى إلي في علي ثلاث: أنه سيد المسلمين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين .

أخرجه ابن عدي في "الكامل (7/199) "، والحاكم (138 - 3/137)، والخطيب (1/192)، لكن وقع فيه: " سيد المرسلين "، وقال الحاكم: "صحيح الإسناد !"ورده الذهبي بقوله: "قلت: أحسبه موضوعا، وعمرو وشيخه متروكان."

وحديث الترجمة عزاه السيوطي في "الدر المنثور (4/153) "لأبي قاسم البغوي أيضا وابن قانع – كلاهما في "معجم الصحابة - "وابن عساكر.

وعزاه الحافظ في "الإصابة "لأبي بكر بن أبي شيبة أيضا وابن السكن والحاكم.

وأظن أن عزوه للحاكم وهم، التبس عليه حديث الترجمة بحديث عمرو بن الحصين المذكور قريبا .والله أعلم (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٦٤٠١)

[1] قال د .سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثري:

قال أبو يعلى :حدثنا زكريا بن يحيى، حدثنا نصر بن مزاحم، عن جعفر بن زياد، عن هلال بن مقلاص، عن عبد الله بن أسعد بن زرارة، عن أبيه رضي الله عنه قال :قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# نبیوں کے چالیس دن قبر میں ٹھہرنے کی روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی بھی فوت ہوتا ہے، تو وہ اپنی قبر میں صرف چالیس دن قیام کرتا ہے، اور میں معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے''۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-لما عرج بى إلى السماء ، انتهى بى إلى قصر من لؤلؤ فيه فرايص من ذهب يتلألأ، فأوحى إلى أو (فأمرنى فى على) بثلاث خصال :بأنک سيد المرسلين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين.....

الحكم عليه:

الحديث بهذا الإسناد ضعيف جدا، لأجل نصر بن مزاحم العطار وهو متروک.

وهو من الطرق الأخرى ضعيف جدا أيضا لاضطرابه، وما فى رواته من كلام، ومتنه منكر جدا.

قال الحافظ فى الإصابة (266 /2)، بعد محاولة الجمع بين الروايات :ومعظم الرواة فى هذه الأسانيد ضعفاء ، والمتن منكر جدا، والله أعلم .اهـ.ونقل عنه السيوطى -كما فى الكنز (619 /11)، أنه قال أيضا :ضعيف جدا، منقطع .اهـ.

ونقل أيضا عن الحاكم قوله :غريب المتن فى الإسناد .اهـ.

ونقل أيضا عن ابن العماد قوله :هذا حديث منكر جدا، ويشبه أن يكون من بعض الشيعة الغلاة، وإنما هذه صفات رسول الله -صلى الله عليه وسلم -لا صفات على .اهـ.

وتقدم كلام المعلمى عن هذا الحديث(حاشية المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، ج١٧ ص٢٧٤ الى ٢٧٨، تحت رقم الحديث ٤٢٣٤، كتاب السيرة والمغازى، باب الإسراء)

[1] حدثنا محمد بن أبى زرعة، ثنا هشام بن خالد الأزرق، ثنا الحسن بن يحيى الخشنى، ثنا سعيد بن عبد العزيز، عن يزيد بن أبى مالک، عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما من نبى يموت فيقيم فى قبره إلا أربعين صباحا ,قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ومررت بموسى عليه السلام ليلة أسرى بى وهو قائم يصلى فى قبره [بين عائلة وعويلة ](مسند الشاميين،للطبرانى، ج٢ص ٤٢٠،ما انتهى إلينا من مسند يزيد بن عبد الرحمن بن أبى مالک)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن مذکورہ حدیث کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے، اسی لیے بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا سليمان بن أحمد ,ثنا محمد بن أبي زرعة ,ثنا هشام بن خالد الأزرق ,ثنا الحسين بن يحيى الحسني ,ثنا سعيد بن عبد العزيز ,عن يزيد بن أبي مالک، عن أنس بن مالک ,قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما من حي يموت فيقيم في قبره إلا أربعين صباحا.

قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ومررت بموسى عليه السلام ليلة أسرى بي وهو قائم في قبره بين عائله وعويله غريب من حديث يزيد لم نكتبه إلا من حديث الحسني(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء،لابي نعيم الأصبهاني، ج۸ص۳۳۳،تحت ترجمة "يزيد بن عبد الملک ومنهم الخائف الناحل الذاهب الذابل يزيد بن عبد الملک بن موهب")

[1] قال الالبانی:

ما من نبي يموت فيقيم في قبره إلا أربعين صباحا حتى ترد إليه روحه، ومررت بموسى ليلة أسرى بي وهو قائم في قبره بين عائلة وعويلة ."موضوع.

أخرجه أبو نعيم في "الحلية "( 8/333 ) من طريق شيخه سليمان بن أحمد وهو الطبراني صاحب "المعاجم "الثلاثة، وهذا في "مسند الشاميين "(ص 64) وابن عساكر ( 17/ 197 /1 ) عن الحسن بن يحيى حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن زيد بن أبي مالک عن أنس بن مالک مرفوعا به، ثم قال أبو نعيم وابن عساكر: غريب من حديث يزيد لم نكتبه إلا من حديث الخشني.

قلت :والخشني هذا متروک كما تقدم في الحديث قبله، ومن طريقه ذكره ابن الجوزي في "الموضوعات "( 3/239 ) و ( 1/303 ) من رواية ابن حبان في " المجروحين "( 1/235 ) عنه، ثم قال يعني ابن حبان :باطل والخشني منكر الحديث جدا يروي عن الثقات ما لا أصل له.

قلت :ونقل الحافظ ابن حجر عن ابن حبان إنه قال :هذا باطل موضوع، وأقره في " تهذيب التهذيب "( 2/327 ) وكذلک نقله عنه الذهبي في "الميزان "في ترجمة الخشني هذا وقال :إنه انفرد به، أخرجه ابن الجوزي في "الموضوعات "وأقره أيضا.

وأما السيوطي فخالفهم جميعا !فتعقب ابن الجوزي، في "اللآلىء "( 1/285 ) قائلا: قلت :هذا الحديث أخرجه الطبراني وأبو نعيم في "الحلية "وله شواهد يرتقي بها إلى درجة الحسن، والخشني من رجال ابن ماجه، ضعفه الأكثر، ولم ينسب إلى وضع ولا كذب، وقال دحيم :لا بأس به، وقال أبو حاتم :صدوق سيء الحفظ، وقال ابن عدى :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوراس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تحتمل رواياته، ومن هذا حاله لا يحكم على حديثه بالوضع.

قلت :قد علمت مما نقلناه في الحديث السابق (رقم 198) عن أئمة الجرح والتعديل أن هذا الرجل أعني الحسن بن يحيى الخشني متروك، منكر الحديث، ولا يلزم منه أن يكون ممن يتعمد الكذب، بل قد يقع منه ذلك لكثرة غفلته وشدة سوء حفظه، فلا يرد على هذا قول السيوطي :إنه لم ينسب إلى وضع ولا كذب، إن كان يقصد به الوضع والكذب مطلقا، وإلا فعبارة ابن حبان المتقدمة :يروى عن الثقات ما لا أصل له، ظاهرة في نسبة الكذب إليه، ولا سيما بعد حكمه على حديثه الذى نحن بصدد الكلام عليه بأنه موضوع، ولكن عبارته هذه لا تفيد اتهامه بأنه يضع قصدا فتأمل.

ثم إن ما نقله السيوطي عن ابن عدى يوهم أن روايات هذا الرجل كلها تحتمل، وهذا ما لم يقصد إليه ابن عدى، فإن الحافظ ابن حجر بعد أن نقل عبارة ابن عدى السابقة عقبها بقوله :قلت :قال ذلك بعد أن ساق له عدة مناكير وقال :هذا أنكر ما رأيت له، وهذا في "كامل ابن عدى "( 1/90 ) فجزى الله ابن حجر خيرا حيث كشف لنا بهذه الكلمة عن حقيقة قصد ابن عدى من عبارته المتقدمة، ومنه يتبين أن ابن عدى من جملة المضعفين للخشني، فلا يجوز حشر ابن عدى في جملة الموثقين له كما فعل السيوطي عفا الله عنا وعنه، وسيأتي له نحو هذا الخطأ في الحديث (233).

ثم لو سلمنا أنه وثقه مثل "دحيم "، فلا قيمة تذكر لهذا التوثيق إذا ما استحضرنا القاعدة التي تقول :إن الجرح المفسر مقدم على التعديل.

ثم وجدت ما يؤيد الذى ذهبت إليه مما فهمته من عبارة ابن حبان المنقولة آنفا وهو أن الرجل قد يكذب بدون قصد منه، فإن نصها بتمامها في "ضعفائه "( 1/235 ) : منكر الحديث جدا، ويروى عن الثقات ما لا أصل له، وعن المتقنين ما لا يتابع عليه، وقد سمعت ابن جوصاء يوثقه ويحكيه عن أبي زرعة، وكان رجلا صالحا يحدث من حفظه، كثير الوهم فيما يرويه، حتى فحشت المناكير في أخباره التي يرويها عن الثقات، حتى يسبق إلى القلب أنه كان المتعمد لها، فلذلك استحق الترك.

فهذا نص في أنه كان لا يتعمد الكذب، وإنما يقع ذلك منه وهما، فهو على كل حال ساقط الاعتبار ضعيف جدا، فحديثه قد يحكم عليه بالوضع لأدنى شبهة.

وأنا أرى أن هذا الحديث يعارض قوله صلى الله عليه وسلم " :ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحي حتى أرد عليه السلام ."

رواه أبو داود ( 1/319 ) والبيهقي ( 5/245 ) وأحمد ( 2/527 ) بإسناد حسن عن أبي هريرة، وهو مخرج في الكتاب الآخر "الصحيحة "(2266).

ووجه التعارض أنه يدل على أن روحه صلى الله عليه وسلم ليست مستقرة في جسده

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ''انبیاء علیہم السلام کو چالیس راتوں کے بعد ان قبروں میں نہیں چھوڑا جاتا ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشريف، بل هي ترد إليه ليرد سلام المسلمين عليه صلى الله عليه وسلم، بينما هذا الحديث الموضوع يقرر صراحة أن روح كل نبي ترد إليه بعد أربعين صباحا من وفاته، فلو صح هذا فكيف ترد روحه صلى الله عليه وسلم إلى جسده ليرد السلام، هذا أمر غير معقول، بل هو ظاهر التناقض، فلابد من رد أحدهما، وليس هو إلا هذا الحديث المنكر حتى يسلم الحديث القوى من المعارض، فتأمل هذا فإنه مما ألهمت به، لا أذكر أني رأيته لأحد قبلي، فإن كان صوابا فمن الله، وإلا فمن نفسي.

ومما يدل على بطلان هذا الحديث بهذا اللفظ أن رؤيته صلى الله عليه وسلم لموسى يصلي في قبره صحيح، لكن ليست فيه هذه الزيادة " :بين عائلة وعويلة "، أخرجه مسلم ( 7/102 ) من حديث أنس مرفوعا " :مررت على موسى ليلة أسرى بي عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلي في قبره "وهو مخرج في "الصحيحة "(2627).

فدل هذا على بطلان هذه الزيادة في الحديث كما دل حديث أبي هريرة على بطلان الشطر الأول منه، ومع هذا كله فقد ذكره في "الجامع ."

ثم إنه سبق في كلام السيوطي أن للحديث شواهد يرتقي بها إلى درجة الحسن !فلابد من النظر في ذلك لتتبين الحقيقة لكل من ينشدها، فأول ذلك أن ليس هناك شواهد، وإنما هما شاهدان فقط ذكرهما السيوطي نفسه لم يزد عليهما.

ثم إن أحدهما من طريق أبي المقدام ثابت بن هرمز الكوفي -صدوق يهم -عن سعيد بن المسيب قال " :ما مكث نبي في قبره من الأرض أكثر من أربعين يوما "، زاد في رواية: "حتى يرفع "، وهذا سند قوي، ولكنه مقطوع فلا حجة فيه لاحتمال كونه من الإسرائيليات.

ثم إن هذه الزيادة يبطلها حديث: " إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء "، وهو حديث صحيح رواه أبو داود وابن حبان في "صحيحه "والحاكم وغيرهم، (انظر "فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم "بتحقيقي رقم 22، 23) فإنه صريح في أن من خصوصيات الأنبياء أن الأرض لا تبلي أجساد الأنبياء، وهذه الخصوصية تنتفي إذا أثبتنا رفعهم بأجسادهم من قبورهم، كما هو مفاد هذه الزيادة، فثبت بذلك بطلانها، ولو ثبتت لانتفت خصوصية أخرى لعيسى عليه السلام وهي كونه في السماء حيا بروحه وجسده، فتأمل مفاسد وآثار الأحاديث الواهية!

ثم إن هذه الزيادة لو صحت لعادت بالنقض على الحديث، لأنه صريح في أن الروح تعود إليه وهو في قبره، بينما هذه الزيادة تفيد أن الجسد يرفع، فكيف يصح أن يجعل النقيض شاهدا لنقيضه؟ !

وأما الشاهد الآخر فيحسن أن نفرده بالكلام عليه وهو (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٢٠١)

www.idaraghufran.org

لیکن وہ اللہ کے سامنے نماز پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ صور پھونکا جائے"۔ [1]

لیکن مذکورہ حدیث کی سند میں بھی شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

اسی وجہ سے بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] وروى كما , أخبرنا أبو عبد الله الحافظ , ثنا أبو حامد أحمد بن على الحسنوى إملاء , ثنا أبو عبد الله محمد بن العباس الحمصى بحمص , ثنا أبو الربيع الزهرانى , ثنا إسماعيل بن طلحة بن يزيد , عن محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى , عن ثابت , عن أنس , رضى الله عنه , عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الأنبياء لا يتركون فى قبورهم بعد أربعين ليلة , ولكنهم يصلون بين يدى الله عز وجل حتى ينفخ فى الصور وهذا إن صح بهذا اللفظ , فالمراد به – والله أعلم –: لا يتركون لا يصلون إلا هذا المقدار , ثم يكونون مصلين فيها بين يدى الله عز وجل , كما روينا فى الحديث الأول وقد يحتمل أن يكون المراد به رفع أجسادهم مع أرواحهم(حياة الانبياء فى قبورهم للبيهقى،ص۷۵، رقم الحديث ۴)

[2] قال نبيل بن منصور بن يَعقوب البصارة:

أخرجه البيهقى فى "حياة الأنبياء "عن الحاكم ثنا أبو حامد أحمد بن على الحسنوى ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحمصى ثنا أبو الربيع الزهرانى ثنا إسماعيل بن طلحة بن يزيد عن ابن أبى ليلى به.

وإسناده ضعيف جداً، الحسنوى قال الخطيب: لم يكن بثقة، وقال الحاكم: غير محتج بحديثه، ومنهم من كذبه (اللسان 223 /1)وقد روى عن أنس قوله، أخرجه البيهقى من طريق الحسين بن الحسن المروزى ثنا مؤمل ثنا عبيد الله بن أبى حميد الهذلى عن أبى المليح عن أنس قال: الأنبياء فى قبورهم أحياء يصلون.

وعبيد الله بن أبى حميد قال البخارى: ذاهب الحديث، وقال النسائى: متروك الحديث، وقال ابن معين وغيره: ضعيف الحديث (انيس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۳ص ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، تحت رقم الحديث ۱۶۸۹، حرف الهمزة)

[3] قال الالبانى:

إن الأنبياء لا يتركون فى قبورهم بعد أربعين ليلة، ولكنهم يصلون بين يدى الله حتى ينفخ فى الصور ."موضوع.

أخرجه البيهقى فى "كتاب حياة الأنبياء "(ص 4) قال: أنبأنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أحمد بن على الحسنوى إملاء، حدثنا أبو عبد الله بن محمد العباسى الحمصى، حدثنا أبو الربيع الزهرانى، حدثنا إسماعيل بن طلحة بن يزيد عن محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى عن ثابت عن أنس مرفوعا، وقال البيهقى: وهذا إن صح بهذا اللفظ فالمراد به – والله أعلم – لا يتركون يصلون هذا المقدار ثم يكونون مصلين فيما بين يدى الله عز وجل. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# نبی علیہ السلام کے پسینے سے گلاب کا پھول پیدا ہونے کی روایت

ابوالقاسم رافعی قزوینی نے ''اخبارِ قزوین'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''جس رات مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی، تو میرے اوپر زمین کو رونا آیا، اور زمین کے رونے کی وجہ سے اللہ نے ''اصف'' نام کی ایک مخصوص نبات کو اگایا، پس جو شخص زمین کے رونے کی خوشبو سونگھنا چاہے، تو وہ اس نبات کی خوشبو سونگھے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قلت: وهذا إسناد موضوع، الحسنوى هذا متهم، وهو شيخ الحاكم وقد ضعفه هو فقال: هو فى الجملة غير محتج بحديثه.

وقال الخطيب: لم يكن بثقة، وقال فيه محمد بن يوسف الجرجانى الكشى: هو كذاب ونحوه عن أبى العباس الأصم.

ومحمد بن العباس هذا لم أعرفه ويراجع له "تاريخ دمشق "لابن عساكر، وكذا شيخه إسماعيل بن طلحة بن يزيد لم أجد له ترجمة، وابن أبى ليلى ضعيف سيء الحفظ معروف بذلك.

والحديث أورده السيوطى فى "اللآلىء (285 / 1) "شاهدا للذى قبله كما سبق، ولا يصلح لذلك من وجهين: الأول: أنه موضوع لما تقدم بيانه آنفا، وهو سكت عليه فأساء! وليته على الأقل نقل كلام البيهقى الذى سبق فى تضعيفه! وأسوأ منه أنه ذكره فى "الجامع ."

الآخر: أنه مخالف للمشهو د له، فإنه صريح فى أن الأنبياء لا يتركون فى قبورهم بعد أربعين، وذلك – وهو موضوع أيضا – يقول بأن الروح تعود إليه وهو فى قبره فأين هذا من ذاك؟!

ثم إن الحديث يعارض حديثا صحيحا سبق ذكره فى الحديث الذى قبله، فدل ذلك على وضعه أيضا.

ويعارضه أيضا قوله صلى الله عليه وسلم: " الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون ."

وهو حديث صحيح كما تبين لى بعد أن وقفت على متابع له قال البيهقى: إنه تفرد به فكتبت بحثا حققت فيه صحة الحديث وأن التفرد المشار إليه غير صحيح وأو دعت ذلك فى السلسلة الأخرى برقم . (621)(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٢٠٢)

اور جب میں آسمانِ دنیا پر آیا، تو مجھے تھکن کی وجہ سے پسینہ آیا، اور میرا پسینہ زمین پر گرا، تو اللہ نے میرے پسینے سے سرخ گلاب کے پھول کو پیدا فرمادیا، پس جو شخص میری خوشبو کو سونگھنا چاہے، تو اسے چاہئے کہ وہ سرخ گلاب کے پھول کی خوشبو سونگھے"۔ [1]

لیکن مذکورہ حدیث سند کے اعتبار سے باطل ہے۔ [2]

---

[1] الحافظ أبی محمد الحسن بن أحمد السمرقندی أنبأ أبو العباس جعفر بن محمد المعتز المستغفری قال وفیما کتب إلی علی بن الحسن أن أبا سلیمان محمد ابن سلیمان بن یزید الفاهی حدثه بقزوین ثنا أبی سلیمان بن یزید بن سلیمان المعدل حدثنی إسماعیل بن علی بن قدامة الخزاز القزوینی ثنا أحمد بن عبدان البردعی ثنا سهل بن صقیر ثنا موسی بن عبد ربه سمعت علی ابن أبی طالب رضی الله عنه یقول: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: " لیلة عرج بی إلی السماء بکت علی الأرض فأنبت الله من بکاء الأرض الکبیر وهو الأصف فمن أراد أن یشم بکا الأرض فلیشم الکبر فلما رفعت إلی ربی فحیانی بالرسالة وفضلنی بالنبوة وأکرمنی بالشفاعة وفرض علی الخمسین صلوة هبطت من سماء إلی سماء فلما جزت إلی سماء الدنیا انصبت عرقا فانصب عرقی علی الأرض فأنبت الله من عرقی الورد الأحمر فمن أراد أن یشم عرقی فلیشم الورد الأحمر ."أخرجه المستغفری فی کتاب طب النبی صلی الله علیه وآله وسلم هذا آخر حدیث من الکتاب (التدوین فی اخبار قزوین، ج۲، ص ۳۲۷، باب الالف،زیادات حرف الألف من غیر رعایة الترتیب فی الأسماء والآباء)

[2] قال الالبانی:

(لیلة عرج بی إلی السماء بکت علی الأرض، فأنبت الله من بکاء الأرض (الکبر) وهو (الأصف) ؛ فمن أراد أن یشم بکاء الأرض فلیشم (الکبر) ، فلما رفعت إلی ربی فحیانی بالرسالة، وفضلنی بالنبوة، وأکرمنی بالشفاعة، وفرض علی الخمسین صلاة، هبطت من سماء إلی سماء ، فلما جزت إلی سماء الدنیا تصببت عرقا، فانصب عرقی علی الأرض، فأنبت الله من عرقی الورد الأحمر؛ فمن أراد أن یشم عرقی، فلیشم الورد الأحمر).

موضوع.أخرجه الرافعی فی "تاریخ قزوین"(327-326 /2) من طریق أبی العباس جعفر بن محمد المستغفری بسنده عن سهل بن صقیر :حدثنا موسی بن عبد ربه : سمعت علی بن أبی طالب یقول:قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم ... :-فذکره. وقال: "أخرجه المستغفری فی "کتاب طب النبی -صلی الله علیه وسلم "-، هذا آخر حدیث من الکتاب."

قلت :وهو حدیث باطل ظاهر البطلان، فی أحادیث من أمثاله أوردها ابن الجوزی فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ عساکر نے انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ معراج کی رات میں گلاب کے سرخ پھول کو، جبریل کے پسینے سے پیدا کیا گیا، اور گلاب کے سفید پھول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے پیدا کیا گیا، اور گلاب کے پیلے پھول کو براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا۔

لیکن ابنِ عساکر نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد، خود ہی اس حدیث کا موضوع و من گھڑت ہونا نقل کیا ہے۔ [1]

بعض دیگر اہلِ علم نے بھی اس حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"الموضوعات "(62-61 /3) قال فيها: "هذه الأحاديث كلها محال ."والمتهم عندى بهذا الحديث سهل بن صقير؛ فقد قال فيه الخطيب: "يضع الحديث."
وموسى بن عبد ربه لم أجد من ذكره.
وقد سرق هذا الحديث الوضاع المشهور الحسن بن على العدوى؛ فرواه عن بعضهم عن موسى بن جعفر عن أبيه عن آبائه عن على رضى الله عنه به مختصرا.
أخرجه فى ترجمته ابن عدى (754-753 /2) وقال":وهذا موضوع على أهل البيت." ووافقه ابن الجوزى، وأقره السيوطى فى "اللآلى "(275 /2) ؛ لكنه عقب عليه بحديث الرافعى هذا وسكت عنه!!(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣٢٧٩)

[1] أنبأنا أبو الحسن على بن الحسين الموازينى عن أبى الحسن محمد بن على بن محمد بن صخر الأزدى أخبرنى أبو بكر محمد بن أبى سعيد الخراسانى نا عطية بن سعيد نا أحمد بن فارس نا مكى بن بندار نا الحسن بن عبد الواحد القزوينى نا هشام بن عمار نا مالک عن الزهرى عن أنس قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) : خلق الورد الأحمر من عرق جبريل ليلة المعراج وخلق الورد الأبيض من عرقى وخلق الورد الأصفر من عرق البراق.
قرأت بخط عبد العزيز الكتانى قال لى أبو النجيب عبد الواحد بن عبد الله الأرموى سعيد بن محمد والحسن بن عبد الواحد مجهولان وهذا حديث موضوع وضعه من لا علم له وركبه على هذا الإسناد الصحيح (تاريخ دمشق لابنِ عساكر، ج١٣ ص ١٣١، تحت ترجمة "الحسن بن عبد الواحد القزوينى" رقم الترجمة ١٣٦٢، حرف الحاء)

[2] "خلق الورد الأحمر من عرق جبريل ليلة المعراج، وخلق الورد الأبيض من عرقى، وخلق الورد الأصفر من عرق البراق ."موضوع.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق لکھا ہوا دیکھنے کی روایت

ابوالحسن خلال نے ''المجالس العشرة'' میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''معراج کی رات میں، میں نے عرش کے ساتھ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد ''اللہ کے رسول'' ہیں، اور ابوبکر، صدیق ہیں''۔ [1]

علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ:

''یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اس روایت میں ''سری بن عاصم'' راوی کے بارے میں ابنِ حبان نے فرمایا کہ اس سے احتجاج حلال نہیں ہے''۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ رواه ابن عساكر ( 4/ 236 /1 ) عن الحسن بن عبد الواحد القزويني :أخبرنا هشام بن عمار :أخبرنا مالک عن الزهری عن أنس مرفوعا.
قلت :وهذا حديث موضوع آفته القزويني هذا قال الذهبی " :روی فی خلق الورد الأحمر خبرا كذبا، وهو غير معروف ."وقال ابن عساكر عقب الحديث " :قرأت بخط عبد العزيز الكتانی :قال لی أبو النجيب الأرموی " :هذا حديث موضوع، وضعه من لا علم له، وركبه علی هذا الإسناد الصحيح ."وأقره الحافظ ابن حجر فی "لسان الميزان ."(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، رقم الحديث ٧٦٧)

[1] حدثنا الحسن،ثنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن الحسن بن شاذان، ثنا أبو محمد عبيد الله بن يحيى بن سليمان بن المغيرة بن عبيد الله البزاز، ثنا السری بن عاصم، ثنا محمد بن فضيل، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبی الدرداء، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: " رأيت ليلة أسری بی مكتوبا حول العرش فی فرندة خضراء، مكتوبا فيها بقلم من نور أبيض: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أبو بكر الصديق "(المجالس العشرة للحسن الخلال، ص٦٣، رقم الحديث ٦٥)

[2] قال الدارقطنی وحدثنا محمد بن أحمد بن أسد الهروی حدثنا السری بن عاصم قالا حدثنا محمد بن فضيل عن ابن جريج عن عطاء عن أبی الدرداء عن النبی قال رأيت ليلة أسری بی فی العرش فريدة خضراء فيها مكتوب بنور أبيض لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق.قال الدارقطنی تفرد به ابن فضيل ابن جريج لا أعلم أحدا حدث به غير هذين وأورده المؤلف فی الواهيات من طريق السری وقال لا يصح.
قال ابن حبان لا يحل الاحتجاج بالسری بن عاصم(اللآلی المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة،للسيوطی، ج ١،ص ٢٧٢، ٢٧٣، كتاب المناقب)

www.idaraghufran.org

دیلمی کی ''مسند الفردوس ''میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''میں نے معراج کی رات میں عرش کے ساتھ آیۃ الکرسی لکھی ہوئی دیکھی، اور یہ بھی لکھا ہوا دیکھا کہ سورج اور چاند کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ''محمد، اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے بعد ابوبکر صدیق ہیں''۔ [1]

مذکورہ روایت میں بعض راوی مجہول ہیں، اور عبدالمنعم بن بشیر پر کئی محدثین نے سخت جرح کی ہے۔ [2]

## نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعد میں ابوبکر صدیق کا نام لکھا دیکھنے کی روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی، پس میں جس آسمان سے بھی گزرا، تو میں نے وہاں اپنا نام اور ابوبکر صدیق کا نام اپنے پیچھے پایا''۔ [3]

---

[1] قال :أخبرنا فيد ، عن أبي منصور المحتسب ، عن الفضل بن الفضيل ، عن إبراهيم بن محمد بن عبيد بن جهينة الشهرزوري ، عن أزهر بن زفر ، عن عبد المنعم بن بشير ، عن عبد الرحيم بن زيد بن أسلم ، عن أبيه ، عن عطاء بن يسار ، عن أبي سعيد قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :رأيت ليلة أسري بي حول العرش مكتوباً آية الكرسي إلى (العلي العظيم) ، محمد رسول الله قبل أن تخلق الشمس والقمر بألفي عام ، أبو بكر الصديق على أثره (الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس في الكتب المشهورة ،لابن حجر العسقلاني، رقم الحديث ١٦٦٢)

[2] عبد المنعم بن بشير الأنصاري أبو الخير من أهل مصر يروى عن عبد الله بن عمر العمرى روى عنه يعقوب بن سفيان الفسوى والناس منكر الحديث جدا يأتى عن الثقات بما ليس من حديث الأثبات لا يجوز الاحتجاج به بحال(المجروحين لابنِ حبان، ج٢ ص١٥٨ ، تحت رقم الترجمة ٧٧٨، باب العين)

[3] حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا محمد بن العباس بن أيوب، ثنا الحسن بن عرفة، قال: حدثني عبد الله بن إبراهيم الغفاري، عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ:

''یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس روایت میں ''عبداللہ بن ابراہیم غفاری'' پایا جاتا ہے، جس کے متعلق ابنِ حبان نے فرمایا کہ یہ احادیث کو گھڑتا ہے، اور ایک دوسرے راوی ''عبدالرحمٰن'' کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے''۔ [1]

البتہ علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے ''الصواعق المحرقة'' میں اس حدیث کے مختلف ضعیف طرق سے مروی ہونے اور مجموعی طور پر حسن ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [2]

مگر ہمیں اس کے باسند طریقے پر مختلف ایسے طرق دستیاب نہیں ہوئے، جن کے مجموعے پر ''حسن'' ہونے کا حکم لگایا جائے۔

جہاں تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے اور فضیلت کا تعلق ہے، تو ظاہر

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سعید المقبری، عن أبی هریرة، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عرج بی إلی السماء فما مررت بسماء إلا وجدت اسمی وأبو بکر الصدیق خلفی(فضائل الخلفاء الراشدین لأبی نعیم الأصبهانی، رقم الحدیث ۱۴، ص ۴۲،فضیلة أخری للصدیق أبی بکر، رضی الله عنه، لم یشرکه فیها أحد)

[1] الحدیث الثانی عشر :أنبأنا إسماعیل بن أحمد قال أنبأنا ابن مسعدة قال أنبأنا حمزة قال أنبأنا ابن عدی قال حدثنا موسی بن إبراهیم قال حدثنا الحسن ابن عرفة قال حدثنا عبدالله بن إبراهیم الغفاری عن عبدالرحمن بن زید بن أسلم عن سعید بن أبی سعید عن أبی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :عرج بی إلی السماء فما مررت بسماء إلا وجدت فیها اسمی محمد رسول الله وأبو بکر الصدیق خلفی . "

هذا حدیث لا یصح .قال ابن حبان :الغفاری یضع الاحادیث وأما عبدالرحمن فاتفقوا علی تضعیفه(الموضوعات لابن الجوزی، ج ۱ ،ص ۳۱۸،کتاب الفضائل والمثالب)

[2] الحدیث السادس والخمسون عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (عرج بی إلی السماء فما مررت بسماء إلا وجدت فیها اسمی محمد رسول الله وأبو بکر الصدیق خلفی)

وورد هذا الحدیث أیضا من روایة ابن عباس وابن عمر وأنس وأبی سعید وأبی الدرداء رضی الله عنهم وأسانیدها کلها ضعیفة لکنها ترتقی بمجموعها إلی درجة الحسن( الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة ،لابن حجر الهیتمی، ج ۱ ص ۲۰۰، خاتمة ، الفصل الثانی فی ذکر فضائل أبی بکر الواردة فیه وحده وفیها آیات وأحادیث)

www.idaraghufran.org

ہے کہ وہ اس روایت کے ثبوت پر موقوف نہیں۔

## ابوبکر، عمر وعثمان کے مقتول لکھا ہوا ہونے کی روایت

جعفر بن محمد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جس رات مجھے معراج میں سیر کرائی گئی، تو میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ''اللہ کے علاوہ معبود نہیں، اور محمد، اللہ کے رسول ہیں، اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین کو ظالمانہ طریقہ پر قتل کیا جائے گا''۔ [1]

خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت میں ابوبکر بن عفان پایا جاتا ہے، جس کی کنیت ''ابوبکر صوفی'' ہے، یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ کذّاب ہے، جھوٹ بولتا ہے''۔ [2]

---

[1] حدثنا أبو القاسم إسحاق بن إبراهيم بن سنين الختلي؛ حدثنا أبو بكر عبد الرحمن بن عفان الصوفي، ثنا محمد بن مجيب الصائغ، ثنا جعفر ابن محمد، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ليلة أسرى بي رأيت على العرش مكتوبا :لا إله إلا الله محمد رسول الله، أبو بكر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورين يقتل مظلوما(كتاب الديباج،لإسحاق بن إبراهيم بن سنين أبو القاسم الخَتُلي، رقم الحديث ١ ، الجزء الأول ، ص ٢١)

[2] أخبرنا محمد بن عبيد الله الحنائي، أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق، حدثنا إسحاق ابن إبراهيم الختلي، حدثنا أبو بكر عبد الرحمن بن عفان الصوفي، حدثنا محمد بن مجيب الصائغ، حدثنا جعفر بن محمد عن أبيه عن جده قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ليلة أسرى بي رأيت على العرش مكتوبا، لا إله إلا الله، محمد رسول الله، أبو بكر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورين يقتل مظلوما .
أخبرنا الجوهري، أخبرنا محمد بن العباس، حدثنا محمد بن القاسم الكوكبي، حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد قال :سمعت يحيى بن معين -وذكر أبا بكر بن عفان ختن مهدي بن حفص -فقال :كذاب يكذب، رأيت له حديثا حدث به عن أبي إسحاق الفزاري كذبا( تاريخ بغداد ، ج ١٠ ص ٢٦٣ ،تحت ترجمة ''عبد الرحمن بن عفان، أبو بكر الصوفي''رقم الترجمة ٥٣٧٩)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابن عراق کنانی نے فرمایا کہ:

''اس روایت میں ابوبکر عبدالرحمٰن بن عفان راوی پایا جاتا ہے، جس کو حافظ ابنِ حجر نے ''متھم'' قرار دیا ہے''۔ [1]

اور علامہ جلال الدین سیوطی نے مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت میں ابوبکر اور اس کا استاذ، دونوں کذّاب ہیں''۔ [2]

اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے فرمایا کہ:

''ابوبکر عبدالرحمٰن بن عفان، کو ابنِ معین نے جھوٹا قرار دیا ہے''۔ [3]

---

[1] (حدیث) " ليلة أسرى بى رأيت على العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله، أبو بكر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورين يقتل مظلوما ."
(الختلى) فى الديباج من حديث جعفر بن محمد عن أبيه عن جده، وفيه أبو بكر عبد الرحمن بن عفان، ومحمد بن مجيب الصائغ .
(قلت) قال الحافظ ابن حجر :المتهم به عبد الرحمن والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكنانى، ج ا ص ۳۵۱، رقم الحديث ۲۸، كتاب المناقب والمثالب، باب مناقب الخلفاء الأربعة،الفصل الأول)

[2] (إسحاق) بن إبراهيم الختلى فى الديباج حدثنا أبو بكر عبد الرحمن بن عفان الصوفى حدثنا محمد بن مجيب الصايغ حدثنا جعفر بن محمد عن أبيه عن جده قال قال رسول الله ليلة أسرى بى رأيت على العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق وعثمان ذو النورين يقتل مظلوما أبو بكر وشيخه كذابان (اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة،لجال الدين،السُّيوطى، ج ا ،ص ۲۹۳، كتاب المناقب)

[3] عبد الرحمن بن عفان (أبو بكر السرخسى)عن أبى بكر بن عياش .كذبه يحيى بن معين، انتهى.وفى ثقات ابن حبان :عبد الرحمن بن عفان السرخسى سكن بغداد يروى عن ابن السماک والفضيل بن عياض الرقاق والحكايات.وعنه أحمد بن بشر المرثدى .فكأنه هو .فقد ذكر الخطيب فضيل بن عياض فى شيوخه وغير واحد .وقال :يكنى أبا بكر وذكر فى الرواة عنه يعقوب بن شيبة وإبراهيم بن عبد الله بن الجنيد وإسحاق بن إبراهيم الختلى وجعفر بن محمد الفريابى، وغيرهم .
قال ابن الجنيد :سمعت يحيى بن معين وذكر أبا بكر بن عفان ختن مهدى بن حفص فقال :كذاب يكذب رأيت له حديثا حدث به، عن أبى إسحاق الفزارى كذبا.
قلت :وله خبر آخر، عن محمد بن محمد بن الصائغ عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده مرفوعا :لما أسرى بى رأيت على العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذو النورين يقتل ظلما .رواه الختلى فى "الديباج "عنه والمتهم به صاحب الترجمة(لسان الميزان،لابن حجر العسقلانى، ج۵ص ۱۱۴، ۱۱۵، تحت رقم الترجمة: ۴۶۶۰)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ جوزی نے بھی مذکورہ حدیث کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [1]
اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے، مگر ان کی سندیں بھی قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ [2]

---

[1] باب فی فضائل الثلاثة أبی بکر وعمر وعثمان فیه أحادیث :
الحدیث الاول :أنبأنا عبدالرحمن بن محمد القزاز قال أنبأنا أحمد بن علی بن ثابت قال أنبأنا القاضی أبو الفرج محمد بن أحمد بن الحسن الشافعی قال حدثنا أبو بکر أحمد بن جعفر بن مالک القطیعی قال حدثنا أحمد ابن محمد القاضی قال حدثنا الاحتیاطی قال حدثنا علی بن جمیل عن جریر بن عبدالحمید عن لیث عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "ما فی الجنة شجرة إلا مکتوب علی ورقة محمد رسول الله أبو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذو النورین . "اسم الاحتیاطی الحسن بن عبدالرحمن بن عباد أبو علی .قال أبو حاتم بن حبان : هذا باطل موضوع وعلی بن جمیل کان یضع الحدیث لا تحل الروایة عنه بحال .وقال أبو أحمد بن عدی :لم یأت بهذا الحدیث عن جریر غیر علی .وعلی یحدث بالبواطیل عن ثقاة الناس فیسرق السرق .وقد سرق هذا الحدیث منه رجل یقال له معروف بن أبی معروف البلخی وقد سرقه آخر ، فأنبأنا محمد بن عمر الارموی قال أنبأنا أبو الحسین بن الهندی قال أنبأنا أبو أحمد الفرضی قال حدثنا عثمان بن أحمد الدقاق قال حدثنا إسحاق بن إبراهیم قال حدثنی القاسم بن علی الکوفی قال حدثنا عبد العزیز بن عمرو الخراسانی عن جریر فذکره إلا الخراسانی مجهول .
الحدیث الثانی :أنبأنا أبو منصور القزاز قال أنبأنا أبو بکر أحمد بن علی ابن ثابت قال أنبأنا محمد بن عبیدالله الحنائی قال أنبأنا عثمان بن أحمد الدقاق قال أنبأنا إسحاق بن إبراهیم الختلی قال حدثنا أبو بکر عبد الرحمن بن عنان الصوفی قال حدثنا محمد بن مجیب الصائغ قال حدثنا جعفر بن محمد عن أبیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :لیلة أسری بی رأیت علی العرش مکتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذو النورین یقتل مظلوما . "هذا حدیث لا یصح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم .وأبو بکر الصوفی ومحمد بن مجیب کذابان ، قاله یحیی بن معین(الموضوعات لابن الجوزی، ج ۱ ص ۳۳۶، ۳۳۷، کتاب الفضائل والمثالب،باب فی فضائل الثلاثة أبی بکر وعمر وعثمان)

[2] (الطبرانی) حدثنا سعید بن عبد ربه الصفار البغدادی حدثنا علی بن جمیل الرقی حدثنا جریر بن عبد الحمید عن لیث عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا ما فی الجنة شجرة إلا مکتوب علی کل ورقة منها لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین. قال ابن حبان موضوع وعلی بن جمیل وضاع وقد تفرد به وسرقه منه معروف بن أبی معروف البلخی وعبد العزیز بن عمرو الخراسانی رجل مجهول (قلت) أخرجه أبو نعیم فی الحلیة حدثنا القاضی أبو أحمد بن محمد حدثنا أحمد بن الحسن بن عبد الملک حدثنا علی بن جمیل به وقال الختلی فی الدیباج حدثنی القاسم بن أبی علی الکوفی حدثنا عبد العزیز بن عمرو الخراسانی عن جریر الرازی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور شیخ ناصر الدین البانی نے مذکورہ حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ:

''''ابو بکر عبد الرحمٰن بن عفان، کے جھوٹے ہونے کے علاوہ، اس کا استاذ ''محمد بن مجیب صائغ'' بھی جھوٹا ہے، اس کو ابو حاتم نے ''ذاهبُ الحديث'' قرار دیا ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا ليس فى الجنة شجرة إلا وعلى كل ورقة منها مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذى النورين.

قال الذهبى فى الميزان عبد العزيز فى جهالة والخبر باطل فهو الآفة فيه.

وقال ابن عدى حدثنا أحمد بن عامر البرقعيدى حدثنى معروف البلخى بدمشق حدثنا جرير عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا دخلت الجنة فما فيها ورقة إلا عليها مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذى النورين.

قال الذهبى هذا موضوع لكنه مشهور بعلى بن جميل عن جرير وكان يحلف فيقول حدثنا والله جرير.

وقال ابن عدى معروف هذا غير معروف ولعله سرقه من على بن جميل على أن أحمد بن عامر قال كان شيخنا صالحا انتهى.

وقد وجدت لهؤلاء متابعين قال أبو القاسم بن بشران فى أماليه أنبأنا أبو الحسن أحمد بن إسحاق الطيبى حدثنا أحمد بن محمد بن مهدى حدثنا محمد بن عبد بن عامر السمرقندى أنبأنا عصام بن يوسف حدثنا جرير به عصام بن يوسف قال ابن عدى روى أحاديث لا يتابع عليها ذكره ابن حبان فى الثقات وقال كان صاحب حديث ثبتا فى الرواية ربما أخطأ وقال ابن سعد كان عندهم ضعيفا فى الحديث وقال الخليلى هو صدوق ومحمد بن عبد بن عامر السمرقندى معروف بوضع الحديث وقال الخطيب أنبأنا أبو القاسم عبد العزيز بن حمد بن خضر الستورى محمد بن عبد الله الشافعى حدثنا الهيثم بن خلف حدثنا حسين بن عبد الرحمن أبو على حدثنا جرير به قال فى الميزان هذا باطل والمتهم به حسين الاحتياطى والله أعلم(اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة،للسيوطى، ج ۱، ص ۲۹۲، ۲۹۳، كتاب المناقب)

[1] (ليلة أسرى بى رأيت على العرش مكتوبا: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أبو بكر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورين، يقتل مظلوما) .

موضوع .أخرجه الخطيب فى (التاريخ) (264 / 10)من طريق إسحاق ابن إبراهيم الختلى، وهذا فى (الديباج) كما فى (اللآلئ) (320 / 1)حدثنا أبو بكر عبد الرحمن بن عفان الصوفى: حدثنا محمد بن مجيب الصائغ: حدثنا جعفر بن محمد عن أبيه عن جده مرفوعا.

أورده فى ترجمة الصوفى هذا، ثم روى عن ابن معين أنه قال فيه:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ابنِ عدی نے اس کو ''منکرُ الحدیث'' قرار دیا ہے، اور اس کی اس حدیث کو ''غیر صحیح'' فرمایا ہے۔ [1]

## عثمان رضی اللہ عنہ کی حور کو دیکھنے کی روایت

حضرت عقبہ بن جہنی رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''معراج کی رات میں جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، تو میں جنت میں داخل

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(كذاب، يكذب، رأيت له حديثا حدث به عن أبى إسحاق الفرازى كذبا) فهو المتهم بهذا الحديث، وبذلک صرح الحافظ ابن حجر فى (اللسان).

لكن شيخه محمد بن مجيب الصائغ، ليس خيرا منه؛ فقد قال فيه ابن معين أيضا: (كان كذوبا عدوا لله تعالى) .وقال أبو حاتم: (ذاهب الحديث)

قلت: فعلى هذا لا ينبغى تعصيب التهمة بالصوفى وحده، وقد أشار إلى هذا ابن الجوزى فى (الموضوعات) : (337 / 1)

(هذا حديث لا يصح، وأبو بكر الصوفى ومحمد بن مجيب كذابان، قاله يحيى بن معين) .

ووافقه السيوطى فى (اللآلئ) (320 / 1)، وتعقبه ابن عراق فى (تنزيه الشريعة) بقوله : (351 / 1)

(قلت: قال الحافظ ابن حجر: المتهم به عبد الرحمن .والله أعلم)

وفيه ما تقدم بيانه. وللصوفى هذا حديث آخر فى عثمان بلفظ آخر، وهو (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٥٦١٧)

[1] عمر بن أبى معروف مكى ليس يعرف منكر الحديث.

حدثنا على بن الحسن بن سليمان القافلانى، حدثنا شعيب بن عبد الحميد الكوفى، حدثنا محمد بن ماهان أبو حنيفة الواسطى، حدثنا عمر بن أبى معروف المكى عن ليث عن مجاهد، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لى وزيرين من أهل السماء ووزيرين من أهل الأرض فوزيرى من أهل السماء جبريل وميكائيل ووزيرى من أهل الأرض أبو بكر وعمر.

وعمر بن أبى معروف روى عن ليث بهذا الإسناد هذا الحديث فذكر متنا غير ما ذكره غيره وروى هذا الحديث على بن جميل الرقى وشيخ بلخى، يقال له :معروف بن أبى معروف عن جرير، عن ليث عن مجاهد، عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم لما عرج بى إلى السماء رأيت على ساق العرش مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر الصديق وعمر الفاروق وعثمان ذا النورين.

والحديث المعروف هو هذا وهذا أيضا ليس بصحيح ليس ما رواه عمر بن أبى معروف (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج٦، ص٦٢، تحت رقم الترجمة ١٢٠٣)

www.idaraghufran.org

ہوا، اور میری ہتھیلی میں سیب رکھا گیا، جس سے ایک انتہائی خوبصورت حور برآمد ہوئی، میں نے کہا، تو کس کے لیے ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں آپ کے بعد آپ کے قتل کیے جانے والے خلیفہ عثمان بن عفان کے لیے ہوں"۔

اس روایت میں "عبدالرحمٰن بن ابراہیم" راوی پایا جاتا ہے، جس پر آگے کلام آتا ہے۔ [1]

امام عقیلی نے بھی مذکورہ حدیث کو "الضعفاء الکبیر" میں روایت کیا ہے، اور فرمایا کہ:

"عبدالرحمٰن بن ابراہیم، دمشقی کی حدیث موضوع و من گھڑت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے"۔ [2]

امام عقیلی نے بھی مذکورہ حدیث کو "الضعفاء الکبیر" میں روایت کیا ہے، اور فرمایا کہ:

"عبدالرحمٰن بن ابراہیم، دمشقی کی حدیث موضوع و من گھڑت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے"۔ [2]

---

[1] حدثنا محمد قال نا علی بن عیسی قثنا عبد الرحمن بن عفان قثنا عبد الرحمن بن إبراهيم، عن ليث بن سعد، عن يزيد بن أبی حبيب، عن أبی الخير، عن عقبة بن عامر الجهنی قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم " :لما عرج بی إلی السماء دخلت جنة عدن، فوضع فی كفی تفاحة، قال :فانفلقت عن حوراء مرضية كأن أشفار عينيها مقاديم أجنحة النسور "، فقلت :لمن أنت؟ فقالت :أنا للخليفة المقتول من بعدک عثمان بن عفان ."(فضائل الصحابة، لأحمد بن محمد بن حنبل، ج ا ص ۵۲۲، رقم الحديث ۸۶۴،فضائل عثمان بن عفان رضی الله عنه)

[2] عبد الرحمن بن إبراهيم دمشقی يحدث عن الليث بن سعد مجهول بالنقل، وحديثه موضوع لا أصل له.

حدثنا محمد بن أحمد بن النضر الأزدی قال :حدثنا عبد الرحمن بن عفان قال :حدثنا عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقی، عن ليث بن سعد، عن يزيد بن أبی حبيب، عن أبی الخير، عن عقبة بن عامر، قال النبی صلی الله عليه وسلم " :لما عرج بی إلی السماء دخلت جنة عدن فوقعت فی كفی تفاحة فانفلقت عن حوراء مرضية، كأن أشفار عينيها مقاديم أجنحة النسور، فقلت :لمن أنت؟ فقالت :أنا للخليفة من بعدک المقتول عثمان بن عفان (الضعفاء الكبير للعقيلی، ج۲ ص ۳۲۰،باب العين، تحت ترجمة "عبد الرحمن بن إبراهيم دمشقی" رقم الترجمة ۹۰۸)

[3] عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقی:

لا يعرف .عن الليث .حديثه موضوع، رواه عبد الرحمن بن عفان، حدثنا عبد الرحمن بن إبراهيم، عن ليث، عن يزيد بن أبی حبيب، عن أبی الخير، عن عقبة -مرفوعاً :حديث التفاحة التی انفلقت عن حوراء مرضية لعثمان(ميزان الاعتدال فی نقد الرجال للذهبی، ج۲ ص ۵۴۶،رقم الترجمة ۴۸۰۵)

www.idaraghufran.org

اسی طرح کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس کے متعلق ابنِ حبان نے فرمایا کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی کوئی اصل اور بنیاد ثابت نہیں''۔ [1]

علامہ ابنِ جوزی نے مذکورہ حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] العباس بن محمد العلوی شیخ روی عن عمار بن هارون المستملی عن حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیلة أسری بی دخلت الجنة فإذا أنا بتفاحة انفلقت عن حوراء مرضیة کأن أهداب أشفار عینیها مقادم أجنحة النسور فقلت لمن أنت یا جاریة فقالت أنا للخلیفة المقتول ظلما عثمان بن عفان وهذا شیء لا أصل له من کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا من حدیث أنس ولا ثابت ولا حماد بن سلمة(المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین،لابن حبان، ج۲ ص ۱۸۱، تحت رقم الترجمة: ۸۳۰)

[2] باب فی فضائل عثمان بن عفان رضی الله عنه فیه أحادیث :

الحدیث الاول :فی رؤیة رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة المعراج حورا لعثمان ، وقد روی ذلک عن ابن عمر وعقبة بن عامر وانس .

فأما حدیث ابن عمر فأنبأنا أبو منصور القزاز قال أنبأنا أحمد بن علی بن ثابت قال حدثنی عبد العزیز بن أحمد الکنانی قال أنبأنا تمام بن محمد بن عبدالله الرازی قال أنبأنا إبراهیم بن محمد بن صالح بن سنان قال حدثنا محمد ابن سلیمان بن هشام قال حدثنا وکیع عن ابن أبی ذؤیب عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :لما أسری فی إلی السماء فصرت إلی السماء السابعة سقط فی حجری تفاحة ، فأخذتها فانفلقت ، فخرج منها حوراء تقهقه فقلت لها تکلمی لمن أنت ؟ قالت :للمقتول الشهید علمان بن عفان رضی الله عنه .

وأما حدیث عقبة فله طریقان :

الطریق الاول :أنبأنا به عبدالرحمن بن محمد القزیز قال أنبأنا أحمد بن علی ابن ثابت قال أنبأنا علی بن أبی علی البصری قال حدثنا عبدالله بن ماهیرد الاصبهانی قال حدثنا محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی قال حدثنا عبدالله ابن سلیمان بن یوسف بن یعقوب قال حدثنا اللیث بن سعد وحدثنا یزید بن أبی حبیب عن أبی الخیر عن عقبة بن عامر الجهنی قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :لما عرج بن إلی السماء دخلت جنة عدن ، فأعطیت تفاحة ، فلما وضعت فی یدی انفلقت عن حوراء عیناء مرضیة ، کأن أشفار عینیها مقادیم أجنحة النسور فقلت لمن أنت ؟ قالت للخلیفة المقتول ظلما عثمان بن عفان . "

الطریق الثانی :أنبأنا عبد الوهاب بن المبارک قال أنبأنا محمد بن المظفر قال أنبأنا العتیقی قال أنبأنا یوسف بن أحمد قال أنبأنا أبو جعفر العقیلی قال حدثنا محمد بن أحمد بن النضر الازدی قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور مذکورہ حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے بھی موضوع قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حدثنا عبدالرحمن بن عفان قال حدثنا عبدالرحمن بن إبراهيم الدمشقى عن ليث بن سعد عن يزيد بن أبى حبيب عن أبى الخير عن عقبة بن عامر قال :قال النبى صلى الله عليه وسلم " :لما عرج بى إلى السماء دخلت جنة عدن ، فوقعت فى كفى تفاحة ، فانفلقت عن حوراء مرضية أشفار عينيها مقاديم أجنحة النسور .فقلت لمن أنت ؟ فقالت :أنا للخليفة من بعدك المقتول عثمان بن عفان "

وأما حديث أنس فله ثلاثة طرق :

الطريق الاول :أنبأنا أبو منصور القزاز قال أنبأنا أبو بكر أحمد بن على قال أنبأنا أبو الفرج عبد الوهاب بن الحسين قال أنبأنا محمد بن عبدالله بن خلف ابن بخيت قال حدثنا أبو هشام محمد بن إبراهيم بن العباس الطائى قال حدثنا إبراهيم بن عبدالله الفارسى قال حدثنا يحيى بن شبيب السلمى قال حدثنا حميد الطويل عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :دخلت الجنة فتناولت تفاحة فكسرتها فخرج منها حوراء أشفار عينيها كريش النسر ، فقلت :لمن أنت ؟ فقالت :لعثمان بن عفان.

الطريق الثانى :أنبأنا على بن عبيدالله قال أنبأنا أبو محمد الصريفينى قال حدثنا أبو حفص الكنانى قال حدثنا إبراهيم بن حبيش المعدل قال حدثنا محمد ابن السرى القنطرى قال حدثنا يحيى بن شبيب عن حميد عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :دخلت الجنة فوضعت فى يدى تفاحة فجعلت أقلبها فى يدى ، فبينا أنا أقلبها انفلقت عن حوراء مرضية كأن حاجبيها مقاديم النسور فقلت :لمن أنت ؟ فقالت للمقتول ظلما عثمان بن عفان . "

الطريق الثالث :رواه العباس بن محمد العلوى عن عمار بن هارون المستملى عن حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس فذكره .هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فأما حديث ابن عمر ففيه محمد بن سليمان بن هشام .قال ابن عدى :كان يوصل الحديث ويسرقه .وقال ابن حبان :لا يجوز الاحتجاج به بحال .وقال أبو بكر الخطيب :رجال الاسناد ثقاة سواه والحمل فيه عليه .

وأما حديث عقبة والاصبهانى فى الاسناد الاول لا يوثق به .وعبد الرحمن ابن عفان فى الاسناد الثانى مجهول .

وأما حديث أنس فمدار الطريقين الاولين على يحيى بن شبيب .قال ابن حبان :حدث عن الثورى بما لم يحدث به فهذا لا يجوز الاحتجاج به .

وأما الطريق الثالث ففيه عباس بن محمد العلوى قال ابن حبان :يروى عن عمار بن هارون ما لا أصل له .قال وهذا الحديث شىء لا أصل له من كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا من حديث أنس ولا ثابت ولا حماد .قال العقيلى :هذا الحديث موضوع لا أصل له (الموضوعات لابن الجوزى، ج ا ص ۳۲۹ الیٰ ۳۳۱، کتاب الفضائل والمثالب، باب فی فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

[1] (لما عرج بى إلى السماء، دخلت جنة عدن، فوقعت فى يدى تفاحة، فانفلقت عن حوراء مرضية، كأن أشفار عينيها مقاديم أجنحة النسور، فقلت: لمن أنت؟ فقال: أنا للخليفة من بعدك المقتول عثمان بن عفان) . ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لہٰذا اس حدیث کو معتبر و معتمد سمجھنا درست نہیں۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ موضوع .أخرجه العقيلي في ((الضعفاء)) (320 / 2)من طريق عبد الرحمن بن عفان قال: حدثنا عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقي عن ليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن عقبة بن عامر مرفوعا.

أورده في ترجمة الدمشقي هذا؛ ول:((مجهول، وحديثه موضوع لا أصل له)) .

وكذا قال الذهبي ثم العسقلاني، ثم السيوطي في اللآلء (313 / 1)، وتبعهم ابن عراق (1/ 374)ومن قبلهم ابن الجوزي في ((الموضوعات)) (331 / 1)؛ كلهم أعلوه بابن الدمشقي هذا! وإعلاله بالراوي عنه عبد الرحمن بن عفان أولى؛ لأنه كذاب؛ كما تقدم بيانه في الحديث الذي قبله، وإن كان قد جاء من غير طريقهما:

فرواه عبد الله بن سليمان البغدادي: حدثنا الليث بن سعد.

أخرجه الخطيب في ((التاريخ)) (464 / 9)من طريقين عنه .ولم يذكر في ترجمته شيئا سوى أنه ساق له هذا، وقال:((حديث منكر)) .وقد قال فيه ابن عدي في ((الكامل)) : (1545 / 4)((ليس بذاك المعروف)) .

وأما ابن حبان؛ فقد ذكره في ((الثقات)) ، وقال الذهبي في ((الميزان)) :((فيه شيء له حديث منكر)) .ثم ساق له هذا، ثم قال:((وقد رواه خيثمة في ((فضائل الصحابة)) عن خليل بن عبد القاهر عن يحيى بن مبارك عن الليث)) .قال الحافظ عقبه:((فلم ينفرد به عبد الله بن سليمان؛ لكن يحيى بن مبارك أيضا ضعفه الدارقطني)) .

(تنبيه) : قد أعل ابن الجوزي رواية الخطيب هذا بأن فيها عبد الله بن أحمد بن ماهبزد؛ فقال (1/ 331) : ((لايوثق به)) .

قلت: وهذا مردود بأمرين:

الأول: أنه لم يتفرد به، لأنه قد توبع، كما تقدمت الإشارة إلى ذلك.

والآخر: أن الخطيب لما ترجمه في ((تاريخه)) قال : (392 / 9)

((وكان ثقة، سألت البرقاني عنه؟ فقال: كان يسمع معنا الحديث ببغداد، وهو شيخ صدوق؛ غير أنه لم يكن يعرف الحديث)) .

ولذلك؛ لم يورده الذهبي في ((الميزان)) ، ولا استدركه عليه الحافظ في ((اللسان)) ، فالعلة ممن فوقه كما عرفت، وإن مما يؤكد ذلك أن له طريقا ثالثة عن ابن سليمان، فقال الطبراني في ((المعجم الكبير)) (785 / 285 / 17)و ((الأوسط)) : (3241 / 1 / 175 / 1)حدثنا بكر بن سهل: ثنا عبد الله بن سليمان بن يوسف العبدي به؛ دون قوله: ((المقتول عثمان ((. .، وقال:((لم يروه عن الليث إلا عبد الله)) .

كذا قال! ولعله يعني بغير الزيادة المذكورة، وإلا، فقد تابعه اثنان: عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقي ويحيى بن المبارك كما تقدم.

وتابعهم رابع، فقال الغسولي في ((جزئه)) : حدثنا أسامة: حدثنا عبد الله بن أحمد: حدثنا زهير بن عباد: حدثنا محمد بن تمام عن الليث به. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے، مگر اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذكره السيوطي وسكت عنه.

ومن طريق زهير بن عباد أخرجه أبو العرب التميمي الإفريقي في كتاب ((المحن)) (ص 44– 45) ، وقال: ((محمد بن تمام الدمشقي)) ؛ لكن وقع في سنده بعض الأخطاء المطبعية، والظاهر أنه الذي في ((ميزان الذهبي)) و ((ضعفائه)) :((محمد بن تمام البهرائي الحمصي .قال ابن منده: حدث عن محمد بن آدم المصيصي بمناكير)) .

وكذا في ((اللسان)) ؛ لكن وقع فيه ((النهروانى)) ! وأظنه خطأ مطبعيا.

وأما زهير بن عباد – وهو الرواسي –؛ فمختلف فيه؛ فقال الدارقطني:((مجهول)) .

وضعفه ابن عبد البر .وقال ابن حبان في ((الثقات)) :((يخطىء ويخالف)) .

وتابعهم خامس؛ وهو عبد العزيز بن محمد الدمشقي عن ليث به.

رواه ابن بطة؛ كما ذكر السيوطي، وسكت عنه.

قلت: وإسناده مظلم؛ فإن الدمشقي هذا لم أجد من ترجمة، وكذا بعض من دونه.

وبالجملة؛ فكل هذه المتابعات والطرق إلى الليث بن سعد ليس فيها ما يمكن الاعتماد عليه، لأن عامتها تدور على مجهولين، وغالبهم دمشقيون، فمن الممكن أن يكون بعضهم سرقه من الآخر .فلا غرابة في حكم ابن الجوزي ومن قبله ومن بعده على الحديث بالوضع أو النكارة كما رأيت، بل صرح ابن حبان وغيره ببطلانه وأنه لا أصل له .

فقد أورده ابن حبان في ترجمة العباس بن محمد العلوي من "الضعفاء "(191/ 2) بروايته عن عمار بن هارون المستملي عن حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس مرفوعا .وقال عقبه: "لا أصل له من كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث أنس، ولا ثابت، ولا حماد بن سلمة ."

وتبعه ابن الجوزي في "الموضوعات (331 / 1) "، ثم الذهبي والعسقلاني في كتابيهما.

ثم رواه ابن حبان (129 - 128 / 3)من طريق يحيى بن شبيب اليمامي عن سفيان الثوري عن حميد الطويل عن أنس به .وقال في اليمامي هذا: "يروي عن الثوري ما لم يحدث به قط، لا يجوز الاحتجاج به بحال ."

وقال الذهبي – وقد ساق له هذا الحديث –: "وهذا كذب ."وقال الحافظ عقبه: "وهذا ظاهر البطلان ."

قلت: فمحاولة السيوطي تقوية الحديث بمثل هذه الطرق الواهية محاولة فاشلة، وإن تبعه على ذلك ابن عراق في "تنزيه الشريعة !"

وإن مما يدل البصير على ما ذكرته: استشهاده بالحديث الآتي بعده.

لكن بقي حديث آخر؛ يرويه محمد بن سليمان بن همام: حدثنا وكيع عن ابن أبي ذئب عن نافع عن ابن عمر مرفوعا نحوه .

أخرجه الخطيب في "التاريخ (297 / 5) "، ومن طريقه ابن الجوزي في "الموضوعات "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

میں معراج کا ذکر نہیں۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(329 / 1) ، وقال الخطيب: "منكر بهذا الإسناد، وكل رجاله ثقات سوى ابن هشام، والحمل فيه عليه."

وأقره ابن الجوزى، وأقر هذا الذهبى فى "الميزان "فى ترجمة ابن هشام هذا؛ بل صرح بوضعه كما يأتى فى آخر الحديث . (5620)

وابن هشام هذا هو الوراق المعروف بابن بنت مطر، وقد اتهمه ابن عدى وابن حبان بسرقة الحديث، فالظاهر أنه مما سرقه من بعض المتهمين به وركب عليه هذا الإسناد .والله أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٥٦١٨)

لے قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:

حدثنا أبو وائل خالد بن محمد البصرى، ثنا موسى بن إبراهيم، ثنا الليث بن سعد عن يزيد بن أبى حبيب، عن أبى الخير، عن شداد بن أوس رضى الله عنه عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال" :بينما أنا جالس إذ أتانى جبريل عليه الصلاة والسلام فاحتملنى على جناحه الأيمن فأدخلنى جنة عدن، فبينا أنا فيها إذ (رقبت)بعينى تفاحة فانفلقت التفاحة نصفين فخرجت منها جارية، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-لم أر أحسن منها حسنا، ولا أكمل منها جمالا، تسبح الله تعالى بتسبيح لم يسمع الأولون والآخرون بمثله قلت :ما أنت؟ قالت :أنا الحوراء خلقنى ربى جل جلاله من نور عرشه .قلت: لمن أنت؟ قالت :أنا للأمين الأمعر الخليفة المظلوم، عثمان بن عفان رضى الله عنه"

درجته :أتوقف فى الحكم عليه بهذا الإسناد؛ لأن خالد بن محمد البصرى لم أجد من ذكره غير ابن حبان وموسى بن إبراهيم لم يتميز لى.

وقد سكت عنه البوصيرى (/50 /3ب).

تخريجه:

هذا الحديث مداره على الليث بن سعد، واختلف عليه فى إسناده على ثلاثة أوجه :

الوجه الأول :عنه عن يزيد، عن أبى الخير، عن شداد بن أوس رضى الله عنه كما هنا.

ورواه ابن عساكر فى تاريخ دمشق (201 /11)، من طريق أبى يعلى، عن أبى عبد الله الحسن بن عبد الملك، عن إبراهيم بن منصور، عن أبى بكر بن المقرء.

ورواه أيضا فى المكان نفسه عن أم المجتبى فاطمة بنت ناصر، عن إبراهيم بن منصور.

كلاهما عن أبى يعلى به، بنحوه.

الوجه الثانى :عنه عن يزيد بن أبى حبيب، عن مرثد بن عبد الله، عن أوس بن أوس الثقفى:

رواه الطبرانى فى الكبير (598 :219 /1)، عن الحسين بن إسحاق التسترى عن إسحاق بن وهب العلاف، عن الفضل بن سوار البصرى، عن ليث به، بنحوه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# علی رضی اللہ عنہ کی حور کو دیکھنے کی روایت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والفضل بن سوار هذا لم أجد له ترجمة.

ورواه من طريقه ابن عساكر فى التاريخ (201 /11)، عن أبى على الحداد، عن أبى بكر بن زائدة، عن سليمان بن أحمد الطبرانى به، بنحوه.

الوجه الثالث :عنه عن يزيد عن أبى الخير، عن عقبة بن عامر الجهنى :رواه العقيلى فى الضعفاء (320 /2)، عن محمد بن أحمد بن النضر الأزدى، عن عبد الرحمن بن عفان، عن عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقى، عن الليث به بلفظ:

"لما عرج بى إلى السماء دخلت جنة عدن فوقعت فى كفى تفاحة فانفلقت عن حوراء مرضية كأن أشفار عينيها مقاديم أجنحة النسور فقلت :لمن أنت؟ فقالت :أنا للخليفة من بعدك المقتول عثمان بن عفان؟.

قال العقيلى :عبد الرحمن بن إبراهيم دمشقى يحدث عن الليث بن سعد مجهول النقل وحديثه موضوع لا أصل له.

ورواه من طريقه ابن الجوزى فى الموضوعات (329 /1)، عن عبد الوهاب بن المبارك، عن محمد بن المظفر، عن العقيقى، عن يوسف بن أحمد، عن أبى جعفر العقيلى به بنحوه.وقال عن عبد الرحمن بن عفان :مجهول.

ورواه الطبرانى فى الكبير (785 :285 /17)، عن بكر بن سهل، عن عبد الله بن سليمان بن يوسف العبدى، عن الليث به بنحوه لكن قالت " :أنا للخليفة من بعدك" ولم تذكر عثمان رضى الله عنه.

قال الهيثمى فى المجمع (49 /9)، بكر بن سهل قال الذهبى :مقارب الحديث عن عبد الله بن سليمان العبدى وثقه ابن حبان وبقية رجاله رجال الصحيح.

قلت :أما بكر بن سهل فقد ضعفه النسائى وذكر الحافظ ابن حجر له خبرا موضوعا وذكر عن مسلمة بن قاسم أنه قال :تكلم الناس فيه ووضعوه من أجل الحديث الذى حدث به عن سعيد بن كثير، عن يحيى بن أيوب، عن مجمع بن كعب، عن مسلمة بن مخلد رفعه" :أعروا النساء يلزمن الحجال."

ينظر :الميزان (345 /1)، ولسان الميزان .(51 /2)

وأما عبد الله بن سليمان بن يوسف فقال عنه ابن عدى :ليس بذاك المعروف.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''معراج کے موقع پر جب میں جنت میں داخل ہوا، تو مجھے جبریلِ امین نے سیب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الخطيب البغدادى :الحديث منكر والآفة من عبد الله بن سليمان.
وكذا عده الذهبى من مناكيره.ينظر :الكامل لابن عدى (230 /4)، الميزان (3/ 146)، لسان الميزان (293 /3)، اللآلى المصنوعة .(313 /1)
وروى الحديث أيضا الخطيب فى تاريخ بغداد (464 /9)، عن على بن أبى على البصرى، عن عبد الله بن أحمد بن ماهيزد الأصبهانى، عن محمد بن سليمان الباغندى، عن عبد الله بن سليمان به بنحوه.
ورواه من طريقه ابن الجوزى فى الموضوعات (329 /1)، عن عبد الرحمن بن محمد القزاز، عن الخطيب به، بنحوه .وقال ابن الجوزى :الأصبهانى لا يوثق به.
ورواه الخطيب فى تاريخ بغداد -المكان نفسه -عن على بن أبى بكر الطرازى، عن أبى حامد أحمد بن على بن حسنويه المقرء، عن أحمد بن عيسى الخشاب، عن عبد الله بن سليمان به بنحوه.
ورواه خيثمة بن سليمان فى فضائل الصحابة كما فى اللآلى للسيوطى (313 /1)، عن الخليل بن عبد القاهر الصيداوى، عن يحيى بن المبارک، عن الليث به.
قال الذهبى فى تلخيص الموضوعات كما فى تنزيه الشريعة :(374 /1)ويحيى هذا من ضعفاء دمشق روى عنه جماعة، وما علمت فيه جرحا، والخليل الصيداوى روى عنه غير واحد منهم ابن قتيبة العسقلانى، وأثنى عليه، والحديث منكر كما ترى .اهـ.
وقد وصف الذهبى الرجل نفسه فى الميزان (78 /6)، فقال :تالف وذكر له حديثا فقال :موضوع انفرد به إسماعيل بن موسى العسقلانى عنه قال الخطيب :وهما مجهولان.وزاد الحافظ ابن حجر فى اللسان (274 /6)، أن الدارقطنى ضعفه.
ورواه الغسولى فى جزئه كما فى اللآلىء للسيوطى (313 /1)، عن أسامة، عن عبد الله بن أحمد، عن زهير بن عباد، عن محمد بن تمام عن الليث به بنحوه.
قلت :ومحمد بن تمام إن كان البهرانى الحمصى فقد قال ابن منده :حدث عن محمد بن آدم المصيصى بمناكير.
وإن كان غيره فلم أجد من ترجم له .ينظر :الميزان (414 /4)، المغنى فى الضعفاء (2/ 5340 :560)، لسان الميزان .(97 /5)
ورواه ابن بطة كما فى اللالىء أيضا (313 /1)، عن أبى القاسم عمر بن أحمد بن محمد العطار العسكرى، عن أبى أحمد محمد بن عبدوس، عن الحسن بن الحكم، عن حميد بن إسحاق الحذاء ، عن عبد العزيز بن محمد الدمشقى، عن ليث به، بنحوه.
قلت :عبد العزيز بن محمد الدمشقى لم أر من ذكره سوى ابن عساكر فى تاريخه (10/ 387)، وقال :حدث عن الليث بن سعد روى حديثه الحسين بن الحكم، عن أحمد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

عنایت کیا، جس کے دو ٹکڑے ہوئے، اور اس میں سے ایک حور برآمد ہوئی، میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إسحاق الخزاعی قاله أبو عبد الله بن منده فیما حکاه أبو الفضل المقدسی عنه.
فالحاصل أن الحدیث لا یرتقی بهذه المتابعات وهذه الوجوه الثلاثة لم یترجح عندی منها شیء.
وقد روی الحدیث عن ابن عمر رضی الله عنهما:
رواه الخطیب فی تاریخ بغداد (297 /5)، مختصرا بنحوه وقال بعده :هذا الحدیث منکر بهذا الإسناد وکل رجاله ثقات سوی محمد بن سلیمان بن هشام والحمل فیه علیه.
قلت :محمد بن سلیمان بن هشام هو الشطوی ابن بنت مطر قال عنه ابن عدی :وابن بنت مطر هذا أظهر أمرا فی الضعف وأحادیثه عامتها مسروقة سرقها من قوم ثقات ویوصل الأحادیث.
وقال الذهبی فی المیزان :اتهمه بالوضع الخطیب ثم ساق خبره هذا وقال فی آخره: قال ابن الجوزی :الحمل فیه علی هذا .ذکره ابن عقدة فقال :فی أمره نظر.
وقد قال عنه الحافظ فی التقریب :ضعیف.لکن الحدیث من مناکیره کما تقدم.
ینظر :الکامل لابن عدی (276 /6)، المیزان (17 /5)، التهذیب (201 /9)، التقریب (482: 5931).
ورواه من طریقه ابن الجوزی فی الموضوعات .(329 /1)
ورواه من طریقه أیضا ابن عساکر فی تاریخ دمشق .(203 /11)وأورده السیوطی فی اللآلیء المصنوعه (312 /1)، وابن عراق فی تنزیه الشریعة .(374 /1)
وکذا ذکره الشوکانی فی الفوائد المجموعة (364)، وقال :هو موضوع والمتهم به محمد بن سلیمان بن هشام الوراق.
وروی الحدیث کذلک عن أنس بن مالک رضی الله عنه:
رواه الخطیب فی تاریخ بغداد (409 /1)، من طریق یحیی بن شبیب السلمی، عن حمید الطویل، عن أنس رضی الله عنه بنحو لفظ حدیث عقبة بن عامر رضی الله عنه.
قلت :ویحیی بن شبیب هذا قال عنه ابن حبان :لا یحتج به بحال .یروی عن الثوری ما لم یحدث به قط.وقال الخطیب :روی أحادیث باطلة.
وقال الحاکم وأبو سعید النقاش وأبو نعیم :یروی عن الثوری وغیره أحادیث موضوعات وحدیث التفاحة رواه عنه أیضا إبراهیم بن عبد الله الفارسی، وسمعنا من حدیثه حدیثا عالیا جدا فی مجلس أبی موسی المدینی وهو ظاهر البطلان.
وقال الذهبی بعد ذکر حدیث التفاحة هذا :وهذا کذب.
ینظر :المیزان (59 /6)، لسان المیزان .(261 /6)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نے اس سے کہا کہ تو کس کے لیے ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ورواه ابن الجوزی فی الموضوعات (330 /1)، من طریق یحیی هذا، ومن طریق العباس بن محمد العلوی.

وکذا رواه عنه ابن حبان کما فی اللآلیء للسیوطی (314 /1) وقال ابن حبان فی المجروحین (191 /2)، وهذا شیء لا أصل له من کلام رسول الله -صلی الله علیه وسلم -ولا من حدیث أنس ولا ثابت ولا حماد بن سلمة.

وقال الإمام الذهبی فی المیزان (100 /3)، العباس بن محمد العلوی، عن عمار بن هارون المستملی، عن حماد بن زید بخبر موضوع :التفاحة التی انفلقت عن حوراء لعثمان .ورواه ابن عساکر فی التاریخ (202 /11)، من طریق الخطیب البغدادی ومن طریق یحیی بن شبیب.

ورواه الخطیب أیضا فی المتفق والمفترق کما فی اللآلیء (315 /1)، من طریق حمید بن هلال اللبان الواسطی ونقل السیوطی عن ابن لال أنه قال :سألنی عن هذا الحدیث أبو عبد الله البیع النیسابوری الحافظ فحدثته به ثم سألنی عن حمید بن هلال فقلت :لا أعلم إلا خیرا فجعل یتعجب ویستغرب هذا الحدیث.

ونقل عن الخطیب أنه قال :لعمری إن هذا الحدیث لحدیث یعجب منه لوروده بهذا الإسناد وحمید بن هلال هذا مجهول وله أحادیث لا بأس بها، وهذا الحدیث أنکر ما رأیت له.

قال الإمام ابن الجوزی فی الموضوعات :وقد قلب هذا الحدیث بعض الناس فجعله لعلی رضی الله عنه ثم ساق إسناده عن أبی سعید رضی الله عنه ثم قال :هذا حدیث لا یصح وأحسبه انقلب علی بعض الرواة أو أدخله بعضی المتعصبین علی سلیم وعطیة قد ضعفه شعبة وأحمد ویحیی.

وأورد السیوطی الحدیث فی اللآلیء (315 /1)، ونقل کلام ابن الجوزی فی قلب الحدیث وسکت عنه وکذا أورده ابن عراق فی تنزیه الشریعة .(374 /1)

وقال الشوکانی فی الفوائد المجموعة (365)، بعد ما ذکر حدیث ابن عمر رضی الله عنهما :روی من طریق أخری فیها من لا تقوم به الحجة وقد ذکر له فی اللآلیء طرقا کثیرة لا یصح منها شیء .

فالحاصل :أن حدیثی ابن عمر وأنس رضی الله عنهما حکم الأئمة رحمهم الله بوضعهما فلا یصلحان أن یکونا شاهدین.

وأما حدیث شداد بن أوس فأتوقف فی الحکم علیه لما سبق مع أنه اختلف فی إسناده علی اللیث رحمه الله ولم یترجح عندی شیء من أوجه الاختلاف فیه، والله أعلم(حاشیة المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة، ج۱۶ ص۵۵ الیٰ ۶۱، تحت رقم الحدیث ۳۹۱۷، کتاب المناقب،مناقب عثمان رضی الله عنه)

کے لیے ہوں''۔ [1]

مذکورہ روایت میں ایک راوی ''احمد بن عیسیٰ بن ماہان رازی'' پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں علامہ بغدادی نے فرمایا کہ:

''یہ بہت سی عجیب وغریب حدیثیں روایت کرتا ہے''۔ [2]

اور علامہ ابنِ جوزی نے مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''یہ حدیث صحیح نہیں ہے''۔ [3]

---

[1] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عيسى بن على بن ماهان الرازى: حدثنا أبو غسان محمد بن عمرو زنيج: حدثنا يحيى بن مغيرة: حدثنا جرير، عن الأعمش، عن عطية، عن أبى سعيد،أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما أسرى بى دخلت الجنة، فناولنى جبريل تفاحة، فانفلقت بنصفين فخرجت منها حوراء، فقلت لها: لمن أنت؟ فقالت: لعلى بن أبى طالب(مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية،ص۳۴۳،فوائد مكرم البزاز، رقم الحديث ۷۵۳ "۲۳۷")

[2] أحمد بن عيسى بن على بن ماهان، أبو جعفر الرازى :
قدم بغداد وحدث بها عن أبى غسان زنيج وغيره .روى عنه مكرم بن أحمد القاضى.
أخبرنا الحسن بن أبى بكر، أخبرنا أبو بكر مكرم بن أحمد بن محمد بن مكرم القاضى، حدثنا أبو جعفر أحمد بن عيسى بن على بن ماهان الرازى، حدثنا أبو غسان محمد بن عمرو زنيج، حدثنا يحيى بن مغيرة، حدثنا جرير، عن الأعمش، عن عطية، عن أبى سعيد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما أسرى بى دخلت الجنة فناولنى جبريل تفاحة، فانفلقت بنصفين، فخرجت منها حوراء، فقلت لها: لمن أنت؟ فقالت لعلى بن أبى طالب، سمعت أبا نعيم الحافظ يقول: أحمد بن عيسى بن ماهان الرازى أبو جعفر الجوال صاحب غرائب وحديث كثير، حدث بأصبهان عن عبد العزيز بن يحيى المدنى، وهشام بن عمار، ودحيم، وانتخب عليه ببغداد أبو الآذان (تاريخ بغداد، ج۵، ص ۳۳، ۳۴، تحت رقم الترجمة: ۲۳۴۲)

[3] قال المصنف :قلت وقد قلب هذا الحديث بعض الناس فجعله لعلى عليه السلام :أنبأنا أبو منصور القزاز قال أنبأنا أبو بكر بن ثابت قال أنبأنا الحسن ابن أبى بكر قال أنبأنا مكرم بن أحمد بن محمد القاضى قال حدثنا أبو جعفر أحمد بن عيسى بن على بن ماهان الرازى قال حدثنا أبو غسان محمد بن عمرو زنيج قال حدثنا يحيى بن معين قال حدثنا جرير عن الاعمش عن عطية عن أبى سعيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :لما أسرى بى دخلت الجنة فناولنى جبريل عليه السلام تفاحه فانفلقت نصفين فخرج منها حوراء فقلت لها :لمن أنت ؟ قالت لعلى بن أبى طالب عليه السلام . "هذا حديث لا يصح وأحسبه انقلب على بعض الرواة أو أدخله بعض المتعصبين على سليم .وعطيه قد ضعفه شعبة وأحمد ويحيى(الموضوعات لابن الجوزى، ج ا ص ۳۳۱، ۳۳۲، كتاب الفضائل والمثالب،باب فى فضائل عثمان بن عفان رضى الله عنه)

www.idaraghufran.org

اور شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔
اور یہ بھی فرمایا کہ اس میں ''عطیہ'' راوی پایا جاتا ہے، یہ ضعیف بھی ہے، شیعہ بھی ہے، اور مدلس بھی ہے۔ [1]

## علی رضی اللہ عنہ کو تین صفات عطاء کی جانے کی روایت

امام طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' میں عبداللہ بن عکیم جہنی کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے معراج کی رات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین چیزوں کی وحی کی گئی، ایک یہ کہ وہ سید المومنین ہیں،

---

[1] (لما أسری بی دخلت الجنة، فناولنی جبریل تفاحة،فانفلقت بنصفین، فخرجت منها حوراء، فقلت لها: لمن أنت؟ فقالت:لعلی بن أبی طالب) .
موضوع .أخرجه الخطیب فی "التاریخ (279 - 278 / 4) "، ومن طریقه ابن الجوزی فی "الموضوعات (332 - 331 / 1) "بإسناده عن أبی جعفر أحمد ابن عیسی بن علی بن ماهان الرازی: حدثنا أبو غسان محمد بن عمرو (زنیج) : حدثنا یحیی بن مغیرة: حدثنا جریر عن الأعمش عن عطیة عن أبی سعید مرفوعا.
وقال ابن اللوزی: "لا یصح، وأحسبه انقلب علی بعضه الرواة، أو أدخله بعض المتعصبین علی سلیمان (وهو الأعمش، وفی الأصل: سلیم!) ، وعطیة قد ضعفه شعبة وأحمد ویحیی ."
وأقره السیوطی فی "اللآلی (315 / 1) "، وابن عراق فیه تنزیه الشریعة "
(374 / 1)وزاد علیه فقال: "وجاء هذا من حدیث علی أیضاً، وهو فی تلک النسخة الموضوعة علی بن موسی الرضی .والله أعلم ."
قلت: وافة الإسناد الأول إما عطیة؛ فإنه مع ضعفه کان شیعیاً مدلسا؛ کما فی "التقریب.
وإما ابن ماهان الرازی؛ ففی ترجمته ساق الحدیث، وقال: "سمعت أبا نعیم الحافظ یقول:ابن ماهان صاحب غرائب وحدیث کثیر ."
قلت: وهذا ذکره أبو نعیم فی "أخبار أصبهان (112 - 111 / 1) "، وساق له حدیثین آخرین.
وأما الذهبی؛ فساق له هذا الحدیث، وقال عقبه: "هذا کذب، وقد روی مثله لعثمان بدل علی، بإسناد واه یأتی فی ترجمة عبد الله بن سلیمان ویعنی: الحدیث المتمدم 5618) ، ویروی بإسنادین ساقطین عن أنس، ووضع من طریق نافع عن ابن عمر ."وأقره الحافظ فی "اللسان ."
والإسنادان المشار إلیهما عن أنس تقدم تخریجهما فی آخر الکلام علی الحدیث المشار إلیه آنفا، وکذلک حدیث ابن عمر (سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ٥٦٢٠)

www.idaraghufran.org

دوسرے یہ کہ وہ امامُ المتقین ہیں، اور تیسرے یہ کہ وہ اعضائے وضو چمکنے والوں کے قائد ہیں''۔ [1]

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت کی سند میں عیسیٰ بن سوادہ نخعی راوی پایا جاتا ہے، جو کہ کذاب ہے''۔ [2]

مذکورہ حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے، اور اس کو سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے، لیکن علامہ ذہبی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے اس کے موضوع و منگھڑت ہونے کا گمان ظاہر کیا ہے۔ [3]

اور مذکورہ حدیث کو ابونعیم اصبہانی نے ''اخبارِ اصبهان'' میں روایت کیا ہے، مگر اس میں بھی ''عیسیٰ بن سوادة'' راوی موجود ہے۔ [4]

---

[1] حدثنا محمد بن مسلم بن عبد العزيز الأشعرى الأصبهانى، حدثنا مجاشع بن عمرو، بهمدان سنة خمس وثلاثين ومائتين , حدثنا عيسى بن سوادة الرازى، حدثنا هلال بن أبى حميد الوزان، عن عبد الله بن عكيم الجهنى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: " إن الله عز وجل أوحى إلى فى على ثلاثة أشياء ليلة أسرى بى: أنه سيد المؤمنين , وإمام المتقين , وقائد الغر المحجلين "لم يروه عن هلال إلا عيسى، تفرد به مجاشع (المعجم الصغير للطبرانى، رقم الحديث ١٠١٢، باب الميم)

[2] رواه الطبرانى فى الصغير، وفيه عيسى بن سوادة النخعى، وهو كذاب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٧٠٠)

[3] حدثنا أبو بكر بن إسحاق، أنبأ محمد بن أيوب، أنا عمرو بن الحصين العقيلى، أنبأ يحيى بن العلاء الرازى، ثنا هلال بن أبى حميد، عن عبد الله بن أسعد بن زرارة، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أوحى إلى فى على ثلاث: أنه سيد المسلمين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين (مستدرک حاكم، رقم الحديث ٤٦٦٨، كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

و قال الذهبى فى التلخيص: أحسبه موضوعا.

[4] حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا محمد بن مسلم بن عبد العزيز الأشعرى الأصبهانى، ثنا مجاشع بن عمر بهمذان سنة ثلاثين ومائتين، ثنا عيسى بن سوادة الرازى، ثنا هلال بن أبى حميد الوزان، عن عبد الله بن عكيم الجهنى، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الله أوحى إلى فى على ثلاثة أشياء ليلة أسرى بى: أنه سيد المؤمنين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين "(أخبار أصبهان،لابى نعيم الأصبهانى، ج٢ص٢٠٠، باب الميم)

www.idaraghufran.org

شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

[1] إن الله تعالى أوحى إلى فى على ثلاثة أشياء ليلة أسرى بى: أنه سيد المؤمنين وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين ."
موضوع .أخرجه الطبرانى فى "المعجم الصغير "(ص 210) عن مجاشع بن عمرو حدثنا عيسى بن سوادة النخعى حدثنا هلال بن أبى حميد الوزان عن عبد الله بن عكيم الجهنى مرفوعا، وقال: تفرد به مجاشع.
قلت: وهو كذاب، وكذا شيخه عيسى بن سوادة، وبه وحده أعله الهيثمى فى " المجمع (121 / 9) "فقصر، وقال شيخ الإسلام ابن تيمية: هذا حديث موضوع عند من له أدنى معرفة بالحديث، ولا تحل نسبته إلى الرسول المعصوم، ولا نعلم أحدا هو سيد المسلمين وإمام المتقين وقائد الغر المحجلين غير نبينا صلى الله عليه وسلم، واللفظ مطلق، ما قال فيه من بعدى، وأقره الذهبى فى "مختصر المنهاج "(ص 473) (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣٥٣)
وقال ايضاً:
(ليلة أسرى بى؛ انتهيت إلى ربى عز وجل؛ فأوحى إلى فى على بثلاث :أنه سيد المسلمين، وولى المتقين، وقائد الغر المحجلين).
موضوع.أخرجه السلفى فى "الطيوريات "(1 /189) ، وابن عساكر (2 /137 /12) عن جعفر بن زياد :أخبرنا هلال الصيرفى :أخبرنا أبو كثير الأنصارى :حدثنى عبد الله بن أسعد بن زرارة مرفوعا.
قلت :وهذا إسناد مظلم؛ جعفر بن زياد شيعى، ولكنهم وثقوه.
لكن قال ابن حبان فى "الضعفاء ":"كثير الرواية عن الضعفاء ، وإذا روى عن الثقات؛ تفرد عنهم بأشياء ، فى القلب منها شىء ."وقال الدارقطنى: "يعتبر به."
وهلال :هو ابن أيوب الصيرفى، ترجمه ابن أبى حاتم (75 /2 /4) برواية جعفر هذا فقط، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا.
وكذلك ترجم لأبى كثير الأنصارى، من رواية إسماعيل بن مسلم العبد ى عنه ( 4/2/ 429) ، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا.
ثم رواه ابن عساكر من طريق أبى يعلى :أخبرنا زكريا بن يحيى الكسائى :أخبرنا نصر بن مزاحم عن جعفر بن زياد عن هلال بن مقلاص عن عبد الله بن أسعد بن زرارة الأنصارى عن أبيه مرفوعا، فزاد فى الإسناد " :عن أبيه "، ولفظه: "لما عرج بى إلى السماء ؛ انتهى بى إلى قصر من لؤلؤ؛ فيه فراش من ذهب يتلألأ، فأوحى إلى " ... الحديث.
وهذا إسناد واه بمرة؛ نصر بن مزاحم؛ قال الذهبى : "رافضى جلد، تركوه .قال العقيلى :شيعى؛ فى حديثه اضطراب وخطأ كثير .وقال أبو خيثمة :كان كذابا ." ...

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# نبی علیہ السلام کی علی رضی اللہ عنہ سے تائید کرنے کی روایت

امام طبرانی نے ابو الحمراء کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وزكريا بن يحيى الكسائى شيعى أيضا؛ قال ابن معين : "رجل سوء ، يحدث بأحاديث سوء ، يستأهل أن يحفر له بئر فيلقى فيها!"وقال النسائى والدارقطنى: "متروك."

وتابعهما عمرو بن الحصين العقيلى :أنبأ يحيى بن العلاء الرازى :حدثنا هلال ابن أبى حميد به، وقال :عن أبيه؛ دون الشطر الأول من الحديث.

أخرجه ابن عساكر (1 /138 /12) ، وكذا الحاكم (138-137 /3) . وقال: "صحيح الإسناد!"

ورده الذهبى بقوله: "قلت :أحسبه موضوعا، وعمرو وشيخه متروكان."

قلت :وقد مضى لهما عدة أحاديث، فانظر الأرقام ( 39و 40و 49و 321و 382و 425).

وقد روى الحديث من طريق أخرى عن هلال بن أبى حميد عن عبد الله بن عكيم الجهنى مرفوعا به .وهو موضوع أيضا؛ كما سبق بيانه برقم (353).

وبالجملة؛ فقد اضطرب الرواة فى إسناد هذا الحديث كما رأيت، وليس فيها ما تقوم به الحجة، وقد بينه الحافظ فى "الإصابة ."وقال فى خاتمة بيانه : "ومعظم الرواة فى هذه الأسانيد ضعفاء ، والمتن منكر جدا."

ونقل السيوطى فى "الجامع الكبير "(2 /133 /2) عن الحافظ أنه قال : "ضعيف جدا ومنقطع ."وقال: "وقال العماد بن كثير :هذا حديث منكر جدا، ويشبه أن يكون موضوعا من بعض الشيعة الغلاة، وإنما هذه صفات رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، لا صفات على."

قلت :وقد ذكرت نحوه عن ابن تيمية؛ عند الرقم المشار إليه آنفا.

(تنبيه) : عزا السيوطى حديث الترجمة فى "الجامع الكبير "(1 /158 /2) لابن النجار وحده !فيستدرك عليه أنه رواه ابن عساكر أيضا.

وأما قول عبد الحسين الشيعى فى كتابه "المراجعات "(ص 169) - بعد أن عزاه لابن النجار؛ نقلا عن "الكنز":- "وغيره من أصحاب السنن!!"

فهذا كذب وزور؛ فإنه لم يروه أحد من أصحاب "السنن"، والمراد بهم أصحاب "السنن الأربعة :"أبو داود، النسائى، الترمذى، ابن ماجه !وإنما يفعل ذلك تضليلا للقراء ، وتقوية للحديث!

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''جب مجھے معراج میں آسمان کی سیر کرائی گئی، تو میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے عرش کے پائے میں یہ لکھا ہوا کہ دیکھا کہ ''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد، اللہ کے رسول ہیں، جن کی میں نے علی رضی اللہ عنہ سے تائید کی، اور ان کی مدد کی''۔ [1]

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت میں عمرو بن ثابت راوی ہے، جو متروک ہے''۔ [2]

اور مذکورہ حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے موضوع قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ:

''اس روایت میں کئی راوی مسلسل رافضی ہیں''۔ [3]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن ذلک أنه فرق بين هذا الحديث وحديث الحاكم المذكور آنفا؛ ليوهم أنهما حديثان !والحقيقة أنهما حديث واحد؛ لأن مداره على عبد الله بن أسعد .غاية ما في الأمر أن الرواة اختلفوا فيه، فبعضهم جعله من مسنده، وبعضهم من مسند أبيه !مع أن الطرق كلها إليه غير صحيحة كما رأيت .والله المستعان(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۴۸۸۹)

[1] حدثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا عبادة بن زياد الأسدي، ثنا عمرو بن ثابت، عن أبي حمزة الثمالي، عن سعيد بن جبير، عن أبي الحمراء خادم النبي صلى الله عليه وسلم، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :لما أسري بي إلى السماء دخلت الجنة فرأيت في ساق العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله أيدته بعلي ونصرته(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۵۲۶، ج۲۲ص۲۰۰)

[2] رواه الطبراني، وفيه عمرو بن ثابت، وهو متروک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۷۰۲، باب جامع في مناقبه رضي الله عنه)

[3] (لما أسري بي؛ رأيت في ساق العرش مكتوباً :لا إله إلا الله، محمد رسول الله صفوتي من خلقي، أيدته بعلي ونصرته).

موضوع.أخرجه ابن عساكر (2 /147 /12) عن عبادة بن زياد الأسدي :أخبرنا عمرو بن ثابت بن أبي المقدام عن أبي حمزة الثمالي عن سعيد بن جبير عن أبي الحمراء خادم رسول الله -صلى الله عليه وسلم -مرفوعاً.

قلت :وهذا موضوع مسلسل بالرافضة : الأول :أبو حمزة الثمالي -واسمه ثابت بن أبي صفية الكوفي -متفق على تضعيفه .بل قال الدارقطني: "متروک ."وقال ابن حبان : "كان كثير الوهم في الأخبار؛ حتى خرج عن حد الاحتجاج به إذا انفرد؛ مع غلوه في تشيعه."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# بابِ جنت پر ''علی أخو رسول اللّٰہ'' دیکھنے کی روایت

ابنِ عدی نے ''الکامل فی ضعفاء الرجال ''میں کادح بن رحمت کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ،علیٌّ أخو رسول اللّٰہ''۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ابنِ عدی نے فرمایا کہ:

''کادح بن رحمت، کی اکثر احادیث محفوظ نہیں ہیں، اور اس شخص کی نہ تو اسناد پر کسی کی طرف سے متابعت ہوتی، اور نہ اس کی احادیث کے متن پر متابعت ہوتی''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعده السليمانى فى قوم من الرافضة.

الثانى :عمرو بن ثابت الكوفى؛ قال ابن معين : "ليس بشىء ."وقال مرة : "ليس بثقة ولا مأمون ."وقال النسائى: "متروك الحديث ."وقال ابن حبان : "يروى الموضوعات ."وقال أبو داود: "رافضى خبيث."

الثالث :عبادة بن زياد الأسدى شيعى أيضاً، لكنه مختلف فيه؛ كما تقدم بيانه تحت الحديث (4892) . فالآفة ممن فوقه، وشيخه هو الأحق بها.

وبه أعله الهيثمى؛ فقال فى "المجمع "(121 /9)": رواه الطبرانى، وفيه عمرو بن ثابت؛ وهو متروك"(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۴۹۰۲)

[1] حدثنا حمزة بن داود الثقفى، حدثنا سليمان بن الربيع، حدثنا كادح بن رحمة، حدثنا مسعر بن كدام عن عطية عن جابر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت على باب الجنة مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم على أخو رسول الله صلى الله عليه وسلم.....ولكادح غير ما أمليت أحاديث وأحاديثه عامة ما يرويه غير محفوظة، ولا يتابع عليه فى أسانيده، ولا فى متونه ويشبه حديثه حديث الصالحين فإن أحاديثهم يقع فيها ما لا يتابعهم عليه أحد(الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۷، ص۲۲۸، الیٰ ۲۳۰ ملخصاً ،تحت ترجمة: كادح بن رحمة العرنى الكوفى)

www.idaraghufran.org

ابنِ طاہر مقدسی نے نے فرمایا کہ اس حدیث میں ''کادح بن رحمت'' راوی کو ابنِ حبان نے ترک کر دیا ہے۔ ۱

اور ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ ۲

---

۱ رأيت على باب الجنة مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله على أخو رسول الله.فيه كادح بن رحمة ترك حديثه ابن حبان(كتاب معرفة التذكرة،لابن طاهر المقدسى،ص ۱۵۴، تحت رقم الترجمة: ۴۵۵، حرف الراء)

۲ (رأيت على باب الجنة مكتوبا: " لا إلا الله محمد رسول الله، على أخو رسول الله) .
موضوع.أخرجه ابن عدى فى "الكامل (2103 / 6) "، وابن حبان فى "الضعفاء والمجروحين "(230 - 229 / 2) ، والقطيعى فى "زوائده على فضائل الصحابة لأحمد (665 / 2) "، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق (2/ 18 / 416) "عن أبى يعلى حمزة بن داود الأبلى قال: ثنا سليمان بن الربيع النهدى الكوفى قال؛ ثنا كادح بن رحمة قال: حدثنا مسعر عن عطية عن جابر مرفوعا به .
وقال ابن عدى: "كادح؛ عامة ما يرويه غير محفوظ، ولا يتابع عليه فى أسانيده ولا فى متونه ."
وقال الحاكم وأبو نعيم: "روى عن مسعر والثورى أحاديث موضوعة ."
قلت: وهذا منها؛ كما جزم الذهبى وتبعه العسقلانى.وسليمان بن الربيع النادى؛ تركه الدارقطنى.
وحمزة بن داود؛ قال الدارقطنى: "ليس بشىء ."
لكنه لم يتفرد به؛ فقد قال ابن جميع فى "معجم الشيوخ "(ص 143) :حدثنا محمد بن موسى أبو بكر – أمير ساحل الشام وصيدا –: حدثنا أبو نصر فتح بن أبلج: حدثنا داود بن سليمان: حدثنى سليمان بن الربيع به.
لكن من دون ابن الربيع لم أعرفهم؛ غير أبى بكر الأمير؛ فله ترجمة مختصرة جدا فى "الأنساب " (1 / 519)، وفى "تاريخ دمشق "أوسع منه، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا.
ثم إن الحديث؛ رواه القطيعى (1135)بإسناده السابق الواهى عن كادح قال: " الحسن بن أبى جعفر عن أبى الزبير عن جابر مرفوعا به .وقال فى آخره: "على أخى، وصاحب لوائى ."
فذكر الحسن بن أبى جعفر – وهو ضعيف – مكان مسعر .وأبا الزبير – وهو مجلس – مكان عطية – وهو ضعيف –.وبالجملة؛ فآفة هذا الحديث كادح هذا، وقد عرفت أنه يروى الأحاديث الموضوعة عن الثقات، وقد قال ابن حبان فى كتابه "المجروحين : (229 / 2) "
"كان ممن يروى عن الثقات الأشياء المقلوبات، حتى يسبق إلى القلب أنه كان المتعمد لها، أو غفل عن الإتقان حتى غلب عليه الأوهام الكثيرة، فكثر المناكير فى روايته، فاستحق بها الترك ."
ثم ساق له أحاديث – هذا منها – من الطريق الأولى، وقال: "له نسخة كتبناها عنه، أكثرها موضوعة ومقلوبة ."
(تنبيه) : نقل الدكتور تدمرى فى تعليقه على "معجم الشيوخ "عن الشيخ محمد الباقر المحمودى – والظاهر أنه شيبعى – أنه خرج الحديث بروايتين ساقهما،ولفظهما واحدا عزا الأولى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# علی، حسن، حسین اور فاطمہ کی مخصوص صفات کی روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''معراج کی رات میں، میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد، اللہ کے رسول ہیں، علی، اللہ کے حبیب ہیں، حسن اور حسین، اللہ کے صفی ہیں، فاطمہ، اللہ کی بندی ہیں، جو ان سے بغض رکھے، اس پر اللہ کی لعنت ہو''۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لابن عدی فی "الکامل "، والأخری للإمام أحمد فی (باب فضائل علی رضی الله عنه) ! فأقول – والله المستعان –:فی هذا التخریج ثلاثة أوهام فاحشة:

الأولی: سکوتهما عن الحدیث! وهو موضوع بشهادة الحفاظ المتقدمین: ابن حبان، وألذ هبی، والعسقلانی.

الثانیة: إیهامهما القراء أن للحدیث روایتین! والحقیقة أنها روایة واحدة مدارها علی کادح؛ کما سبق.

الثالثة: عزوهما الحدیث للإمام أحمد فی الباب المذکور! وهذا خطأ؛ لأن أحمد لا دخل له فی الحدیث، ولا رواه، وإنما هو من زوائد القطیعی علیه؛ کما سبق ذکره فی تخریجی إیاه.

ومثل هذا الوهم یقع فیه کثیر من المتعلقین بهذا العلم، وبخاصة الشیعة منهم، وبعضهم قد یفعلون ذلک عمدا تدلسیا وتضلیلا!

وبهذه المناسبة أقول: إن الأحادیث المرویة فی کتاب "فضائل الصحابة "للإمام أحمد ثلاثة أنواع:

الأول: من روایة أبی بکر القطیعی عن عبد الله بن الإمام أحمد عن أبیه.

الثانی: من روایة القطیعی عن عبد الله بن أحمد عن شیوخه غیر أبیه.

الثالث: من روایة القطیعی عن شیوخه غیر عبد الله بن أحمد.

ومن لا علم عنده بالأسانید وطبقات الرواة یتوهم من مجرد رؤیته الحدیث فی کتاب "الفضائل " أنه من روایة أحمد! ولیس کذلک .فینبغی التنبه لهذا حتی لا ینسب للإمام أحمد من الحدیث ما لم یروه فیساء إلیه، کما هو الشأن فی هذا الحدیث الموضوع .والله ولی التوفیق(سلسلة الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ٥٦٨٤)

www.idaraghufran.org

خطیب بغدادی نے فرمایا کہ:

''یہ حدیث مذکوہ سند کے ساتھ ''منکر'' ہے، اور ''محمد بن اسحاق مقری'' کثرت سے منکر روایات کو بیان کرتا ہے''۔ [1]

اور علامہ ابنِ عراق کنانی نے فرمایا کہ:

''علامہ ذہبی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ اس حدیث کو گھڑنے والے پر ہی لعنت فرمائے''۔ [2]

اور شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] أنا أبو منصور القزاز قال أنا أبو بكر بن ثابت الخطيب قال أخبرنا هلال بن محمد الحفار قال حدثني أبو الحسن علي بن أحمد بن حمويه قال حدثني محمد بن إسحاق المقرىء قال نا علي بن حماد الخشاب قال نا علي بن المديني قال نا وكيع بن الجراح قال نا سليمان بن مهران قال نا جابر عن مجاهد عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليلة عرج بي إلى السماء رأيت على باب الجنة مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله على حبيب الله الحسن والحسين صفوة الله فاطمة أمة الله على من باغضهم لعنة الله."

قال الخطيب: هذا حديث منكر بهذا الإسناد وعلي بن حماد مستقيم الروايات لا يحتمل مثل هذا وحديث محمد بن إسحاق المقرىء كثير المناكير (العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، لابن جوزي، ج ١، ص ٢٥٧، رقم الحديث ٤١٦، كتاب الفضائل والمثالب، حديث في فضل الحسن والحسين وأبيهما وأمهما)

[2] ليلة عرج بي إلى السماء رأيت على باب الجنة مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله على حب الله، الحسن والحسين صفوة الله فاطمة أمة الله على باغضهم لعنة الله "

(خط) من حديث ابن عباس من طريق محمد بن اسحق المقرى المعروف بشاموخ وقال: حديث منكر وشاموخ كثير المناكير، وقال الذهبي في الميزان موضوع (قلت) قال الذهبي عقب قول الحديث على باغضهم لعنة الله، قلت: أي والله وعلى واضعه، ونقل عن الخطيب أنه قال: غالب ظني أن هذا الحديث من عمل علي بن أحمد الحلواني يعني راويه عن شاموخ (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكناني، ج ١، ص ٤٠٥، تحت رقم الترجمة: ١٧٣، كتاب المناقب والمثالب، باب مناقب الخلفاء الأربعة، الفصل الثالث)

[3] (ليلة عرج بي إلى السماء ؛ رأيت على باب الجنة مكتوبا :لا إله إلا الله محمد رسول الله، على حب الله، والحسن والحسين صفوة الله، فاطمة خيرة الله، على باغضهم لعنة الله).

موضوع.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# جنت کے پھل سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت کی روایت

طبرانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''جب مجھے معراج میں آسمانوں کی سیر کرائی گئی، تو میں جنت میں داخل ہوا، اور میں جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے پاس ٹھہرا، اس سے حسین وجمیل اور سفید چمکدار پتے والا اور اس سے زیادہ خوشبودار پھل والا کوئی درخت میں نے جنت میں نہیں دیکھا، میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل کو تناول کیا، جس سے میری پشت میں نطفہ پیدا ہوا، پس جب میں زمین پر آیا، تو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حقِ زوجیت کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں حمل ٹھہرا، پھر میں نے جنت کی اسی خوشبو کو فاطمہ کی خوشبو کی شکل میں محسوس کیا، اور بے شک فاطمہ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه الخطيب في "التاريخ "(1/259) ، ومن طريقه ابن عساكر ( 5/44) ، و"كذا ابن الجوزي في "العلل "(1/257/416) من طريق محمد بن إسحاق المقرء قال :نا علي بن حماد الخشاب قال :نا علي بن المديني قال :نا وكيع بن الجراح قال :نا سليمان بن مهران قال :نا جابر عن مجاهد عن ابن عباس ...مرفوعا.

أورده الخطيب في ترجمة محمد بن إسحاق المقرء هذا، ويعرف بـ :(شاموخ) ،وقال: "وحديثه كثير المناكير ."ولهذا قال عقب الحديث : "هذا حديث منكر بهذا الإسناد، وعلي بن حماد مستقيم الروايات، لا يحتمل مثل هذا."

وكذا قال ابن عساكر وابن الجوزي، والعجب من هذا كيف لم يورده في "موضوعاته "، مع أن لوائح الوضع عليه ظاهرة؟ !ولذلك جزم الذهبي في "الميزان " بأنه موضوع .وأقره الحافظ في "اللسان.

ومن فوق (شاموخ) رجال الشيخين؛ غير جابر -وهو :ابن يزيد -الجعفي، أو -ابن يزيد -العجلي، وكلاهما روى عن مجاهد، ولم يذكروا في ترجمة أحدهما أنه روى عنه سليمان بن مهران -وهو: الأعمش -؛ فلم يتعين أيهما المراد هنا .وإن كانت النفس تميل إلى أنه الأول؛ لأنه شيعي جلد يؤمن برجعة علي، فالحديث به ألصق .ولعله هو الواضع له؛ لأنه كان كذابا -كما قال أحمد وغيره(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٦٢٩٨)

www.idaraghufran.org

انسانوں کی عورتوں کی طرح کی عورت نہیں ہیں''۔ [1]

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں، مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اس روایت میں ''ابوقتادہ حرانی'' راوی پایا جاتا ہے، جس کی امام احمد وغیرہ نے توثیق کی ہے، اور امام بخاری نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے اس کو متروک قرار دیا ہے، نیز اس حدیث میں بعض غیر معروف راوی بھی ہیں''۔ [2]

''ابوقتادہ حرانی'' پر متعدد محدثین نے سخت جرح کی ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا عبد الله بن سعيد بن يحيى الرقى، ثنا أحمد بن أبى شيبة الرهاوى، ثنا أبو قتادة الحرانى، ثنا سفيان الثورى، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: كنت أرى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل فاطمة، فقلت: يا رسول الله إنى أراك تفعل شيئا ما كنت أراك تفعله من قبل فقال لى: يا حميراء، إنه لما كان ليلة أسرى بى إلى السماء أدخلت الجنة، فوقفت على شجرة من شجر الجنة لم أرى فى الجنة شجرة هى أحسن منها حسنا، ولا أبيض منها ورقة، ولا أطيب منها ثمرة فتناولت ثمرة من ثمرتها فأكلتها فصارت نطفة فى صلبى، فلما هبطت الأرض واقعت خديجة فحملت بفاطمة، فإذا أنا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت ريح فاطمة، يا حميراء، إن فاطمة ليست كنساء الآدميين ولا تعتل كما يعتلون (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٠٠٠، ج٢٢ ص٤٠٠)

[2] رواه الطبرانى، وفيه أبو قتادة الحرانى، وثقه أحمد وقال: كان يتحرى الصدق، وأنكر على من نسبه إلى الكذب، وضعفه البخارى وغيره، وقال بعضهم: متروك، وفيه من لم أعرفه أيضا، وقد ذكر هذا الحديث فى ترجمته فى الميزان (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١٩٧)

[3] "تمييز عبد الله "بن واقد أبو قتادة الحرانى مولى بنى حمان ويقال مولى بنى تميم خراسانى الأصل روى عن عكرمة بن عمار وفائد أبى الورقاء وشعبة والثورى وشريك وسعيد بن أبى عروبة ومسعر وأبى بكر بن أبى مريم وأبى بكر بن أبى سبرة وحرملة بن عمران التجيبى وابن جريج وغيرهم وعنه إسحاق بن راهويه وإبراهيم بن موسى الرازى وأحمد بن سليمان الرهاوى وأحمد بن إبراهيم الدورقى وحاجب بن سليمان المنبجى وأبو داود سليمان بن سيف الحرانى وعلى بن معبد بن شداد وأبو فروة يزيد بن محمد بن سنان الرهاوى وسعدان بن نصر وغيرهم قال الميمونى عن أحمد ثقة إلا أنه كان ربما أخطأ وكان من أهل الخير يشبه النساك وكان له ذكاء وقال عبد الله عن أبيه نحو ذلك وزاد فقيد له أن قوما يتكلمون فيه قال لم يكن به بأس فقلت إنهم يقولون لم يكن يفصل بين سفيان ويحيى بن أبى أنيسة فقال لعله اختلط أما هو فكان ذكيا فقلت أن يعقوب بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

شیخ ناصر البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ اس حدیث کا خود ساختہ ہونا ظاہر ہے، جس کی آفت ابوقتادہ اور اس سے نیچے کے راوی ہیں۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إسماعيل بن صبيح ذكر أنه كان يكذب فعظم ذلك عنده جدا وقال كان أبو قتادة يتحرى الصدق وأثنى عليه وقال قد رأيته يشبه أصحاب الحديث وأظنه كان يدلس ولعله كبر فاختلط قال عبد الله بن أحمد وقال يحيى بن معين ليس بشيء وقال الدورى عن يحيى ثقة وقال ابن أبى حاتم سألت أبا زرعة عنه فقلت ضعيف الحديث قال نعم لا يحدث عنه قال وسألت أبى عنه فقال تكلموا فيه منكر الحديث وذهب حديثه وقال البخارى تركوه منكر الحديث وقال فى موضع آخر سكتوا عنه وقال النسائى ليس بثقة وقال الجوزجانى متروك الحديث قال البخارى مات سنة "207"وقال أبو عروبة الحرانى ذكر أصحابنا أنه مات سنة عشر ومائتين قلت وقال ابن سعد كان لأبى قتادة فضل وعبادة ولم يكن فى الحديث بذاك وقال البزار لم يكن بالحافظ وكان عفيفا متفقها يقول أبى حنيفة وكان يغلط ولا يرجع إلى الصواب وقال ابن حبان كان من عباد الجزيرة ففغل عن الإتقان وحدث على التوهم فوقع المناكير فى حديثه فلا يجوز الاحتجاج بخبره وقال صالح جزرة ضعيف مهين وقال الجريرى غيره أوثق منه وهذه العبارة يقولها الجريرى فى الذى يكون شديد الضعف وقال أبو عروبة كان يتكل على حفظه فيغلط وقال ابن عدى ليس هو عندى ممن يتعمد الكذب إنما يخطء وقال أبو داود أهل حران يضعفونه وأحمد ثنا عنه وقال إنما كان يؤتى من لسانه وقال الحاكم أبو أحمد حديثه ليس بالقائم وقال أبو نعيم الأصبهانى روى عن هشام وابن جريج منكرات(تهذيب التهذيب، ج٦ ص٦٦ الى ٦٨، تحت رقم الترجمة ١٣٢، حرف العين المهملة)

لے (يا حميراء! إنه لما كان ليلة أسرى بى إلى السماء، أدخلت الجنة، فوقفت على شجرة من شجر الجنة، لم أر فى الجنة شجرة هى أحسن منها حسنا، ولا أبيض منها ورقة، ولا أطيب منها ثمرة، فتناولت ثمرة من ثمراتها، فأكلتها، فصارت نطفة فى صلبى، فلما هبطت واقعت خديجة؛ فحملت بفاطمة، فإذا أنا اشتقت إلى رائحة الجنة، شممت ريح فاطمة.يا حميراء! إن فاطمة ليست كنساء الآدميين، ولا تعتل كما يعتلون) .

موضوع.أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير (1000 /400 /22) "من طريق أحمد بن أبى شيبة الرهاوى: حدثنا أبو قتادة الحرانى: حدثنا سفيان الثورى عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت:كنت أرى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقبل فاطمة: فقلت: يا رسول الله! إنى أراك تفعل شيئا ما كنت أراك تفعله من قبل؟ فقال: ... فذكره.

قلت: وهذا موضوع ظاهر الوضع كما يأتى؛ آفته أبو قتادة أو من دونه، واسمه عبد الله بن واقد الحرانى، وفى ترجمته ساق هذا الحديث ابن حبان فى "الضعفاء (29 /2) "وقال: "كان من عباد أهل الجزيرة وقرائهم، ممن غلب عليه الصلاح حتى غفل عن الإتقان؛ فكان يحدث على التوهم؛ فيقع المناكير فى أخباره والمقلوبات فيما يروى عن الثقات؛ حتى لا يجوز الاحتجاج بخبره ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اس روایت کے غیر معتبر ہونے کا ایک قرینہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوت سے پہلے ہوگئی تھی، جبکہ مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ولادت معراج کے بھی بعد ہوئی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور امام حاکم نے سعد بن مالک کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ''بہی'' (یعنی ناشپاتی کی طرح کے پھل) کو لے کر آئے، پھر میں نے اس کو معراج کی رات میں کھالیا، پھر حضرت خدیجہ کو فاطمہ کا استقرارِ حمل ہوا، پس جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کا اشتیاق ہوتا، تو میں فاطمہ کی گردن کو سونگھ لیتا''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثم ساق إسناده من طريق عبد الله بن ثابت بن حسان الهاشمي: حدثنا عبد الله بن واقد به. وعبد الله بن ثابت لم أجد له ترجمة، ومثله أحمد بن أبي شيبة الرهاوي، لكني وجدت الحافظ الذهبي اعتد بمتابعته فعصب الآفة في شيخها بعد أن حاول إبعادها عنه؛ فقال في ترجمته: "هذا حديث موضوع مهتوك الحال، ما أعتقد أن أبا قتادة رواه .ثم وجدت له إسنادا آخر، رواه الطبراني عن عبد الله بن سعيد الرقي عن أحمد بن أبي شيبة الرهاوي عن أبي قتادة، فهو الآفة." قلت: ووضعه متفق عليه بين العلماء، من ابن الجوزي الذي أورده في "الموضوعات "من طرق، وتبعه من جاء بعده حتى السيوطي في "اللآلي (395-392 /1) "، فليراجعها من شاء. والحديث قال الهيثمي في "المجمع": (202 /9) "رواه الطبراني، وفيه أبو قتادة الحراني، وثقه أحمد وقال: كان يتحرى الصدق، وأنكر على من نسبه إلى الكذب .وضعفه البخاري وغيره، وقال بعضهم: متروك، وفيه من لم أعرفه أيضا (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣٢٤٢)

[1] حدثنا الحاكم الفاضل أبو عبد الله محمد بن عبد الله، إملاء غرة ذي القعدة سنة اثنتي وأربعمائة، ثنا أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم بن أخي الحسن بن مكرم البزار ببغداد، ثنا مسلم بن عيسى الصفار العسكري، ثنا عبد الله بن داود الخريبي، ثنا شهاب بن حرب، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن سعد بن مالك قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام بسفرجلة من الجنة، فأكلتها ليلة أسري بي، فعلقت خديجة بفاطمة، فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمة(مستدرک حاکم ،رقم الحديث ٤٧٣٨، كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم)

www.idaraghufran.org

امام حاکم نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد سند اور متن کے اعتبار سے غریب قرار دیا ہے، اور اس کے ایک راوی شہاب بن حرب کو مجہول قرار دیا ہے۔

اور علامہ ذہبی نے تلخیص میں اس کو ''مسلم بن عیسیٰ صفار'' کی طرف سے گھڑی ہوئی حدیث قرار دیا ہے۔ [1]

اس روایت کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت معراج کے بعد ہوئی، جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوت سے پہلے ہوگئی تھی، چہ جائیکہ واقعۂ معراج کے بعد ہوئی ہو۔ [2]

مذکورہ روایت کو ''ابن المغازلی'' نے بھی روایت کیا ہے، مگر اس میں بھی ''مسلم بن عیسیٰ صفار'' راوی موجود ہے۔ [3]

---

[1] قال الحاکم: هذا حديث غريب الإسناد والمتن وشهاب بن حرب مجهول والباقون من رواته ثقات"

وقال الذهبی فی التلخيص: من وضع مسلم بن عيسى الصفار.

[2] حديث سعد مرفوعا:

"أتانی جبريل بسفرجلة من الجنة ليلة الإسراء، فعلقت خديجة بفاطمة، فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة، شممت رقبة فاطمة."

قال: غريب، وشهاب بن حرب الذی فی سنده مجهول.

قلت: (هو) من وضع مسلم بن عيسى الصفار، على الخريبی، عن شهاب. قال: وباقی رواته ثقات.

قلت: هذا كذب جلی؛ لأن فاطمة ولدت قبل النبوة، فضلا عن الإسراء (مختصر تلخيص الذهبی، ج۳ص۱۶۰۷، تحت رقم الحديث ۵۹۵، كتاب معرفة الصحابة)

[3] أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد الله الرقاعی الأصبهانی -قدم علينا واسطاً فی جمادى الأولى من سنة أربع وثلاثين وأربعمائة -قال: أخبرنا أبو على الفارسی أن عبد الصمد بن على الطستی قال: حدثنا مسلم الصفار، حدثنا عبد الله بن داود الخريبی، حدثنا شهاب بن خراش عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن سعد بن مالک قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ليلة أسری بی أتانی جبرائيل عليه السلام بسفرجلة من الجنة فأكلتها، فواقعت خديجة فعلقت بفاطمة، فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمة فأجد رائحة الجنة)(مناقب أمير المؤمنين على بن أبی طالب رضی الله عنه، ص ۴۲۲، رقم الحديث ۴۰۷، فضائل فاطمة صلى الله عليها وعلى أبيها)

www.idaraghufran.org

''مسلم بن عیسیٰ صفار'' کو دارقطنی نے متروک قرار دیا ہے۔ [1]

غرضیکہ مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے بھی زیادہ شدید ضعیف ہے، جس کی وجہ سے اس پر'' غیر معتبر'' ہونے کا حکم لگانے میں تأمل نہیں ہونا چاہیے۔ [2]

## جنت کے مقامِ ''بیدج'' میں داخل ہونے کی روایت

امام بیہقی نے ''البعث والنشور'' میں محمد بن یونس کدیمی کی سند سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میں جنت میں ایسی جگہ داخل ہوا، جس کا نام ''بیدج'' تھا، اس پر موتیوں اور سبز ہیروں اور سرخ یاقوت کے قبے تھے، تو وہاں سے کچھ عورتوں کی آواز آئی، جنہوں نے کہا ''السلام علیک یارسول اللہ'' میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ یہ خیموں میں نیچی نگاہ کرنے والی حورِ عین ہیں، جنہوں نے آپ کو سلام کرنے کی اپنے رب سے اجازت مانگی، تو رب نے انہیں اجازت دے دی، پھر انہوں نے یہ کہا کہ ہم راضی رہنے والی ہیں جو کبھی ناراض نہ

---

[1] مسلم بن عیسی الصفار عن الخریبی قال الدارقطنی متروک(المغنی فی الضعفاء للذهبی، ج۲ص۶۵۶، رقم الترجمة ۶۲۱۸، حرف المیم)

[2] (أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام بسفرجلة من الجنة؛ فأكلتها ليلة أسرى بي، فعلقت خديجة بفاطمة، فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة؛ شممت رقبة فاطمة) .موضوع.

أخرجه الحاكم (156 /3)من طريق مسلم بن عيسى الصفار السكرى: حدثنا عبد الله بن داود الخريبي: حدثنا شهاب بن حرب مجهول، والباقون من رواته ثقات !"وتعقبه الذهبي بقوله: "هذا كذب جلي؛ لأن فاطمة ولدت قبل النبوة، فضلا عن الإسراء، وهو من وضع مسلم بن عيسى الصفار على الخريبي عن شهاب."

قلت: ولم أر في الرواة شهاب بن حرب .فالله أعلم.

ومضى للصفار حديث آخر برقم (2166)من روايته عن الخريبي بسند آخر (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، رقم الحديث ۵۰۲۷)

ہونگیں، ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم پر کبھی موت نہ آئے گی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ رحمٰن کی) یہ آیت پڑھی ''حور مقصورات فی الخیام''۔ [1]

مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی ''محمد بن یونس کدیمی'' پایا جاتا ہے، جس کو محدثین نے ''متهم بالكذب'' قرار دیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے ''طبقات الحفاظ'' میں اس کے متعلق فرمایا کہ:

''اتهموه بالوضع وكان حافظا''

یعنی ''یہ حافظ تھا، لیکن محدثین نے اس کو حدیث گھڑنے کے ساتھ متہم کیا ہے''۔ [2]

اور ابنِ عدی نے ان کے متعلق فرمایا کہ:

''قد اتهم الكديمى بوضع الحديث''

''کدیمی کو حدیث گھڑنے کے ساتھ متہم کیا گیا ہے''۔

اور ابنِ عدی نے یہ بھی فرمایا کہ:

''کدیمی نے ایسے لوگوں کو دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے، جن کو اس نے نہیں دیکھا، ہمارے عام مشائخ نے ان کی روایت کو ترک کر دیا''۔

---

[1] أخبرنا أبو الحسن على بن أحمد بن عبدان، حدثنا أحمد بن عبيد، حدثنا الكديمى، حدثنا حبان بن هلال، حدثنا سليمان بن المغيرة، عن ثابت، عن أنس بن مالک، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: لما أسرى بى دخلت الجنة، موضعا يسمى البيدج، عليه خيام اللؤلؤ، والزبرجد الأخضر، والياقوت الأحمر، فقلن: السلام عليک يا رسول الله، قلت: يا جبريل، ما هذا النداء؟ قال: هؤلاء المقصورات فى الخيام يستأذنون ربهن فى السلام عليک، فأذن لهن فطفقن يقلن: نحن الراضيات فلا نسخط أبدا، نحن الخالدات فلا نظعن أبدا، وقرأ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – الآية (حور مقصورات فى الخيام)(البعث والنشور للبيهقى، ص۵۹۸، رقم الحديث ۹۱۴، باب ما جاء فى صفة حور العين، والولدان، والغلمان)

[2] الكديمى محمد بن يونس بن موسى البصرى.

روى عن أبى داود الطيالسى وأبى أحمد الزبيرى وخلق. وعنه أبو داود فيما قيل وخلق. اتهموه بالوضع وكان حافظا(طبقات الحفاظ، للسيوطى، ص ۲۶۹، الطبقة التاسعة، رقم الترجمة ۶۰۳)

www.idaraghufran.org

اور ابو حاتم بن حبان نے ان کے متعلق فرمایا کہ:

"لعله قد وضع أكثر من ألف حديث"

''ابنِ کدیمی نے غالباً ہزار سے زائد احادیث کو گھڑا ہے''۔

اور ابوالحسین بن احمد منادی نے فرمایا کہ:

''ہم نے کدیمی سے بعض روایات لکھی تھیں، پھر ہمیں ان کے متعلق ابوداؤد کا کلام پہنچا، تو ہم نے ان روایات کو ترک کر دیا، جو ہم نے ان سے سنی تھیں''۔

اور ابوعبید آجری نے فرمایا کہ:

میں نے ''محمد بن یونس کدیمی'' کے متعلق ابوداؤد سے جھوٹ بولنے کا فرماتے ہوئے سنا''۔

اور موسیٰ بن ہارون نے کدیمی سے روایت سننے کو منع فرما دیا، اور انہوں نے کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹ کر یہ دعاء کی کہ:

"اللهم إني أشهدک أن الكديمي كذاب يضع الحديث"

''اے اللہ! میں آپ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی کذاب ہے، جس نے حدیث کو گھڑا ہے''۔

اور قاسم بن زکریا مطرز نے فرمایا کہ:

''کدیمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کے نام سے جھوٹ بولا ہے''۔

اور دارقطنی نے بھی ان کو ''متهم بالوضع'' قرار دیا ہے۔

البتہ اسماعیل خطبی نے ان کو ثقہ قرار دیا (لیکن ان کی یہ رائے جمہور کے خلاف اور شاذ و مرجوح ہے) [1]

---

[1] قال أبو أحمد بن عدی :قد اتهم الكديمي بوضع الحديث.
وقال أبو حاتم بن حبان :لعله قد وضع أكثر من ألف حديث.
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# ''سبوح قدوس'' کے اللہ کی نماز ہونے کی روایت

حضرت عطاء کی سند سے مروی ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ:

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم، معراج کی رات میں ساتویں آسمان پر پہنچے، تو جبریل نے فرمایا کہ اللہ نماز پڑھ رہا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ بھی نماز پڑھتا ہے؟ تو جبریل نے جواب میں کہا کہ بے شک! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اللہ کی نماز کسی طرح ہوتی ہے، تو جبریل نے جواب میں کہا کہ ان الفاظ میں ہوتی ہے ''سبوح قدوس رب الملائكة والروح سبقت رحمتي غضبي'' [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن عدی :ادعی الکدیمی رؤیة قوم لم یرهم .ترک عامة مشایخنا الروایة عنه.
وقال أبو الحسین أحمد ابن المنادی :کتبنا عن الکدیمی ثم بلغنا کلام أبی داود فیه فرمینا بالذی سمعنا منه .وقال أبو عبید الآجری :رأیت أبا داود یتکلم فی محمد بن سنان، ومحمد بن یونس، یطلق فیهما الکذب .وکان موسی بن هارون الحافظ ینهی الناس عن السماع من الکدیمی، وقال، وهو متعلق بأستار الکعبة :اللهم إنی أشهدک أن الکدیمی کذاب یضع الحدیث.
وقال القاسم بن زکریا المطرز :أنا أجانی الکدیمی بین یدی الله، وأقول :کان یکذب علی رسولک صلی الله علیه وسلم، وعلی العلماء .وقال الدارقطنی :کان یتهم بالوضع.
وأما إسماعیل الخطبی فقال :ما رأیت ناسا أکثر من مجلسه .وکان ثقة(تاریخ الإسلام، للذهبی، ج٦، ص٨٣٤، ٨٣٥، حرف المیم، تحت ترجمة "محمد بن یونس بن موسی بن سلیمان بن عبید بن ربیعة بن کدیم، أبو العباس القرشی السامی الکدیمی" رقم الترجمة ٥٣٠)

[1] أخبرت عن حجاج بن محمد، عن ابن جریج، قال: قلت لعطاء، فذکر حدیثا، وأما سبحان الملک القدوس فبلغنی حسبت أنه یخبر ذلک عن عبید بن عمیر قال: ینزل الرب عز وجل شطر اللیل إلی السماء الدنیا فیقول: من یسألنی فأعطیه، من یستغفرنی فأغفر له، ویقول ملک سبحوا الملک القدوس، وأما سبوح قدوس رب الملائکة والروح سبقت رحمة ربی غضبه، قال: فبلغنی أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لما أسری به: کلما مر بسماء سلمت علیه الملائکة حتی جاء السماء السادسة فقال جبریل علیه السلام هذا ملک فسلم فبدره الملک فسلم علیه، فقال النبی صلی الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ حجر نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ عراق کنانی نے فرمایا کہ ''اس کے رجال ثقہ ہیں، لیکن یہ عطا پر موقوف ہے، اور شاید انہوں نے اس کو ایسے راوی سے سنا ہے، جس کی توثیق نہیں کی جاسکتی'' [2]

علامہ ابنِ جوزی نے بھی یہی بات فرمائی ہے، بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ''اس طرح کی بات اس طرح کی روایت سے ثابت نہیں ہوسکتی'' [3]

بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی اس کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔ [4]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علیه وسلم: وددت أنی سلمت علیه قبل أن یسلم علی "قال: فلما جاء السماء السابعة قال جبریل علیه السلام: إن الله یصلی، قال النبی صلی الله علیه وسلم وهو یصلی؟ قال: نعم، قال: وما صلاته؟ قال: یقول سبوح قدوس رب الملائکة والروح سبقت رحمتی غضبی، قال: فاتبع ذلک قلت: أقدم بعض ذلک قبل بعض؟ قال: نعم إن شئت(السنة لعبد الله بن أحمد، ج ۱ ص ۲۷۲، ۲۷۳، رقم الحدیث ۴۳۷)

[1] محمد بن یحیی الحفار. لا یدری من ذا.

روی عنه أبو العباس السقطی أحمد بن محمد قال :حدثنا سعید بن یحیی الأموی حدثنا أبی عن ابن جریج عن عطاء قال :لما أسری بالنبی صلی الله علیه وسلم إلی السماء السابعة وقال له جبریل : رویدا رویدا فإن ربک یصلی قال :وما یقول؟ قال :یقول :سبوح قدوس رب الملائکة والروح. هذا منکر(لسان المیزان،لابن حجر العسقلانی، ج۷،ص۵۷۷، تحت رقم الترجمة ۷۵۴۴)

[2] ورجاله ثقات إلا أنه موقوف علی عطاء فلعله سمعه ممن لا یوثق به(تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة، ج ۱،ص ۱۴۳، کتاب التوحید، الفصل الثانی)

[3] وهذا إسناد کل رجاله ثقات إلا أنه موقوف علی عطاء فلعله سمعه ممن لا یوثق به ولا یثبت مثل هذا بهذا (الموضوعات لابن الجوزی، ج ۱،ص ۱۱۹، کتاب التوحید)

[4] "لما أسری بالنبی صلی الله علیه وسلم إلی السماء السابعة قال له جبریل: رویدا فإن ربک یصلی! قال: وهو یصلی؟ قال: نعم .قال: وما یقول؟ قال: یقول:سبوح قدوس رب الملائکة والروح، سبقت رحمتی غضبی ."منکر

أورده ابن الجوزی فی "الموضوعات (1/119) "من طریق محمد بن یحیی الحفار: حدثنا سعید بن یحیی الأموی: حدثنی أبی عن ابن جریر عن عطاء قال: فذکره، وقال ابن الجوزی: "رجاله ثقات، موقوف علی عطاء، فلعله سمعه ممن لا یوثق به، ولا یثبت مثل هذا بهذا ."

قلت: وتعقبه السیوطی فی "اللآلی (1/22) "فقال: "قلت: قال فی "المیزان " :"محمد بن یحیی الحفار لا یدری من ذا "وأورد له هذا الحدیث وقال: " هذا منکر "انتهی .لکن رأیت له طریقا آخر ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نماز یہ ہے کہ:

"سبوح قدوس، سبقت رحمتی غضبی"

لیکن اس روایت میں معراج کا ذکر نہیں۔ [1]

علامہ ہیثمی نے مذکورہ روایت کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [2]

لیکن شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو "ابو مسلم" راوی کی وجہ سے موضوع

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت: ثم ساقه السيوطي من رواية ابن نصر بإسناد صحيح عن ابن جريج عن عطاء: بلغني أن النبي صلى الله عليه وسلم لما أسري به ..الحديث نحوه، وليس فيه "
إن ربك يصلي "وهو الشيء المستنكر في الحديث.
وأنا أقول: إن إعلال الحديث بعنعنة ابن جريج أولى من إعلاله بإرسال عطاء له، ذلك لأن الإرسال وإن كان علة قائمة بنفسها كافية في تضعيف الحديث، فإن ابن جريج كان يدلس عن الضعفاء والمتروكين، ولذلك قال الإمام أحمد: "بعض هذه الأحاديث التي كان يرسلها ابن جريج أحاديث موضوعة، كان ابن جريج لا يبالي من أين يأخذها "، كما سبق نقله مرارا.
ثم ذكر السيوطي للحديث شاهدا من حديث أبي هريرة، وهو الذي قبله، وقد ذكرت هناك علته، وقد روى بلفظ آخر وهو: (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، رقم الحديث ١٣٨٧)

[1] حدثنا أحمد بن يحيى بن خالد بن حيان قال: نا يحيى بن سليمان الجعفي قال: حدثني عمي عمرو بن عثمان قال: حدثني عمي أبو مسلم، قائد الأعمش، عن الأعمش، عن عمرو بن مرة، عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لجبريل: هل يصلي ربك؟ قال: نعم .قلت: وما صلاته؟ قال: سبوح قدوس، سبقت رحمتي غضبي (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ١١٤)
حدثنا أحمد بن يحيى بن خالد بن حبان الرقي أبو العباس المصري بمصر , حدثنا يحيى بن سليمان الجعفي، حدثنا عمي عمرو بن عثمان قال: حدثنا أبو مسلم قائد الأعمش , عن الأعمش، عن عمرو بن مرة، عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قلت: يا جبريل , أيصلي ربك جل ذكره وتعالى جده؟ قال: نعم، قلت: ما صلاته؟ قال: سبوح قدوس , سبقت رحمتي غضبي , سبقت رحمتي غضبي لم يروه عن الأعمش إلا أبو مسلم تفرد به الجعفي (المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ٤٣)

[2] رواه الطبراني في الصغير والأوسط، ورجاله وثقوا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٦١٢، باب منه في رحمة الله تعالى)

www.idaraghufran.org

قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ:

''امام بخاری نے اس راوی کے بارے میں فرمایا کہ ''اس کی حدیث میں نظر ہے'' اور ابوداؤد نے فرمایا کہ ''اس کی موضوع احادیث ہیں، البتہ اللہ کی رحمت کے غضب پر غالب ہونے کی حدیث، دوسری سند سے صحیح ہے''۔ [1]

---

[1] "قلت: يا جبريل أيصلي ربک؟ قال: نعم، قلت: ما صلاته؟ قال: سبوح قدوس، سبقت رحمتي غضبي، سبقت رحمتي غضبي." موضوع بهذا التمام

رواه الطبراني في "الصغير "(ص 10) من طريق عمرو بن عثمان قال: حدثنا أبو مسلم قائد الأعمش، عن الأعمش عن عمرو بن مرة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة مرفوعا .وقال: "لم يروه عن الأعمش إلا أبو مسلم."

قلت: وهو متهم كما أشار إليه البخاري بقوله: "في حديثه نظر."

وقال أبو داود: "عنده أحاديث موضوعة."

وقال ابن حبان: "كثير الخطأ، فاحش الوهم، ينفرد عن الأعمش وغيره بما لا يتابع عليه."

ثم تناقض ابن حبان فأورده في "الثقات !"وقال : (7/147) "يخطىء !"

واغتر بهذا الهيثمي فإنه قال في "المجمع (10/213) "بعد أن ساق الحديث: "رواه الطبراني في "الصغير "و "الأوسط "ورجاله وثقوا !"

كذا قال، وأبو مسلم هذا متفق على تضعيفه، بل اتهمه من ذكرنا من الأئمة، ولم يوثقه أحد غير ابن حبان في القول الآخر، والأول هو المعتمد لأنه جرح، ولموافقته لأقوال الأئمة.

ثم إن عمرو بن عثمان الراوي عن أبي مسلم أورده في "اللسان "ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، فمن أين جاء الهيثمي بتوثيقه إياه بقوله: " ورجاله وثقوا "؟ ! لعله في "ثقات ابن حبان "أيضا! ثم رأيته فيه (8/484)، وقال: " ربما خالف ."

وبالجملة فالحديث لا يصح بهذا السياق، وإنما صحت الجملة الأخيرة منه بلفظ: "لما قضى الله الخلق كتب في كتابه على نفسه – فهو موضوع عنده – إن رحمتي تغلب (وفي لفظ: سبقت) غضبي."

رواه البخاري (4/73، 8/176، 187) ومسلم (8/95)وغيرهما من طرق عن أبي هريرة رضي الله عنه، ثم خرجته في "الصحيحة (1629) "وغيره.

وإذا عرفت ضعف الحديث الشديد، يظهر لک ما في عمل السيوطي في "اللآلي "( 1/22) حين أورد الحديث شاهدا لحديث مرسل بمعناه؛ أورده ابن الجوزي في " الموضوعات "وهو: "لما أسري بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى السماء السابعة قال له جبريل: رويدا فإن ربک يصلي! قال: وهو يصلي؟ قال: نعم .قال: وما يقول؟ قال: يقول: سبوح قدوس رب الملائكة والروح، سبقت رحمتي غضبي (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ١٣٨٦)

# موتیوں کے پنجرے میں معراج ہونے کی روایت

عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

''مجھے موتیوں کے پنجرے میں معراج کرائی گئی، جس کا فرش سونے کا تھا''۔ [1]

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''الاصابة'' میں اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ:

''ومعظم الرواة فی هذه الأسانید ضعفاء، والمتن منکر جدا''

''اس سند کے بیشتر راوی ضعیف ہیں، اور اس کا متن سخت منکر ہے''۔ [2]

---

[1] قال: أخبرنا أبی، أخبرنا ابن النقور، حدثنا أبو القاسم الوزیر، حدثنا البغوی فی معجمه، حدثنی أبو بکر محمد بن عتاب الأعین، حدثنا علی بن جعفر الأحمر، حدثنا إسحاق بن منصور، عن جعفر الأحمر، عن هلال الصیرفی، عن أبی کثیر الأنصاری، عن عبد الله بن أسعد بن زرارة، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: " أسری بی فی قفص من لؤلؤ، وفراشه من ذهب (الغرائب الملتقطة، لابن حجر، رقم الحدیث ۵۵۳، المخطوطة من دار الکتب المصریة)

[2] وأخرج البغوی طرفا منه، ولفظه: أسری بی فی قفص لؤلؤ فراشه من ذهب، ولم یذکر قصة علی معه، لکن وقع عنده عن عبد الله بن سعد بن زرارة، وبهذا قال أولا إنه خطأ.

وأسعد بن زرارة مات فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم فلا یبعد الصحبة لابنه. وأما قول ابن سعد: إنه لا عقب له إلا من البنات فلا یمنع أن خلف ولدا ذکرا ویموت ولده عن غیر ذکر فینقرض عقبه من الذکور.

وسیأتی ذکر عبد الرحمن بن أسعد بن زرارة، وما فی اسم أبیه من الاختلاف.

وقد ذکر الخطیب الاختلاف فی سند هذا الحدیث فی الموضح، قال الخطیب: هکذا رواه أحمد بن المفضل، ویحیی بن أبی بکر الکرمانی، عن جعفر الأحمر، وخالفهما نصر بن مزاحم، عن جعفر، فزاد فی السند عن أبیه، فصار من مسند أسعد بن زرارة.

وخالف جعفر المثنی بن القاسم، فقال: عن هلال، عن أبی کثیر الأنصاری، عن عبد الله بن أسعد بن زرارة، عن أنس، عن أبی أمامة– رفعه.

وقیل: عن المثنی، عن هلال، کروایة نصر بن مزاحم. ورواه أبو معشر الدارمی عن عمرو بن الحصین، عن یحیی بن العلاء، عن حماد بن هلال، عن محمد بن أسعد بن زرارة، عن أبیه، عن جده.

وقال محمد بن أیوب بن الضریس، عن عمرو بن الحصین بهذا السند مثل روایة نصر ابن مزاحم.

انتهی کلام الخطیب ملخصا. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو شدید منکر قرار دیا ہے۔ [1]

# ایک شخص کو نور میں گھرا ہوا دیکھنے کی روایت

ابنِ ابی الدنیا نے ابو المخارق سے روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شبِ معراج میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا، جو ہر طرف سے عرش کے نور کے اندر گھرا ہوا تھا، میں نے کہا یہ کون شخص ہے کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا کہ نہیں! میں نے کہا کہ کیا یہ نبی ہے؟ کہا گیا نہیں، میں نے کہا کہ پھر یہ کون ہے؟ تو مجھے جواب ملا کہ یہ وہ شخص ہے کہ دنیا میں جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی، اور اس کا دل مسجدوں میں اٹکا

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ویمکن الجمع بأن یکون عبد الله بن أسعد لیس ولدا لأسعد لصلبه، بل هو ابن ابنه، ولعل أباه هو محمد، فیوافق روایة نصر، وهذه الروایة الأخیرة، ویکون قوله: روایة المثنی بن القاسم عن أنس تصحیفا، وإنما هی عن أبیه .وأما أبو أمامة فهو أسعد بن زرارة، هکذا کان یکنی .والله أعلم.

ومعظم الرواة فی هذه الأسانید ضعفاء، والمتن منکر جدا .والله أعلم(الاصابة فی تمییز الصحابة، ج۴ص۶، تحت ترجمة "عبد الله بن أسعد"، رقم الترجمة ۴۵۴۶، حرف العین المهملة )

[1] (أسری بی فی قفص من لؤلؤ، وفراشه من ذهب) .

منکر جدا.

رواه الدیلمی (1/1/174)من طریق البغوی فی "معجمه :"حدثنی أبو بکر محمد بن عتاب الأعین: حدثنا علی بن جعفر الأحمر: حدثنا إسحاق بن منصور عن جعفر الأحمر عن هلال الصیرفی عن أبی کثیر الأنصاری عن عبد الله بن سعد بن زرارة مرفوعا.

قلت: وهذا إسناد ضعیف؛ أبو کثیر الأنصاری ذکره ابن أبی حاتم (4/2/429)من روایة إسماعیل بن مسلم العبدی عنه، سمع علی بن أبی طالب، ولم یذکر فیه جرحا ولا تعدیلا.

وسائر الرجال موثقون من رجال "التهذیب "غیر علی بن جعفر الأحمر؛ ترجمه ابن أبی حاتم أیضا (3/1/178)وقال عن أبیه: "وکان ثقة صدوقا ."

وفی إسناد الحدیث اضطراب ذکره الحافظ فی ترجمة ابن زرارة هذا من "الإصابة "من طرق ذکرها ثم قال: "ومعظم الروایة فی هذه الأسانید ضعفاء، والمتن منکر جدا (سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ۲۷۶۴)

رہتا تھا، اور اس نے کبھی اپنے والدین کو برا بھلا نہیں کہا"۔ [1]

اس روایت کے متعدد راوی مجہول ہیں، اور خود ابوالمخارق بھی مجہول ہیں، جن کا شمار صحابۂ کرام میں بھی نہیں ہوتا، اس لیے مذکورہ حدیث کی سند قابلِ اطمینان معلوم نہیں ہوسکی۔ [2]

---

[1] حدثنا عبد الله، ذكر عون بن إبراهيم الشامي، ذكر أحمد بن أبي الحواري، نا أبو المخارق، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: " مررت ليلة أسري بي برجل مغيب في نور العرش، فقلت: من هذا، ملك؟ قيل: لا، قلت: نبي؟ قيل: لا، قلت: من هو؟ قال: هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطبا من ذكر الله، وقلبه معلقا بالمساجد، ولم يستسب لوالديه قط "(الاولياء لابنِ ابی الدنیا، رقم الحديث ٩٥، ص٣٨، وصف الحسن البصری لأولياء الله)

[2] قال محمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي:
حديث: " رأى رجلا ليلة الإسراء معلقا في سرادق العرش، فقال: أنبي هذا أم ملك؟ فقيل: لا هذا كان في الدنيا قلبه معلق في المساجد، ولسانه رطب من ذكر الله، ولم يستسب لوالديه قط ."خبر واه جدا(اسنى المطالب في احاديث مختلفة المراتب، ص ١٤٩، تحت رقم الحديث ٦٩٥، حرف الراء)

وقال الالبانی:
(مررت ليلة أسري بي برجل مغيب في نور العرش، فقلت: من هذا؟ ملك؟ قيل: لا. قلت: نبي؟ قيل: لا .قلت: من هو؟ قال: هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطبا من ذكر الله، وقلبه معلقا بالمساجد،ولم يستسب لوالديه قط) .منكر.أخرجه ابن أبي الدنيا في " كتاب الأولياء (95 /125) "قال: ذكر عون بن ابراهيم الشامي: ذكر أحمد بن أبي الحواري: نا أبو المخارق قال: [قال] رسول الله صلى الله عليه وسلم: ... فذكره.
قلت: وهذا إسناد معضل مظلم؛ لا نعرف منه إلا أحمد بن أبي الحواري، وهو ثقة زاهد توفي سنة (246)، وعليه يكون (أبو المخارق) من أتباع التابعين، أو دونهم؛ فلا يكون حديثه إلا معضلا، خلافا لقول المنذري في "الترغيب - (7 /2/228) "وقد ذكره عن أبي الخارق –: "رواه ابن أبي الدنيا هكذا مرسلا !"لأن (المرسل) في اصطلاح العلماء: هو قول التابعي: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، وان كان يطلق أحيانا على ما هو أعم من ذلك.ثم إن (أبا المخارق) هذا نكرة لا يعرف، ولم يترجمه أحد، ولا ذكروه في شيوخ ابن أبي الحواري.
وعون بن إبراهيم الشامي: لا يعرف أيضا؛ ولكن قد أورده ابن عساكر في "تاريخ دمشق (712 /13) "، وذكر أنه روى عن جمع، وعنه ابن أبي الدنيا، لا غير .ثم ساق له حديثا آخر منكرا أيضا؛ لكن الآفة فيه بن فوقه – كما يأتي في الحديث الذي بعده – .
والحديث ذكره السيوطي في "الدر المنثور (1/149) "من رواية ابن أبي الدنيا عن أبي المخارق ساكتا عليه (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، رقم الحديث ٦٨٤٥)

www.idaraghufran.org

# رب تعالیٰ کے دو قوسوں سے قریب ہونے کی روایت

''ابنِ جمیع صیداوی'' نے ''معجم الشیوخ'' میں محمد بن عباس کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل تشریف لائے، پھر مجھے اپنے دائیں بازو پر اٹھالیا، پھر میں اپنے رب عزوجل کے دو قوسوں کے قریب، یا اس سے بھی کم قریب ہوگیا''۔ [1]

مذکورہ روایت میں ایک راوی ''محمد بن عباس'' پایا جاتا ہے، جس کے متعلق علامہ ذہبی اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے فرمایا کہ ''یہ محمد بن ابی ثلج'' سے باطل حدیث روایت کرتا ہے۔ [2] اس وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا محمد بن العباس ، حدثنا محمد بن أبی الثلج ، حدثنا یوسف بن موسی القطان ، حدثنا وکیع بن الجراح ، عن الأعمش ، عن أبی صالح ، عن ابن عباس ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : أتانی جبریل فحملنی علی جناحه الأیمن ، فکنت من ربی عز وجل کقاب قوسین أو أدنی وذکر الحدیث(معجم الشیوخ لابن جمیع الصیداوی،ص ۱۳۶ ، المحمدون،باب من اسمه محمد، تحت ترجمة محمد بن العباس أبو علی البغدادی)

[2] محمد بن العباس .أبو علی .عن محمد بن أبی الثلج .بغدادی.عن یوسف بن موسی القطان بخبر باطل.وعنه ابن جمیع(میزان الاعتدال،للذهبی،ج۳،ص ۵۹۰، تحت رقم الترجمة ۷۷۳۲)
محمد بن العباس أبو علی.
عن محمد بن أبی الثلج -بغدادی -عن یوسف بن موسی القطان بخبر باطل.
وعنه ابن جمیع(لسان المیزان،لابن حجر العسقلانی، ج۷،ص ۲۲۴، تحت رقم الترجمة ۶۹۵۸)

[3] (أتانی جبریل، فحملنی علی جناحه الأیمن، فکنت من ربی عز وجل کقاب قوسین أو أدنی . . .وذکر الحدیث) . باطل.
أخرجه ابن جمیع فی "معجم الشیوخ "(ص 136– 137) قال: حدثنا محمد بن العباس: حدثنا محمد بن أبی الثلج: حدثنا یوسف بن موسی القطان: حدثنا وکیع بن الجراح عن الأعمش عن أبی صالح عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: . . .فذکره هکذا، لم یذکر تمامه.
قلت: وهذا إسناد رجاله کلهم ثقات رجال البخاری؛ غیر محمد بن العباس، وهو أبو علی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نیز خطیب بغدادی اور ابنِ عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں مزید مضمون بھی آیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البغدادی، وفی ترجمته ساق ابن جمیع هذا الحدیث، وهو علی شرط الخطیب؛ ولکنه لم یورده، ولذلک؛ قال الدکتور المعلق علیه: "لم أجد له ترجمة ."وفاته أنه أورده الذهبی فی "المیزان " لهذه الروایة، فقال: . . ."عن محمد بن أبی الثلج، بغدادی .عن یوسف بن موسی القطان بخبر باطل .وعنه ابن جمیع ."

قلت: یشیر إلی هذا الحدیث، ووافقه الحافظ فی "اللسان "، ووقع فیه (محمد ابن أبی المالیح) ! وهو تحریف مطبعی.

ووجه حکمهما علی الحدیث بالبطلان بعد جهالة راویه محمد بن العباس أنه مخالف للأحادیث الصحیحة الدالة علی أن الذی دنا وصار بینه وبین محمد صلی الله علیه وسلم قدر قوسین إنما هو جبریل علیه السلام .انظر تفسیر ابن کثیر لهذه الآیة(سلسلة الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ٥٦٨٣)

[1] أحمد بن محمد، أبو عبد الله، المعروف بالنزلی :

أخبرنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن حماد الواعظ، حدثنا أبو عمر حمزة بن القاسم بن عبد العزیز الهاشمی– إملاء فی سنة ثلاث وثلاثین وثلاثمائة– من ولد أنس بن مالک– حدثنا محمد بن عبد الله– صاحب الشامة– حدثنا هیثم، عن حمید، عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لما أسری بی إلی السماء قربنی ربی تعالی حتی کان بینی وبینه کقاب قوسین أو أدنی، لا بل أدنی، وعلمنی السمات قال: یا حبیبی محمد، قلت: لبیک یا رب، قال: هل غمک أن جعلتک آخر النبیین؟ قلت: یا رب لا، قال: حبیبی فهل غم أمتک أن جعلتهم آخر الأمم؟ قلت:یا رب لا، قال: أبلغ أمتک عنی السلام، وأخبرهم أنی جعلتهم آخر الأمم لأفضح الأمم عندهم، ولا أفضحهم عند الأمم(تاریخ بغداد للخطیب، ج٥ص٣٣٧، تحت رقم الترجمة ٢٨٧٣)

أخبرنا أبو الحسن علی بن أحمد بن منصور وأبو محمد بن الأکفانی قالا ثنا أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت الحافظ وأخبرنا أبو بکر بن أبی نصر اللفتوانی وأبو عبد الله محمد بن أبی الشیخ بن محمد بن علی المعروف بویزج القطان قالا أنا أبو محمد رزق الله بن عبد الله التمیمی قالا أنا أبو الحسین أحمد بن محمد بن أحمد بن حماد الواعظ أنا أبو عمر حمزة بن القاسم بن عبد العزیز بن عبد الله زاد أبو محمد التمیمی بن عبید الله بن العباس بن محمد بن علی بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب إملاء حدثنی أبو عبد الله أحمد بن محمد نا أبو علی أحمد بن علی الأنصاری من ولد أنس بن مالک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اس میں بعض راوی مجہول ہیں۔ [1]
اور بھی بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

# معراج میں رب کو پوری طرح دیکھنے کی روایت

خطیب بغدادی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، اور میں اپنے رب کے پاس پہنچا، تو میں نے اپنے رب عزوجل کو اس طرح دیکھا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان حجاب ظاہر تھا، پس میں نے رب عزوجل کی

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نا محمد بن عبد الله صاحب الشامة نا هشيم عن حميد عن أنس بن مالک قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) لما أسرى بى إلى السماء قربنى ربى عز وجل حتى كان بينى وبينه كقاب قوسين أو أدنى لا بل أدنى وعلمنى السمات قال يا حبيبى يا محمد قلت لبيک يا رب قال هل غمک أن جعلتک آخر النبيين قلت يا رب لا قال يا حبيبى فهل غم أمتک أن جعلتهم آخر الأمم قلت يا رب لا قال أبلغ أمتک عنى السلام وأخبرهم إن جعلتهم آخر الأمم لأفضح الأمم عندهم ولا أفضحهم عند الأمم(تاريخ دمشق لابن عساكر، ج٣ص٥١٦، السيرة النبوية، باب ذكر عروجه إلى السماء واجتماعه بجماعة من الأنبياء)

[1] قال المصنف: هذا حديث لا يصح والنزلى والأنصارى وصاحب الشامة مجاهيل(العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية لابن الجوزى، ج ١ ص١٧٧، تحت رقم الحديث ٢٨١، كتاب الفضائل والمثالب، باب ذكر أشياء رآها ليلة المعراج)

[2] قال الشيخ أبو عبدالرحمن عصام الدين الصابطى:

(لما أسرى بى إلى السماء قربنى ربى تعالى حتى كان بينى وبينه تعالى كقاب قوسين أو أدنى لا بل أدنى قال: يا حبيبى! يا محمد! قلت: لبيک يا رب! قال: هل غمک أن جعلتک آخر النبيين؟ قلت: يا رب؟ لا، قال: حبيبىّ! هل غم أمتک أن جعلتهم آخر الأمم؟ قلت: يا رب! لا، قال: أبلغ أمتک عنى السلام وأخبرهم أنى جعلتهم آخر الأمم لأفضح الأمم عندهم ولا أفضحهم عند الأمم) رواه الخطيب والديلمى وابن الجوزى فى الواهيات – عن أنس .(ضعيف جداً)(جامع الأحاديث القدسية، تحت رقم الحديث ٩٩٤)

www.idaraghufran.org

ہر چیز کو دیکھ لیا، یہاں تک کہ میں نے موتیوں سے جڑے ہوئے تاج کو بھی دیکھ لیا"۔ [1]

مذکورہ روایت کی سند میں بعض جھوٹے راوی موجود ہونے کی وجہ سے، اس کو محدثین نے موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ:

"اس حدیث کا موضوع و منگھڑت ہونا مخفی نہیں"۔ [2]

اور علامہ ذہبی نے فرمایا کہ:

---

[1] أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي، حدثنا أبو القاسم عبد الله بن محمد بن اليسع البغدادي القاري– ساكن أنطاكية، قدم علينا بغداد– حدثنا الحسن بن أحمد ابن إبراهيم بن فيل البالسي، حدثنا محمد بن سليمان بن حبيب لوين، حدثنا سويد ابن عبد العزيز عن حميد عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليلة أسرى بي إلى السماء، وانتهيت فرأيت ربي عز وجل بيني وبينه حجاب بارز، فرأيت كل شيء منه، حتى رأيت تاجا مخوصا من لؤلؤ (تاريخ بغداد، ج ١٠، ص ١٣٤، تحت ترجمة: عبد الله بن محمد بن اليسع بن طالب بن حرب بن عاصم بن فياض بن بشير، أبو القاسم القارء الأنطاكي، رقم الترجمة ٥٢٧٦)

[2] أنبأنا عبدالرحمن بن محمد العرار [ القزاز ] قال أنبأنا أحمد بن علي بن ثابت قال أنبأنا القاضي أبو العلي محمد بن علي قال حدثنا أبو القاسم عبدالله بن محمد بن اليسع قال حدثنا الحسن بن أحمد بن إبراهيم بن ديل [ قيل ] الفارسي قال حدثنا محمد بن سليمان بن حبيب لوين قال حدثنا سويد بن عبد العزيز عن حميد عن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : [ لما ] أسري بي إلى السماء [ و ] انتهيت رأيت ربي عزوجل بيني وبينه حجاب بارز فرأيت كل شيء منه حتى رأيت تاجا بحوصوصا [ مخرصا ] من لؤلؤ "قال أبو العلي حدثنا أبو اليسع بهذا الحديث في جملة أحاديث كبيرة بهذا الاسناد ثم رجع عن جميع النسخة وقال وهمت إذ رويتها عن ابن قيل وإنما حدثني بجميعها قاسم بن إبراهيم المطي [ المطلي ] عن لوين .
أنبأنا عبدالرحمن قال أنبأنا أبو بكر الخطيب قال سألت الزهري عن ابن اليسع فقال ليس بحجة كنت نقلد [ تقعد ] معه ساعة فيقول إنک ختمت ختمة منذ قعدت .
قال المصنف : قلت أما ابن اليسع فليس بثقة وقاسم بن إبراهيم المدني الذي أحال عليه ليس بشي أصلا .
قال الدار قطني : هو كذاب ، ومثل هذا الحديث لا يخفى أنه موضوع (الموضوعات لابن الجوزي، ج ١، ص ١١٥، كتاب التوحيد، باب ذكر التاج)

www.idaraghufran.org

''اس حدیث کا ایک راوی ''قاسم بن ابراہیم ملطی'' کذّاب ہے، اور یہ حدیث باطل، اور گمراہی پر مشتمل ہے''۔ [1]

اور علامہ ابن حجر نے بھی یہی بات فرمائی ہے، اور انہوں نے بھی اس کو ''باطل عجائب'' میں شمار کیا ہے۔ [2]

اور علامہ عراق کنانی اور شوکانی نے بھی اس حدیث کو موضوع اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حديث روى عن القاسم بن إبراهيم الملطى -وهو كذاب -ثنا لوين ثنا سويد بن عبد العزيز عن حميد عن أنس مرفوعا ليلة أسرى بى رأيت ربى فرأيت كل شىء منه حتى رأيت تاجا مخوصا من لؤلؤ(أحاديث مختارة،للذَهَبى، ص ٢٩،رقم الحديث ٧)

قاسم بن إبراهيم الملطى.عن لوين.قال الدارقطنى: كذاب.

قلت: أتى بطامة لا تطاق، فقال: حدثنا لوين، حدثنا سويد بن عبد العزيز عن حميد، عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لما أسرى بى رأيت بينى وبينه حجابا من نار، فرأيت كل شء منه، حتى رأيت تاجا ...الحديث.

وأطم منه ما روى عن لوين، عن مالک، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: من قرأ ثلث القرآن أعطى ثلث النبوة ...الحديث ...إلى أن قال: ومن قرأ القرآن كله أعطى النبوة كلها .وهذا باطل وضلال [كالذى قبله] (ميزان الاعتدال للذهبى، ج٣ص٣٦٧، ٣٦٨، تحت رقم الترجمة: ٦٧٩٠، حرف القاف)

[2] قاسم بن إبراهيم الملطى.عن لوين.قال الدارقطنى: كذاب.

قلت: أتى بطامة لا تطاق فقال: حدثنا لوين حدثنا سويد بن عبد العزيز، عن حميد، عن أنس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لما أسرى بى رأيت بينى وبينه حجابا من نار فرأيت كل شىء منه حتى رأيت تاجا ...الحديث.

وأطم منه ما روى عن لوين عن مالک عن نافع، عن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ ثلث القرآن أعطى ثلث النبوة ...الحديث .إلى أن قال: ومن قرأ القرآن كله أعطى النبوة كلها .وهذا باطل وضلال كالذى قبله .انتهى.

وقال الخطيب: روى عنه الغرباء، عن أبى أمية المبارک بن عبد الله وعن لوين عن مالک عجائب من الأباطيل (لسان الميزان، ج٦ص٣٦٥، تحت رقم الترجمة: ٦١٠١، حرف القاف، من اسمه قاسم)

[3] (حديث) " ليلة أسرى بى إلى السماء وانتهيت رأيت ربى عز وجل بينى وبينه حجاب نار فرأيت كل شء منه حتى رأيت تاجا مخوصا من لؤلؤ "(خط) من حديث أنس، وفيه قاسم ابن إبراهيم الملطى(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة،رقم الحديث ١١،ج١،ص١٣٧،كتاب التوحيد،الفصل الأول)

حديث: " انتهيت ليلة أسر بى إلى السماء، فرأيت ربى، بينى وبينه حجاب بارز، فرأيت كل شىء منه، حتى رأيت تاجا مخوصا من اللؤلؤ." ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نیز علامہ سیوطی نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ [1]

## رب عزّ وجلّ کو خوبصورت حالت میں دیکھنے کی روایت

خطیب بغدادی نے امام طبرانی کی سند سے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میں نے اپنے رب عزوجل کو انتہائی خوبصورت حالت میں دیکھا، جس کے بعد رب تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں، تو پھر رب تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے رب تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو محسوس کیا، پھر فرمایا کہ فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) اور درجات کے بارے میں

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه الخطيب عن أنس مرفوعا، وفي إسناده: قاسم الملطي، كذاب .قال الذهبي: أتى بطامة لا تطاق، فذكر هذا الحديث.

وقال ابن الجوزي: موضوع (الفوائد المجموعة للشوكاني، ص ۴۴۱، تحت رقم الحديث ۳، كتاب الصفات)

[1] (الخطيب) أنبأنا القاضي أبو العلا حدثنا أبو القاسم عبد الله بن محمد بن اليسع حدثنا الحسن بن فيل حدثنا لوين حدثنا سويد بن عبد العزيز عن حميد عن أنس مرفوعا: ليلة أسرى بي إلى السماء أسريت فرأيت ربي بيني وبينه حجاب بارز من نار فرأيت كل شيء منه حتى رأيت تاجا مخوصا من اللؤلؤ موضوع قال أبو العلا حدثنا ابن اليسع به في جملة أحاديث بهذا الإسناد ثم رجع عن جميع النسخة وقال وهمت إذ رويتها عن ابن فيل إنما حدثني بها قاسم بن إبراهيم الملطي عن لوين وقاسم كذاب وابن اليسع ليس بثقة (قلت) قال الذهبي في الميزان قاسم الملطي كذاب أتى بطامة لا تطاق فقال حدثنا لوين فذكر هذا الحديث.

وقال في ترجمة ابن اليسع قال الأزدي ليس بحجة ومنهم من يتهمه والله أعلم (اللآلي المصنوعة، ج ۱، ص ۲۰، كتاب التوحيد)

www.idaraghufran.org

بحث کر رہے ہیں، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ کفارات کیا ہیں؟
میں نے کہا کہ ناگوار حالات میں پوری طرح وضو کرنا، اور جمعوں کی طرف قدم منتقل کرنا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ درجات کیا ہیں؟ میں نے کہا کہ کھانا کھلانا، اور سلام کو پھیلانا، اور لوگوں کے سوئے ہونے کی حالت میں رات کو نماز پڑھنا، پھر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کہیے! میں نے کہا کہ کیا کہوں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کہیے کہ :

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عَمَلًا بِالْحَسَنَاتِ وَتَرْکاً لِلْمُنْکَرَاتِ وَاِذَا اَرَدْتَّ فی قَوْمٍ فِتْنَةً وَاَنَافِیْھِمْ فَاقْبِضِنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَمَفْتُوْنٍ"

''اے اللہ! میں آپ سے نیک اعمال کے بجالانے اور برے اعمال سے بچنے کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا فرمانا چاہیں اور میں اس قوم میں موجود ہوں، تو مجھے فتنہ میں پڑے بغیر اپنی طرف اٹھا لیجئے''۔ [1]

---

[1] أنبأنا أبو الحسن علی بن یحیی بن جعفر الإمام -بأصبهان -حدثنا سلیمان بن أحمد الطبرانی، حدثنا الحسن بن علی المعمری، حدثنا سلیمان بن محمد المبارکی، حدثنا حماد بن دلیل عن سفیان بن سعید الثوری، عن قیس بن سلم عن طارق بن شهاب -أو عبد الرحمن بن سابط -قال حماد بن دلیل :وحدثنی الحسن بن حی عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخشنی عن أبی عبیدة بن الجراح عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :لما کان لیلة أسری بی، رأیت ربی عز وجل فی أحسن صورة، فقال فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت، لا أدری؟ فوضع یده بین کتفی، حتی وجدت برد أنامله، ثم قال فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :فی الکفارات والدرجات، قال :وما الکفارات؟ قلت :إسباغ الوضوء فی السبرات ، ونقل الأقدام إلی الجمعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال :فما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، وإفشاء السلام، والصلاة باللیل والناس نیام، ثم قال قل، قلت :وما أقول؟ قال :قل اللهم إنی أسألک عملا بالحسنات وترکا للمنکرات، وإذا أردت فی قوم فتنة وأنا فیهم فاقبضنی إلیک غیر مفتون.
قال الطبرانی :لم یروه عن سفیان إلا حماد بن دلیل.
أنبأناه عبد الملک بن محمد بن عبد الله الواعظ .أنبأنا عبد الباقی بن قانع الحافظ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خطیب بغدادی نے اس حدیث کو امام طبرانی سے روایت کیا ہے، جب کہ خود امام طبرانی نے بھی اپنی ''کتاب الدعاء'' میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے، لیکن اس میں معراج کا ذکر نہیں۔ ۱

نیز امام طبرانی نے مذکورہ حدیث کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی روایت کیا ہے، اس میں بھی معراج کا ذکر نہیں، بلکہ اس میں رب تعالیٰ کے رات میں آنے کا ذکر ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا محمد بن علی بن المدینی، حدثنا أبو داود المبارکی، حدثنا حماد بن دلیل، حدثنا سفیان بن سعید عن قیس بن مسلم، عن طارق بن شهاب .وحدثنا الحسن بن عمارة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخشنی، عن أبی عبیدة بن الجراح، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :رأیت ربی تعالی فی أحسن صورة فقال فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :لا أدری .وذکر الحدیث(تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی، ج۸، ص۱۴۷، رقم الترجمة ۴۲۵۳، تحت ترجمة: حماد بن دلیل، باب الحاء)

۱ حدثنا الحسن بن علی المعمری، ثنا سلیمان بن محمد المبارکی، ثنا حماد بن دلیل، عن سفیان بن سعید الثوری، عن قیس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط قال حماد بن دلیل :وحدثنی الحسن بن صالح بن حی، عن عمرو بن مرة، عن عبد الرحمن بن سابط، عن أبی ثعلبة الخشنی، عن أبی عبیدة بن الجراح، رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال " :رأیت ربی عز وجل فی أحسن صورة فقال :فیم یختصم الملأ الأعلی؟ فقلت :لا أدری، فوضع یده بین کتفی حتی وجدت برد أنامله، ثم قال :فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :فی الکفارات والدرجات، قال :وما الکفارات؟ قلت :إسباغ الوضوء فی السبرات، ونقل الأقدام إلی الجماعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال :فما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة باللیل والناس نیام، قال :قل، قال :قلت :ما أقول؟ قال :قل :اللهم إنی أسألک عملا بالحسنات، وترکا للمنکرات، وإذا أردت فی قوم فتنة وأنا فیهم فاقبضنی إلیک غیر مفتون (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴۱۶، باب ما کان النبی صلی الله علیه وسلم یدعو به فی سائر نهاره)

۲ حدثنا بکر بن سهل ثنا عبد الله بن صالح حدثنی معاویة بن صالح عن أبی یحیی سلیم یعنی ابن عامر عن أبی یزید عن أبی سلام الأسود عن ثوبان رضی الله عنه قال خرج إلینا رسول الله بعد صلاة الصبح فقال إن ربی تعالی أتانی اللیلة فی أحسن صورة فقال لی یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الأعلی قلت لا أعلم یا رب فوضع کفه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض دوسرے محدثین نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ [1]

اور دوسری احادیث کی رُو سے زیادہ راجح بات یہ ہے کہ یہ واقعہ معراج سے متعلق نہیں، بلکہ خواب سے متعلق ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِيْ اللَّيْلَةَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، -قَالَ أَحْسَبُهُ فِي الْمَنَامِ -فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا ، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ " :فِيْ نَحْرِيْ، فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، قَالَ :يَا مُحَمَّدُ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بين كتفي حتى وجدت برد أنامله في صدري فتجلى لي ما بين السماء والأرض قال قلت نعم يا رب يختصمون في الكفارات والدرجات قال فأما الدرجات فإطعام الطعام وبذل السلام وقيام بالليل والناس نيام وأما الكفارات فمشي على الأقدام إلى الجماعات وإسباغ الوضوء في الكراهيات وجلوس في المساجد خلف الصلوات قال ثم قال لي يا محمد قل نسمع وسل تعطه قال قل اللهم إني أسألك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب المساكين وأن تغفر لي وترحمني وإذا أردت في قوم فتنة فتوفني إليك وأنا غير مفتون اللهم إني أسألك حبك وحب من يحبك وحب عمل يبلغني حبك (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ١٤١٧، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يدعو به في سائر نهاره)

[1] ثنا عبيد الله بن فضالة، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا معاوية بن صالح، عن أبي يحيى، عن أبي يزيد، عن أبي سلام الأسود، عن ثوبان، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن ربي أتاني الليلة في أحسن صورة .وفي هذه الأخبار :ووضع يده بين كتفي (كتاب السنة لابن أبي عاصم، رقم الحديث ٤٧٠، ج ١ ص ٢٠٤، ٢٠٥، باب حديث: إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالباني :حديث صحيح بما تقدم له من الشواهد ورجاله ثقات على ضعف في عبد الله بن صالح غير أبي يحيى فإني لم أعرفه وأبي يزيد واسمه غيلان بن أنس الكلبي روى عنه جمع من الثقات ولم يذكروا توثيقه عن أحد ،وأبو سلام الأسود اسمه ممطور( ظلال الجنة في تخريج السنة لابنِ ابی عاصم، تحت رقم الحديث ٤٧٠، حواله بالا )

هَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ :نَعَمْ، فِی الْکَفَّارَاتِ، وَالْکَفَّارَاتُ الْمُکْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَالْمَشْیُ عَلَی الْأَقْدَامِ إِلَی الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ عَاشَ بِخَیْرٍ وَمَاتَ بِخَیْرٍ، وَکَانَ مِنْ خَطِیئَتِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقَالَ :یَا مُحَمَّدُ، إِذَا صَلَّیْتَ فَقُلْ :اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِی إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ، قَالَ :وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۳۳، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة صٓ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس میرا رب تبارک وتعالیٰ نہایت عمدہ صورت میں آیا (راوی ابن عباس فرماتے ہیں) میرا گمان یہ ہے کہ نیند میں آیا، پھر فرمایا کہ اے محمد! اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں، تو پھر رب تعالیٰ نے اپنی (شایانِ شان) ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے ان انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں، یا گلے میں محسوس کیا، تو مجھے آسمان اور زمین کی چیزوں کا علم ہوگیا، پھر اللہ نے فرمایا کہ اے محمد! اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) کے بارے میں، اور کفارات نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا، اور جماعت کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر چلنا، اور ناگوار حالتوں (مثلاً سردی وغیرہ) میں وضو خوب اچھی طرح کرنا، جس

[1] قال الترمذی: وقد ذکروا بین أبی قلابة، وبین ابن عباس فی هذا الحدیث رجلا وقد رواه قتادة، عن أبی قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس .

www.idaraghufran.org

نے یہ اعمال کئے، تو وہ موت و حیات (دونوں) میں بھلائی پائے گا، اور بہتر حالت میں فوت ہوگا، اور اس کی خطائیں ایسی معاف ہوجائیں گی، جیسے کہ ماں سے پیدا ہونے کے دن تھیں، اور فرمایا کہ اے محمد! جب آپ نماز پڑھیں، تو آپ یہ دعاء کریں:

"اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ المُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ المَسَاکِیْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِی إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ"

اور درجات بلند کرنے والے اعمال سلام کا پھیلانا اور کھانا کھلانا اور رات کو لوگوں کے سونے کی حالت میں نماز پڑھنا ہے (ترمذی)

لہٰذا عبیدہ بن جراح کی "تاریخ بغداد" کی روایت میں معراج کا ذکر بظاہر شاذ ہے، کیونکہ دیگر اسناد میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ [1]

بعض حضرات نے معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر ان احادیث سے استدلال کیا ہے، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی مطلق رؤیت کا ذکر ہے۔ [2]

---

[1] قال الالبانی: أخرجه الطبرانی فی "الدعاء" :حدثنا الحسن بن علی المعمَری :ثنا سلیمان بن محمد المُبارکی :ثنا حماد بن دُلیلٍ عن سفیان بن سعید الثوری عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط .قال حماد بن دُلیلٍ :وحدثنی الحسن بن صالح بن حَیٍّ عن عمرو بن مُرَّة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخُشَنِی عن أبی عُبَیدة بن الجراح -رضی الله عنه- عن النبی -صلی الله علیه وسلم -قال ... :فذکره.

وأخرجه الخطیب فی "التاریخ من طریق الطبرانی، ولکنه زاد فی أوله":لما کان لیلة أسری بی رأیت ربی " ...الحدیث.وهذه الزیادة شاذة؛ لمخالفتها لکتاب الطبرانی أولاً، ولأن الخطیب عقب علیها من طریق أخری عن محمد بن علی بن المدینی :حدثنا أبو داود المبارکی به.

وابن المدینی هذا لم أعرفه، لکن تابعه الحسن بن علی المعمری کما تقدم، وهو من شیوخ الطبرانی الثقات، ومن فوقه ثقات من رجال مسلم، غیر حماد بن دُلیل، وهو صدوق کما فی "التقریب "، وقال الذهبی فی "الکاشف ":"ثقة، جاور"، فالسند صحیح(سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۳۱۶۹)

[2] حدثنا هارون بن إسحاق الهمدانی ، قال :ثنا عبدة یعنی ابن سلیمان ، عن محمد بن عمرو ، عن أبی سلمة ، عن ابن عباس ، فی قوله :ولقد رآه نزلة أخری قال : رأی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حالانکہ ان احادیث میں اولاً تو معراج کا ذکر نہیں، دوسرے بعض دیگر مستند روایات سے اس رؤیت کے منامی وقلبی ہونے کی تصریح ثابت ہے، اوران کی سند مذکورہ روایات کی سند سے زیادہ قوی ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ربه(التوحيد لابن خزيمة، ج۲ص۱۱۸، تحت رقم الحديث ۲۵۹،ومن أسماء الله عز وجل: الدائم والدافع والديان)

حدثنا عمرو بن عيسى، حدثنا أبو بحر، حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس؛ أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه تبارک وتعالى(مسند البزار، رقم الحديث ۷۱۶۵)

عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما، قال: ما تعجبون أن تكون الخلة لإبراهيم، والكلام لموسى، والرؤية لمحمد صلى الله عليه وسلم (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۳۱۱۴)

قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط البخارى، ولم يخرجاه .

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرط البخارى ومسلم.

[1] وعنه قال:" ولقد رآه نزله أخرى "قال: دنا "منه "ربه عز وجل "إسناده حسن69 /1 ."

قلت: إسناده حسن كما قال، فإنه ساقه فى الأصل "ص "82عن يحيى بن سعيد الأموى حدثنا محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن ابن عباس .هكذا وقع فى الأصول كلها، وفيها المخطوطة "ق"2 /19، وقد سقط من الإسناد الواسطة بين يحيى ومحمد بن عمرو، وهو سعيد بن أبان الأموى والد يحيى، فإنه أخرجه ابن جرير فى "تفسير "26 /27" "حدثنا يحيى ابن سعيد الأموى قال: ثنا أبى قال: ثنا محمد بن عمرو ...

وهذا إسناد رجاله ثقات غير محمد بن عمرو وهو ابن علقمة بن وقاص الليثى وهو مختلف فيه، والذى استقر عليه الرأى عند أهل العلم أنه حسن الحديث .وإليه أشار الحافظ بقوله فى "التقريب"."صدوق، له أوهام."

لكن قد اختلف عليه فى إسناده فرواه الأموى عنه هكذا عن ابن عباس موقوفا .ورواه الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو قال: ثنا كثير بن حبيش عن أنس بن مالک مرفوعا:" بينما أنا مضطجع فى المسجد " ...فذكر حديث الإسراء والمعراج وفيه:"فدنا إلى ربه فتدلى."

وفى رواية:"فدنا ربک فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى" ... "الحديث أخرجه ابن خزيمة فى "التوحيد" "ص "140-139باللفظ الأول، وابن جرير "28-27 /27"من طريق النضر وهو ابن شميل قال: أخبرنا محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص الليثى به.

وكثير بن حبيش –وقيل: خنيس– فيه ضعف، فإن كان محمد بن عمرو قد حفظه عنه فهو منكر لمخالفته للثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الذى دنا إنما هو جبريل عليه السلام، كما روى ابن جرير "27 /27"عن مسروق قال:"قالت لعائشة: ما قوله "ثم دنا فتدلى ..الآية"؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تیسرے اس سلسلے میں بعض روایات سند کے اعتبار سے کمزور بھی ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقالت: إنما ذاک جبريل، كان يأتيه في صورة الرجال، وأنه أتاه في هذه المرة في صورته، فسد أفق السماء ."وسنده صحيح، وهو عند مسلم بنحوه وقد مضى قريبا .وهو معارض لحديث ابن عباس هذا الموقوف إن ثبت عنه(مختصر العلو للعلي العظيم للذهبي، ص ۱۲۰، ۱۲۱، باب كتاب العلو،حققه واختصره : الألباني)

[1] حدثنا الهيثم بن خلف، ثنا يزيد بن عمرو بن البراء الغنوى، ثنا حفص بن عمر العدنى، نا موسى بن سعد، عن ميمون القناد، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال: نظر محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى ربه تبارک وتعالى، قال عكرمة: فقلت لابن عباس: نظر محمد إلى ربه؟ قال: نعم؛ جعل الكلام لموسى، والخلة لإبراهيم، والنظر لمحمد صلى الله عليه وسلم.

لم يرو هذا الحديث عن ميمون القناد إلا موسى بن سعد، تفرد به حفص بن عمر العدنى (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۹۶، باب الهاء)

قال الهيثمي:رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه حفص بن عمر العدنی، روى ابن أبی حاتم توثيقه عن أبی عبد الله الطهرانی، وقد ضعفه النسائی وغيره(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۳۹۶)

ثنا أحمد قال ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان قال ثنا النضر بن سلمة قال ثنا حفص بن عمر قال ثنا موسى قال سمعته يحدث عن عكرمة عن ابن عباس فی قوله تعالى "ثم دنا فتدلى"قال نظر محمد إلى ربه فی خضرة(الرد على من يقول القرآن مخلوق، لابی بكر النجاد، رقم الحديث ۸۶، ص ۶۲)

قال الذهبی:

حفص بن عمر بن ميمون العدنی الفرخ عن ثور بن يزيد وشعبة وعنه محمد بن المصفی وعباس الترقفی ضعفوه ق(الكاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة للذهبی، ج ۱ ص ۳۴۲، تحت رقم الترجمة ۱۱۵۹، حرف الخاء)

وقال ايضاً:

حفص بن عمر الأبلی: عن ثور بن يزيد، ومسعر بن كدام، تركوه، وهو العدنی، ويعرف بالفرخ، قال النسائی: ليس بثقة - .ق-(ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين ، للذهبی، ص ۹۴، تحت رقم الترجمة ۱۰۵۵، حرف الحاء)

وقال العقيلی:

حفص بن عمر العدنی يعرف بالفرخ لا يقيم الحديث(الضعفاء الكبير للعقيلی، ج ۱ ص ۲۷۳، تحت رقم الترجمة ۳۳۸)

وقال النسائی:

حفص الفرخ اليمانی العدنی وهو حفص بن عمر ليس بثقة (الضعفاء والمتروكين للنسائی، ص ۱۶۷، تحت رقم الترجمة ۱۳۳) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الخصائص الکبریٰ ''میں ''معجزات اور خصائص'' کے ذکر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو ذکر کیا ہے کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ اپنی آنکھ سے، اور ایک مرتبہ اپنے دل سے''۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن عدی:

ولحفص بن عمر الفرخ أحاديث غير هذا وعامة حديثه غير محفوظ وأخاف أن يكون ضعيفا كما ذكره النسائي (الكامل فی ضعفاء الرجال لابنِ عدی، ج ۳ص ۲۸۳، تحت ترجمة "حفص بن عمر بن ميمون العدنی الملقب فرخ"، رقم الترجمة ۵۰۸)

وقال ابن حجر:

حفص ابن عمر ابن ميمون العدنی الصنعانی أبو إسماعيل لقبه الفرخ بالفاء وسكون الراء والخاء المعجمة ضعيف من التاسعة ق (تقريب التهذيب، ص ۱۷۳، تحت رقم الترجمة ۱۴۲۰)

وقال ابن حبان:

حفص بن عمر العدنی يعرف بفرخ يروی عن مالک بن أنس وأهل المدينة كان ممن يقلب الأسانيد قلبا لا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد (المجروحين لابنِ حبان، ج ۱ ص ۲۵۷، تحت رقم الترجمة ۲۵۳)

وقال ابن الجوزی:

حفص بن عمر بن ميمون أبو إسماعيل اليمانی العدنی الأيلی ويعرف بفرخ
يروی عن مالک والحكم بن أبان والمفضل
قال النسائی ليس بثقة وقال العقيلی حفص يحدث بالأباطيل
وقال الدارقطنی ضعيف وقال ابن حبان كان يقلب الأسانيد لا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد (الضعفاء والمتروكون لابن الجوزی، ج ۱ ص ۲۲۴، تحت رقم الترجمة ۹۴۶، حرف الخاء)

وقال ابن حجر:

موسى ابن سعد المدنی مولى آل أبی بكر مجهول من السابعة بخ (تقريب التهذيب، ص ۵۵۱، تحت رقم الترجمة ۶۹۶۶)

[1] حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمی، ثنا جمهور بن منصور، ثنا إسماعيل بن مجالد، عن مجالد، عن الشعبی، عن ابن عباس قال: " رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل مرتين: مرة ببصره، ومرة بفؤاده "(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۵۶۴، ج ۱۲ ص ۹۰) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ہیثمی نے مذکورہ اثر کو طبرانی کے حوالے سے روایت کر کے فرمایا کہ اس روایت کے رجال صحیح ہیں، سوائے جمہور بن منصور کوفی کے، جن کو ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ [1]

اس حدیث سے بعض حضرات نے معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے زیارت کرنے کا سمجھ لیا۔

لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ اوّلاً تو مذکورہ حدیث میں معراج کا سرے سے ذکر نہیں۔

دوسرے مذکورہ روایت میں ایک راوی ''اسماعیل بن مجالد'' پائے جاتے ہیں، جن کو بعض حضرات نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ابنِ حبان نے ان کی طرف خطاء کی نسبت کی، اور عقیلی نے فرمایا کہ ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی، انہوں نے ان کی حدیث کو منکر قرار دیا۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال: نا جمهور بن منصور قال: ثنا إسماعيل بن مجالد، عن مجالد، عن الشعبي، أن عبد الله بن عباس، كان يقول: إن محمدا صلى الله عليه وسلم، رأى ربه مرتين: مرة ببصره، ومرة بفؤاده.

لم يرو هذا الحديث عن مجالد إلا ابنه إسماعيل "(المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٥٧٦١، باب الميم)

[1] قال الهيثمي:رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح، خلا جهور بن منصور الكوفي، وجهور بن منصور ذكره ابن حبان في الثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٤٩)

[2] "خ ت عس – إسماعيل "بن مجالد بن سعيد الهمداني أبو عمر الكوفي نزيل بغداد .روى عن أبيه وإسماعيل بن أبي خالد وسماك بن حرب وعبد الملك بن عمير وأبي إسحاق وغيرهم .وعنه ابنه عمر وسريج ابن يونس وأحمد بن أبي الطيب ويحيى بن معين وعثمان بن أبي شيبة وجماعة .قال عبد الله بن أحمد عن أبيه: " ما أراه إلا صدوقا "وعن يحيى بن معين:" ليس به بأس "وقال الدوري عنه: " ثقة "وقال البخاري: " صدوق "وقال أبو داود: " هو أثبت من أبيه "وقال النسائي:" ليس بالقوى "وقال الجوزجاني: " غير محمود "وقال أبو زرعة:" ليس ممن يكذب بمرة هو وسط "وقال أبو حاتم:" كان يكون ببغداد وهو كما شاء الله ."قلت: وروى الحاكم عن الدارقطني:" ليس فيه شك أنه ضعيف "ولما ذكره ابن شاهين في الثقات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التھذیب'' میں ان کے متعلق فرمایا کہ ''صدوق یخطئ'' [1]

تیسرے اس روایت میں ''مجالد بن سعید'' پر بھی محدثین نے جرح کی ہے، ابنِ حبان نے ان کے متعلق فرمایا کہ:

''کان ردیء الحفظ یقلب الأسانید ویرفع المراسیل لا یجوز الاحتجاج به''

یعنی ''یہ ردی تھا، یہ اسانید کو بدل دیتا تھا، اور مرسل احادیث کو مرفوع بنا دیتا تھا، اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں''۔ [2]

اور ابنِ معین نے اس راوی کے متعلق فرمایا کہ ''لا یحتج به''

اور امام احمد نے فرمایا کہ ''یرفع کثیرا مما لا یرفع الناس، لیس بشیء''

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حکی عن عثمان بن أبی شیبة أنه قال: " کان ثقة وصدوقا ولیتنی کنت کتبت عنه کان یحدث عن أبی إسحاق وسماک وبیان ولیس به بأس "وقال أبو الفتح الأزدی: " غیر حجة "وروی الهیثم عن الإمام أحمد: " صالح "وقال العجلی: " لیس بالقوی ,"وقال ابن عدی:" هو خیر من أبیه ویکتب حدیثه ,"وقال فی ترجمة ابنه عمر:" عنده عن أبیه غرائب ,"وقال ابن حبان فی الثقات:" یخطیء "وقال العقیلی: " لا یتابع علی حدیثه واستنکر له حدیثه عن إبراهیم بن زیاد عن هلال الوزان عن عروة عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لحسان: " اهجهم فإن روح القدس سیعینک "(تهذیب التهذیب، ج ۱ ص ۳۲۷، ۳۲۸، تحت رقم الترجمة ۵۸۸)

[1] إسماعیل ابن مجالد ابن سعید الهمدانی أبو عمر الکوفی نزیل بغداد صدوق یخطیء من الثامنة خ ت عس(تقریب التهذیب، ص ۱۰۹، تحت رقم الترجمة ۴۷۶)

[2] مجالد بن سعید بن عمیر الهمدانی من أهل الکوفة یروی عن الشعبی وقیس بن أبی خازم روی عنه أهل العراق مات سنة ثلاث أو أربع وأربعین ومائة من ذی الحجة وکان ردیء الحفظ یقلب الأسانید ویرفع المراسیل لا یجوز الاحتجاج به أخبرنا الحسن بن سفیان قال سمعت حرملة بن یحیی قال سمعت الشافعی یقول الحدیث عن حرام بن عثمان حرام والحدیث عن مجالد یجالد الحدیث وعن أبی العالیة الریاحی ریاح أخبرنا الزیادی قال حدثنا بن أبی شیبة قال سألت یحیی بن معین وسئل عن مجالد بن سعید فقال کان ضعیفا(المجروحین لابنِ حبان، ج۳ص ۱۱، تحت رقم الترجمة ۱۰۳۹، باب المیم)

www.idaraghufran.org

اور امام نسائی نے فرمایا کہ ''لیس بالقوی'' [1]

اور اشج نے ان کے متعلق فرمایا کہ ''أنه شیعی'' اور دار قطنی نے فرمایا کہ ''ضعیف'' [2]

اور محدثین نے بھی ان پر جرح کی ہے، اور ان کے حافظے کے متغیر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] م مقرونا: مجالد بن سعيد بن عمير بن بسطام الهمدانی الكوفی .
روى عن: قيس بن أبی حازم، ومرة الهمدانی، والشعبی، وأبی الوداک، وأمثالهم.
وعنه: ابنه إسماعيل، وابن المبارک، وحفص بن غياث، ويحيى القطان، وأبو أسامة، ومحمد بن بشر، وطائفة.قال ابن معين وغيره: لا يحتج به.
وقال أحمد بن حنبل: يرفع كثيرا مما لا يرفع الناس، ليس بشیء.وقال النسائی: ليس بالقوی.
وقال أبو سعيد الأشج: ذكر رجل عثمان – رضی الله عنه – عند مجالد فقال لغلامه: جره واطرحه فی البئر.قلت: هذه حكاية مرسلة.وقال إسماعيل بن مجالد: عاش أبی ستا وتسعين سنة.
قلت: أدرک جماعة من الصحابة لكن ليس له عنهم شیء .توفی مجالد سنة أربع وأربعين ومائة(تاريخ الاسلام للذهبی، ج۳ص۹۷۷، ۹۷۸، تحت رقم الترجمة ۴۰۳)

[2] مجالد بن سعيد [عو، م معا] الهمدانی.مشهور صاحب حديث على لين فيه.
روى عن قيس بن أبی حازم، والشعبی.وعنه يحيى القطان، وأبو أسامة، وجماعة.
قال ابن معين وغيره: لا يحتج به.وقال أحمد: يرفع كثيرا مما لا يرفعه الناس، ليس بشیء.
وقال النسائی: ليس بالقوی.وذكر الاشج أنه شيعی.وقال الدارقطنی: ضعيف.
وقال البخاری: كان يحيى بن سعيد يضعفه، وكان ابن مهدی لا يروی عنه.
وقال الفلاس: سمعت يحيى بن سعيد يقول: لو شئت أن يجعلها لی مجالد كلها عن الشعبی، عن مسروق، عن عبد الله – فعل.
وقيل لخالد الطحان: دخلت الكوفة فلم لم تكتب عن مجالد؟ قال: لانه كان طويل اللحية.
قلت: من أنكر ماله: عن الشعبی، عن مسروق، عن عائشة – مرفوعاً.
لو شئت لاجری الله معی جبال الذهب والفضة(ميزان الاعتدال للذهبی، ج۳ص۴۳۸، تحت رقم الترجمة ۷۰۷۰)

[3] مجالد "بن سعيد بن عمير بن بسطام بن ذی مران بن شرحبيل بن ربيعة بن مرثد بن جشم الهمدانی أبو عمرو ويقال أبو سعيد الكوفی روى عن الشعبی وقيس بن أبی حازم وأبی الوداک جبر بن نوف وزياد بن علاقة ومحمد بن بشر الهمدانی ومرة ووبرة بن عبد الرحمن وغيرهم وعنه ابنه إسماعيل وإسماعيل بن أبی خالد وهو من أقرانه وجرير بن حازم وشعبة والسفيانان وابن المبارک وعبد الواحد بن زياد وهشيم وحماد بن زيد وسعيد بن زيد وعيسى بن يونس وحفص بن غياث ويحيى بن زائدة وابن فضيل وأبو عقيل الثقفی وابن نمير وعبد الرحيم بن سليمان وأبو خالد الأحمر وأبو إسماعيل المؤدب وعبدة بن سليمان ويحيى القطان وأبو أسامة ومحاضر بن المورع وغيرهم قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چوتھے خود "مجالد بن سعید" سے ہی مروی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو دل سے دیکھنے کی تصریح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البخاری کان یحیی بن سعید یضعفه وکان بن مهدی لا یروی عنه وکان أحمد بن حنبل لا یراه شیئا وقال بن المدینی قلت لیحیی بن سعید مجالد قال فی نفسی منه شیء وقال أحمد بن سنان القطان سمعت بن مهدی یقول حدیث مجالد عند الأحداث أبی أسامة وغیره لیس بشیء ولکن حدیث شعبة وحماد بن زید وهشیم وهؤلاء یعنی أنه تغیر حفظه فی آخر عمره وقال عمرو بن علی سمعت یحیی بن سعید یقول لبعض أصحابه أین تذهب قال إلی وهب بن جریر اکتب السیرة عن أبیه عن مجالد قال تکتب کذبا کثیرا لو شئت أن یجعلها إلی مجالد کلها عن الشعبی عن مسروق عن عبد الله فعل وقال أبو طالب عن أحمد لیس بشیء یرفع حدیثا کثیرا لا یرفعه الناس وقد احتمله الناس وقال الدوری عن بن معین لا یحتج بحدیثه وقال بن أبی خیثمة عن بن معین ضعیف واهی الحدیث کان یحیی بن سعید یقول لو أردت أن یرفع لی مجالد حدیثه کله رفعه قلت ولم یرفعه قال للضعف وقال بن أبی حاتم سئل أبی یحتج بمجالد قال لا وهو أحب إلی من بشر بن حرب وأبی هارون العبدی وشهر بن حوشب وعیسی الخیاط وداود ولیس مجالد بقوی فی الحدیث وقال النسائی لیس بالقوی ووثقه مره وقال بن عدی له عن الشعبی عن جابر أحادیث صالحة وعن غیر جابر وعامة ما یرویه غیر محفوظة وقال عمرو بن علی وغیره مات سنة أربع وأربعین ومائة فی ذی الحجة حدیثه عند مسلم مقرون قلت وقال یعقوب بن سفیان تکلم الناس فیه وهو صدوق وقال الدارقطنی یزید بن أبی زیاد أرجح منه ومجالد لا یعتبر به وقال الساجی قال محمد بن المثنی یحتمل حدیثه لصدقه وقال بن سعد کان ضعیفا فی الحدیث وقال العجلی جائز الحدیث إلا أن بن مهدی کان یقول أشعث بن سوار کان اقرأ منه قال العجلی بل مجالد أرفع من أشعث وکان یحیی بن سعید یقول کان مجالد یلقن فی الحدیث إذ لقن وقال البخاری صدوق وقان بن حبان لا یجوز الاحتجاج به وقال الذهبی أورد البخاری فی کتاب الضعفاء فی ترجمة مجالد حدیثا من طریق عن الشعبی عن بن عباس فی فضل فاطمة وهو موضوع صریح ما کان ینبغی أن یذکر فی ترجمة مجالد فإن المتهم به راو رواه عن عبد الله بن نمیر والآفة من الراوی المذکور فیه (تهذیب التهذیب، ج ۱۰ ص ۳۹ الیٰ ۴۱، تحت رقم الترجمة ۶۵، حرف المیم، من اسمه مجالد)

[1] حدثنی عمی، قال :ثنا عبد الرزاق، قال :أخبرنا ابن عیینة، عن مجالد بن سعید، عن الشعبی، عن عبد الله بن الحارث، قال :اجتمع ابن عباس وکعب ، فقال ابن عباس : إنا بنو هاشم، نزعم أو نقول :إن محمدا رأی ربه مرتین ، قال :فکبر کعب حتی جاوبته الجبال، فقال :إن الله قسم رؤیته وکلامه بین محمد، وموسی، صلی الله علیهما وسلم فرآه محمد صلی الله علیه وسلم بقلبه، وکلمه موسی(التوحید،لابن خزیمة ،ج۲ ص ۵۶۰ ،باب ذکر أخبار رویت عن عائشة رضی الله عنها فی إنکار رؤیة النبی)

www.idaraghufran.org

پانچویں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تردید بھی مروی ہے۔ [1]

چھٹے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے معتبر اور متعدد اسناد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی دل سے رؤیت ہونے کی تصریح مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى)(وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى)قَالَ:رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٧٦"٢٨٥"كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل:ولقد رآه نزلة أخرى، وهل رأى النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ''اور''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى '' کے بارے میں فرمایا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنے دل سے دومرتبہ دیکھا (مسند احمد، نسائی)

اور حضرت ابوالعالیہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ:(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) قَالَ

---

[1] حدثنا ابن أبى عمر قال :حدثنا سفيان، عن مجالد، عن الشعبى، قال :لقى ابن عباس كعبا بعرفة فسأله عن شىء فكبر حتى جاوبته الجبال، فقال ابن عباس :إنا بنو هاشم، فقال كعب :إن الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى، فكلم موسى مرتين، ورآه محمد مرتين .قال مسروق :فدخلت على عائشة، فقلت :هل رأى محمد ربه؟ فقالت :لقد تكلمت بشىء قف له شعرى، قلت :رويدا ثم قرأت (لقد رأى من آيات ربه الكبرى) قالت " :أين يذهب بك؟ إنما هو جبريل، من أخبرك أن محمدا رأى ربه، أو كتم شيئا مما أمر به، أو يعلم الخمس التى قال الله تعالى (إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث)فقد أعظم الفرية، ولكنه رأى جبريل، لم يره فى صورته إلا مرتين :مرة عند سدرة المنتهى، ومرة فى جياد له ست مائة جناح قد سد الأفق :"وقد روى داود بن أبى هند، عن الشعبى، عن مسروق، عن عائشة، عن النبى صلى الله عليه وسلم نحو هذا الحديث وحديث داود أقصر من حديث مجالد(سنن الترمذى، رقم الحديث ٣٢٧٨، ابواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة والنجم)

www.idaraghufran.org

رَأٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ بِقَلْبِهٖ مَرَّتَيْنِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۹۵۶، السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۱۱۴۷۱) [۱]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی'' کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو اپنے دل سے دو مرتبہ دیکھا (مسند احمد، نسائی)

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی'' قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهٖ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۲۸۱، ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة النجم) [۲]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی'' کے بارے میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنے دل سے دیکھا (ترمذی)

اس طرح کی احادیث اور اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے ہمارے دوسرے مضمون ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

امام بیہقی نے ''فكان قاب قوسين أو أدنى'' میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی تفسیر کی صورت میں فرمایا کہ:

''اس صورت میں مذکورہ آیت میں مذکور قرب سے قربتِ مکانی مراد نہیں ہوگی، بلکہ قربتِ اکرام مراد ہوگی، کیونکہ اس آیت میں ''أو أدنىٰ'' کے الفاظ کرامت مراد ہونے کا قرینہ ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں:

''وإذا سألك عبادي عني فإني قريب''

قربتِ اجابت مراد ہے۔

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

[۲] قال الترمذی: هذا حديث حسن.

www.idaraghufran.org

اور جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں ''ونحن أقرب إليه منكم'' اور ''ونحن أقرب إليه من حبل الوريد ''میں قربتِ علم وقدرت مراد ہے، قربِ بقعہ اور قربِ مکانی مراد نہیں، احادیث میں بھی اس کی نظیر پائی جاتی ہے۔

پھر امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت مراد ہونے کے بجائے، جبریل علیہ السلام کی رؤیت کے معنیٰ زیادہ صحیح ہیں، اور اس کے قائل زیادہ بڑے اور اکثر حضرات ہیں، اور حضرت عائشہ اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی روایات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، وہ اس معنیٰ کی صحت پر دلالت کرتی ہیں''۔ [1]

---

[1] وعن مجاهد فی قوله عز وجل:"فكان قاب قوسين أو أدنى"يعنى: حيث الوتر من القوس، يعنى ربه تبارک وتعالى من جبريل عليه السلام .

قلت: فعلى هذه الطريقة المراد بالقرب المذكور فى الآية قرب من حيث الكرامة لا من حيث المكان، ألا تراه قال:"أو أدنى" وإنما يتصور الأدنى من قاب قوسين فى الكرامة، وهو كقوله عز وجل:"وإذا سألک عبادى عنى فإنى قريب "يعنى: بالإجابة، ألا تراه قال:"أجيب دعوة الداع إذا دعان"وقد قال:"ونحن أقرب إليه منكم "وقال:"ونحن أقرب إليه من حبل الوريد "وإنما أراد بالعلم والقدرة لا قرب البقعة، ونظيره من الحديث.

ما أخبرنا أبو زكريا بن أبى إسحاق المزكى، أنا أبو محمد عبد الله بن إسحاق الخراسانى، ثنا يحيى يعنى ابن جعفر بن الزبرقان، أنا على بن عاصم، أنا خالد الحذاء، عن أبى عثمان، عن أبى موسى، رضى الله عنه قال: كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى غزاة، فجعلنا لا نصعد شرفا ولا نهبط واديا إلا رفعنا أصواتنا بالتكبير، والتفت إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا أيها الناس، ضعوا من أصواتكم؛ فإنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، إن الذى تدعون دون ركابكم .ثم قال صلى الله عليه وسلم: يا عبد الله بن قيس .قلت: لبيک يا رسول الله .قال: ألا أدلک على كنز من كنوز الجنة؟ قلت: بلى .قال صلى الله عليه وسلم: لا حول ولا قوة إلا بالله .ورواه عبد الوهاب الثقفى عن خالد الحذاء .فقال فى الحديث: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيها الناس؛ إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، إنما تدعون سميعا قريبا، والذى تدعونه أقرب إلى أحدكم من عنق راحلة أحدكم .

أخبرناه أبوعبد الله الحافظ، أنا أبو الفضل بن إبراهيم، ثنا أحمد بن سلمة، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنا عبد الوهاب الثقفى، فذكره .رواه مسلم عن إسحاق بن إبراهيم .

والطريقة الأولى فى معنى الآية أصح، والقائلون بها أكبر وأكثر .وفى رواية عائشة وابن مسعود رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم ما دل على صحتها (الاسماء والصفات للبيهقى، ج۲، ص ۳۵۳، ۳۵۴، جماع أبواب إثبات صفات الفعل ، باب ما جاء فى قول الله عز وجل : ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى )

www.idaraghufran.org

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلَـمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمَ إِيْمَانًا مِنْ غَيْرِهٖ رَآهُ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، وَهِيَ رُؤْيَةُ مَنَامٍ بِالْمَدِيْنَةِ، كَمَا نَطَقَتْ بِذٰلِكَ الْأَحَادِيْثُ الْمَأْثُوْرَةُ عَنْه، وَأَمَّا لَيْلَةُ الْمِعْرَاجِ فَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمَعْرُوْفَةِ أَنَّهٗ رَآهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ، لٰكِنْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ، رَوَاهُ الْخَلَّالُ مِنْ طَرِيْقِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، وَذَكَرَهُ الْقَاضِيْ أَبُوْ يَعْلٰى فِيْ" إِبْطَالِ التَّأْوِيْلِ " ، وَالَّذِيْ نَصَّ عَلَيْهِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي الرُّؤْيَةِ هُوَ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَا قَالَهٗ أَصْحَابُهٗ، فَتَارَةً يَقُوْل: رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مُتَّبِعًا لِأَبِيْ ذَرٍ، فَإِنَّهٗ رَوٰى بِإِسْنَادِهٖ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ بِفُؤَادِهٖ.

وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَقَالَ: نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ، وَلَمْ يُنْقَلْ هٰذَا السُّؤَالُ عَنْ غَيْرِ أَبِيْ ذَرٍّ . وَأَمَّا مَا يَذْكُرُهٗ بَعْضُ الْعَامَّةِ مِنْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نَعَمْ رَأَيْتُهٗ "، وَأَنَّ عَائِشَةَ سَأَلَتْهُ، فَقَالَ " :لَمْ أَرَهُ "فَهُوَ كَذِبٌ، لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَلَا يُجِيْبُ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَاحِدَةٍ بِالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ مُطْلَقًا، فَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهٖ اِتَّبَعَهٗ أَحْمَدُ، مَعَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ .

وَتَارَةً يَقُوْلُ أَحْمَد: رَآهُ .فَيُطْلِقُ اللَّفْظَ وَلَا يُقَيِّدُهٗ بِعَيْنٍ وَلَا قَلْبٍ

اِتِّبَاعًا لِلْحَدِيْثِ، وَتَارَةً يَسْتَحْسِنُ قَوْلَ مَنْ يَقُول: رَآه، وَلَا يَقُوْلُ بِعَيْنٍ وَلَا قَلْبٍ ، وَلَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ الَّذِيْنَ بَاشَرُوْهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: رَآهُ بِعَيْنِهٖ، وَقَدْ ذَكَرَ مَا نَقَلُوْهُ عَنْ أَحْمَدَ الْخَلَّالِ فِيْ كِتَابِ "السُّنَّةِ "وَغَيْرِهٖ. وَكَذٰلِكَ لَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَال: رَآهُ بِعَيْنِهٖ "، بَلِ الثَّابِتُ عَنْهُ إِمَّا الْإِطْلَاقُ، وَإِمَّا التَّقْيِيْدُ بِالْفُؤَادِ.

وَقَدْ ذَكَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ، كَالْقَاضِيْ أَبِيْ يَعْلٰى وَمَنِ اتَّبَعَهٗ عَنْ أَحْمَدَ ثَلَاثَ رِوَايَاتٍ فِيْ رُؤْيَتِهٖ تَعَالٰى: إِحْدَاهَا: أَنَّهٗ رَآهُ بِعَيْنِهٖ، وَاخْتَارُوْا ذٰلِكَ، وَكَذٰلِكَ اِخْتَارَهُ الْأَشْعَرِيُّ وَطَائِفَةٌ .وَلَمْ يَنْقُلْ هٰؤُلَاءِ عَنْ أَحْمَدَ لَفْظًا صَرِيْحًا بِذٰلِكَ، وَلَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلٰكِنَّ الْمَنْقُوْلَ الثَّابِتَ عَنْ أَحْمَدَ مِنْ جِنْسِ النُّقُوْلِ الثَّابِتَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِمَّا تَقْيِيْدُ الرُّؤْيَةِ بِالْقَلْبِ، وَإِمَّا إِطْلَاقُهَا، وَأَمَّا تَقْيِيْدُهَا بِالْعَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ لَا عَنْ أَحْمَدَ وَلَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَأَمَّا مَنْ سِوَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ ذَكَرَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ اِتِّفَاقَ السَّلَفِ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ بِعَيْنِهٖ، وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَنْ يَرٰى رَبَّهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ، وَهٰذَا لِبَسْطِهٖ مَوْضِعٌ آخَرُ.

وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ هُنَا أَنَّ كَثِيْرًا مِّنَ السَّالِكِيْنَ يَرِدُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحْوَالِ مَا يَصْطَلِمُهٗ ، حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّهٗ هُوَ الْحَقُّ، وَأَنَّ الْحَقَّ فِيْهِ، أَوْ أَنَّ الْحَقَّ يَتَكَلَّمُ عَلٰى لِسَانِهٖ، أَوْ أَنَّهٗ يَرَى الْحَقَّ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ الَّذِيْ يُشَاهِدُوْنَهٗ وَيُخَاطِبُوْنَهٗ هُوَ الشَّيْطَانُ، وَفِيْهِمْ مَنْ يَرٰى عَرْشًا عَلَيْهِ نُوْرٌ،

وَيَرَى الْمَلَائِكَةَ حَوْلَ الْعَرْشِ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ، وَتِلْكَ الشَّيَاطِيْنُ حَوْلَهٗ، وَقَدْ جَرٰى هٰذَا لِغَيْرِ وَاحِدٍ (منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة القدرية. لابن تيمية، ج۵، ص ۳۸۴، الیٰ ۳۸۸، الفصل الثانی فی أن مذهب الإمامية واجب الاتباع، الكلام على رؤية الله تعالى)

ترجمہ: اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان دوسروں کے مقابلہ میں سب سے عظیم تر تھا، تو آپ نے رب تعالیٰ کو سب سے بہتر شکل میں دیکھا، لیکن یہ رؤیت مدینہ منورہ میں نیند (اور خواب) میں واقع ہوئی، جیسا کہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث میں صراحت ہے، جہاں تک معراج کی رات کا تعلق ہے، تو معروف احادیث میں سے کسی حدیث میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو معراج کی رات میں دیکھا ہے، البتہ اس بارے میں ایک موضوع ومن گھڑت حدیث ہے، جس کے موضوع ومنگھڑت ہونے پر حدیث کے اہلِ علم حضرات کا اتفاق ہے، اور اس کو خلال نے ابوعبید کے طریق سے روایت کیا ہے، اور اس کو قاضی ابویعلیٰ نے ''ابطال التاویل'' میں ذکر کیا ہے۔ [1]

اور امام احمد نے اس رؤیت کے بارے میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے منقول ہے، کبھی یہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے دیکھا ہے، ابوذر کی اتباع کرتے ہوئے، کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی

---

[1] ملحوظ رہے کہ قاضی ابویعلیٰ کی ''ابطال التاویل'' میں تو اس روایت کو خلال کی سنن کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، مگر خود خلال کی کتاب السنۃ بلکہ دوسری کتب میں بھی ہمیں اس روایت کا ذکر نہیں ملا، اور اصل ونقل میں تعارض کے وقت اصل کو ترجیح ہوا کرتی ہے، لہٰذا ابوبکر خلال کی طرف اس کی نسبت محلِ نظر ہے، اور جب تک سند سے کوئی روایت ثابت نہ ہو، اس کا ثبوت مشکل ہے۔

البتہ تاریخ بغداد میں اس کا ذکر طبرانی کی سند سے ملا ہے، مگر اس کی سند پر کلام ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔

اور صحیح مسلم میں یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور تھا، میں اس کو کیسے دیکھ لیتا؟ اور یہ سوال حضرت ابوذر کے علاوہ کسی اور سے منقول نہیں، اور بعض عام لوگ یہ بات جو ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سوال کیا، تو فرمایا کہ میں نے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا، یہ بات جھوٹ ہے، جس کو اہلِ علم میں سے کسی نے روایت نہیں کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسئلہ کے بارے میں مطلق نفی اور مطلق اثبات کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے، جس سے آپ پاک ہیں، پس جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ دوسروں کے مقابلہ میں اس مسئلہ کو زیادہ جانتے تھے، تو امام احمد نے ان کی اتباع کی، باوجویکہ صحیح سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی دو مرتبہ قلب سے زیارت کی ہے۔

اور بعض اوقات امام احمد نے یہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے، اور آپ نے الفاظ عام بولے، نہ تو آنکھ سے دیکھنے کی قید لگائی، اور نہ دل سے دیکھنے کی قید لگائی، حدیث کی اتباع کرتے ہوئے۔

اور بعض اوقات امام احمد اس کے قول کی تحسین کرتے ہیں، جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، اور وہ آنکھ اور دل سے دیکھنے کی قید نہیں لگاتا، اور امام احمد کے ساتھیوں میں سے کسی سے بھی، جنہوں نے امام احمد کی صحبت اختیار کی، یہ منقول نہیں کہ امام احمد نے یہ فرمایا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے

دیکھا ہے، اور جنہوں نے امام احمد سے نقل کیا ہے اس کو خلال نے ''کتـــــابُ السنة'' وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

اور اسی طرح حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ کسی نے بھی یہ نقل نہیں کیا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے، بلکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے، یا تو مطلق دیکھنا منقول ہے، یا دل سے دیکھنے کی قید کے ساتھ منقول ہے۔

اور امام احمد کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے جیسا کہ قاضی ابویعلیٰ اور ان کے متبعین نے امام احمد سے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے بارے میں تین روایات ذکر کی ہیں، ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا، جس کو انہوں نے اختیار کیا، اور اسی طریقہ سے اشعری اور ایک جماعت نے اختیار کیا، حالانکہ ان حضرات نے امام احمد سے اس کے متعلق کوئی صریح لفظ ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، بلکہ امام احمد سے جو صحیح سند کے ساتھ منقول ہے، وہ اسی طرح کی بات منقول ہے، جو حضرت ابنِ عباس سے منقول ہے، یعنی یا تو دل کے ساتھ دیکھنا، یا مطلق دیکھنا، اور جہاں تک آنکھ سے دیکھنے کی قید کا تعلق ہے، تو وہ نہ امام احمد سے ثابت ہے، اور نہ حضرت ابنِ عباس سے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے کے متعلق امام احمد نے سلف کا اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ کسی نے بھی اللہ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا، اور صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم یہ بات جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتا، اور اس کی تفصیل دوسرے موقع پر بیان کی گئی ہے۔

اور یہاں تو مقصود یہ ہے کہ بہت سے سالکین کو اس طرح کے احوال پیش آتے

ہیں، جوان کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حق ہے، اور حق اسی میں ہے، یا وہ حق بات کا اپنی زبان سے کلام کرتے ہیں، یا وہ حق دیکھتے ہیں وغیرہ، حالانکہ جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں، اور جس سے وہ خطاب کرتے ہیں، وہ شیطان ہوتا ہے، اور بعض سالکین عرش اور اس پر نور کو دیکھتے ہیں، یا عرش کے اردگرد فرشتوں کو دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، اور اس کے اردگرد بھی شیاطین ہوتے ہیں، اور یہ بہت سے سالکین کو پیش آتا ہے (منہاج السنۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کرنے کی حدیث تو صحیح ہے، لیکن معراج کی رات میں آنکھوں سے زیارت کرنے، یا کسی اور موقع پر اللہ کی آنکھوں سے زیارت کرنے کا مستند ثبوت نہیں اور امام احمد سے بھی مستند طریقہ پر اس کا ثبوت نہیں، اور مطلق رؤیت ''منام'' یا ''قلب'' کے ساتھ رؤیت پر محمول ہے۔

اور علامہ ابنِ تیمیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ اَلْإِسْرَاءُ وَإِنْ كَانَ حَقًّا وَرُؤْيَةُ مُحَمَّدٍ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَتْ بِهَا آثَارٌ ثَابِتَةٌ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَآهُ بِالْمَدِيْنَةِ فِي الْمَنَامِ لٰكِنْ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ لَيْلَةِ الْإِسْرَاءِ مِنَ الْمُوْضُوْعَاتِ الْمَكْذُوْبَاتِ كَمَا سَيَأْتِيْ بَيَانُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِيْ رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى وَإِنَّمَا ذَكَرَ أَنَّ رَبَّهُ أَتَاهُ فِي الْمَنَامِ وَقَالَ لَهُ هٰذَا وَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ مَنَامِهِ وَلِهٰذَا لَمْ يَحْتَجَّ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ بِهٰذَا بَلْ رَوَوْهُ لِلْاِحْتِجَاجِ وَلَمْ يَثْبُتْهُ أَحَدٌ فِي الْأَحَادِيْثِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ كَمَا بَيَّنَاهُ فَتَبَيَّنَ أَنَّ

الْقَاضِيْ لَيْسَ مَعَهُ مَا اعْتَمَدَ عَلَيْهِ فِيْ رَوَايَةِ الْيَقِظَةِ إِلَّا قَوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَآيَةُ النَّجْمِ (بیان تلبیس الجهمية فی تأسیس بدعهم الكلامية لابنِ تيمية، ج۷ص۲۸۷، ۲۸۸، ، مناقشة الاقوال فی الرؤية)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ معراج کا واقعہ اگر چہ برحق ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے بارے میں بھی آثار ثابت ہیں، اور یہ (رؤیتِ الٰہی سے متعلق) حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو مدینہ منورہ میں خواب میں دیکھا، لیکن یہ حدیث مذکورہ لفظ کے ساتھ معراج کی رات کے بارے میں گھڑی ہوئی اور جھوٹی حدیثوں میں سے ہے، جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا، پھر یہ فرمایا کہ فرشتوں کی جماعت اس چیز میں بحث کر رہی ہے، بلکہ یہ ذکر فرمایا کہ آپ کا رب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں آیا، اور یہ فرمایا کہ مدینہ میں خواب میں آپ کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مبارک رکھا، اور اسی وجہ سے حدیث کے اہلِ علم حضرات میں سے کسی نے بھی اس سے دلیل نہیں پکڑی، بلکہ خود اس روایت کو دلیل پکڑنے کے لئے روایت کیا ہے، اور کسی نے بھی اہلِ علم کے نزدیک مشہور احادیث میں اس کو ثابت نہیں مانا، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قاضی کے پاس کوئی ایسی بیداری سے متعلق قابلِ اعتماد روایت نہیں ہے، سوائے ابنِ عباس کے قول اور سورہ نجم کی آیت کے (تلبیس الجہمیۃ)

کئی اہلِ علم حضرات نے معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے براہِ راست کلام کرنے کی بھی تردید کی ہے، اور اس سلسلے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی

طرف منسوب ایک صحیفے ''الإسراء والمعراج للإمام ابن عباس ''میں اس طرح کی باتوں کا ذکر ہونے، اور اس صحیفے کے جھوٹ اور کذب پر مبنی ہونے کی تصریح کی ہے۔

نیز اس طرح کا مضمون اس تفصیلی حدیث میں بھی مروی ہے، جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے علامہ ابنِ عراق کنانی نے ذکر کی ہے، اور اس کی سند بھی جھوٹی ہے، اس روایت کا ذکر آگے آتا ہے۔ [1]

---

[1] قصة كلام النبى صلى الله عليه وسلم مع ربه ليلة الإسراء: نواصل فى هذا التحذير تقديم البحوث العلمية الحديثية للقارء الكريم، حتى يقف على حقيقة هذه القصة التى اشتهرت على ألسنة كثير من الوعاظ والقصاص، وهى قصة "كلام النبى صلى الله عليه وسلم مع ربه ليلة الإسراء "حول عطائه للأنبياء جائت فى كتاب منسوب إلى الصحابى الجليل ابن عباس رضى الله عنهما ويسمى "الإسراء والمعراج للإمام ابن عباس رضى الله عنهما."

قلت: وهو ملىء بالكذب والأباطيل، وابن عباس برىء من هذا الكتاب الذى اشتهر وانتشر لصغر حجمه حيث يحتوى على ست وأربعين صفحة، ورخص ثمنه واحتوائه على عجائب منكرة يستميل بها القصاص والوعاظ قلوب العوام.

ففى (ص 35، 36، 37) جائت قصة كلام النبى صلى الله عليه وسلم مع ربه حول عطائه للأنبياء، حيث نسب إلى النبى صلى الله عليه وسلم أنه ليلة الإسراء والمعراج رُفِع له الحجاب وكلَّم ربه فقال:" إلهى وسيدى، إنى أسألك شيئًا .قال الله تعالى: وعزتى وجلالى لقد آليت على نفسى من قبل أن أخلق آدم بألفى عام أن لا تسألنى شيئًا إلا أعطيتك .فقلت: إلهى وسيدى ومولاى، خلقت آدم بيدك ونفخت فيه من رُوحك وأسجدت له ملائكتك، واتخذت إبراهيم خليلاً، وكلمت موسى تكليمًا، ورفعت إدريس مكانًا عليّا، وأعطيت داود زَبُورًا، وغفرت له ذنبًا عظيمًا، وأعطيت سليمان ملكًا عظيمًا، وسخرت له الإنس والجن، والطير والوحش والريح، وخلقت عيسى بكلمتك فبمَ فضَّلتنى كما فضلت هؤلاء؟ قال الله تعالى: يا محمد، إن كنت خلقت آدم بيدى، فقد خلقته من طين، وخلقتك من نور وجهى، وإن كنت اتخذت إبراهيم خليلاً فقد اتخذتك حبيبًا، والحبيب أفضل من الخليل، وإن كنت كلمت موسى تكليمًا، فقد كلمته من وراء حجاب على طور سيناء، وكلمتك على بساط القُرب بغير حجاب، وإن كنت رفعت إدريس مكانًا عليّا، فإنما رفعته إلى السماء الرابعة، ورفعتك إلى مكان لم يصل إليه غيرك، وإن كنت أعطيت سليمان ملكًا عظيمًا، فقد جعلت لك الأرض مسجدًا والتراب طهورًا، وإن كنت أعطيت داود زبورًا، فقد أعطيتك سبعًا من المثانى والقرآن العظيم، وفيه سورة الفاتحة وسورة البقرة وسورة آل عمران، ما قرأها أحد من أمتك إلا غفرت له ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر وعدد الرمل، وإن كنت خلقت عيسى بكلمتى فقد شققت لك اسمًا من أسمائى، وجعلت اسمك مع اسمى لا يقول عبد: لا إله إلا الله إلا يقول: محمد رسول الله .ومَنْ لم يقر برسالتك فلا أقبل منه عمله وهو فى الآخرة من الخاسرين ."...اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# سورہ نجم کا انکار کرنے پر نبی علیہ السلام کی بددعاء کی روایت

## ابونعیم اصبہانی نے ھبار بن اسود کی سند سے ابولہب کے بیٹے عتیبۃ کے متعلق یہ حدیث

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقصة كلام النبى صلى الله عليه وسلم مع ربه حول عطائه للأنبياء ليلة الإسراء والمعراج أوردها الإمام ابن عراق فى "تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة (169-155-1) " فى حديث ابن عباس الطويل، حيث بلغ خمسة وسبعين وثلاثمائة سطر، وفيه بعض الزيادات التى نسبت إلى الرسول صلى الله عليه وسلم أنه قال: " ما سمعت شيئًا قط ألذ ولا أحلى من نغمة كلام الله فاستأنست إليه من لذاذة نغمته حتى كلمته بحاجتى؛ فقلت: يا رب، إنک اتخذت إبراهيم خليلاً، وكلمت موسى تكليمًا، ورفعت إدريس مكانًا عليّا، وآتيت سليمان ملكًا لا ينبغى لأحد من بعده، وآتيت داود زبورًا فما لى يا رب "...القصة.

قلت: ولقد جاء فى القصة التى أوردها ابن عراق فى ختامها ما نُسب إلى النبى صلى الله عليه وسلم "ثم أفضى إلىَّ من بعد هذا بأمور لم يأذن لى أن أحدثكم بها، فلما عهد إلى عهده وتركنى ما شاء الله ثم استوى على عرشه سبحانه بجلاله ووقاره وعزّه نظرت فإذا قد حيل بينى وبينه "...اهـ.

وفى أول القصة قيل: إن النبى صلى الله عليه وسلم وجد ربه حين كشف حجبه مستوٍ على عرشه فى وقاره وعزّه ومجده وعلوه ..اهـ.

التخريج والتحقيق للقصة.

الحديث الذى جائت به هذه القصة: أخرجه ابن مردويه فى "التفسير "من حديث ابن عباس من طريق ميسرة بن عبد ربه، كذا فى "تنزيه الشريعة(169-1) "، وأخرجه ابن حبان فى "المجروحين (11-3) "قال:" أخبرنا محمد بن بشردوت النّسَوى، قال: حدثنا حميد بن زنجويه قال: حدثنا محمد بن خراش الموصلى قال: حدثنا على بن قتيبة عن ميسرة عن عبد ربه قال: حدثنا عمر بن سليمان الدمشقى عن الضحاک بن مزاحم عن ابن عباس مرفوعًا.

1ـ :قال ابن عراق فى "تنزيه الشريعة" :(169-1) "أخرج ابن حبان قطعة منه."

قلت:" وهذا إجمال ما قد فصلنا، حيث بيّنا أنه أخرجه فى كتابه "المجروحين "لا فى "صحيحه" هذا بالنسبة لمصنفات ابن حبان."

أما قول ابن عراق: " أخرج ابن حبان قطعة منه "فهو إجمال بالنسبة للمتن؛ فابن حبان يعرف متن الحديث بطوله، والدليل على هذا: أنه بعد أن ذكر هذه القطعة من حديث ابن عباس من طريق ميسرة بن عبد ربه عن عمر بن سليمان قال:" فذكره بطوله أكره ذكره لشهرته عند من كتب الحديث وطلبه ."اهـ.

قلت: ثم بيّن الإمام ابن حبان فى "المجروحين (11-3) "علة الحديث، فقال: ميسرة بن عبد ربه الفارسى من أهل دَورق، كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات، ويضع المعضلات على الثقات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

روایت کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی الحث علی الخیر، والزجر عن الشر لا یحل کتابة حدیثه إلا علی سبیل الاعتبار ."اھ۔

قلت: ثم أخرج ابن حبان هذا الحدیث دلیلاً علی أن میسرة بن عبد ربه یروی الموضوعات وذکر قطعة منه ثم قال:" فذکر – أی میسرة بن عبد ربه – حدیثًا طویلاً فی قصة المعراج شبیهًا بعشرین ورقة."

وعلل ابن حبان عدم ذکره للحدیث بطوله حیث قال:" أکره ذکره لشهرته عند من کتب الحدیث وطلبه ."اھ۔

2۔ :أورده الإمام البخاری فی کتابه "الضعفاء الصغیر "ترجمة (355)ثم قال:" میسرة بن عبد ربه یُرْمی بالکذب ."اھ۔

3۔ : أورده الإمام النسائی فی کتابه "الضعفاء والمتروکین "ترجمة (580)ثم قال:" میسرة بن عبد ربه متروک ."اھ۔

"فائدة"

قلت: هذا المصطلح عند النسائی له معناه، حیث قال الحافظ ابن حجر فی "شرح النخبة" (ص69):" مذهب النسائی أن لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکه ."اھ۔

4۔ :أورده الدارقطنی فی کتابه "الضعفاء والمتروکین "ترجمة (510)، ثم قال:" میسرة بن عبد ربه بغدادی عن زید بن أسلم، کتاب "العقل "لداود بن المحُبر تصنیفه ."اھ۔

فائدة:یتوهم من لا درایة له بهذا الفن أن عبارة الدارقطنی هذه لا تدل علی الجرح، ولا یدری أن مجرد ذکر اسم الراوی فقط یدل علی أنه متروک، یدل علی ذلک قول الإمام البرقانی: " طالت محاورتی مع ابن حَمَکان وأبی الحسن علی بن عمر الدارقطنی عفا الله عنی وعنهما فی المتروکین من أصحاب الحدیث فتقرر بیننا علی ترک من أثبته علی حروف المعجم فی هذه الورقات."

-5ثم ذکر الإمام الذهبی فی المیزان (6129-202-3)علة أخری لحدیث القصة فقال:" عمر بن سلیمان عن الضحاک، فذکر حدیث الإسراء بلفظ موضوع ."اھ۔

وأقره الحافظ ابن حجر فی "اللسان 1731) (356-4) "، 6082)، وبهذا التحقیق حکم الحافظان الذهبی وابن حجر علی حدیث القصة فی لیلة الإسراء بأنه: موضوع.

فائدة:الموضوع: هو الکذب المختلق المصنوع، وهو شر الضعیف وأقبحه، وتحرم روایته مع العلم بوضعه فی أی معنی کان؛ سواء الأحکام والقصص والترغیب وغیرها، إلا مبینًا أی مقرونًا ببیان وضعه .قاله السیوطی فی "التدریب.(274-1) "

طریق آخر للقصة:رُوِیَ عن أبی سعید عن رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم قال:" لما انتهی بی إلی السماء ما سمعت صوتًا هو أحلی من کلام ربی عزَّ وجلَّ فقلت: یا رب، اتخذت إبراهیم خلیلا، وکلمت موسی تکلیمًا، ورفعت إدریس مکانًا علیّا، وآتیت داود زبورًا، وأعطیت سلیمان ملکًا لا ینبغی لأحد من بعده، فماذا لی یا رب؟ فقال: یا محمد، اتخذتک خلیلاً کما اتخذت إبراهیم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

## ''عتیبة نے کہا کہ وہ ''دنا فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنی '' کی تکفیر کرتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خليلاً، وكلمتك كما كلمت موسى تكليمًا، وأعطيتك فاتحة الكتاب وخاتمة سورة البقرة، ولم أعطها أحدًا قبلك، وأرسلتك إلى أسود الناس وأحمرهم، وإنسهم وجنّهم، ولم أرسل إلى جماعتهم نبيّا قبلك، وجعلت الأرض لک ولأمتک مسجدًا وطهورًا، وأطعمت أمتک الفیء ولم أحله لأمة قبلها، ونصرتک بالرعب حتى أن عدوک ليرعب منک، وأنزلت عليک سيد الكتب كلها ومهيمنًاعليها، قرآنًا عربيّا مبينًا، ورفعت لک ذكرک حتى لا أذكر إلا ذكرت معي ."اهـ.

قلت: هذه هي القصة التي جائت في حديث أبي سعيد، وهذا هو لفظها وهو قريب من لفظ القصة في حديث ابن عباس الذي أورده ابن عراق في "تنزيه الشريعة عن الأخبار الشنيعة."

التخريج والتحقيق للقصة:

من حديث أبي سعيد القصة أخرج حديثها الإمام ابن الجوزي في "العلل المتناهية في الأحاديث الواهية(183-1) "(ح283) باب "ذكر أشياء رآها ليلة المعراج "حيث قال: أنبأنا الحريري، قال: أنبأنا العشاري، قال: أخبرنا الدارقطني قال: حدثنا عبد الله بن عبد الصمد بن المعتدي، قال: حدثني روح بن مسافر عن أيوب عن سليمان بن عبد الله بن صالح، حدثنا الربيع بن بدر، عن أبي هارون العبدي، عن أبي سعيد مرفوعًا.

قال ابن الجوزي في "العلل" :(183-1) "هذا حديث لا يصح."

قلت: وهذا الحديث الذي جائت فيه القصة مسلسل بالعلل:

العلة الأولى: أبو هارون العبدي وهو عُمارة بن جوين:

1- :أورده الذهبي في "الميزان (6018-173-3) "وقال:" كذّبه حماد بن زيد .وقال شعبة: لئن أُقدَّم فتضرب عنقي أحبُّ إليَّ من أن أحدث عن أبي هارون .وقال أحمد: ليس بشيء .قال السليماني: سمعت أبا بكر بن حامد يقول: سمعت صالح بن محمد أبا علي– وسئل عن أبي هارون العَبْدي– فقال: أكذب مِن فرعون ."اهـ.

2- :قلت: وأورده الإمام النسائي في "الضعفاء والمتروكين "رقم (476)وقال:" عمارة بن جوين أبو هارون العبدي، متروک الحديث بصري ."اهـ.

وهذا المصطلح "متروک "عند النسائي بيَّنا معناه آنفًا.

3- :وأورده الإمام البخاري في كتابه "الضعفاء الصغير "رقم (282)وقال:" عمارة بن جوين، أبو هارون العبدي، عن أبي سعيد: تركه يحيى القطان ."اهـ.

4- :وأورده ابن حبان في "المجروحين (177-2) "وقال:" عمارة بن جوين: أبو هارون العبدي: يروي عن أبي سعيد الخدري، كان رافضيّا يروي عن أبي سعيد ما ليس من حديثه، لا يحل كتابة حديثه إلا على وجه التعجب ."اهـ.

قلت: وهذه القصة من روايته عن أبي سعيد.

العلة الثانية: الربيع بن بدر الذي روى القصة عن أبي هارون العبدي:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ بددعاء دی کہ اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو بھیج دے"۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

1۔ :أورده الإمام النسائی فی "الضعفاء والمتروکین "رقم (200)وقال:" ربیع بن بدر، ویقال: له علیلة بن بدر: متروک الحدیث بصری ."اهـ.

قلت: وهذا المصطلح له معناه کما بیناه آنفا، وعلیلة لقبه کما فی "تاریخ الخطیب.(415-8) "

2۔ :وأورده الحافظ ابن حجر فی "التهذیب(207-3) "، وقال:" الربیع بن بدر بن عمرو بن جراد التمیمی السعدی الأعرجی، ویقال العرجی أبو العلاء البصری المعروف بعلیلة وهو لقب، قال ابن معین: لیس بشیء .وقال أبو داود: ضعیف .وقال مرة لا یکتب حدیثه .وقال یعقوب بن سفیان وابن خراش متروک الحدیث .وقال الجوزجانی: واهی الحدیث ."اهـ.

3۔ :وأورده ابن حبان فی "المجروحین (293-1) "وقال:" الربیع بن بدر التمیمی السعدی مولی طلحة بن عبد الله بن عوف الذی یقال له علیلة وکان أعرج من أهل البصرة، کان ممن یقلب الأسانید یروی عن الثقات الموضوعات، وعن الضعفاء الموضوعات."

العلة الثالثة: روح بن مسافر:

1۔ :أورده الإمام البخاری فی "الضعفاء الصغیر "ترجمة (120)وقال:" روح بن مسافر، أبو بشر ترکه ابن المبارک وغیره."

2۔ : وأورده الإمام النسائی فی "الضعفاء والمتروکین "ترجمة (192)وقال:" روح بن مسافر متروک الحدیث بصری."

3۔ : وأورده الدارقطنی فی "الضعفاء والمتروکین "ترجمة (225)ولم یذکر شیئا عنه مما یدل علی أنه متروک کما هو مبین فی القاعدة التی أوردناها آنفا.

الاستنتاج:من هذا التحقیق یتبین: أن القصة واهیة أیضا من حدیث أبی سعید، وبهذا یتبین أن قصة کلام النبی صلی الله علیه وسلم مع ربه لیلة الإسراء حول عطائه للأنبیاء لا تصح، ولم یصح أنه سأل ربه عن عطائه لأنبیائه، کذلک لم یصح أنه سأل ربه وقال له بم فضلتنی کما فضلت هؤلاء؟ ولم یصح عنه صلی الله علیه وسلم أنه ذکر لربه عطاء الأنبیاء ثم سأل ربه قائلا: فماذا لی یا رب؟ کذلک لم یصح أن الله عز وجل خاطب النبی صلی الله علیه وسلم فی لیلة الإسراء، فقال: "نصرتک بالرعب، وجعلت لک الأرض مسجدا وطهورا، وأطعمت أمتک الفیء، وأرسلتک إلی أسود الناس وأحمرهم ."...بل ولم یصح کذلک فی حدیث قدسی .هذا ما وفقنی(سلسلة الأحادیث الواهیة و صحح حدیثک،للشیخ علی حشیش،ص۹۶ الی ۱۰۱ ،قصة کلام النبی صلی الله علیه وسلم مع ربه لیلة الإسراء)

[1] حدثنا أبو نصر منصور بن محمد بن منصور الأصبهانی ثنا إسحاق بن أحمد الفارسی ثنا محمد بن حمید ثنا سلمة بن الفضل، عن محمد بن إسحاق، عن عثمان بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس روایت سے بعض حضرات نے معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت اور قربت پر استدلال کیا ہے۔

حالانکہ اولاً تو مذکورہ روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سورہ نجم کے نازل ہونے پر یہ بات کہی تھی، اور اس کی مراد، اللہ کی رؤیت اور قربت کا انکار نہیں تھا، جس کی دیگر روایات میں تصریح پائی جاتی ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عروة بن الزبير، عن أبيه، عن هبار بن الأسود قال كان أبو لهب وابنه عتيبة قد تجهزا إلى الشام وتجهزت معهما، فقال ابنه عتيبة: والله لأنطلقن إليه فلأوذينه فى ربه , فانطلق حتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد , هو يكفر بالذى دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اللهم ابعث عليه كلبا من كلابك ثم انصرف عنه فرجع إليه فقال: أى بنى , ما قلت له؟ قال: كفرت بإلهه الذى يعبد قال: فماذا قال لك؟ قال: قال اللهم ابعث عليه كلبا من كلابك فقال: أى بنى , والله ما آمن عليك دعوة محمد قال: فسرنا حتى نزلنا الشراة وهى مأسدة فنزلنا إلى صومعة راهب فقال: يا معشر العرب ما أنزلكم هذه البلاد وإنها مسرح الضيغم؟ فقال لنا أبو لهب: إنكم قد عرفتم حقى؟ قلنا: أجل يا أبا لهب فقال: إن محمدا قد دعا على ابنى دعوة والله ما آمنها عليه , فاجمعوا متاعكم إلى هذه الصومعة , ثم افرشوا لابنى عتيبة ثم افرشوا حوله قال: ففعلنا جمعنا المتاع حتى ارتفع ثم فرشنا له عليه , وفرشنا حوله فبينا نحن حوله وأبو لهب معنا أسفل وبات هو فوق المتاع , فجاء الأسد فشم وجوهنا، فلما لم يجد ما يريد تقبض ثم وثب فإذا هو فوق المتاع فجاء الأسد فشم وجهه ثم هزمه هزمة ففضخ رأسه فقال: سيفى يا كلب لم يقدر على غير ذلك ووثبنا فانطلق الأسد وقد فضخ رأسه فقال له أبو لهب: قد عرفت والله ما كان لينقلب من دعوة محمد(دلائل النبوة لابى نعيم الاصبهانى، رقم الحديث ۳۸۰، ج ۱ ص ۴۳۴، ۴۵۵، الفصل الرابع والعشرون ذكر أخبار فى أمور شتى دعا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستجيب له)

[1] فى كتابى بخطى عن محمد بن الفرج، عن سعيد بن عبد الله السواق، عن داود بن إبراهيم العقيلى، عن حماد بن سلمة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن هبار بن الأسود قال: لما نزلت: "والنجم إذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى "حتى انتهى إلى:" دنا فتدلى"قال عتبة بن أبى لهب: أنا أكفر بالذى دنا فتدلى فقال: يعنى النبى صلى الله عليه وسلم: اللهم سلط عليه كلبا من كلابك فخرج إلى الشام فخرج عليه الأسد فافترسه(معجم الصحابة لابنِ قانع، ج۳ص۲۰۷، تحت ترجمة "هبار بن الأسود بن المطلب بن أسد بن عبد العزى بن قصى" رقم الترجمة ۱۱۸۸)

www.idaraghufran.org

دوسرے اس طرح کی روایات سند کے اعتبار سے ضعیف اور بعض غیر معمولی ضعیف ہیں۔ [1]

[1] قال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتي:
فأما حديث هبار بن الأسود فأخرجه ابن منده كما في "الإصابة (236 - 235 /10) " من طريق عبد الرحمن بن المغيرة عن أبي الزناد وأخرجه ابن قانع في "الصحابة"(207 /3) من طريق داود بن إبراهيم العقيلي عن حماد بن سلمة. كلاهما عن هشام بن عروة عن أبيه عن هبار في قصة عتبة بن أبي لهب مع الأسد وقول النبي – صلى الله عليه وسلم – "اللهم سلط عليه كلبا من كلابك"وخالفهما زهير بن العلاء العبدي فرواه عن هشام بن عروة عن أبيه مرسلاً، ليس فيه عن هبار.
أخرجه الطبراني في "الكبير (436 /22) "والبيهقي في "الدلائل(339 /2) "
ولم ينفرد هشام به بل تابعه أخوه عثمان بن عروة عن أبيه عن هبار قال: كان أبو لهب وابنه عتيبة قد تجهزا إلى الشام وتجهزت معهما فقال ابنه عتيبة: والله لأنطلقنّ إليه فلأوذينه في ربه، فانطق حتى أتى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – فقال: يا محمد هو يكفر بالذي دنى فتدلى،فكان قاب قوسين أو أدنى، فقال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – "اللهم أبعث عليه كلبا من كلابك " ...الحديث
أخرجه أبو نعيم في "الدلائل (380) "من طريق محمد بن حميد الرازي ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق عن عثمان بن عروة به.
ثم أخرجه بهذا الإسناد عن ابن إسحاق عن يزيد بن زياد عن محمد بن كعب القرظي عن عثمان بن عروة بن الزبير عن رجال من أهل بيته قالوا: فذكروا نحوه.
وإسناده ضعيف لضعف محمد بن حميد الرازي، وسلمة بن الفضل هو الأبرش مختلف فيه، وابن إسحاق مدلس وقد عنعن.
واختلف فيه على سلمة الأبرش، فقال الدولابي في "الذرية الطاهرة :(77) "ثنا إبراهيم بن يعقوب بن إسحاق قال: حُدثت عن سلمة عن محمد بن إسحاق عن زياد بن أبي زياد عن محمد بن كعب القرظي وعثمان بن عروة بن الزبير قالا: وذكرا الحديث.
وأما حديث قتادة فله عنه طريقان:
الأول: يرويه سعيد بن أبي عَروبة عن قتادة قال: قال عتبة بن أبي لهب: كفرت برب النجم .فقال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – "أما تخاف أن يأكلك كلب الله" قال: فخرج في تجارة إلى اليمن، فبينما هم قد عَرّسوا، إذ سمع صوت الأسد، فقال لأصحابه: إني مأكول، فأحدقوا به، وضرب على أصمختهم فناموا، فجاء حتى أخذه، فما سمعوا إلا صوته.أخرجه ابن جرير في "تفسيره(41 - 40 /27) "عن يزيد بن زُريع البصريوأبو القاسم الأصبهاني في "دلائل النبوة (305) "عن رَوح بن عبادة البصري. كلاهما عن سعيد به.
ورواه زهير بن العلاء العبدي عن ابن أبي عروبة عن قتادة قال: فذكره مطولاً.
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# عرش کے نیچے ''مرزنجوش'' اُگا ہوا دیکھنے کی روایت

خطیب بغدادی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، اس رات میں، میں نے عرش کے نیچے ''مرزنجوش'' نام کے مخصوص خوشبودار پودے کو عرش کے نیچے اُگا ہوا دیکھا۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد خود خطیب بغدادی نے فرمایا کہ ''یہ حدیث متن اور سند کے اعتبار سے موضوع و منگھڑت ہے'' [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه الدولابی فی "الذرية الطاهرة (76) "والطبرانی فی "الكبير - 435 /22) " (436والبيهقی فی "الدلائل(339 - 338 /2) "قال الهيثمی: رواه الطبرانی هكذا مرسلاً وفيه زهير بن العلاء وهو ضعيف "المجمع 19 /6 .

قلت: ذكره ابن حبان فی "الثقات."الثانی: يرويه مَعْمَر عن قتادة.

أخرجه عبد الرزاق فی "تفسيره (250 /3) "وعبد بن حميد كما فی "الدر المنثور " (641 /8)وابن جرير فی "تفسيره(41 /27) "

وأما حديث طاوس فيرويه معمر قال: أخبرنی ابن طاوس عن أبيه أنّ النبی – صلی الله عليه وسلم – قال "ألا تخاف أنْ يسلط الله عليک كلبه؟ "

أخرجه عبد الرزاق فی "تفسيره (250 /3) "وعبد بن حميد كما فی "الدر" (641 /8) وابن جرير فی "تفسيره (41 /27) "وأبو نعيم فی "الدلائل" (383)ورواته ثقات(انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۲ص۸۹۵ الیٰ ۸۹۷، تحت رقم الحدیث ۶۰۱، حرف الهمزة )

[1] حميد بن الربيع، أبو الحسن السمرقندی :أنبأنا الحسن بن الحسين بن العباس النعالی، أنبأنا أحمد بن نصر بن عبد الله الذارع قال :حدثنا حميد بن الربيع، أبو الحسن السمرقندی -فی قطيعة الربيع، قدم حاجا فی سنة تسعين ومائتين -حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا مالک عن حميد عن أنس قال:أهدی إلی النبی صلی الله عليه وسلم رياحين شتی، فرد سائرهن، واختار المرزنجوش، فقيل :يا رسول الله رددت سائر الرياحين، واخترت المرزنجوش؟ فقال :ليلة أسری بی إلی السماء ، رأيت المرزنجوش نابتا تحت العرش .

هذا الحديث موضوع المتن والإسناد، وحميد بن الربيع المذكور فيه مجهول، وأحمد بن نصر الذارع غير ثقة(تاریخ بغداد،۸،ص۱۶۲، تحت رقم الترجمة ۴۲۷۰)

www.idaraghufran.org

دیگر محدثین نے بھی مذکورہ حدیث کو ''موضوع ومن گھڑت'' قرار دیا ہے۔ [1]

اوراس روایت میں بعض راوی جھوٹے اور کذاب ہیں۔ [2]

# عرش پر جوتے نہ اتارنے کی آواز سننے کی روایت

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی نے ''الآثار المرفوعة'' میں فرمایا کہ ہمارے زمانے کے قصہ گواور واعظین، جو یہ واقعہ روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، جب عرشِ معلیٰ پر پہنچے، تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وادیِ مقدس کی اتباع میں اپنے

---

[1] حديث: أنس أهدى إلى النبى رياحين شتى فرد سائرهن واختار المرزنجوش فقلت يا رسول الله رددت سائر الرياحين واخترت المرزنجوش فقال ليلة أسرى بى إلى السماء رأيت المرزنجوش نابتا تحت العرش (خط) وفيه حميد ابن الربيع السمرقندى مجهول وعنه أحمد بن نصر الذارع وقد روى بإسناد مجهول عن حميد عن أنس مرفوعا إن فى الجنة بيتا سقفه من مرزنجوش وهذا كذب لا أصل له (قلت) وزوى الأزدى من طريق عبد الله بن نوح عن عطاء بن أبى ميمونة عن أنس رفعه عليكم بالمرزنجوش فشموه فإنه جيد للخشام وقال الذهبى هذا باطل والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج۲ ص ۲۷۱، كتاب اللباس والزينة والطب، الفصل الثانى، تحت رقم الحديث ۱۹)

هذان حديثان موضوعان .أما الاول قال العقيلى : هو حديث باطل لا أصل له .قال : ويحيى بن عباد يدلك حديثه على الكذب .وأما الثانى فقال أبو بكر الخطيب : هو موضوع المتن والاسناد ، وحميد ابن الربيع فيه مجهول ، وأحمد بن نصر الذارع غير ثقة .قال المصنف قلت : قد قال يحيى بن معين : حميد بن الربيع كذاب .وقد روى بإسناد مجهول عن حميد عن أنس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال : " إن فى الجنة نبتا من مرزنجوش "وهذا الحديث لا أصل له(الموضوعات لابن الجوزى، ج۳ص ۶۴، كتاب الطب،باب فضل المرزنجوش )

[2] حميد بن الربيع السمرقندى، كذلك قاله أبو بكر الخطيب، وساق له خبرا كذبا، رأيت المرزنجوش نابتا تحت العرش.تفرد به عنه أحمد بن نصر الذارع، وهو متهم(ميزان الاعتدال للذهبى، ج ۱ ص ۶۱۱، تحت رقم الترجمة ۲۳۲۶)

حميد بن الربيع السمرقندى.مجهول قاله أبو بكر الخطيب وساق له خبرا كذبا رأيت المرزنجوش نابتا تحت العرش .تفرد عنه أحمد بن نصر الذارع وهو متهم(لسان الميزان لابنِ حجر، ج۳ص ۲۹۷، تحت رقم الترجمة ۲۸۰۳، حرف الحاء)

أحمد بن نصر الذارع [أبو بكر]بغدادى مشهور .روى عن الحارث بن أبى أسامة وطبقته فأتى بمناكير تدل على أنه ليس بثقة .قال الدارقطنى: دجال يكنى أبا بكر (لسان الميزان لابنِ حجر، ج ۱ ص ۶۸۴، ۶۸۵، تحت رقم الترجمة ۸۸۲، حرف الالف، من اسمهٗ احمد)

www.idaraghufran.org

جوتے اتارنے چاہے، تو ملاءِ اعلیٰ سے یہ آواز دی گئی کہ:

**"یا محمد لاتخلع نعلیک، فإن العرش یتشرف بقدومک متنعلا ویفتخر علی غیرہ متبرکا"**

جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتے اتارے بغیر عرش پر تشریف لے گئے۔

علامہ لکھنوی نے فرمایا کہ یہ قصہ "موضوع ومن گھڑت" ہے۔ [1]

اس کے علاوہ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک رسالے "غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال" میں بھی مذکورہ واقعہ کا "موضوع ومن گھڑت" ہونا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ [2]

---

[1] ولنذکر ھھنا بعض القصص التی أکثر وعاظ زماننا ذکرھا فی مجالسھم الوعظیة ،وظنوھا أمورا ثابتة مع کونھا مختلقة موضوعة.
فمنھا؛ ما یذکرونہ من أن النبی لما أسری بہ لیلة المعراج إلی السموات ، ووصل إلی العرش المعلی أراد خلع نعلیہ أخذا من قولہ تعالی لسیدنا موسی حین کلمہ:"فاخلع نعلیک إنک بالواد المقدس طوی" فنودی من العلی الأعلی: یا محمد! لا تخلع نعلیک ،فإن العرش یتشرف بقدومک متنعلا ، ویفتخر علی غیرہ متبرکا، فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی العرش ،وفی قدمیہ النعلان ، وحصل لہ بذلک عز وشأن.
وقد ذکر ھذہ القصة جمع من أصحاب المدائح الشعریة ،وأدرج بعضھم فی تألیف السنیة ،وأکثر وعاظ زماننا یذکرونہ مطولة ومختصرة فی مجالسھم الوعظیة.
وقد نص أحمد المقری المالکی فی کتابہ "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" والعلامة رضی الدین القزوینی، ومحمد بن عبد الباقی الزرقانی فی "شرح المواھب اللدنیة "علی أن ھذہ القصة موضوعة بتمامھا ،قبح اللہ واضعھا، ولم یثبت فی روایة من روایات المعراج النبوی مع کثرة طرقھا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عند ذلک متنعلا، ولا ثبت أنہ رقی علی العرش ،وأن وصل إلی مقام دنا من ربہ فتدلی"فکان قاب قوسین أو أدنی"فأوحی ربہ إلیہ ما أوحی.
وقد بسطت الکلام فی ھذا المرام فی رسالتی "غایة المقال فیما یتعلق بالنعال فلتطالع" (الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة للکنوی ،ص ۲۶، ۲۷ ،المقدمة فی المطالب المعظمہ، مشمولة : مجموعة رسائل اللکنوی، المجلد الخامس، من منشورات: ادارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، باکستان، الطبعة الاولیٰ: ۱۴۱۹ھ)

[2] فمن ذلک: ما اشتھر فیما بین القصاص أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسری فی لیلة المعراج بنعلہ، فلما ذھب إلی السموات العلی، ووصل إلی العرش المعلی، أراد أن یخلع نعلیہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مولانا احمد رضا خاں بریلوی صاحب سے سوال کیا گیا کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شبِ معراج، عرشِ الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا، صحیح ہے، یا نہیں؟

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تأدبا، ونظرا إلى قوله تعالى: "فاخلع نعليک، إنک بالواد المقدس طوى" فنودى من الملک العلى الأعلى: يا محمد؛ لا تخلع نعليک .

وقد ذكر بعض الشعراء والمداحين أيضا هذه القصة فى أشعارهم ودواوينهم، وانتشر ذلک فى عوامهم وخواصهم، فمن ذلک قول البعض:

يا ناظرا تمثال نعل نبيه.....قبل مثال نعاله متذللا

واذكر به قدما علت فى ليلة.....الإسراء به فوق السماوات العلى

واخضع له، وامسح جبينک ولتكن.....متبركا أبدا به متوسلا

وقال محمد بن فرج السبتى:

رأيت مثال النعل نعل الذى.....إلى حضرة القدس العلية قد أسرى

رعى الله منها أى نعل كريمة.....برجل علت فخرا على قمة النسر

روى أنه نودى وقد رام خلعها.....وما الحياء فى وجنتيه معا يحرى

رسولى لا تخلع، تشرف بوطئها.....بساطى يا معنى جودى وياسرى

رفعت لواء المكرمات جميعها.....بيمنى النعل والناس فى قبضة الذر

وقال الأديب الفاضل شرف الدين عيسى بن سليمان المصرى:

وعلى الصراط غدا تسير بيمنها.....كالطير أو كالبرق فى نيل السرى

أعظم بها نعلا مشت فوق الثرى.....وبها تشرفت الحياة من الورى

وقال محمد بن فرج- من أدباء البلدة السبتية، وهى بلدة عظيمة بالمغرب، وإليها ينسب القاضى أبو الفضل عياض، صاحب "الشفاء" و"المشارق" ووجه تسميتها بها مبسوط فى "أزهار الرياض فى أخبار عياض" للعلامة المقرء-:

ضممت نعل المصطفى رجلة التى .....بها شرف الله السماوات والأرضا

ضعوها كمثلى فوق رؤوسكم فقد.....زكاء من رأى تعظيم مقدارها فرضا

وقد كنت حين سمعت هذه القصة من بعض الوعاظ أقول فى نفسى: إن وقوع هذا الأمر ليس ببعيد بالنسبة إلى رفعة قدر المصطفى صلى الله عليه وسلم، فإن الله تعالى فضله على سائر العالمين، وشرف بقدمه السماوات والأرضين، فلا بعد فى أن يسرى به بنعله ويقول له: لا تخلع نعليک، لكنه ما لم يثبت ولو من رواية ضعيفة، لا نجترى على التكلم به إلى أن اطلعت على كلام المقرء وغيره ،فزال ترددى، وذهب تحيرى، وناديت على رؤوس المجالس إن هذه القصة موضوعة مخترعة، باطلة مختلقة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مولانا احمد رضا خاں بریلوی صاحب نے مذکورہ سوال کا درج ذیل جواب تحریر کیا کہ:

یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے (احکامِ شریعت، حصہ: دوم، ص: ۱۶۴، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال فی "فتح المتعال": قد صرح السبتی فی عدة قصائد وغیرها: إن النبی صلی الله علیه وسلم أسری بنعله الکریمة، وزاد أنه قد أراد خلعها، فنودی: لا تخلع.

وتبعه علی ذلک صاحبنا أبو الحسن علی بن أحمد الخزرجی - حفظه الله -.

ووقع مثل ذلک فی کلام الشیخ عبد الرحیم البرعی، وغیر واحد من مادحیه صلی الله علیه وسلم، مع أنی لم أر ما یعضد ذلک من کتب السنة بعد الفحص الشدید .

فالصواب ترک ذلک إذ لم یثبت الآن، ومثل هذا لا یقدم علیه إلا بتوقیف، وقد أنکره غیر واحد من حفاظ الإسلام وحملة السنة ونقاد الحدیث وصیارفته، وشنعوا علی من قاله، وصرحوا بأنه موضوع مختلق، فعهدة وضعه علی ما نقله غیر مبین لوضعه، واتباع المحدثین فی هذا المقام متعین؛ فإن صاحب البیت أدری بما فیه.

وقد سئل الإمام رضی الدین القزوینی - رحمه الله - عن وطء النبی صلی الله علیه وسلم العرش بنعله، وقول الرب جل جلاله: لقد شرف العرش بنعله فلیس بصحیح، ولیس بثابت، بل وصوله إلی ذروة العرش لم یثبت فی خبر صحیح، ولا حسن، ولا ثابت أصلا، وإنما صح فی الأخبار انتهاؤه إلی سدرة المنتهی فحسب، وأما إلی ما ورائها فلم یصح، وإنما ورد ذلک فی أخبار ضعیفة أو منکرة لا یعرج علیها .انتهی جوابه.

وقد قال بعض المعتمد علیهم من المحدثین بعد ما نقل الجواب المذکور ما ملخصه إن ما ذکره الشیخ رضی الدین هو الصواب.

وقد وردت قصة الإسراء مطولة ومختصرة عن نحو أربعین صحابیا، ولیس فی حدیث أحد منهم أنه صلی الله علیه وسلم کان فی تلک اللیلة فی رجله نعل .

وإنما ذلک شیء وقع فی نظم بعض القصاص الجهلة، ولم یذکر العرش، وإنما قال: أتی البساط، فهم بخلع نعلیه، فنودی: لا تخلع، وهذا باطل،لم یذکر فی شیء من الأحادیث بعد الاستقراء التام، ولم یرد فی حدیث صحیح ولا حسن ولا ضعیف أنه علیه الصلاة والسلام جاوز سدرة المنتهی، بل ثبت أنه انتهی إلیها، کما فی أکثر أحادیث المعراج، وفی بعضها لم یذکر السدرة ،بل ذکر فیه أنه انتهی إلی مستوی سمع فیه صریف الأقلام.

ومن ذکر أنه جاوز ذلک فعلیه البیان، وأنی له بذلک، ولم یرد فی خبر ثابت ولا ضعیف أنه صلی الله علیه وسلم رقی العرش.

ولا أعلم خبرا ورد فیه أنه رأی العرش إلا ما رواه ابن أبی الدنیا عن أبی المخارق: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:"مررت لیلة أسری بی برجل مغیب فی نور العرش، قلت: من هذا الملک؟ قیل: لا، قلت: نبی، قیل: لا، قلت: من هو؟ قیل: هذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطب من ذکر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# لوح میں مخصوص ناموں کو لکھا ہوا دیکھنے کی روایت

ابوالقاسم اسحاق بن ابراہیم الختلی (المتوفی: 283ھ) نے ابوالحسن سے، انہوں نے محمد بن علی سے، اور انہوں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے سب سے زیادہ متمنی اُن اسماء کا ہوں، جو میں نے معراج کی رات میں سفید اور سبز نور سے لوح میں لکھے ہوئے دیکھے، ان کے اور عرش کے درمیان کوئی حجاب نہیں تھا، جس کی مجھے میرے حبیب جبریل علیہ السلام نے خبر دی، اور وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے قریب ترین ہیں، جبریلِ امین نے فرمایا کہ اگر آپ کی امت کے گمراہ ہونے کا

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله، وقلبه معلق بالمساجد...'' الحديث، وهو خبر مرسل لا تقوم به الحجة فى هذا الباب.
وما ذكر فى السؤال السابق من أنه رقى العرش بنعله فقاتل الله من وضعه، ما أعدم حيائه وآدابه، وما أجرأه على اختلاق الكذب على سيد المتأدبين صلى الله عليه وسلم .انتهى كلام المقرء .
وفى ''شرح المواهب اللدنية'' للزرقانى بعد نقل جواب الشيخ الرضى القزوينى: وتحسين بعض المحدثين المذكورين ما حاصله: إن ما ذكره هذان العلامتان: إنه لا أصل لرقيه صلى الله عليه وسلم العرش، وإنه لا أصل لوطئه السماوات العلى بنعله تحقيق حسن، لكن فى دعوى بعض المحدثين المذكور أنه لم يرد أنه جاوز لسدرة المنتهى، لا فى حديث ضعيف، ولا فى حديث حسن، ولا فى حديث صحيح نظر.
فقد أخرج ابن أبى حاتم عن أنس: أنه عليه الصلاة والسلام لما انتهى إلى سدرة المنتهى غشيته سحابة فيها من كل لون، فتأخر جبريل''، والشيخ رضى الدين القزوينى الذى صوب هذا المحدث كلامه قد اعترف بورود هذا بقوله: وأما إلى ما ورائها ...الخ .انتهى.
وبالجملة؛ فرقيه صلى الله عليه وسلم على السماوات بنعله ووطئه به لم يثبت، وما لم يثبت لا يجوز لنا أن نجترء على ذلك، بل يجب علينا أن لا نذكره إلا وكونه موضوعا منضم معه كما فى نظائره من الأخبار الموضوعة، والقصص المجعولة، والله أعلم بحقيقة الأمور، وإليه ترجع الأمور(غاية المقال فيما يتعلق بالنعال للكنوى، ص ۷۲الیٰ ص ۷۵،الباب الثانى فيما يتعلق بالنعال النبوية صلى الله عليه وسلم،الفصل الثانى فى الأمورالمتفرقة التى لا توجد إلا فى قليل من الزبر المتعلقة بالنعال النبوية على صاحبها أفضل الصلاة والتحية،مشمولة: مجموعة رسائل اللكنوى، المجلد الأول، من منشورات: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشى، باكستان، الطبعة الاولىٰ: ۱۴۱۹ھ)

www.idaraghufran.org

خوف نہ ہوتا، تو میں آپ کو ان کو ناموں کی حقیقت بتلا دیتا''۔ [1]

کتاب کے مصنف ''اسحاق بن ابراہیم ختلی'' کو امام حاکم وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور مذکورہ حدیث کی مکمل سند بھی مذکور نہیں۔ [2]

## حدیثِ مسلسل ''ما زلت بالأشواق'' کی روایت

امام سخاوی کی ''الجواهر المكللة فی الأخبار المسلسلة'' میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے ''حدیثِ مسلسلات'' میں مرغ کے متعلق ایک تفصیلی روایت مروی ہے، جس میں معراج کی رات میں عرش کے نیچے مخصوص قسم کے خوبصورت مرغ کو دیکھنے کا ذکر ہے۔

اس روایت کو ''الجواهر المكللة فی الأخبار المسلسلة'' میں نقل کرنے کے بعد امام سخاوی نے خود فرمایا کہ:

**و هو ایضاً باطل تسلسلاً ومتنا ،ولم أره فی أخبار الدیک للحافظ أبی نعیم مع كثرة ما فيه من المناكير** (الجواهر المكللة فی الأخبار المسلسلة،الحدیث السادس والخمسون وهو مسلسل بقول ما زلت بالأشواق ، الناشر: دارالفتح للنشر والتوزیع)

---

[1] ثنا أبو الحسن، من ولد علی ذكره، عن محمد بن علی، قال :سمعت ابن عباس یحلف مجتهدا بالكعبة غیر مرة، بالله الذی لا إله إلا هو، أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم مرارا یقول :إن أرجی ما أرجو لأمتی لأسماء رأیتها لیلة أسری بی مكتوبة فی لوح من نور أبیض وأخضر، لیس بینها وبین العرش حجاب؛ فیما أخبرنی حبیبی جبرائیل علیه السلام وهو أقرب خلیقة الله؛ فقال جبرائیل :لولا أن تطغی أمتک لأخبرتک شأن هذه الأسماء ، ولكن قل لأهل الحوائج :دونكم؛ فلو دعانی بها من یعبد غیری لختمت له بها أعمال أهل الجنة، بعد أن یعرفوا حقها.
أما أنت یا محمد، فقد غفرت لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر، وأتممت علیک النعمة، وهدیتک الصراط المستقیم، وجعلت هذه الأسماء فی أهل شفاعتک، فاشفع بها یوم القیامة(كتاب الدیباج ، لابی القاسم ختلی، ص۵۸، رقم الحدیث ۱۱۵)

[2] اسحاق بن ابراهیم بن سنین الختلی مؤلف الدیباج.قال الحاكم لیس بالقوی وقال مرة ضعیف(المغنی فی الضعفاء،للذهبی،ص۶۸، تحت رقم الترجمة ۵۳۷، حرف الالف)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: یہ حدیث بھی تسلسل اور متن کے اعتبار سے ''باطل'' ہے، اور میں نے اسے حافظ ابونعیم کی ''اخبار الدیک'' میں نہیں دیکھا، علاوہ ازیں اس میں کثرت سے مناکیر پائی جاتی ہیں (الجواہر المکللۃ)

''تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین'' میں بھی اس کی تفصیل مروی ہے۔ [1]

بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی اس روایت کو جھوٹا قرار دیا ہے، اور مرغ سے متعلق مزید

---

[1] وقال وحدثنا عن عبد الله بن عمر قال حدثنا یوسف بن مهران قال بلغنی فساقه وقد وقع لی حدیث الدیک فی جملة المسلسلات وهو المسلسل بقول ما زلت بالأشواق إلی حدیث حدثنی به فلان قال الإمام أبو بکر محمد ابن عمر بن عثمان بن عبد العزیز الحنفی عرف بکاک حدثنا أبو الرضا محمد بن علی بن یحیی النسفی ببغداد حدثنی به أبو منصور عبد المحسن بن محمد حدثنی به أحمد بن عاصم الحافظ حدثنا به محمد بن الحسین الخفاف حدثنا به عبد الله بن إبراهیم الدقاق حدثنا أبو عبد الله محمد بن إدریس بن عبد الله بن أخی عیسی الدلال المصری حدثنا أبو طاهر خیر بن عرفة بن عبد الله الأنصاری حدثنا عبد المنعم بن بشیر حدثنا ابن وهب حدثنا عبد الله بن سعید حدثنی أبی حدثنا أبو الدرداء رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما زلت بالأشواق إلی الدیک الأبیض منذ رأیت دیک الله تعالی تحت عرشه لیلة أسری بی دیکاً أبیض زغبه أخضر کالزبرجد وعرفه یاقوتة حمراء شرفها من جوهر وعیناه من یاقوتتین حمراوتین ورجلاه من ذهب أحمر فی تخوم الأرض السفلی مطولاً من تحت الأرض وتحت السماوات وتحت العرش عنقه کالإبریق الناشر فی السماء أحسن شیء رأیته ومنقاره من ذهب یتلألأ نوراً فإذا کان فی الثلث الأول نشر جناحیه وخفق بهما وقال سبحان ذی الملک والملکوت یقول ذلک ثلاث مرات فإذا خفق خفقت الدیوک فی الأرض وصرخت کصراخه فإذا کان فی ثلث اللیل الأوسط فعل مثل ذلک وقال سبحان من لا یسام ولا ینام یقول ذلک ثلاثاً فتجیبه الدیوک فی الأرض فإذا کان فی ثلث اللیل الآخر فعل ذلک وقال سبحان من هو دائم قائم سبحان من نامت العیون وعین سیدی لا تنام سبحان الدائم القائم سبحان من فلق إلاَّ صباح بإذنه وسری خزائنه لا إله إلاَّ هو سبحانه .

رواه بالحفاظ السخاوی مسلسلاً فی الجواهر المکللة عن أبی إسحاق إبراهیم بن علی الزمزمی عن المجد الشیرازی صاحب القاموس عن أبی عبد الله الفارقی عن أبی الحسن القرامی عن جعفر الهمدانی عن أبی محمد الدیباجی عن أبی بکر بن لال بسنده وقال هو باطل منشأ وتسلسلاً .

ورواه الحافظ ابن فهد عن أبی الیمن محمد بن عمر بن محمد بن مخلوف المحلی عن القاضی العلامة ناصر الدین محمد بن أحمد بن محمد بن فوز العثمانی عن التقی أبی عبد الله بن عرام الشاذلی عن القلب محمد بن محمد بن علی بن حجر عن أبی عبد الله الشاطبی عن جعفر الهمدانی قال الحافظ السخاوی ولم أره فی أخبار الدیک للحافظ أبی نعیم مع کثرة ما فیه من المناکیر والله أعلم (تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین، ج۲ ص ۸۹۱، ۸۹۲، تحت رقم الحدیث ۱۱۷۸، استخراج: أبی عبد الله محمود بن محمد الحداد)

www.idaraghufran.org

روایات آگے آتی ہیں۔ [1]

# آسمانِ دنیا پر مخصوص مرغ دیکھنے کی روایت

ابوسعد النقاش (المتوفی: 414 ہجری) نے ''فنون العجائب'' میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی رات میں آسمانِ دنیا پر ایک مخصوص قسم کے مرغ کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ [2]

---

[1] حديث: ما زلت بالأشواق إلى الديک الأبيض منذ رأيت ديک الله تحت عرشه ليلة أسرى بي: ديک أبيض زغبه أخضر كالزبرجد وعرفه ياقوتة حمراء، شرفه من جوهر وعيناه من ياقوتتين حمراوين، ورجلاه في تخوم الأرض السفلى، ومنقاره من ذهب يتلألأ نورا، فإذا كان في الثلث الأول نشر جناحيه وخفق بهما وقال: سبحان ذي الملک والملكوت، يقول ذلک ثلاث مرات من الليل، فإذا خفق خفقت الديوک وخرجت وصرخت لصراخه .أنكره السخاوی .بل قال ابن قيم الجوزية في حديث: " الديک الأبيض صديقي، وصديق صديقي :"وبالجملة فكل أحاديث الديک كذب، إلا: " إذا سمعتم صياح الديكة فاسألوا الله من فضله ."(اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، لمحمد بن خليل بن إبراهيم المشيشي الطرابلسي، ص ۱۶۰، تحت رقم الحديث ۴۷۵، حرف الميم)

[2] أخبرنا عبد الرحمن بن محمد بن سياه المؤذن، حدثني أبو يحيى عبد الرحمن بن محمد بن سليم الرازی، حدثنا محمد بن عيسى الطرسوسی، حدثنا سليم بن عمر بن يسار التميمی، حدثنا أبی، حدثنا سعيد بن زربی، عن عمر بن سليمان، عن الضحاک بن مزاحم، عن عكرمة، عن ابن عباس، رضی الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :لما أسری بی إلى السماوات، رأيت فيها عجائب من عباد الله، ومن خلقه، من ذلک :أنی رأيت في السماء الدنيا ديكا له زغب أخضر، وريش أبيض، ريشه كأشد بياض وزغبه تحت ريشه أخضر كأشد خضرة رأيتها قط، وإذا رجلاه في تخوم الأرض السابعة السفلى، ورأسه عند عرش الرحمن جل جلاله، مثنى عنقه تحت العرش، له جناحان في منكبين إذا نشرهما جاوز المشرق والمغرب، فإذا كان في بعض الليل نشر جناحيه، وخفق بهما بالتسبيح لله، يقول :سبحان الملک القدوس، الله الكبير المتعال، لا إله إلا الله الحی القيوم، فإذا فعل ذلک سبحت ديكة الأرض كلها، وخفقت بأجنحتها، وأخذت في الصراخ، فإذا سكت ذلک الديک في السماء ، سكتت الديكة في الأرض، فإذا كان في بعض الليل نشر جناحيه فجاوز المشرق والمغرب، وخفق بهما، وصرخ بالتسبيح لله عز وجل، يقول: سبحان الله العلی العظيم، سبحان الله العزيز القهار، سبحان الله ذی العرش الرفيع، فإذا فعل ذلک سبحت ديكة الأرض كلها، وخفقت بأجنحتها، وأخذت في الصراخ، فإذا سكت ذلک الديک في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اس حدیث کی سند میں ''سعید بن زربی'' راوی پر محدثین نے شدید جرح کی ہے، اور اس پر عجیب اور شدید منکر احادیث بیان کرنے والا ہونے کا حکم لگایا ہے، اور ابنِ حبان وغیرہ نے اس کو موضوع احادیث روایت کرنے والا قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السماء، سكتت الديكة في الأرض، ثم إذا صاح ذلک الديک في السماء صاحت الديكة في الأرض، يجاوبنه بالتسبيح لله عز وجل، فقلن مثل قوله الأول ."قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فلم أزل منذ رأيت ذلک الديک مشتاقا إلى أن أراه الثانية(فنون العجائب في أخبار الماضيين من بني إسرائيل وغيرهم من العباد والزاهدين، رقم الحديث ٧٧،ص ٩٦)

[1] "ت– سعيد "بن زربى الخزاعى البصرى العبادانى أبو معاوية ويقال أبو عبيدة وهو الصحيح. روى عن الحسن وابن سيرين وقتادة وثابت البنانى وعاصم الأحول وغيرهم وعنه فليح بن سليمان ويزيد بن هارون ويونس بن محمد المؤدب ومصعب بن المقدام ومحمد بن الحسن الأسدى وعلى بن الجعد وبشر بن الوليد الكندى وغيرهم. قال معاوية بن صالح عن ابن معين ليس بشيء وقال البخارى عنده عجائب. وقال أبو داود ضعيف. وقال النسائى ليس بثقة. وقال أبو حاتم عنده عجائب من المناكير.

قلت كناه البخارى أبا معاوية فى التاريخ الكبير وكذا فى الأوسط وذكره فيه فى فصل من مات ما بين الستين إلى السبعين ومائة وكذا كناه مسلم فى الكنى وقال صاحب عجائب وأبو القاسم البغوى وابن حبان وقال قد قيل يكنى أبا عبيدة وقال كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات على قلة روايته. وقال أبو احمد الحاكم فى أبى معاوية من الكنى منكر الحديث جدا .

وذكره فى أبى عبيدة أيضا وكذا ذكره النسائى فى الموضعين وأما أبى عدى فقال من قال أبو معاوية فقد أخطأ ثم قال حدثنا البغوى ثنا بن الجعد أنا أبو معاوية العبادانى قال البغوى وهو عندى سعيد بن زربى فذكر عنه أحاديث وقال هى أحاديث سعيد بن زربى قال ابن عدى أخطأ البغوى فى هذا وكيف يحكم بأنه هو وعلى بن الجعد يقول العبادانى وسعيد بن زربى بصرى ثم أخرج عدة أحاديث لسعيد بن زربى كنى فيها أبا عبيدة وليس ما جزم به من خطأ البغوى فى ذلک بلازم والله أعلم(تهذيب التهذيب، ج۴ص۲۸، ۲۹، تحت رقم الترجمة ۴۲، حرف السين، من اسمه سعيد)

(ت) سعيد بن زربى الخزاعى البصرى، العبادانى .أبو معاوية، ويقال: أبو عبيدة وهو الصحيح، والأول خطأ فيما قاله ابن عدى.

كذا ذكره المزى، وفيه غرابة كونه عزى النقل لقائله فسلم، ولا سلامة لأن المتأخر الحاذق يجمع أقوال العلماء ويرجح منها بالدلائل ما ترجح، أو ما رجحه غيره، أو بالكثرة والكبر وإلا بمجرد اختيار أبى أحمد لا يسلم قوله ويعترض عليه بقول غيره ممن هو أكبر منه، إن وجد ولكنه يعذر فى هذا إذا لم يجد غيره فقاله ظفرا بشيء عظيم، وما علم أن شيخ المحدثين الذى أوهم المزى نقل كلامه بقوله: قال البخارى: عنده عجائب لم يكنه إلا أبا معاوية فى تاريخيه الكبير و الأوسط لما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اس روایت میں ایک راوی ''عمر بن سلیمان'' بھی پایا جاتا ہے، علامہ ذہبی نے ''عمر بن سلیمان'' کے تذکرہ میں معراج کی مذکورہ حدیث کو ''موضوع و منگھڑت'' قرار دیا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی یہ حدیث انتہائی طویل انداز میں بھی مروی ہے، وہ بھی ''موضوع و منگھڑت'' ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ذكره في فصل من مات من الستين إلى السبعين ومائة، وكذلك أبو (أحمد) الرازى، فيما ذكره عنه ابنه، ومسلم بن الحجاج وقال: صاحب عجائب، ويحيى بن محمد بن صاعد، وأبو بكر ابن أبى شيبة.

وفى الجعديات قال البغوى: سعيد بن زربى أبو معاوية، وابن الجارود، وأبو العرب وابن حبان، وقال: قد قيل يكنى أبا عبيدة، وكان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات على قلة روايته، والنسائى بدأ بأبى معاوية، وثنى بعبيدة، وكذا فعله أبو أحمد الحاكم، وقال فى أبى معاوية: منكر الحديث جدا، وفى أبى عبيدة: ليس بالقوى عندهم .فهذا كما ترى هؤلاء الأئمة أكثرهم جزم بمعاوية وبعضهم سوى بينهما فلو رجح مرجح أبا معاوية على أبى عبيدة لكان مصيبا وأقل الأحوال أن يكونا متساويين وأما تخطئة ما رضيه جماعة العلماء ففير صواب ممن قاله كائنا من كان فكان ينبغى للمزى أن ينقل كلام أبى أحمد مستغربا له فى جنب كلام من قدمناه وأما أنه ينقله عنه مكتفيا به متبعا صاحب الكمال فليس جيدا .والله تعالى أعلم.

وقد ذكر الدورى عن يحيى بن معين كلاما يشبه أن يكون فصلا فى هذا وهو: سعيد بن زربى: ليس بثقة وليس هو أبو عبيدة صاحب الموعظة، هو رجل آخر، فبين يحيى أن صاحب الموعظة يكنى أبا عبيدة، وأن هذا لم يكنه يحيى وهو ليس بثقة عنده وكأنه يريد بأبى عبيدة سعيد بن زربى الراوى عن مجاهد، قال ابن حبان وذكره فى الثقات: وهذا ليس بسعيد ابن زربى صاحب ثابت ذاك ضعيف وهذا صدوق، ويشبه أن يكون كلام يحيى ومن شابهه مستند البخارى، ومن بعده فى تكنية صاحب ثابت [ق / 83ب] بأبى معاوية، تفرقة بينه وبين صاحب مجاهد.

وقال الساجى عن يحيى بن معين: سعيد بن زربى ليس هو بشىء، هو كثير الخطأ.

ولما ذكره ابن شاهين فى الثقات (قال:) قال يحيى بن معين: أبو عاصم العبادانى لم يكن به بأس . قال ابن شاهين: سمعت عبد الله بن منيع فيما قرء عليه يقول: أبو عاصم العبادانى أحسبه سعيد بن زربى، ثم ذكره بعد فى جملة الضعفاء.

وذكره العقيلى: وابن الجارود، وأبو العرب فى جملة الضعفاء زاد ابن الجارود: ليس بشىء.

وقال أبو حاتم الرازى: منكر الحديث وقال أبو الحسن الدارقطنى: ضعيف، وكذا قاله يعقوب بن سفيان(إكمال تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ، لعلاء الدين مغلطائى، ج٥ص ٢٩٠ الىٰ ٢٩٢، تحت رقم الترجمة ١٩٣٨ ، باب السين)

[1] عمر بن سليمان .عن الضحاك بن حمرة ، فذكر حديث الاسراء بلفظ موضوع(ميزان الاعتدال للذهبى، ج٣ص ٢٠٢، تحت رقم الترجمة ٦١٢٩، حرف العين)

www.idaraghufran.org

# بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے ملاقات کی عجیب روایت

تفسیر قرطبی میں علامہ قرطبی نے فرمایا کہ یہ بات مروی ہے کہ:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں دین کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا، تو ایک جماعت حق پر قائم رہی، جو بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کی جماعت ہے اور وہ دیگر بنی اسرائیل کے ساتھ نہ رہ سکی، تو انہوں نے اپنی قوم سے تنگ آ کر یہ دعاء کی کہ یا اللہ! ہمیں ان لوگوں سے دور کہیں بسا دیجئے، تا کہ ہم اپنے دین پر پختگی سے عمل کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے الگ تھلگ دنیا کے چین کی طرف نکال دیا، جہاں وہ خالص عبادت میں مشغول رہے۔

شب معراج میں جبریلِ امین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس لے کر گئے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ نے انہیں قرآن مجید کی چند سورتیں بھی پڑھائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے ہاں ناپنے اور تولنے کا کوئی انتظام ہے اور تمہارا معاش کا کیا سامان ہے؟ انہوں نے کہا ہم زمین میں کھیتی کاشت کر لیتے ہیں اور جب اسے کاٹ لیتے ہیں، تو وہیں ڈھیر لگا کر چھوڑ دیتے ہیں، جسے جتنی ضرورت پڑتی ہے، وہ اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے لے آتا ہے، ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا تمہاری عورتیں کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا ہم سے دور ایک جانب رہتی ہیں، جب کسی کو ضرورت پیش آتی ہے، تو اپنی بیوی کے پاس ہو کر آ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی جھوٹ بولتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، اگر کوئی جھوٹ بولے تو فوراً ایک آگ آ کر اسے جلا دیتی ہے، آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تمہارے سب گھر برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں؟ انہوں نے کہا، یہ اس لئے تا کہ کچھ لوگ دوسروں پر اپنے بڑائی نہ جتلا سکیں، آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے

مکانات کے سامنے قبریں کیوں بنائی ہوئی ہیں؟ انہوں نے کہا اس لئے تاکہ ہم موت سے غافل نہ ہو جائیں، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے، تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ''وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْن'' (اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ایسی ہے، جو حق کی رہنمائی کرتی ہے اور حق کے مطابق انصاف کرتی ہے) [1]

ہمیں مذکورہ واقعہ کتبِ احادیث میں باسند طریقے پر دستیاب نہیں ہوا۔

البتہ ابنِ جریر نے ''تفسیر الطبری'' میں اس واقعہ کا کچھ حصہ ابنِ جریج سے نقل کیا ہے، مگر اس میں بھی نہ تو اس کے مرفوع ہونے کا ذکر ہے، اور نہ ہی کسی صحابی کا ذکر ہے۔ [2]

---

[1] فروی أنه لما وقع الاختلاف بعد موسی کانت منهم أمة یهدون بالحق، ولم یقدروا أن یکونوا بین ظهرانی بنی إسرائیل حتی أخرجهم الله إلی ناحیة من أرضه فی عزلة من الخلق، فصار لهم سرب فی الأرض، فمشوا فیه سنة ونصف سنة حتی خرجوا وراء الصین، فهم علی الحق إلی الآن .وبین الناس وبینهم بحر لا یوصل إلیهم بسببه .ذهب جبریل بالنبی صلی الله علیه وسلم إلیهم لیلة المعراج فآمنوا به وعلمهم سورا من القرآن وقال لهم :هل لکم مکیال وسیزان؟ قالوا :لا، قال :فمن أین معاشکم؟ قالوا :نخرج إلی البریة فنزرع، فإذا حصدنا وضعناه هناک، فإذا احتاج أحدنا إلیه یأخذ حاجته .قال :فأین نساؤکم؟ قالوا :فی ناحیة منا، فإذا احتاج أحدنا لزوجته صار إلیها فی وقت الحاجة .قال :فیکذب أحدکم فی حدیثه؟ قالوا :لو فعل ذلک أحدنا أخذته لظی، إن النار تنزل فتحرقه .قال :فما بال بیوتکم مستویة؟ قالوا لئلا یعلو بعضنا علی بعض .قال :فما بال قبورکم علی أبوابکم؟ قالوا :لئلا نغفل عن ذکر الموت .ثم لما رجع رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی الدنیا لیلة الإسراء أنزل علیه ":ومن خلقنا أمة یهدون بالحق وبه یعدلون "یعنی أمة محمد علیه السلام .یعلمه أن الذی أعطیت موسی فی قومه أعطیتک فی أمتک(تفسیر القرطبی، ج۷، ص۳۰۲،سورة الأعراف)

[2] حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسین قال، حدثنی حجاج، عن ابن جریج قوله: " ومن قوم موسی أمة یهدون بالحق وبه یعدلون "، قال: بلغنی أن بنی إسرائیل لما قتلوا أنبیائهم، کفروا .وکانوا اثنی عشر سبطا، تبرأ سبط منهم مما صنعوا، واعتذروا، وسألوا الله أن یفرق بینهم وبینهم، ففتح الله لهم نفقا فی الأرض، فساروا فیه حتی خرجوا من وراء الصین، فهم هنالک،حنفاء مسلمون یستقبلون قبلتنا.

قال ابن جریج: قال ابن عباس: فذلک قوله:"وقلنا من بعده لبنی إسرائیل اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بکم لفیفا" و"وعد الآخرة"، عیسی ابن مریم، یخرجون معه. قال ابن جریج: قال ابن عباس: ساروا فی السرب سنة ونصفا(تفسیر الطبری، ج۱۳ ص۱۷۳، ۱۷۴، رقم الروایة ۱۵۲۵۱،سورة الاعراف) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تفسیر روح المعانی میں بھی ابنِ جریر کے حوالے سے ابنِ جریج کی اس روایت کو ذکر کیا گیا ہے، اور پھر ابنِ خازن سے اس واقعہ کا ضعیف اور غیر معتبر ہونا نقل کیا گیا ہے۔ [1]

قاضی ابو محمد ابنِ عطیہ اندلسی (المتوفیٰ: 542 ہجری) نے بھی اس روایت کی طرف اشارہ کر کے اس کو ''بعید'' قرار دیا ہے۔ [2]

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال أحمد محمد شاكر:

هذا الخبر ، لم يروه أبو جعفر فى تفسير آية سورة الإسراء ، وهذا ضرب من اختصاره لتفسيره ، وربما دل ذلك على ضعف الخبر عنده ، لأنه لو صح عنه لذكره فى تفسير قوله تعالى :"فإذا جاء وعد الآخرة" أنه عيسى ابن مريم عليه السلام (حاشية تفسير الطبرى، حواله بالا)

[1] أخرج ابن جرير وغيره عن ابن جريج أنه قال: بلغنى أن بنى إسرائيل لما قتلوا أنبيائهم وكفروا وكانوا اثنى عشر سبطا تبرأ سبط منهم مما صنعوا واعتذروا وسألوا الله أن يفرق بينهم وبينهم ففتح الله تعالى لهم نفقا فى الأرض فساروا فيه حتى خرجوا من وراء الصين فهم هنالك حنفاء يستقبلون قبلتنا، وإليهم الإشارة كما قال ابن عباس بقوله تعالى: " وقلنا من بعده لبنى إسرائيل اسكنوا الأرض فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بكم لفيفا" وفسر وعد الآخرة بنزول عيسى عليه السلام وقال: إنهم ساروا فى السرب سنة ونصفا. وذكر مقاتل كما روى أبو الشيخ أن الله تعالى أجرى معهم نهرا وجعل لهم مصباحا من نور بين أيديهم وأن أرضهم التى خرجوا إليها تجتمع فيها الهوام والبهائم والسباع مختلطين وأن النبى صلى الله عليه وسلم أتاهم ليلة المعراج ومعه جبرئيل عليه السلام فآمنوا به وعلمهم الصلاة. وعن الكلبى والضحاك والربيع أنه عليه الصلاة والسلام علمهم الزكاة وعشر سور من القرآن نزلت بمكة وأمرهم أن يجمعوا ويتركوا السبت وأقرأه سلام موسى عليه السلام فرد النبى عليه الصلاة والسلام، السلام.

وأخرج ابن أبى حاتم عن السدى أنه قال بينكم وبينهم نهر من رمل يجرى، وضعف هذه الحكاية ابن الخازن وأنا لا أراها شيئا ولا أظنك تجد لها سندا يعول عليه ولو ابتغيت نفقا فى الأرض أو سلما فى السماء(تفسير روح المعانى، ج۵ ص ۸۰، سورة الاعراف)

[2] وقوله: ومن قوم موسى الآية، يهدون معناه يرشدون أنفسهم، وهذا الكلام يحتمل أن يريد به وصف المؤمنين المتقين من بنى إسرائيل على عهد موسى وما والاه من الزمن، فأخبر أنه كان فى بنى إسرائيل على عتوهم وخلافهم من اهتدى واتقى وعدل، ويحتمل أن يريد الجماعة التى آمنت بمحمد صلى الله عليه وسلم من بنى إسرائيل على جهة الاستجلاب لإيمان جميعهم، ويحتمل ما روى من أن بنى إسرائيل لما تقطعوا مرت أمة منهم واعتزلت ودخلت تحت الأرض فمشت فى سرب تحت الأرض سنة ونصف سنة حتى خرجوا وراء الصين، فهم هنالك خلف واد من شهد يقيمون الشرع ويهدون بالحق، قاله السدى وابن جريج، وروى بعضه عن ابن عباس.

قال القاضى أبو محمد: وهذا حديث بعيد(تفسير ابنِ عطية، ج۲ ص ۴۶۵، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

اور امام شوکانی نے اپنی تفسیر ''فتح القدیر'' میں فرمایا کہ:

''اس عجیب وغریب واقعہ کے لیے صحیح نقل کی ضرورت ہے''۔ [1]

اور شمس الدین خطیب شربینی (المتوفی: 977ہجری) نے اپنی تفسیر ''السراج المنیر'' میں فرمایا کہ:

''بغوی نے اگرچہ اس واقعہ کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن بعض محققین نے اس کو چند وجوہات کی رو سے ضعیف قرار دیا ہے، جن کی بنا پر اس کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے''۔ [2]

تفسیر خازن میں چند دلائل کے ذریعے سے اس واقعہ کا ضعیف اور غیر معتبر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ [3]

---

[1] أقول: ومثل هذا الخبر العجيب والنبأ الغريب محتاج إلى تصحيح النقل(فتح القدير للشوكانی، ج۲ ص۲۹۴، سورة الاعراف)

[2] قال بعض المحققين: هذا القول ضعيف وإن كان البغوی صححه لوجوه: الأوّل: كونه أقرأهم عشر سور وقد نزل عليه أكثر من ذلک وكان فرض الزكاة بالمدينة فكيف يأمرهم بها قبل فرضها، الثانی: كون جبريل ذهب إليهم به ليلة الإسراء لم يرد بذلک نقل صحيح ولا رواه أحد من أئمة الحديث، الثالث: أنّ أحداً منهم لا يصل إلينا ولا يصل إليهم منا أحد فمن الذی أوصل خبرهم إلينا فثبت بذلک بطلان هذا القول(السراج المنير فی الإعانة علی معرفة بعض معانی كلام ربنا الحكيم الخبير، ج ا ص۵۲۷، سورة الاعراف)

[3] قال ابن جريج قال ابن عباس: ساروا فی السرب سنة ونصفا رواه الطبری .وحكی البغوی عن الكلبی والضحاک والربيع قالوا: هم قوم خلف الصين بأقصی الشرق علی نهر يسمی نهر الأردن ليس لأحد منهم مال دون صاحبه يمطرون بالليل ويصحون بالنهار ويزرعون ولا يصل إليهم أحد منا وهم علی الحق.وذكر لنا أن جبريل ذهب بالنبی صلی الله عليه وسلم ليلة الإسراء به فكلمهم فقال لهم جبريل: هل تعرفون من تكلمون؟

قالوا: لا، قالوا هذا محمد النبی الأمی فآمنوا به وقالوا يا رسول الله إن موسی أوصانا أن من أدرک منكم أحمد فليقرأ منی عليه السلام فرد رسول الله صلی الله عليه وسلم علی قوم موسی وأقرأهم عشر سور من القرآن نزلت عليه بمكة وأمرهم بالصلاة والزكاة وأمرهم أن يقيموا مكانهم وكانوا يسبتون فأمرهم أن يجمعوا ويتركوا السبت وهذه الحكاية ضعيفة من وجوه:

الأول: قولهم إن أحدا منا لا يصل إليهم وإذا كان كذلک فمن ذا الذی أوصل خبرهم إلينا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی اس واقعہ کی تردید کی ہے، اور اس واقعہ کو بنی اسرائیل کی خرافات میں سے قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الوجه الثاني: قولهم إن جبريل ذهب بالنبي صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء به وهذا لم يرد به نقل صحيح ولا رواه أحد من أئمة الحديث ولا يلتفت إلى قول الأخباريين والقصاص في ذلك.

الوجه الثالث: قولهم إنهم بلغوا النبي صلى الله عليه وسلم موسى وقد صح في حديث المعراج أنه سلم عليه في السماء السادسة وأيضا قولهم وأقرأهم عشر سور وقد نزل عليه بمكة أكثر من ذلك وكان فرض الزكاة بالمدينة فكيف يأمرهم بها قبل فرضيتها فإذا ثبت بما ذكرناه بطلان هذه الرواية فالمختار في تفسير هذه الآية أنها إما أن تكون نزلت في قوم كانوا متمسكين بدين موسى قبل التبديل والتغيير ثم ماتوا وهم على ذلك وإما أن تكون قد نزلت فيمن أسلم من اليهود على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم كعبد الله بن سلام وأصحابه والله أعلم بمراده(تفسير الخازن، ج۲ص ۲۶۰، سورة الاعراف)

[1] قال ابن جريج: قال ابن عباس: ساروا في السرب سنة ونصفا، وقال ابن عيينة، عن صدقة، عن أبي الهذيل، عن السدي:"ومن قوم موسى أمة يهدون بالحق وبه يعدلون"قال: قوم بينكم وبينهم نهر من شهد وقد وصف ابن كثير ما رواه ابن جرير: بأنه خير عجيب!!.

وقال البغوي في تفسيره :قال الكلبي، والضحاك، والربيع: هم قوم خلف الصين، بأقصى الشرق، على نهر مجرى الرمل، يسمى: نهر أرداف، ليس لأحد منهم مال دون صاحبه، يمطرون بالليل، ويصحون بالنهار، ويزرعون لا يصل إليهم منا أحد، وهم على دين الحق، وذكر أن جبريل عليه السلام ذهب بالنبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به إليهم، فكلمهم، فقال لهم جبريل: هل تعرفون من تكلمون؟ قالوا: لا، فقال لهم: هذا محمد؛ النبي الأمي، فآمنوا به، فقالوا: يا رسول الله، إن موسى أوصانا أن من أدرك منكم أحمد، فليقرأ عليه مني السلام، فرد النبي صلى الله عليه وسلم على موسى وعليهم، ثم أقرأهم عشر سور من القرآن نزلت بمكة، وأمرهم بالصلاة والزكاة، وأمرهم أن يقيموا مكانهم، وكانوا يسبتون، فأمرهم أن يجمعوا، ويتركوا السبت، وقيل: هم الذين اسلموا من اليهود في زمن النبي صلى الله عليه وسلم والأول أصح!!

وهي من خرافات بني إسرائيل ولا محالة، والعجب من البغوي أن يجعل هذه الأكاذيب أصح من القول الآخر الذي هو أجدر بالقبول وأولى بالصحة، ونحن لا نشك في أن ابن جريج وغيره ممن رووا ذلك؛ إنما أخذوه عن أهل الكتاب الذين أسلموا، ولا يمكن أبدا أن يكون متلقى عن المعصوم صلى الله عليه وسلم.

وقال الإمام الآلوسي بعد ذكر ما ذكرناه: " وضعف هذه الحكاية ابن الخازن، وأنا لا أراها شيئا، وأظنك لا تجد لها سندا يعول عليه ولو ابتغيت نفقا في الأرض، أو سلما في السماء."

التفسير الصحيح للآية:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

معارف القرآن عثمانی میں ہے کہ:

"تفسیر قرطبی نے اسی روایت کو اصل قرار دیا ہے اور دوسرے احتمالات بھی لکھے ہیں، ابنِ کثیر نے اس کو حکایتِ عجیبہ تو فرمایا، مگر رد نہیں کیا، البتہ تفسیرِ قرطبی میں اس کو نقل کر کے کہا ہے کہ غالباً یہ روایت صحیح نہیں" (معارف القرآن جلد۴ صفحہ۹۴، سورہ اعراف)

علامہ قرطبی سے اس روایت کے صحیح نہ ہونے کی تصریح دستیاب نہیں ہوئی، البتہ بعض دوسرے مفسرین واہلِ علم حضرات سے اس کی تصریح دستیاب ہوئی، جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والذی یترجح عندی أن المراد بهم أناس من قوم موسی علیه الصلاة والسلام اهتدوا إلی الحق ودعوا الناس إلیه، وبالحق یعدلون فیما یعرض لهم من الأحکام والقضایا، وأن هؤلاء الناس وجدوا فی عهد موسی وبعده، بل وفی عهد نبینا صلی الله علیه وسلم کعبد الله بن سلام وأضرابه، وقد بین الله تبارک وتعالی بهذا: أن الیهود وإن کانت الکثرة الکاثرة فیهم تجحد الحق وتنکره، وتجور فی الأحکام، وتعادی الأنبیاء، وتقتل بعضهم، وتکذب البعض الآخر، وفیهم من شکاسة الأخلاق والطباع ما فیهم، فهنالک أمة کثیرة منهم یهدون بالحق، وبه یعدلون، فهم لا یتأبون عن الحق، ففیه شهادة وتزکیة لهؤلاء، وتعریض بالکثرة الغالبة منهم، التی لیست کذلک، والتی جحدت نبوة نبینا محمد صلی الله علیه وسلم فیمن جحدها من طوائف البشر، وناصبته العداوة والبغضاء، وهو ما یشعر به قوله سبحانه قبل: "قل یا أیها الناس إنی رسول الله إلیکم جمیعا الذی له ملک السماوات والأرض لا إله إلا هو یحیی ویمیت فآمنوا بالله ورسوله النبی الأمی الذی یؤمن بالله وکلماته واتبعوه لعلکم تهتدون" وبذلک تظهر المناسبة بین هذه الآیة والتی قبلها مباشرة، والآیات التی قبل ذلک.

أما ما ذکروه: فلیس هناک ما یشهد له من عقل، ولا نقل صحیح، بل هو یخالف الواقع الملموس، والمشاهد المتیقن، وقد أصبحت الصین وما ورائها معلوما کل شبر فیها، فأین هم؟ ثم ما هذا النهر من الشهد؟! وما هذا النهر من الرمل؟! وأین هما؟! ثم أی فائدة تعود علی الإسلام والمسلمین من التمسک بهذه الروایات التی لا خطام لها، ولا زمام؟! وماذا یکون موقف الداعیة إلی الإسلام فی هذا العصر الذی نعیش فیه، إذا انتصر لمثل هذه المرویات الخرافیة الباطلة؟! إن هذه الروایات لو صحت أسانیدها لکان لها بسبب مخالفتها للمعقول، والمشاهد الملموس ما یجعلنا فی حل من عدم قبولها فکیف وأسانیدها ضعیفة واهیة؟! وقد قلت غیر مرة: إن کونها صحیحة السند فرضا لا ینافی کونها من الإسرائیلیات (الإسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، لمحمد بن محمد أبی شهبة، ص۲۰۷ الی ۲۰۹، إسرائیلیات وخرافات فی بنی إسرائیل)

www.idaraghufran.org

# شبِ معراج میں یاجوج ماجوج کو دعوت دینے کی روایت

نعیم بن حماد نے ''الفتن'' میں ''نوح بن ابی مریم'' کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی رات میں یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا، میں نے ان کو اللہ کے دین اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دی، لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، پس وہ آدم کی نافرمان اولاد اور ابلیس کی اولاد کے ساتھ جہنم میں ہوں گے''۔ [1]

مذکورہ روایت میں ایک راوی ''نوح بن ابی مریم'' پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے سخت جرح کی ہے، بعض نے ان کو جھوٹا اور حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ [2]

امام مسلم وغیرہ نے ان کو ''متروکُ الحدیث'' قرار دیا، اور امام بخاری نے ''منکرُ الحدیث'' قرار دیا، اور امام حاکم نے ان کی طرف بعض احادیث کو گھڑنے کی نسبت کی، اور امام احمد نے حدیث میں ان کو کمزور قرار دیا، اور شدید جہمیہ ہونے کا حکم لگایا۔ [3]

---

[1] حدثنا نوح بن أبی مریم، عن مقاتل بن حیان، عن عکرمة، عن ابن عباس، رضی اللہ عنهما، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: بعثنی اللہ تعالی حین أسری بی إلی یأجوج ومأجوج فدعوتهم إلی دین اللہ وإلی عبادته، فأبوا أن یجیبونی، فهم فی النار مع من عصی من ولد آدم وولد إبلیس (الفتن لنعیم بن حماد، ج۲ ص۵۹۳، رقم الحدیث ۱۶۵۳، خروج یأجوج ومأجوج)

[2] نوح ابن أبی مریم أبو عصمة المروزی القرشی مولاهم مشهور بکنیته ویعرف بالجامع لجمعه العلوم لکن کذبوه فی الحدیث وقال ابن المبارک کان یضع من السابعة مات سنة ثلاث وسبعین ت فق (تقریب التهذیب، ص۵۶۷، ۷۲۱۰)

[3] نوح بن أبی مریم [ت] یزید بن عبد اللہ، أبو عصمة المروزی، عالم أهل مرو، وهو نوح الجامع، لانه أخذ الفقه عن أبی حنیفة وابن أبی لیلی، والحدیث عن حجاج بن أرطاة، والتفسیر عن الکلبی ومقاتل، والمغازی عن ابن إسحاق، وروی عن الزهری، وابن المنکدر. وعنه نعیم بن حماد، وسوید بن نصر، وحبان ابن موسی المراوزة، وآخرون.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق فرمایا ''لیس بشیء، ولا یکتب حدیثه '' دار قطنی اور ابوحاتم اور دولابی وغیرہ نے بھی ان کو'' متروک الحدیث '' قرار دیا، اور امام بخاری نے ان کے متعلق فرمایا '' ذاهب الحدیث جداً '' اور امام نسائی نے فرمایا ''لیس بثقة، ولا یکتب حدیثه '' اور ایک روایت میں فرمایا'' سقط حدیثه '' اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ '' یہ شخص سندوں میں اُلٹ پلٹ کر دیتا ہے'' اور ثقہ راویوں کے نام سے ایسی احادیث کو روایت کرتا ہے، جو ثابت نہیں ہوتیں، اس سے کسی حال میں دلیل پکڑنا جائز نہیں'' اور ابنِ حبان نے یہ بھی فرمایا کہ ''اس شخص نے ہر چیز کو جمع کیا ہے، سوائے سچ کے'' [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ولی قضاء مرو فی خلافة المنصور، وامتدت حیاته.
قال نعیم: سئل ابن المبارک عنه، فقال: هو یقول لا إله إلا الله .وقال أحمد: لم یکن بذاک فی الحدیث.وکان شدیدا علی الجهمیة.وقال مسلم وغیره: متروک الحدیث.
وقال الحاکم: وضع أبو عصمة حدیث فضائل القرآن الطویل.وقال البخاری: منکر الحدیث.
وقال ابن عدی: عامة ما أوردت له لا یتابع علیه، وهو مع ضعفه یکتب حدیثه(میزان الاعتدال للذهبی، ج۴ص ۲۷۹، تحت رقم الترجمة ۹۱۴۳)

[1] وقال البخاری :قال ابن المبارک لوکیع: حدثنا شیخ یقال له: أبو عصمة کان یضع کما یضع المعلی بن هلال .وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل:قال أبی: کان أبو عصمة یروی أحادیث مناکیر لم یکن فی الحدیث بذاک، وکان شدیدا علی الجهمیة والرد علیهم .تعلم منه نعیم بن حماد الرد علی الجهمیة.وقال أحمد بن سعد بن أبی مریم: سألت یحیی ین معین عن نوح بن أبی مریم، فقال: لیس بشیء، ولا یکتب حدیثه .وقال إبراهیم بن یعقوب الجوزجانی:أبو عصمة نوح بن أبی مریم قاضی مرو یسقط حدیثه .وقال أبو زرعة :ضعیف الحدیث.وقال أبو حاتم، ومسلم بن الحجاج ، وأبو بشر الدولابی ، والدارقطنی:متروک الحدیث .وقال البخاری: نوح بن یزید بن جعونة یقال: إنه نوح بن أبی مریم أبو عصمة المروزی قاضی مرو عن مقاتل بن حیان منکر الحدیث .وقال فی موضع آخر:نوح بن أبی مریم ذاهب الحدیث جدا.وقال النسائی: أبو عصمة نوح بن جعونة، وقیل: نوح بن یزید بن جعونة، وهو نوح بن أبی مریم قاضی مرو لیس بثقة، ولا مأمون، روی عنه المقرء.
وقال فی موضع آخر: لیس بثقة، ولا یکتب حدیثه.وقال فی موضع آخر: سقط حدیثه.
وذکر الحاکم أبو عبد الله النیسابوری الحافظ: أنه وضع حدیث فضائل القرآن .وقال أبو أحمد بن عدی بعد أن روی له أحادیث: ولأبی عصمة غیر ما ذکرت وعامته لا یتابع علیه، وهو مع ضعفه یکتب حدیثه.وقال ابن حبان :کان یقلب الأسانید، ویروی عن الثقات ما لیس من أحادیث الاثبات، لایجوزالاحتجاج به بحال.وقال فی موضع آخر: نوح الجامع جمع کل شیء إلا الصدق(تهذیب الکمال للمزی، ج۳۰ص ۵۹ الی ۶۱، تحت ترجمة "نوح بن أبی مریم" رقم الترجمة ۶۴۹۵)

www.idaraghufran.org

اور ابونعیم اصبہانی نے فرمایا کہ ''یہ شخص خطاء اور کذب کا جامع تھا، یہ کچھ بھی نہیں ہے'' [1]
علامہ سیوطی نے بھی ''الخصائصُ الکبریٰ ''میں اس حدیث کی سند کو ''سند واہ'' قرار دیا ہے۔ [2]

## قیصرِ روم کے دربار میں واقعۂ اسراء کی تصدیق کی روایت

علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الخصائصُ الکبریٰ ''میں ابونعیم کے حوالے سے محمد بن کعب قرظی کی ایک لمبی حدیث کو ذکر کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دحیۃ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف دعوت کے لیے بھیجنے کا ذکر ہے۔
اسی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جب قیصر روم کے سامنے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک ایک رات میں سفر کرنے کا ذکر کیا گیا، تو قیصر کے دربار میں بیت المقدس کے ایک نگران نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس رات میں نے بیت المقدس کے تمام دروازوں کو بند کر دیا، لیکن ایک دروازہ کسی طرح بند نہیں ہوا، اور میرے ساتھ کئی لوگوں نے مل کر اس کو ہلانے کی کوشش کی، لیکن وہ ہل نہیں سکا، پھر صبح ہونے پر میں نے دروازے کے قریب پتھر میں سوراخ دیکھا، اور وہاں جانور کے نشانات کو پایا، جس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ دروازہ رات تک کسی نبی کے لیے ہی روک کر رکھا گیا تھا، جس نے رات کو ہماری اس مسجد میں نماز پڑھی۔ [3]

---

[1] نوح بن أبی مریم الجامع أبو عصمة قاضی مرو کان جامعا فی الخطأ والکذب لا شیء (الضعفاء لابی نعیم، ص ۱۵۱، تحت رقم الترجمة ۲۴۹، باب النون)

[2] وأخرج ابن مردویه بسند واه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثنی الله لیلة أسری بی إلی یأجوج ومأجوج فدعوتهم إلی دین الله وعبادته فأبوا ان یجیبونی فهم فی النار مع من عصی ولد آدم وولد إبلیس (الخصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۶۷، ذکر المعجزات والخصائص فی خلقه الشریف صلی الله علیه وسلم، حدیث ابن عباس)

[3] اخرج ابو نعیم عن محمد بن کعب القرظی قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم دحیة الکلبی إلی قیصر وکتب الیه معه فلقیه بحمص فدعا الترجمان فإذا فی الکتاب من محمد رسول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کی نسبت ابونعیم اصبہانی کی طرف کی ہے، لیکن ہمیں نہ تو ابونعیم اصبہانی کی کسی کتاب میں یہ واقعہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ دستیاب ہوا، اور نہ ہی حدیث کی کسی دوسری کتاب میں باسند طریقے پر دستیاب ہوا۔

جبکہ قیصرِ روم کے اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ کئی محدثین نے روایت کیا ہے، مگر اس میں ہمیں لیلۃُ الاسراء سے متعلق اس بات کا ذکر نہیں ملا۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اللہ الی قیصر صاحب الروم فغضب اخ له وقال تنظر فی کتاب رجل بدأ بنفسه قبلک وسماک قیصر صاحب الروم ولم یذکر لک ملکا قال له قیصر إنک والله ما علمت أحمق صغیرا مجنونا کبیرا ترید أن تمزق کتاب رجل قبل ان انظر فیه فلعمری لئن کان رسول الله کما یقول فنفسه أحق ان یبدأ بها منی وإن کان سمانی صاحب الروم لقد صدق ما أنا إلا صاحبهم وما أملکهم ولکن الله سخرهم لی ولو شاء لسلطهم علی ثم قرأ قیصر الکتاب وقال یا معشر الروم إنی لأظن هذا الذی بشر به عیسی بن مریم ولو أعلم انه هو مشیت الیه حتی أخدمه بنفسی لا یسقط وضوئه إلا علی یدی قالوا ما کان الله لیجعل ذلک فی الاعراب الامیین ویدعنا ونحن أهل الکتاب قال فأصل الهدی عندی بینی وبینکم الإنجیل ندعو به فنفتحه فإن کان هو إیاه اتبعناه وإلا أعدنا علیه خواتمه کما کانت إنما هی خواتم مکان خواتم قال وعلی الانجیل یومئذ إثنا عشر خاتما من ذهب ختم علیه هرقل فکان کل ملک یلیه بعده ظاهر علیه بخاتم آخر حتی ألفی ملک قیصر وعلیه إثنا عشر خاتما یخبر أولهم لآخرهم أنه لا یحل لهم ان یفتحوا الإنجیل فی دینهم وأنه یوم یفتحونه یغیر دینهم ویهلک ملکهم فدعا بالانجیل ففض عنه احد عشر خاتما حتی بقی علیه خاتم واحد قامت إلیه الشمامسة والأساقفة والبطارقة فشقوا ثیابهم وصکوا وجوههم ونتفوا رؤوسهم قال مالکم قالوا الیوم یهلک ملک بیتک ویتغیر دین قومک قال فأصل الهدی عندی قالوا لا تعجل حتی تسأل عن هذا وتکتابه وتنظر فی أمره قال فمن نسأل عنه قالوا قوما کثیرا بالشام فأرسل یبتغی قوما لیسألهم فجمع له أبو سفیان وأصحابه فقال أخبرنی یا ابا سفیان عن هذا الرجل الذی بعث فیکم فلم یأل ان یصغر امره ما استطاع قال ایها الملک لا یکبر علیک شأنه إنا لنقول هو ساحر ونقول هو شاعر ونقول هو کاهن قال قیصر کذلک والذی نفسی بیده کان یقال للأنبیاء قبله أخبرنی موضعه فیکم قال هو أوسطنا سطة قال کذلک یبعث الله کل نبی من أوسط قومه أخبرنی عن أصحابه قال غلماننا وأحدث أسنانهم والسفهاء أما رؤساؤنا فلم یتبعه منهم احد قال اولئک والله أتباع الرسل اما الملأ والرؤوس فتأخذهم الحمیة أخبرنی عن أصحابه هل یفارقونه بعدما یدخلون فی دینه قال ما یفارقه منهم احد قال فلا یزال داخل منکم فی دینه قال نعم قال ما تزیدوننی علیه إلا بصیرة والذی نفسی بیده لیوشکن ان یغلب علی ما تحت قدمی یا معشر الروم هلموا إلی ان نجیب هذا الرجل إلی ما دعا إلیه ونسأله الشام ان لا یوطیء علینا أبدا فإنه لم یکتب قط نبی من الأنبیاء إلی ملک من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# بستر ٹھنڈا، اور حرکتِ شاخ بند ہونے سے قبل واپسی کی روایت

صاحبِ روح المعانی وغیرہ نے معراج سے متعلق بعض ایسی چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے، جن کی سند دستیاب نہیں، لیکن وہ باتیں بعض اہلِ علم میں غیر معمولی شہرت اختیار کر چکی ہیں، جن میں ایک بات تو یہ ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں جو انبیائے کرام کو نماز پڑھائی، اس کی پہلی رکعت میں سورہ کافرون کی اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کی قرائت کی۔

اور اسراء اور معراج، رات کے بعض حصے میں ہوا تھا، بعض حضرات نے اس کی مقدار کو بیان نہیں فرمایا کہ اس میں کتنا وقت خرچ ہوا، بہر حال جتنا وقت بھی خرچ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الملوک یدعوه إلی الله فیجیبه إلی ما دعاه ثم یسأله غیرها مسألة إلا أعطاه مسألته ما کانت فأطیعونی قالوا لا نطاوعک فی هذا ابدا قال أبو سفیان والله ما یمنعنی من أن أقول علیه قولا أسقطه من عینه إلا أنی أکره ان اکذب عنده کذبة یأخذها علی ولا یصدقنی.

حتی ذکرت قوله لیلة أسری به قلت ایها الملک ألا أخبرک عنه خبرا تعرف انه قد کذب قال وما هو قلت انه یزعم لنا انه خرج من أرضنا أرض الحرم فی لیلة فجاء مسجدکم هذا مسجد إیلیاء ورجع إلینا فی تلک اللیلة قبل الصباح.

قال وبطریق إیلیاء عند رأس قیصر قال البطریق قد علمت تلک اللیلة قال فنظر قیصر وقال ما علمک بهذا قال إنی کنت لا أبیت لیلة حتی أغلق أبواب المسجد فلما کانت تلک اللیلة أغلقت الأبواب کلها غیر باب واحد غلبنی فاستعنت علیه عما لی ومن یحضرنی کلهم فعالجته فلم نستطع ان نحرکه کأنما نزاول به جبلا فدعوت النجاجرة فنظروا إلیه فقالوا هذا باب قد سقط علیه النجاف أو البنیان فلا نستطیع ان نحرکه حتی نصبح فننظر من أین أتی علیه فرجعت وترکته مفتوحا فلما اصبحت غدوت فاذا الحجر الذی من زاویة الباب مثقوب وإذا فیه اثر مربط الدابة فقلت لأصحابی ما حبس هذا الباب اللیلة إلا علی نبی وقد صلی اللیلة فی مسجدنا.

فقال قیصر یا معشر الروم ألیس تعلمون ان بین عیسی وبین الساعة نبیا بشرکم به عیسی وهذا هو النبی الذی بشر به عیسی فأجیبوه إلی ما دعا إلیه فلما رأی نفورهم قال یا معشر الروم دعاکم ملیککم یختبرکم کیف صلابتکم فی دینکم فشتمتموه وسببتموه وهو بین أظهرکم فخروا له سجدا (الخصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۸۰ الی ۲۸۲، ذکر المعجزات والخصائص فی خلقه الشریف صلی الله علیه وسلم، حدیث أبی سفیان)

www.idaraghufran.org

ہوا ہو، یہ اللہ کی عجیب ترین نشانیوں اور کائنات کے غریب ترین واقعات میں سے ہے۔

اور بعض آثار میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے لوٹ کر آئے، تو آپ نے اپنے بستر کو اس حالت میں پایا کہ وہ نیند کے اثر سے ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔

اور کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج پر تشریف لے جاتے وقت آپ کا عمامہ ایک درخت کی شاخ سے ٹکرا گیا تھا، پھر جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے، تو وہ شاخ ابھی تک حرکت کر رہی تھی"۔ [1]

---

[1] فقد صح أنه صلى الله عليه وسلم عرج به من صخرة بيت المقدس كما تقدم واجتمع فى كل سماء مع نبى من الأنبياء عليهم السلام كما فى صحيح البخارى وغيره، واطلع عليه الصلاة والسلام على أحوال الجنة والنار ورأى من الملائكة ما لا يعلم عدتهم إلا الله تعالى.

ونقل عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أنه عليه الصلاة والسلام رأى ليلة المعراج فى مملكة الله تعالى خلقا كهيئة الرجال على خيل بلق شاكين السلاح طول الواحد منهم ألف عام والفرس كذلك يتبع بعضهم بعضا لا يرى أولهم ولا آخرهم فقال يا جبريل من هؤلاء ؟ فقال :ألم تسمع قوله تعالى: "وما يعلم جنود ربك إلا هو "فأنا أهبط وأصعد أراهم هكذا يمرون لا أدرى من أين يجيئون ولا إلى أين يذهبون، وقد صلى صلى الله عليه وسلم بالأنبياء عليهم السلام فى بيت المقدس.قال فى العقائق :وكانت صلاته عليه الصلاة والسلام بهم ركعتين قرأ فى الأولى قل يا أيها الكافرون وفى الثانية الإخلاص.

وقال بعضهم :كانت دعاء وذكر أن الأنبياء كانوا سبعة صفوف ثلاثة منهم مرسلون وأن الملائكة عليهم السلام صلت معهم وهذا من خصائصه عليه الصلاة والسلام كما قال القاضى زكريا فى شرح الروض، والحكمة فى ذلك أن يظهر أنه إمام الكل عليه الصلاة والسلام، وهل صلى بأرواحهم خاصة أو بها مع الأجساد فيه خلاف، وكذا اختلف فى أنه صلى الله عليه وسلم صلى بهم قبل العروج أو بعده فصحح الحافظ ابن كثير أنه بعده وصحح القاضى عياض وغيره أنه قبله، وجاء فى رواية أنه عليه الصلاة والسلام صلى فى كل سماء ركعتين يؤم أملاكها.

وكان الإسراء والعروج فى بعض ليلة واحدة وكان رجوعه صلى الله عليه وسلم على ما كان ذهابه عليه ولم يعين مقدار ذلك البعض، وكيفما كان فوقوع ما وقع فيه من أعجب الآيات وأغرب الكائنات.

وفى بعض الآثار أنه صلى الله عليه وسلم لما رجع وجد فراشه لم يبرد من أثر النوم .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بعض حضرات نے دروازے کی کنڈی کی حرکت باقی رہنے کا ذکر کیا ہے۔
لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی باتوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقلِ صحیح کی ضرورت ہے، اور اور جب تک نقلِ صحیح دستیاب نہ ہو، اس وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم، یا آپ کی معراج کی طرف کوئی بات منسوب کرنا خلافِ احتیاط ہے، اگرچہ اس واقعہ کو واعظین ومقررین میں خاص شہرت حاصل ہے۔

## ''الصلاۃ معراج المؤمن'' کے حدیث ہونے کی حیثیت

بعض اہلِ علم حضرات نے بغیر سند کے درجِ ذیل الفاظ کو حدیث کی طرف منسوب کیا ہے:

''الصلاۃ معراج المؤمن''

یعنی ''نماز مومن کی معراج ہے'' [1]

اور بعض حضرات نے ان الفاظ کو حدیث کی طرف منسوب کرنے کے بجائے اہلِ علم حضرات

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقيل :إن غصن شجرة أصابه بعمامته فى ذهابه فلما رجع وجده بعد يتحرک، وزعم بعضهم أن ليلة الإسراء غير ليلة المعراج وظاهر الآية على ما سمعت يقتضى أنهما فى ليلة واحدة وإنما أسرى به صلى الله عليه وسلم أولا إلى بيت المقدس وعرج به ثانيا منه ليكون وصوله إلى الأماكن الشريفة على التدريج فإن شرف بيت المقدس دون شرف الحضرة التى عرج إليها على ما قيل، وقيل :توطينا له عليه الصلاة والسلام لما فى المعراج من الغرابة العظيمة التى ليست فى الإسراء وإن كان غريبا أيضا، وقيل :لتتشرف به أرض المحشر ذهابا وإيابا، وقيل :لأن باب السماء الذى يقال مصعد الملائكة عليهم السلام على مقابلة صخرة بيت المقدس فقد نقل عن كعب الأحبار أنه قال :إن لله تعالى بابا مفتوحا من سماء الدنيا إلى بيت المقدس ينزل منه كل يوم سبعون ألف ملک يستغفرون لمن أتى بيت المقدس وصلى فيه فأسرى به صلى الله عليه وسلم إلى هناک أولا ثم عرج به ليكون صعوده على الاستواء ، وقيل :إن أسطوانات المسجد قالت ربنا حصل لنا من كل نبى حظ وقد اشتقنا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فارزقنا لقاء ه فبدىء بالإسراء به إلى المسجد تعجيلا للإجابة، وقيل :غير ذلک(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم، ج۸، ص۱۳، ۱۴، سورة الإسراء)

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة معراج المؤمن(التفسير المظهرى، ج۶، ص ۵۳۹، سورة النور)

www.idaraghufran.org

کا قول قرار دیا ہے۔ [1]

ہمیں مذکورہ الفاظ کسی حدیث میں باسند طریقے پر نہیں ملے، اس لیے ان الفاظ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست معلوم نہیں ہوا۔

کسی کو باسند طریقہ پر یہ حدیث دستیاب ہو، وہ اس کا حوالہ پیش فرما کر ثوابِ جزیل حاصل کرسکتا ہے، لیکن کسی بات کا حدیث کے طور پر مشہور ہونا، اس کے لیے کافی نہیں، یہی وجہ ہے کہ محدثینِ کرام واہلِ علم حضرات نے اپنے اپنے زمانے میں مشہور بہت سی احادیث کے غیر معتبر اور موضوع ومن گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔

البتہ نماز کا تحفہ، خاص معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل ہوا تھا، اس حیثیت سے مومن کا نماز کو پڑھنا ایک طرح سے معراج کی برکت سے مستفید ہونا ہے، اور اس حیثیت سے نماز کو مومن کی معراج کہنا درست قرار پاسکتا ہے، مگر ان الفاظ کو حدیثُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا، پھر بھی درست نہ ہوگا۔

مذکورہ تفصیل لکھنے کے بعد، اس کی تائید میں حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کے ''ملفوظاتِ فقیہُ الامت'' میں مندرجہ ذیل عبارت نظر سے گزری:

> میں نے حضرت مدنی سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے مکتوبات میں ''الصلاۃ معراج المؤمن'' کے محمل تو متعدد بتلائے ہیں، مگر اس کا ماٰخذ نہیں لکھا، حدیث کی کس کتاب میں ہے؟ تو فرمایا کہ اس کے موضوع ہونے پر تو اتفاق نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اختلاف بھی نہیں ملا، یعنی یہ روایت حدیث کی کتابوں

---

[1] وقد ذكروا أن الصلاة معراج المؤمن(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج٦، ص ٣٦١، سورة هود)

فقال :( إن أحدكم إذا قام فی الصلاة ) ، أی :دخل فيها سواء كان فی المسجد أو غيره (فإنما يناجی ربه) ، أی :يخاطبه بلسان القائل كالقراءة والذكر والدعاء ، وبلسان الحال كأنواع أحوال الانتقال، ولذا قيل :الصلاة معراج المؤمن(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٢، ص ٦٢٤، كتاب الصلاة ، باب المساجد ومواضع الصلاة)

میں نہیں ملی، پھر فرمایا (حضرت قدس سرہٗ نے) مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیملپوری رحمہ اللہ، صدر مدرس: مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور نے میرے پاس تحریر بھیجی، جس میں شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی موجودگی میں اس کے متعلق دریافت کیا، تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دو کتابوں میں اور دیکھ لو، اگر ان میں بھی نہ ملے، تو سمجھو کہ موضوع بھی نہیں، اس پر حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اچھا! کچھ احادیث ایسی بھی ہیں کہ بطونِ اوراق، متونِ حدیث ان کی زیارت سے محروم ہیں، نیز فرمایا (حضرت قدس سرہٗ نے) کہ مکتوباتِ مجدد الف ثانی میں اور امام غزالی رحمہ اللہ کی بعض تصانیف میں یہ حدیث مذکور ہے، مگر مأخذ ان میں بھی مذکور نہیں، اسی طرح مکتوباتِ مجدد الف ثانی میں ذکر کی جانے والی احادیث کی تخریج کی گئی ہے، اس میں بھی اس کا مأخذ ذکر نہیں کیا گیا (ملفوظات فقیہ الامت جلد اول، ص ۱۵۶، و ۱۵۷، ما یتعلق بالحدیث، ناشر: دار الہدیٰ: اردو بازار، کراچی، تاریخ اشاعت: ستمبر ۲۰۰۵ء)

## ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب طولِ لا طائل روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک نہایت طویل حدیث میں مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، تو میں نے اس میں اللہ کے بندوں اور اللہ کی مخلوق کے عجائب دیکھے، جس میں میں نے آسمان کے اندر ایک مرغے کو دیکھا، جس کے شدید سفید پر تھے، اور اس کے پاؤں ساتویں زمین کے نیچے تھے، اور اس کا سر رحمٰن کے عرش کے قریب تھا، اور وہ اللہ کی ان الفاظ میں تسبیح کر رہا تھا ''سبحان الملک القدوس ، سبحان الله العظيم المتعال ، لا إله إلا الله الحي القيوم''

اس حدیث میں اور بھی بہت سے باتیں ہیں، جو تقریباً دس صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ اس حدیث میں ''متہم'' راوی ''میسرۃ'' ہے، امام بخاری نے اس پر جھوٹ بولنے کا حکم لگایا ہے، اور ابنِ حماد نے اس کو ''کذاب قرار دیا ہے، اور نسائی اور دار قطنی نے ''متروک'' قرار دیا ہے، اور عقیلی نے فرمایا کہ ''اس کی احادیث باطل ہیں، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں، سوائے اعتبار کے'' اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''یہ شخص ثقہ راویوں سے جھوٹی حدیثوں کو روایت کرتا ہے، اس کی حدیث کا لکھنا سوائے اعتبار کے حلال نہیں'' [1]

ابنِ حبان نے ''المجروحین'' میں ''میسرۃ'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ موضوع احادیث کو روایت کرتا ہے، اس کی حدیث کو اعتبار کے طریقے پر ہی لکھنا حلال ہے، پھر انہوں نے اس کی موضوع اور جھوٹی احادیث میں مذکورہ حدیث کا بھی ذکر کیا ہے۔ [2]

---

[1] وأما حديث ابن عباس فأنبأنا محمد بن أبي طاهر أنبأنا الحسن بن علي عن علي بن عمر الحافظ عن أبي حاتم حدثنا محمد بن سدوست النسوي حدثنا حميد ابن زنجويه حدثنا محمد بن خداش حدثنا علي بن قتيبة عن ميسرة بن عبد ربه عن عمر بن سليمان الدمشقي عن الضحاك عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لما أسري بي إلى السماء رأيت فيها أعاجيب من عباد الله وخلقه ، ومن ذلك الذي رأيت في السماء ديك له زغب أخضر وريش أبيض ، بياض ريشه كأشد بياض رأيته قط ، وزغبه أحمر كأشد حمرة رأيتها قط ، وإذا رجلاه في تخوم الارض السابعة السفلى ، ورأسه عند عرش الرحمن ، مبنى عنقه تحت العرش ، له جناحان في منكبيه ، إذا نشرهما جاوز المشرق والمغرب ، فإذا كان في بعض الليل نشر جناحيه وخفق بهما وصرخ بالتسبيح لله تعالى يقول :سبحان الملك القدوس ، سبحان الله العظيم المتعال ، لا إله إلا الله الحي القيوم ، فإذا فعل ذلك سبحت ديكة الارض وخفقت بأجنحتها وأخذت في الصراخ ، فإذا سكن ذلك الديك في السماء سكنت الديكة . "وذكر حديثا طويلا في قصة المعراج شبيها بعشرين ورقة.....

وأما حديث ابن عباس فالمتهم به ميسرة .قال البخاري :يرمى بالكذب ، وقال ابن حماد :كان كذابا ، وقال النسائي والدار قطني :متروك ، وقال العقيلي :أحاديثه بواطيل لا يحل كتب حديثه إلا اعتبارا ، وقال ابن حبان :يروى الموضوعات عن الاثبات ويضع المعضلات على الثقاة في الحث على الخير ، وهو صاحب حديث فضائل القرآن "من قرأ كذا فله كذا "لا يحل كتب حديثه إلا للاعتبار(الموضوعات لابن الجوزی، ج۳، ص۶ الیٰ ۸ ملخصاً، كتاب الأطعمة)

[2] ميسرة بن عبد ربه الفارسي من أهل دورق كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات ويضع المعضلات عن الثقات في الحث على الخير والزجر عن الشر لا يحل كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار روى عن عمر بن سليمان الدمشق عن الضحاك بن مزاحم عن بن عباس قال قال رسول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ذہبی نے ''کتاب الموضوعات'' کی تلخیص میں فرمایا کہ ''اس حدیث میں علی بن قتیبہ راوی کذاب ہے، اور میسرۃ ''ھالک'' ہے، اور یہ حدیث باطل ہے'' ۱

اور علامہ ابنِ حجر نے ابوداؤد سے اس شخص کا حدیث گھڑنے والا ہونا، اور دار قطنی سے متروک ہونا، اور امام بخاری سے ''رمی بالکذب'' ہونا، اور نسائی سے کذاب ہونا، اور خطیب بغدادی سے باطل احادیث کا روایت کرنے والا ہونا، اور حاکم سے موضوع احادیث کو روایت کرنے والا اور ساقطُ الحدیث ہونا، اور ابونعیم سے باطل احادیث کا روایت کرنے والا ہونا، اور مسلمہ بن قاسم سے کذاب اور منکر احادیث کو روایت کرنے والا ہونا نقل کیا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما أسری بی إلی السماء أریت فیها عجائب من خلق ومن ذلک الذی رؤیت فی سماء الدنیا دیکا له زغب أخضر وریش أبیض بیاض ریشه کأشد بیاض رأیتها قط وزغبه أحمر کأشد حمرة رأیتها قط وإذا رجلاه فی تخوم الأرض السابعة السفلی ورأسه عند عرش الرحمن ثنی عنقه تحت العرش وله جناحان فی منکبیه إذا نشرهما جاوز المشرق فإذا کان فی بعض اللیل نشر جناحه وخفق بها وصرخ بالتسبیح لله یقول سبحان الملک القدوس سبحان الله الکریم المتعال لا إله إلا الله الحی القیوم فإذا فعل ذلک سبحت دیکة الأرض وخفقت أجنحتها وأخذت فی الصراخ فإذا سکن ذلک الدیک فی السماء سکتت الدیکة فی الأرض فذکر حدیثا طویلا فی قصة المعراج شبیها بعشرین ورقة أخبرناه محمد بن بسدوست النسوی فی قریة الحسن بن سفیان قال حدثنا حمید بن زنجویه قال حدثنا محمد بن أبی خداش الموصلی قال حدثنا علی بن قتیبة عن میسرة بن عبد ربه قال حدثنا عمر بن سلیمان الدمشقی فذکره بطوله أکره ذکره لشهرته عند من کتب الحدیث وطلبه(المجروحین لمحمد بن حبان، ج۳، ص ۱۲۱، باب المیم، تحت رقم الترجمة ۱۰۴۰)

۱ حدیث لما أسری بی رأیت فی السماء أعاجب من ذلک دیکاً زغبه أخضر وریشه أبیض وإذا رجلاه فی التخوم ورأسه عند العرش الحدیث.

فیه علی بن قتیبة -کذاب -عن میسرو بن عبد ربه -هالک -عن عمر بن سلیمان الدمشقی عن الضحاک عن ابن عباس.

وهذا باطل وساق به نحواً من عشرین ورقة فی المعراج(تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی ص۲۴۸، تحت رقم الحدیث ۶۴۷)

۲ میسرة بن عبد ربه الفارسی ثم البصری التراس الأکال.

قال ابن أبی حاتم :میسره بن عبد ربه هو التراس ,روی عن لیث بن أبی سلیم، وابن جریج وموسی بن عبیدة والأوزاعی.وعنه شعیب بن حرب ویحیی بن غیلان وداود بن المحبر وجماعة .

قال محمد بن عیسی بن الطباع :قلت لمیسرة بن عبد ربه :من أین جئت بهذه الأحادیث :من قرأ کذا کان له کذا؟ قال :وضعته أرغب الناس. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ زیلعی نے ابنِ مردویہ کے حوالے سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ طویل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن حبان :كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات ويضع الحديث وهو صاحب حديث فضائل القرآن الطويل.وقال أبو داود :أقر بوضع الحديث.

وقال الدارقطنى :متروک.وقال أبو حاتم :كان يفتعل الحديث ,روى فى فضل قزوين والثغور.

وقال أبو زرعة :وضع فى فضل قزوين أربعين حديثا وكان يقول :إنى أحتسب فى ذلک.

وقال البخارى :ميسرة بن عبد ربه يرمى بالكذب.

داود بن المحبر :حدثنا ميسرة بن عبد ربه عن موسى بن عبيدة، عن الزهرى، عن أنس رضى الله عنه مرفوعا :من كانت له سجية من عقل وغريزة يقين لم تضره ذنوبه ,وقيل :وكيف ذاک يا رسول الله؟ قال :لأنه كلما أخطأ لم يلبث أن يتوب.

وقال ابن حبان :روى ميسرة عن عمر بن سليمان الدمشقى عن الضحاک عن ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعا :لما أسرى بى إلى السماء الدنيا رأيت فيها ديكا له زغب أخضر وريش أبيض ورجلاه فى التخوم ورأسه عند العرش ...وذكر حديثا طويلا فى المعراج نحو عشرين ورقة.

رواه حميد بن زنجويه، عن محمد بن أبى خداش الموصلى، عن على بن قتيبة عن ميسرة بن عبد ربه ...فذكره.

وأما الأكال فإن كان ابن عبد ربه المذكور فيروى عن غلام خليل -وهو متهم -حدثنا زيد بن أخزم حدثنا مسلم بن إبراهيم قال :قلت لميسرة التراس :أيش أكلت اليوم؟ قال :أربعة آلاف تينة ومئة رغيف وقوصرتين بصل ومسلوخ ونصف جرة سمن فما بقوا شيئا حتى خبأوه منى .

وقال الأصمعى :قال لى الرشيد :كم أكثر شىء أكله ميسرة؟ قلت :مئة رغيف ونصف مكوک ملح فدعا بفيل فطرح له مئة رغيف فأكلها إلا رغيفا.

وذكرت بإسناد فى تاريخى الكبير أن بعض المجان أنزلوه عن حماره ثم ذبحوه وشووه وأطعموه إياه على أنه كبش ثم جمعوا له ثمن الحمار.

وقال الأصمعى :نذرت امرأة أن تشبع ميسرة فأتته وقالت :اقتصد فكان الذى أشبعه كفاية سبعين نفسا وقيل :إن كان يزوق السقوف فطلبه رجل يزوق داره ثم دعا الرجل ثلاثين رجلا وصنع لهم طبائخ فلما فرغ الطباخ خرج لحاجة فرأى ميسرة خلوة فنزل فأكل الطعام جميعه وعاد إلى عمله فجاء الطباخ وليس فى المطبخ سوى العظام فأعلم صاحب الدار وقد حضر الناس فحار ولم يدر من أين أتى وأنكره القوم فصدقهم فنهضوا وعاينوا العظام فتحيروا وقيل :هذا من فعل الجن فلمح رجل منهم ميسرة وكان يعرفه فقال :وعندک ميسرة !هو الذى أفنى طعامک فأنزلوه فاعترف وقال :لو كان لى مثله لأكلته فإن شئتم فجربوا.

وقال الدينورى فى المجالسة :حدثنا ابن ديزيل حدثنا مسلم بن إبراهيم قال :سمعتهم يقولون لميسرة الأكول :كم تأكل؟ قال :من مالى، أو من مال الغير؟ قالوا :من مالک قال :رغيفين ,قيل: فمن مال غيرک؟ قال :اخبز واطرح .انتهى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حدیث کا ذکر کر کے فرمایا کہ ''اس میں ایسی اشیاء مذکور ہیں کہ جن سے اس کا منگھڑت ہونا ظاہر ہوتا ہے'' [1]

علامہ سیوطی نے بھی ''اللآلی المصنوعة'' میں اس حدیث کو ''موضوع'' قرار دیا ہے، اور ''میسرة'' کو ''کذاب'' اور ''وضاع'' کہا ہے، اور بعض دیگر محدثین سے بھی اس پر جرح نقل کی ہے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والذی یتبادر إلی ذهنی أن الأکال غیره فإن ابن عبد ربه قد وصفه جماعة بالزهد وضعفوه وأما الأکال فکان ماجنا.قال النسائی فی التمییز :میسرة بن عبد ربه کذاب .

وقال الخطیب :روی عنه شعیب بن حرب خطبة الوداع وداود بن المحبر أحادیث باطلة فی کتاب العقل.وذکره العقیلی فی الضعفاء وذکر له حدیث :من کانت له سجیة من عقل ...قال :وروی عنه داود بن المحبر أحادیث فی العقل .وقال الحاکم :یروی عن قوم من المجهولین الموضوعات وهو ساقط .وقال أبو نعیم :یروی الأباطیل .وقال مسلمة بن قاسم :کذاب روی أحادیث منکرة وکان ینتحل الزهد والعبادة فإذا جاء الحدیث جاء شیء آخر(لسان المیزان،لا بن حجر العسقلانی،ج۸،ص۲۳۴ الیٰ ۲۳۷، تحت رقم الترجمة ۸۰۶۲، حرف المیم)

[1] وروی ابن مردویه فی تفسیره حدیث الإسراء حدثنا سلیمان بن احمد وهو الطبرانی ثنا عبد الله بن احمد بن أسید الأصبهانی ثنا محمد بن عیسی بن یزید السعدی ثنا سلیمان بن عمر بن سیار التیمی ثنی أبی ثنا شعیب بن رزین ثنا عمر بن سلیمان عن الضحاک بن مزاحم عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لما أسری بی إلی السموات رأیت فیها أعاجیب ...فذکره طویلا نحو عشر ورقات وفیه ثم نظرت فإذا نهر یجری من أصل شجرة ماؤها أشد بیاضا من اللبن وأحلی من العسل ومجراه علی رضراض در ویاقوت وحافتها زبرجد وذکر فیه أشیاء اثر الوضع علیها(تخریج أحادیث الکشاف ،لجمال الدین لزیلعی، ج۴،ص۳۰۴،۳۰۵،سورة الکوثر، تحت رقم الحدیث ۱۵۴۶ ،الحدیث الرابع)

[2] قال المؤلف موضوع والمتهم به میسرة کذاب وضاع (قلت) وکذا قال ابن عیاش والذهبی فی المیزان وابن حجر فی اللسان وقد أخرجه بطوله ابن مردویه فی التفسیر.

قال حدثنا عبد الرحمن بن محمد بن حامد البلخی حدثنا إسحاق بن الهیاج بن مربون أبو یعقوب البلخی حدثنا محمد بن حفص الجوزجانی حدثنا العلاء بن الحکم البصری عن میسرة بن عبد ربه عن عمر بن سلیمان الدمشقی عن الضحاک وعکرمة عن ابن عباس قال وحدثنا سلیمان بن أحمد حدثنا عبد الله بن أحمد بن أسید الأصبهانی حدثنا محمد بن عیسی بن یزید السعدی حدثنا سلیمان بن عمر بن سیار التمیمی حدثنی أبی حدثنا سعید بن رزین عن عمر بن سلیمان عن الضحاک بن مزاحم وعکرمة عن ابن عباس به وکتب الذهبی بخطه علیه فی الحاشیة أنه موضوع وهذا الطریق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ طاہر مقدسی نے ''کتاب معرفة التذکرة'' میں فرمایا کہ:

''اس روایت میں ''عبداللہ بن میسرة'' ہے، جو ''معضل'' احادیث کو گھڑتا ہے۔
اور معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابراہیم کی قبر پر گزرنے،
اور وہاں جبریل کی طرف سے دو رکعت پڑھنے کی حدیث میں ''زکریا بن زیاد''
دجال ہے، جو حدیث گھڑتا ہے۔
اسی طرح معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے گلاب کے اگنے
کی حدیث میں ''ابنِ موسیٰ'' اپنے آباء سے عجائب روایت کرتا ہے''۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفصیلی حدیث کو علامہ ابنِ عراق کنانی نے نقل کیا ہے، اور بعد میں اس کے جھوٹا ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، اہلِ علم حضرات کے استفادہ کے لیے اس تفصیلی حدیث کا متن ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ اس تفصیلی اور طولِ لاطائل مذکور عجیب وغریب باتوں سے آگاہ رہیں۔

"لما أسری بی إلی السماء رأیت فیها أعاجیب من عباد الله وخلقه ومن ذلک الذی رأیت فی السماء دیک له زغب أخضر وریش أبیض بیاض ریشه کأشد بیاض رأیته قط، وزغبه تحت ریشه أخضر کأشد خضرة رأیتها قط وإذا رجلاه فی تخوم الأرض السابعة السفلی، ورأسه تحت عرش الرحمن ثانی عنقه تحت العرش له جناحان فی منکبیه إذا نشرهما جاوز

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الثانی یدل علی أنه الآفة من غیر میسرة وقد قال الذهبی فی المیزان فی ترجمة عمر بن سلیمان أتی عن الضحاک بحدیث الإسراء بلفظ موضوع وتبعه ابن حجر فی اللسان مع ذکرهما له فی ترجمة میسرة فإنه المتهم به لکنهما تبعا هناک ابن حبان والأشبه ما ذکراه هنا أن الآفة من عمر بن سلیمان والله أعلم(اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة،للسُّیوطی، ج ۱ ،ص ۷۴، ۷۵، کتاب المبتدأ)

[1] لما أسری بی إلی السماء رأیت فیها أعاجیب وفیها دیک أخضر. فیه عبد الله بن میسرة یضع المعضلات.

لما أسری بی مر بی جبریل علی قبر إبراهیم فقال انزل فصل رکعتین. فیه زکریا بن زیاد دجال یضع الحدیث.

لما أسری بی إلی السماء سقط من عرقی فنبت منه الورد. فیه غلی بن موسی الرضا کان یأتی عن آبائه بالعجائب(معرفة التذکرة،لابن طاهر المقدسی،ص ۱۸۴ ، رقم الحدیث ۶۲۰ ،حرف اللام)

المشرق والمغرب فإذا كان فى بعض الليل نشر جناحيه وخفق بجناحيه وصرخ بالتسبيح لله يقول: سبحان الملک القدوس سبحان الله الكبير المتعال لا إله إلا هو الحى القيوم، فإذا فعل ذلک سبحت ديكة الأرض كلها وخفقت بأجنحتها وأخذت فى الصراخ فإذا سكن ذلک الديک فى السماء سكنت الديكة فى الأرض، ثم إذا كان بعض الليل نشر جناحيه فى إزاء المشرق والمغرب فخفق بهما، وصرخ بالتسبيح لله تعالى ويقول: سبحان الله العلى العظيم سبحان الله العزيز القهار سبحان الله ذى العرش الرفيع، فإذا فعل ذلک سبحت ديكة الأرض كلها بمثل قوله، وخفقت بأجنحتها وأخذت فى التصريخ فإذا سكن ذلک الديک سكنت الديكة فى الأرض، ثم إذا هاج ذلک الديک هاجت الديكة فى الأرض يجاوبنه بالتسبيح لله تعالى يقلن مثل قوله فلم أزل منذ رأيت ذلک مشتاقا إلى أن أراه الثانية ثم مررت بخلق عجيب من العجب رأيت ملكا من الملائكة نصف جسده مما يلى رأسه ثلج والآخر مكون نارا ما بينهما ريق، فلا النار تذيب الثلج ولا الثلج يطفى النار، وهو قائم ينادى بصوت له رفيع جدا: سبحان ربى الذى كف برد هذا الثلج فلا يطفى حر هذه النار، سبحان ربى الذى كف حر هذه النار فلا تذيب هذا الثلج، اللهم مؤلفا بين الثلج والنار ألف بين قلوب عبادک المؤمنين، فقلت من هذا يا جبريل فقال هذا ملک من الملائكة وكله الله بأكناف السموات وأطراف الأرضين وهو من أنصح الملائكة لأهل الأرض من المؤمنين، يدعو لهم بما تسمع فهذا قوله منذ خلق، ثم مررت بملک آخر جالس على كرسى فإذا جميع الدنيا ومن فيها بين ركبتيه وبين يديه لوح من نور مكتوب ينظر فيه لا يلتفت عنه يمينا ولا شمالا مقبل عليه فقلت من هذا يا جبريل فقال: هذا ملک الموت دائب فى قبض الأرواح، وهو أشد الملائكة فقلت: يا جبريل إن كل من مات من ذوى الأرواح أو هو ميت فيما بعد هذا يقبض روحه؟ قال: نعم، قلت: أفيراهم أين ما كانوا ويشهدهم بنفسه، قال: نعم: قلت: كفى بالموت طامة فقال جبريل: إن ما بعد الموت أطم وأعظم، فقلت: وما ذاک يا جبريل قال منكر ونكير يأتيان كل إنسان من البشر حين يوضع فى قبره ويترک وحيدا فقلت: أرنيهما يا جبريل قال: لا تفعل يا محمد فإنى أرهب أن تفزع منهما وتهال أشد الهول ولا يراهما أحد من ولد آدم إلا بعد الموت ولا يراهما أحد من البشر إلا مات فزعا منهما وهما أعظم شأنا مما تظن، قلت يا جبريل صفهما لى، قال: نعم من غير أن أذكر لک طولهما وذكر ذلک منهما أفظع غير أن أصواتهما كالرعد القاصف وأعينهما كالبرق الخاطف وأنيابهما كصياصى البقر، يخرج لهب النار من أفواههما

ومناخرهما ومسامعهما يكسحان الأرض بأشعارهما ويحفران الأرض بأظفارهما مع كل واحد منهما عمود من حديد لو اجتمع عليه جميع من في الأرض ما حركوه، يأتيان الإنسان إذا وضع في قبره وترك وحيدا يسلطان عليه، فترد روحه في جسده بإذن الله تعالى ثم يقعدانه في قبره، وينتهزانه انتهارا يتقعقع منه عظامه وتزول أغظاؤه من مفاصله فيخر مغشيا عليه ثم يقعدانه في قبره فيقولان: يا هذا إنک في البرزخ فاعقل ذلک، واعرف مکانک وينتهرانه ثانية ويقولان بهذا قد ذهبت من الدنيا، وأفضيت إلى معادک، أخبرنا من ربک وما دينک ومن نبيک فإن كان مؤمنا لقنه الله حجته، فيقول: ربي الله ونبي محمد ودين الإسلام فينتهرانه عند ذلک انتهارا يرى أن أوصاله قد تفرقت وعروقه قد تقطعت، فيقولان تثبت يا هذا وانظر ما تقول، فيثبت الله عبده المؤمن بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة، ويلقاه الأمن ويدرأ عنه الفزع حتى لا يخافهما فإذا فعل الله ذلک بعبده المؤمن استأنس إليهما، وأقبل عليهما بالخصومة يخاطبهما ويقول تهددانی كيما أشک في ديني أتريدان أن أتخذ غيره وليا فاشهدا أن لا إله إلا هو ربي وربكما ورب كل شيء، ونبي محمد ودين الإسلام، فينتهرانه ويسألانه الثالثة فيقول ربي الله فاطر السموات والأرض فإياه كنت أعبد لم أشرک به شيئا ولم أتخذ غيره وليا، أتريدان أن تردانی عن معرفة ربي وعبادتي إياه، والله لا إله إلا هو ربي ورب كل شيء ونبي محمد ودين الإسلام، فإذا قال ذلک ثلاث مرات مجاوبة لهما تواضعا حتى يستأنس إليهما أحسن ما يكون في الدنيا إلى أهل وده وقرابته، ويقولان صدقت وبررت وفقک الله وثبتک أبشر بالجنة وكرامة الله، ثم يرفعان قبره فيتسع له مد البصر فيفتحان له بابا إلى الجنة فيدخل عليه من ريح الجنة وطيب نسيمها ونورها ما يعرف به كرامة الله فإذا رأى ذلک استيقن الفوز وحمد الله فيفرشان له فراشا من إستبرق الجنة ويضعان له مصباحا من نور عند رأسه ومصباحا من نور عند رجليه يزهران له في قبره بأضوء من الشمس لا يطفآن عنه إلى يوم القيامة حتى يبعث من قبره ثم يدخل عليه من الجنة ريح فحين يشمها يغشاه النعاس فيقولان له: ارقد رقدة العروس قرير العين لا خوف عليک ولا حزن، ثم يمثلان له عمله الصالح في أحسن صورة وأطيب ريح فيكون عند رأسه، ويقولان: هذا عملک الصالح وكلامک الطيب، قد مثله الله في أحسن ما ترى من صورة يؤنسک في قبرک، فلا تكون وحيدا ويدرأ عنک هوام الأرض، وكل أذى ولا يخذلک في قبرک ولا في شيء من مواطن القيامة حتى يدخلک الجنة برحمة ربک فنم سعيدا طوبى لک وحسن مآب، ثم يسلمان عليه وينصرفان عنه، قلت يا جبريل لقد شوقتنی

إلى الموت من حسن حديثک فادننی من ملک الموت أكلمه فأدنانی منه فسلمت عليه فقال له جبريل هذا نبی الرحمة الذی أرسله الله فی العرب رسولا نبيا، فرحب بی وحيانی بالسلام، وأنعم بشاشتی وأحسن بشرای، ثم قال أبشر يا محمد فإن لک الخير كله فی أمتک فقلت: الحمد لله المنان بالنعم، ذلک من رحمة ربی بی ونعمته لدی، ثم قلت ما هذا اللوح الذی بين يديک يا ملک الموت، قال مكتوب فيه آجال الخلق قلت أفلا تخبرنی عمن قبضت روحه فی الدهور الخالية، قال: تلک الأرواح فی ألواح أخرى قد علمت عليها وكذلک أصنع بكل ذی روح إذا قبضت روحه علمت عليه فقلت: يا ملک الموت فكيف تقدر على أرواح جميع من فی الأرض أهل بلادها وكورها وما بين مشارقها ومغاربها قال: ألا ترى أن الدينا كلها بين ركبتی وجميع الخلائق بين عينی ويدای تبلغان المشرق والمغرب وخلفهما بعيدا، فإذا نفد أجل عبد نظرت إليه فإذا أبصر أعوانی من الملائكة نظرى إلى عبد من عبيد الله عرفوا أنه مقبوض، فعمدوا إليه وبطشوا به يعالجون من نزع روحه، فإذا بلغت الروح الحلقوم، علمت ذلک ولا يخفى على من أمره شیء، مددت يدی إليه فانتزعت روحه من جسده وأقبضه، فذلک أمرى وأمر ذوى الأرواح من عباد الله فأبكانی حديثه، ثم جاوزناه فمررت بملک عظيم ما رأيت خلقا من الملائكة مثله كالح الوجه كريه المنظر شديد البطش ظاهر الغضب، فلما نظرت إليه رعبت فقلت: يا جبريل من هذا؟ فإنی قد رعبت منه رعبا شديدا قال: لا تعجب أن ترعب منه يا محمد، فكلنا بمنزلتک من الرعب هذا مالک خازن جهنم، لم يتبسم قط ولم يزل منذ ولاه الله جهنم يزداد كل يوم غضبا وغيظا على أعداء الله وأهل معصيته، لينتقم الله به منهم، فسلمت عليه فرد على وكلمته فأجابنی وبشرنی بالجنة، قلت له منذكم أنت واقف على جهنم؟ قال: منذ خلقت حتى الآن، وكذلک حتى الساعة، قلت يا جبريل مره فليفتح بابا منها فأمره بذلک ففعل فخرج منها لهب ساطع أسود معه دخان كدر مظلم امتلأت منه الآفاق وسطع اللهب فی السماء له قصيف ومعمعة فرأيت منه هولا فاظعا وأمرا عظيما أعجز عن صفته فكاد يغشى على وتزهق نفسی، فقلت يا جبريل مره فليردده فأمره بذلک ففعل، ثم جاوزناه ومررت بملائكة كثيرة لا يحصى عددهم إلا الله الواحد الملک القهار، منهم من له وجوه كثيرة بين كتفيه، الله أعلم بعددها ثم وجوه كثيرة فی صدره وفی كل وجه من تلک الوجوه أفواه وألسن، وهم يحمدون الله ويسبحونه بتلک الألسن كلها فرأيت من خلقهم وعبادتهم لله أمرا عظيما .فجاوزناهم من سماء إلى سماء حتى بلغنا بقوة الله إلى السماء السادسة فإذا

خلق كثير فوق وصف الواصفين، يموج بعضهم فى بعض كثرة، وإذا كل ملك منهم ممتلء ما بين رأسه ورجليه وجوه وأجنحة وليس من فم ولا رأس ولا وجه ولا عين ولا لسان ولا أذن ولا جناح ولا يد ولا رجل ولا عضو ولا شعر إلا يسبح الله بحمده ويذكر من آلائه وثنائه بكلام لا يذكره العضو الآخر .رافعين أصواتهم بالبكاء من خشية الله والتحميد له وعبادته، لو سمع أهل الأرض صوت ملك واحد منهم لماتوا فزعا من شدة هوله، قلت يا جبريل من هؤلاء قال: سبحان الله العظيم يا محمد هؤلاء الكروبيون من عبادتهم لله وتسبيحهم له وبكائهم من خشيته خلقوا كما ترى لم يكلم ملك واحد منهم صاحبه إلى جنبه قط؛ ولم ير وجهه، ولم يرفعوا رؤسهم إلى السماء السابعة منذ خلقوا ولم ينظروا إلى ما تحتهم من السموات والأرضين خشوعا فى جسمهم وخوفا من ربهم، فأقبلت عليهم بالسلام فجعلوا يردون على إيماء برؤسهم ولا يكلمونني ولا ينظرون إلى من الخشوع، فلما رأى ذلك جبريل قال: هذا محمد نبى الرحمة الذى أرسله الله فى العرب نبيا وهو خاتم الأنبياء وسيد البشر، أفلا تكلمونه؟ فلما سمعوا ذلك من جبريل وذكره أمرى بما ذكر، أقبلوا على بالتحية والسلام فأحسنوا بشارتى وأكرمونى وبشرونى بالخير لأمتى، ثم أقبلوا على عبادتهم كما كانوا فأطلت المكث عندهم والنظر إليهم تعجبا منهم لعظم خلقهم وفضل عبادتهم، ثم جاوزناهم فحملنى جبريل فأدخلنى السماء السابعة فأبصرت فيها خلقا وملائكة من خلق ربهم لم يؤذن لى أن أحدثكم عنهم ثم جاوزناهم فأخذ جبريل بيدى فرفعنى إلى عليين حتى انتهى بى إلى أشراف الملائكة وعظمائهم ورؤسائهم فنظرت إلى سبعين صفا من الملائكة منهم صف خلف صف وقد امترقت أقدامهم تخوم الأرضين السابعة، وجاوزت حيث لا يعلمه إلا الله حتى استقرت على السهوم، يعنى حجابا فى الظلمة وامترقت رؤسهم السماء السابعة العليا ونفدت فى عليين حيث شاء الله فى الهواء وإذا من وسط رؤسهم إلى منتهى أقدامهم وجوه ونور وأجنحة وجوه شتى لا تشبه بعضها بعضا ونورهم شتى لا يشبه بعضه بعضا وأجنحتهم شتى لا تشبه بعضها بعضا، تحار أبصار الناظرين دونهم فنبت عيناى عنهم لما نظرت من عجائب خلقهم وشدة هولهم وتلألؤ نورهم، فخالطنى منهم فزع شديد حتى استعلتنى الرعدة فنظرت إلى جبريل، فقال: لا تخف يا محمد فإن الله عز وجل قد أكرمك كرامة لم يكرمها أحدا قبلك وبلغ بك مكانا لم يبلغ إليه أحد قبلك، وأنك سترى أمرا عظيما وخلقا عجيبا من خلق رب العزة فثبت يقويك الله، وتجلد فإنك سترى أعجب من الذى رأيت كله وأعظم أضعافا كثيرة، ثم جاوزناهم

www.idaraghufran.org

بإذن الله تعالى فصعد بى إلى عليين حتى ارتفعنا فوقهم مسيرة خمسين ألف سنة لغيرنا، ولكن الله قدر لنا سرعة جوازه فى ساعة من الليل فانتهينا أيضا إلى سبعين صفا من الملائكة صفا خلف صف، قد ضاق كل صف منهم بالصف الذى يليه، فرأيت من خلقهم العجب العجيب من تلألؤ نورهم وكثرة وجوههم وأجنحتهم وشدة هولهم ودوى أصواتهم بالتسبيح لله والثناء عليه، فنظرت إليهم فحمدت الله على ما رأيت من قدرته وكثرة عجائب خلقه، ثم جاوزناهم بإذن الله تعالى متصعدين إلى عليين حتى أشرفنا فوقهم مسيرة خمسين ألف سنة بقوة الله وإسرائه بنا فى ساعة حتى انتهينا إلى سبعين صفا من الملائكة صفا خلف صف ثم كذلك إلى سبع صفوف ما بين كل صفين من الصفوف السبعة مسيرة خمسين ألف سنة للراكب المسرع، قد ماج بعضهم فى بعض، وقد ضاق كل صف منهم بالصف الذى يليه فهو طبق واحد متراصون بعضهم إلى بعض وبعضهم خلف بعض، فلقد خيل إلى إنى قد نسيت كل ما رأيت من عجائب خلق الله الذين دونهم ولم يؤذن لى أن أحدثكم عنهم، ولو كان أذن لى فى ذلك لم أستطع أن أصفهم لكم، ولكن أخبركم أن لو كنت ميتا قبل أجلى فزعا من شء لمت عند رؤيتهم وعجائب خلقهم ودوى أصواتهم وشعاع نورهم، ولكن الله تعالى قوانى لذلك برحمته وتمام نعمته ومن على بالثبات عندما رأيت من شعاع نورهم وسمعت من دوى أصواتهم بالتسبيح وحدد بصرى لرؤيتهم كيلا يخطف من نورهم، هم الصافون حول عرش الرحمن والذين دونهم المسبحون فى السموات، فحمدت الله تعالى على ما رأيت من العجائب فى خلقهم، ثم جاوزناهم بإذن الله متصعدين إلى عليين حتى ارتفعنا فوق ذلك فانتهينا إلى بحر من نور يتلألأ لا يرى له طرف ولا منتهى، فلما نظرت إليه حار بصرى دونه حتى ظننت أن كل شء من خلق ربى قد امتلأ نورا والتهب نارا .فكاد بصرى يذهب من شدة نور ذلك البحر، وتعاظمنى ما رأيت من تلألؤه وأفزعنى حتى فزعت منه جدا، فحمدت الله على ما رأيت من هول ذلك البحر وعجائبه، ثم جاوزناه بإذن الله متصعدين إلى عليين حتى انتهينا إلى بحر أسود فنظرت فإذا ظلمات متراكبة بعضها فوق بعض فى كثافة لا يعلمها إلا الله، ولا أرى لذلك البحر منتهى ولا طرفا، فلما نظرت إليه اسود بصرى وغشى على حتى ظننت أن خلق ربى قد اسود واغتممت فى الظلام، فلم أر شيئا وظننت أن جبريل قد فاتنى وفزعت وتعاظمنى جدا، فلما رأى جبريل ما بى أخذ بيدى وأنشأ يؤنسنى ويكلمنى ويقول لا تخف يا محمد، أبشر بكرامة الله واقبلها بقبولها، هل تدرى ما ترى وأين يذهب بك إنك ذاهب إلى ربك رب العزة، فتثبت لما ترى من

عجائب خلقه يثبتک الله، فحمدت الله على ما بشرنى به جبريل وعلى ما رأيت من عجائب ذلک البحر، ثم جاوزناه بإذن الله متصعدين إلى عليين، حتى انتهينا إلى بحر من نار يتلظى نارا ويستعر استعارا، ويموج موجا ويأكل بعضه بعضا، ولناره شعاع ولهب ساطع، وفيه دوى ومعمعة وهول هائل فلما نظرت إليه امتلأت هولا وخوفا ورعبا، وظننت أن كل شء من خلق الله قد امتلأ نارا وغشى على بصرى، حتى رددت يدى على عينى لما رأيت من هول تلک النار، فنظرت إلى جبريل فعرف ما بى من الخوف فقال لى: يا محمد لا تخف تثبت وتجلد بقوة الله تعالى واعرف فضل ما أنت فيه، وإلى ما أنت سائر وخذ ما يريک الله من آياته وعجائب خلقه لتشكر، فحمدت الله على ما رأيت من عجائب تلک النار، ثم جاوزناها بإذن الله متصعدين إلى عليين حتى انتهينا إلى جبال الثلج بعضها خلف بعض، لا يحصيها إلا الله، شوامخ منيعة الذرى فى الهواء وثلجها شديد البياض له شعاع كشعاع الشمس، فنظرت فإذا هو يرعد كأنه ماء يجرى، فحار بصرى من شدة بياضه وتعاظمنى ما رأيت من كثرة الجبال وارتفاع ذراها فى الهواء، حتى نبت عيناى عنها، فقال لى جبريل لا تخف يا محمد وتثبت لما يريک الله من عجايب خلقه، فحمدت الله على ما رأيت من عظم تلک الجبال ثم جاوزناها بإذن الله متصعدين إلى عليين حتى انتهينا إلى بحر آخر من نار تزيد ناره على البحر الأول أضعافا وتلظيا وأمواجا ودويا ومعمعة وهولا، وإذا جبال الثلج بين النار ولا يطفئها فلما وقف بى على ذلک البحر وهول تلک النار، استحملنى من الخوف والفزع أمر عظيم واستقبلتنى الرعدة حتى ظننت أن كل شء من خلق ربى قد التهب نارا، لما تفاقم أمرها عندى ورأيت من فظاعة هولها ونظر إلى جبريل، فلما رأى ما بى من الخوف والرعدة قال: سبحان الله يا محمد مالک أتظن أنک مواقع هذه النار، فما كل هذه الخوف إنما أنت فى كرامة الله والصعود إليه ليريک من عجائب خلقه وآياته الكبرى فاطمئن برحمة ربک واقبل ما أكرمک به فإنک فى مكان لم يصل إليه آدمى قبلک قط فخذ ما أنت فيه بشكر وتثبت لما ترى من خلق ربک ودع عنک من خوفک فإنک آمن مما يخاف وإن كنت تعجب مما ترى فما أنت راء بعد هذا أعجب مما رأيت فأفرخ روعى وهدأت نفسى فحمدت الله على ما رأيت من عجايب آلائه ثم جاوزنا تلک النار متصعدين إلى عليين حتى انتهينا إلى بحر من ماء وهو بحر البحور لا أطيق صفته لكم غير أنى لم آت على موطن من تلک المواطن التى حدثتكم كنت فيه أشد فزعا ولا هولا من حين وقف بى على ذلک البحر من شدة هوله وكثرة أمواجه وتراكم أواذيه والآذى هو الموج العظيم

كالجبال الرواسي بعضها فوق بعض محبوك بغوارب، يعني طرائق وهي الأمواج الصغار فتعاظمني ما رأيت من ذلك البحر حتى ظننت أنه لم يبق شيء من خلق الله إلا قد غمره ذلك الماء فنظر إلي جبريل وقال: يا محمد لا تخف فإنك إن رعبت من هذا فما بعد هذا أروع وأعظم هذا خلق وإنما تذهب إلى الخالق ربي وربك ورب كل شيء فجلى عني ما كان استعملني من الخوف واطمأننت برحمة ربي، فنظرت في ذلك البحر، فرأيت خلقا عجيبا فوق وصف الواصفين قلت يا جبريل أين ينتهي هذا البحر وأين قعره قال جاوز قعره الأرض السابعة السفلى إلى حيث شاء الله، هيهات هيهات شأن هذا البحر وما فيه من خلق ربك أعظم وأعجب ما ترى فرميت ببصري في نواحيه فإذا أنا بملائكة قيام قد غمروا بخلقهم خلق جميع الملائكة وبذوا بنورهم نور جميع الملائكة، لعظم أنوارهم وكثرة أجنحتهم في اختلاف خلقها ناشرة خلف أطراف السموات والأرضين، خارجة في الهواء تخفق بالتسبيح لله قد جاوز الهواء حيث شاء الله، لهم من دونهم وهج من تلألؤ نورهم كوهج النار، فلولا أن الله أيدني بقوته ومن علي بالثبات وألبسني جنة من رحمته فكلأني بها، لتخطف نورهم بصري، ولحرقت وجوههم جسدي، ولكن رحمة الله وتمام نعمته على درأ عني وهج نورهم وحدد بصري لرؤيتهم؛ فنظرت إليهم في مقامهم فإذا ماء البحر وهو بحر البحور في كثافته وكثرة أمواجه وأمواج أواذيه لم تجاوز ركبهم، قلت: يا جبريل ما هذا البحر الذي غمر البحور كلها وقد كدت أنسى من شدة هوله وكثرة مائه كل عجب رأيت من خلق الله، مع بعد قعره لم يجاوز ركبهم فأين منتهى أقدامهم قال: يا محمد قد أخبرتك عن عظم شأن هذا البحر، وعن عجائب الخلق الذي فيه، منتهى أقدامهم عند أصل هذا الماء الذي في قعر هذا البحر ومنتهى رؤسهم عند عرش رب العزة، وإذا لهم دوي بالتسبيح لو سمع أهل الأرض صوت ملك واحد منهم لصعقوا أجمعين وماتوا، وإذا هم يقولون: سبحان الله وبحمده؛ سبحان الله الحي القيوم، سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم، سبحان الله وبحمده، سبحان الله القدوس، فحمدت الله على ما رأيت من عجائب ذلك البحر، ومن فيه ثم جاوزناهم بإذن الله إلى عليين حتى انتهينا إلى بحر من نور قد علا نوره وسطع في عليين فرأيت من شعاع تلألؤه أمرا عظيما، لو جهدت أن أصفه لكم ما استطعت ذلك غير أن نوره بدد كل نور وغمر كل نور فلما رأى جبريل ما بي، قال اللهم ثبته برحمتك وأيده بقوتك وأتمم عليه نعمتك، فلما دعا لي بذلك جلى عن بصري وحدده الله لرؤية شعاع ذلك النور، ومن علي بالثبات لذلك، فنظرت إليه وقلبت بصري

فی نواحی ذلک البحر؛ فلما امتلأت عینی منه ظننت أن السموات السبع والأرضین السبع وکل شیئ متلألء نورا ومتأجج نارا، ثم حار بصری حتی ظننت أن نوره یتلون علی ما بین الحمرة والصفرة والبیاض والخضرة، ثم اختلطت والتبست جمیعا حتی ظننت أنه قد أظلم من شدة وهجه وشعاع تلألؤه وإضائة نوره، فنظرت إلی جبریل فعرف ما بی فأنشأ یدعو لی الثانیة بنحو من دعائه الأول، فرد الله إلی بصری برحمته وحدده لرؤیة ذلک النور، وأیدنی بقوته حتی تثبت وقمت له وهون ذلک علی بمنه وکرمه حتی جعلت أقلب بصری فی أدنی نور ذلک البحر فادا فیه ملائکة قیام صفا واحدا متراصین کلهم، متصافین بعضهم فی بعض قد أحاطوا بالعرش واستداروا حوله فلما نظرت إلیهم ورأیت عجائب خلقهم کأنی أنسیت کل شیء کان قبلهم مما رأیت من الملائکة ومما وصفت لکم قبلهم لعجب خلق أولئک الملائکة وقد نهیت أن أصفهم لکم، ولو کان أذن لی فی ذلک فجهدت أن أصفهم لکم لم أطق ذلک، ولم أبلغ جزئا واحدا من مائة جزء، فالحمد لله الخلاق العظیم العلی شأنه، فإذا هم قد أحاطوا بالعرش وغضوا أبصارهم دونه لهم دوی بالتسبیح کأن السموات والأرضین والجبال الرواسی یتضام بعضها إلی بعض، بل هم أکثر من ذلک وأعجب فوق وصف الواصفین فأصغیت إلی تسبیحهم کی أفهمه فإذا هم یقولون: لا إله إلا الله ذو العرش الکریم، لا إله إلا الله العلی العظیم، لا إله إلا الله الحی القیوم، فإذا فتحوا أفواههم بالتسبیح لله خرج من أفواههم نور ساطع کأنه لهبان النار، لولا أنها بتقدیر الله تحیط بنور العرش لظننت یقینا أن نور أفواههم کان یحرق ما دونهم من خلق الله کلهم، فلو أمر الله واحدا منهم أنه یلتقم السموات السبع والأرضین السبع ومن فیهن من الخلائق بلقمة واحدة لفعل ذلک ولهان علیه، لما شرفهم وعظمهم من خلقهم، وما یوصفون بشیء أعجب إلا وجاء أمرهم أعظم من ذلک، قلت یا جبریل من هؤلاء قال: سبحان الله القهار فوق عباده یا محمد ما ینبغی لک أن تعلم من هؤلاء أرأیت أهل السماء السادسة وما فوق ذلک إلی هؤلاء وما رأیت فیما بین ذلک ولم تر أعظم وأعجب فهم الکروبیون أصناف شتی وقد جعل الله تعالی فی جلاله وتقدس فی أفعاله ما تری وفضلهم فی مکانهم وخلقهم وجعلهم فی درجاتهم وصورهم ونورهم کما رأیت وما لم تر أکثر وأعجب فحمدت الله علی ما رأیت من شأنهم ثم جاوزناهم بإذن الله تعالی متصعدین فی جو علیین أسرع من السهم والریح، بإذن الله وقدرته حتی وصل بی إلی عرش ذی العزة العزیز الواحد القهار، فلما نظرت إلی العرش فإذا ما رأیته من الخلق کله قد تصاغر ذکره وتهاون أمره واتضع خطره عند العرش،

www.idaraghufran.org

وإذا السموات السبع والأرضون السبع وأطباق جهنم ودرجات الجنة وستور الحجب والنور والبحار والجبال التي في عليين وجميع الخلق والخليقة إلى عرش الرحمن؛ كحلقة صغيرة من حلق الدرع في أرض فلاة واسعة فيحاء لا يعرف أطرافها من أطرافها، وهكذا ينبغي لمقام رب العزة أن يكون عظيما لعظيم ربوبيته وهو كذلك وأجل وأعظم وأعز وأكرم وأفضل وأمره فوق وصف الواصفين وما تلهج به ألسن الناطقين فلما أسرى بي إلى العرش وحاذيت به ودلى لي رفرف أخضر لا أطيق صفته لكم فأهوى بي جبريل فأقعدني عليه ثم قصر دوني ورد يديه على عينيه مخافة على بصره أن يلتمع من تلألؤ نور العرش، وأنشأ يبكي بصوت رفيع ويسبح الله تعالى ويحمده ويثني عليه فرفعني ذلك الرفرف بإذن الله ورحمته إياي وتمام نعمته علي إلى قرب سيد العرش إلى أمر عظيم، لا تناله الألسن ولا تبلغه الأوهام، فحار بصري دونه حتى خفت العمى ففمضت عيني وكان توفيقا من الله فلما غمضت بصري رد إلى بصري في قلبي فجعلت أنظر بقلبي نحو ما كنت أنظر إليه بعيني نورا يتلألأ نهيت أن أصفه لكم من جلاله فسألت ربي أن يكرمني بالثبات لرؤيته بقلبي كي أستتم بها نعمته ففعل ذلك ربي وأكرمني به فنظرت إليه بقلبي حتى أثبته وأثبت رؤيته فإذا هو حين كشف عنه حجبه مستو على عرشه في وقاره وعزه ومجده وعلوه، ولم يأذن لي في غير ذلك من صفته لكم سبحانه بجلاله وكريم فعاله في مكانه العلي ونوره المتلألء، فمال إلى من وقاره بعض الميل فأدناني، منه فذلك قوله في كتابه يخبركم فعاله بي وإكرامه إياي }ذو مرة فاستوى وهو بالأفق الأعلى ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى {يغني حيث مال إلى فقربني منه قدر ما بين طرفي القوس، بل أدنى من الكبد إلى السية فأوحى إلى عبده ما أوحى، قضى ما قضى من أمره الذي عهد إلي، }ما كذب الفؤاد ما رأى {يعني رؤيتي إياه بقلبي، }لقد رأى من آيات ربه الكبرى {، فلما مال إلى من وقاره سبحانه وتعالى وضع إحدى يديه بين كتفي فلقد وجدت برد أنامله على فؤادي حينا ووجدت عند ذلك حلاوته وطيب ريحه وبرد لذاذته وكرامة رؤيته، واضمحل كل هول كنت لقيت وتجلت عني روعاتي واطمأن قلبي وامتلأت فرحا وقرت عيناي ووقع الاستبشار والطرب علي حتى جعلت أميل وأتكفأ يمينا وشمالا ويأخذني مثل السبات وظننت أن من في الأرض والسموات ماتوا كلهم لأني لا أسمع شيئا من أصوات الملائكة ولم أر عند رؤية ربي أجرام ظلمة، فتركني إلهي كذلك ما شاء الله، ثم رد إلى ذهني فكأني كنت مستوسنا وأفقت فثاب إلي عقلي واطمأننت بمعرفة مكاني وما أنا فيه من الكرامة الفائقة والإيثار البين فكلمني ربي سبحانه وبحمده فقال: يا

محمد هل تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى قلت يا رب أنت أعلم بذلك وبكل شء وأنت علام الغيوب، فقال: اختصموا فى الدرجات والحسنات هل تدرى يا محمد ما الدرجات والحسنات قلت يارب أنت أعلم وأحكم، فقال الدرجات إسباغ الوضوء فى المكروهات والمشى على الأقدام إلى الجماعات وانتظار الصلاة بعد الصلاة، والحسنات إطعام الطعام وإفشاء السلام والتهجد بالليل والناس نيام فما سمعت شيئا قط ألذ ولا أحلى من نغمة كلامه فاستأنست إليه من لذاذة نغمته حتى كلمته بحاجتى فقلت يا رب إنک اتخذت إبراهيم خليلا وكلمت موسى تكليما ورفعت إدريس مكانا عليا وآتيت سليمان ملكا لا ينبغى لأحد من بعده وأتيت داود زبورا فمالى يا رب قال يا محمد اتخذتک خليلا كما اتخذت إبراهيم خليلا وكلمتک كما كلمت موسى تكليما وأعطيتک فاتحة الكتاب وخواتيم سورة البقرة وكانت من كنوز عرشى ولم أعطها نبيا قبلک، وأرسلتک إلى أبيض أهل الأرض وأسودهم وأحمرهم وجنهم وإنسهم، ولم أرسل إلى جماعتهم نبيا قبلک، وجعلت الأرض برها وبحرها لک ولأمتک طهورا ومسجدا وأطعمت أمتک الفء ولم أطعمه أمة قبلها ونصرتک بالرعب حتى إن عدوک ليفرق منک وبينک وبينه مسيرة شهر، وأنزلت عليک سيد الكتب كلها ومهيمنا عليها قرآنا فرقناه ورفعت لک ذكرک حتى قرنته بذكرى، فلا أذكر بشء من شرائع دينى إلا ذكرت معى ثم أفضى إلى من بعد هذا بأمور لم يأذن لى أن أحدثكم بها، فلما عهد إلى عهده وتركنى ما شاء الله ثم استوى على عرشه سبحانه بجلاله ووقاره وعزه نظرت فإذا قد حيل بينى وبينه وإذا دونه حجاب من نور يلتهب التهابا لا يعلم مسافته إلا الله لوهتک فى موضع لأحرق خلق الله كلهم، ودلانى الرفرف الأخضر الذى أنا عليه فجعل يخفضنى ويرفعنى فى عليين فجعلت أرتفع مرة كأنه يطاربى ويخفضنى مرة كأنه يخفض بى إلى ما هو أسفل منى فظننت أنى أهوى فى جو عليين فلم يزل كذلک الرفرف يفعل ذلک بى خفضا ورفعا حتى أهوى بى إلى جبريل فتناولنى منه وارتفع الرفرف حتى توارى عن بصرى فإذا إلهى قد ثبت بصرى فى قلبى وإذا أنا أبصر بقلبى ما خلفى كما أبصر بعينى ما أمامى فلما أكرمنى ربى برؤيته احتد بصرى، فنظرت إلى جبريل فلما رأى ما بى قال لا تخف يا محمد وتثبت بقوة الله، أيدک الله بالثبات لرؤية نور العرش ونور الحجب ونور البحار والجبال التى فى عليين ونور الكروبيين وما تحت ذلک من عجائب خلق ربى إلى منتهى الأرض أرى ذلک كله بعضه من تحت بعض بعد ما كان يشق على رؤية واحد منهم ويحار بصرى دونه، فسمعت فإذا أصوات الكروبيين وما فوقهم

وصوت العرش وصوت الكرسي تحت العرش وأصوات سرادقات النور حول العرش وأصوات الحجب قد ارتفعت حولي بالتسبيح لله والتقديس لله والثناء على الله فسمعت أصواتا شتى منها صرير ومنها زجل ومنها همير ومنها دوى ومنها قصيف مختلفة بعضها فوق بعض، فروعت لذلك روعا عظيما لما سمعت من العجائب فقال لي جبريل لم تفزع يا رسول الله أبشر فإن الله قد درأ عنك الروعات والمخاوف كلها واعلم علما يقينا أنك خيرة الله من خلقه وصفوته من البشر، حباك بما لم يحبه أحدا من خلقه لا ملك مقرب ولا نبي مرسل، ولقد قربك الرحمن عز وجل إليه قريبا من عرشه مكانا لم يصل إليه ولا قرب منه أحد من خلقه قط لا من أهل السموات ولا من أهل الأرض فهناك الله كرامته وما احتباك به وأنزلك من المنزلة الأثيرة والكرامة الفائقة فجدد لربك شكرا فإنه يحب الشاكرين ويستوجب لك المزيد منه عند الشكر منك، فحمدت الله على ما اصطفاني به وأكرمني، ثم قال جبريل يا رسول الله انظر إلى الجنة حتى أريك مالك فيها وما أعد الله لك فيها فتعرف ما يكون من معادك بعد الموت فتزداد في الدنيا زهادة إلى زهادتك فيها وتزداد في الآخرة رغبة إلى رغبتك فيها، فقلت نعم فسرت مع جبريل بحمد ربي من عليين يهوي منقضا أسرع من السهم والرمح، فذهب روعي الذي كان قد استحملني بعد سماع المسبحين حول العرش وثاب إلى فؤادي فكلمت جبريل وأنشأت أسأله عما كنت رأيت في عليين، قلت يا جبريل ما هذه البحور التي رأيت من النور والظلمة والماء والنار والثلج والنور؟ قال: سبحان الله تلك سرادقات رب العزة التي أحاط بها عرشه، فهي سترة دون الحجب السبعين التي احتجب بها الرحمن من خلقه، وتلك السرداقات ستور للخلائق من نور الحجب، وما تحت ذلك كله من خلق الله، وما عسى أن يكون ما رأيت من ذلك يا رسول الله إلى ما غاب مما لم تره من عجائب خلق ربك في عليين، فقلت: سبحان الله العظيم ما أكثر عجائب خلقه ولا أعجب من قدرته عند عظيم ربوبيته ثم قلت يا جبريل من الملائكة الذين رأيت في البحور وما بين بحر النار إلى بحر الصافين والصفوف بعد الصفوف، كأنهم بنيان مرصوص متضامين بعضهم في بعض، ثم ما رأيت خلفهم نحوهم صافين صفوفا فيما بينهم وبين الآخرين من البعد والأمد والنأى فقال: يا رسول الله أما تسمع ربك يقول في بعض ما نزل عليك }يوم يقوم الروح والملائكة صفا {وأخبرك عن الملائكة أنهم قالوا }وإنا لنحن الصافون وإنا لنحن المسبحون {، فالذين رأيت في بحور عليين هم الصافون حول العرش إلى منتهى السماء السادسة، وما دون ذلك هم المسبحون

فی السموات والروح رئیسهم الأعظم کلهم ثم إسرافیل بعد ذلک فقلت یا جبریل فمن الصف الأعلی فوق الصفوف کلها الذین أحاطوا بالعرش واستداروا حوله، فقال جبریل یا رسول الله إن الکروبیین هم أشراف الملائکة وعظماؤهم ورؤساهم وما یجتری أحد من الملائکة أن ینظر إلی ملک من الکروبیین، ولو نظرت الملائکة فی السموات والأرض إلی ملک واحد من الکروبیین لخطف وهج نور أبصارهم ولا یجترء ملک واحد من الکروبیین أن ینظر إلی ملک واحد من أهل الصف الأعلی الذین هم أشراف الکروبیین وعظماؤهم وهم أعظم شأنا من أن أطیق صفتهم لک، وکفی بما رأیت فیهم ثم سألت جبریل عن الحجب وما کنت أسمع من تسبیحها وتمجیدها وتقدیسها لله تعالی، فأخبرنی عنها حجابا حجابا وبحرا بحرا وأصناف تسبیحها بکلام کثیر فیه العجب کل العجب من الثناء علی الله تعالی والتحمید له، ثم طاف بی جبریل فی الجنة بإذن الله فما ترک مکانا إلا رأیته، وأخبرنی عنه، فلأنا أعرف بکل درجة وقصر وبیت وغرفة وخیمة وشجرة ونهر وعین منی بما فی مسجدی هذا، فلم یزل یطوف بی حتی انتهی بی إلی سدرة المنتهی، فقال یا محمد هذه الشجرة التی ذکرها الله فیما أنزل علیک فقال:عند سدرة المنتهی {، لأنها کان ینتهی إلیها کل ملک مقرب ونبی مرسل، لم یجاوزها عبد من عباد الله قط غیرک، وأنا فی سبیل مرتی هذه، وأما قبلها فلا، وإلیها ینتهی أمر الخلائق بإذن الله وقدرته ثم یقضی الله فیه بعد ذلک ما یشاء فنظرت إلیها فإذا ساقها فی کثافة لا یعلمها إلا الله وفرعها فی جنة المأوی وهی أعلی الجنان کلها فنظرت إلی فرع السدرة فإذا علیها أغصان نابتة أکثر من تراب الأرض وثراها وعلی الغصون ورق لا یحصیها إلا الله تعالی وإذا الورقة الواحدة من ورقها مغطیة الدنیا کلها وحملها من أصناف ثمار الجنة ضروب شتی وألوان شتی وطعم شتی علی کل غصن منها ملک وعلی کل ثمرة منها ملک یسبحون الله بأصوات مختلفة وبکلام شتی، ثم قال جبریل أبشر یا رسول الله فإن لأزواجک ولولدک ولکثیر من أمتک تحت هذه الشجرة ملکا کبیرا وعیشا غضیرا، فی أمان لا خوف علیهم فیه ولا هم یحزنون، فنظرت فإذا نهر یجری من أصل الشجرة، ماؤه أشد بیاضا من اللبن وأحلی من العسل، ومجراه علی رضراض در ویاقوت وزبرجد، حافتاه مسک أذفر فی بیاض الثلج، فقال ألا تری یا رسول الله هذا الذی ذکره الله فیما أنزل علیک إنا أعطیناک الکوثر .وهو تسنیم وإنما سماه الله تعالی تسنیما لأنه یتسنم علی أهل الجنة من تحت العرش إلی دورهم وقصورهم وبیوتهم وغرفهم وخیمهم فیمزجون به أشربتهم من اللبن والعسل والخمر،

وذلک قولہ تعالی }عینا یشرب بها عباد الله یفجرونها تفجیرا ، أی یقودنها قودا إلی منازلهم وهی من أشرف شراب فی الجنة، ثم انطلق بی یطوف فی الجنة حتی انتهینا إلی شجرة لم أر فی الجنة مثلها، فلما وقفت تحتها رفعت رأسی فإذا أنا لا أری شیئا من خلق ربی غیرها لعظمتها وتفرق أغصانها ووجدت منها ریحا طیبة لم أشم فی الجنة أطیب منها ریحا، فقلبت بصری فیها فإذا أوراقها حلل من طرائف ثیاب الجنة، ما بین الأبیض والأحمر والأصفر والأخضر، وثمارها أمثال القلال من کل ثمرة خلق الله فی السماء والأرض، من ألوان شتی وطعم شتی وریح شتی، فعجبت من تلک الشجرة وما رأیت من حسنها، فقلت یا جبریل ما هذه الشجرة فقال هذه التی ذکرها الله فیما نزل علیک وهو قوله }طوبی لهم وحسن مآب {، فهذه طوبی لک یا رسول الله ولکثیر من أهلک وأمتک فی ظلها أحسن منقلب ونعیم طویل، ثم انطلق بن جبریل یطوف بی فی الجنة حتی انتهی إلی قصر فی الجنة من یاقوتة حمراء لا آفة فیها ولا صدع، فی جوفها سبعون ألف قصر فی کل قصر منها سبعون ألف دار فی کل دار سبعون ألف بیت فی کل بیت منها سبعون ألف سریر من درة بیضاء لها أربعة آلاف باب یری باطن تلک الخیام من ظاهرها وظاهرها من باطنها من شدة ضوئها وفی جوفها سرر من ذهب فی ذلک الذهب شعاع کشعاع الشمس تحار الأبصار دونها لولا ما قدر الله لأهلها وهی مکللة بالدر والجوهر علیها فرش بطائنها من إستبرق وظاهرها در منضد یتلالأ فوق السرر ورأیت علی السرر حلیا کثیرا لا أطیق صفته لکم فوق صفات الألسن وأمانی القلوب حلی النساء علی حدة، وحلی الرجال علی حدة، قد ضربت الحجال علیها دون الستور وفی کل قصر منها وکل دار وکل بیت وکل خیمة شجر کثیر سوقها ذهب وغصونها جوهر وورقها حلل وثمرها أمثال القلال العظام فی ألوان شتی وریح شتی وطعم شتی ومن خلالها أنهار تطرد من تسنیم وعین کافور وعین زنجبیل طعمها فوق وصف الواصفین، وریحها ریح المسک فی کل بیت فیها خیمة لأزواج من الحورالعین لو دلت إحداهن کفها من السماء لبذ نور کفها ضوء الشمس فکیف وجهها ولا یوصفن بشیء إلا من فوق ذلک جمالا وکمالا لکل واحدة منهن سبعون خادما وسبعون غلاما من خدامها خاصة سوی خدام زوجها أولئک الخدم فی النظافة والحسن کما قال الله تعالی: إذا رأیتهم حسبتهم لؤلؤ منثورا ویطوف علیهم غلمان لهم کأنهم لؤلؤ مکنون، ورأیت فی ذلک القصر من الخیر والنعیم والغضارة والبهجة والسرور والنضرة والشرف والکرامة ما لا عین رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر، من أصناف الخیر والنعیم کل ذلک مفروغ

منه ينتظر به صاحبه من أولياء الله تعالى فتعاظمنى ما رأيت من عجب ذلک القصر فقلت يا جبريل هل فى الجنة قصر مثل هذا، قال نعم يا رسول الله كل قصور الجنة مثل هذا وفوق هذا قصور كثيرة أفضل مما ترى يرى باطنها من ظاهرها وظاهرها من باطنها، وأكثر خيرا، فقلت لمثل هذا فليعمل العاملون، وفى نحو هذا فليتنافس المتنافسون، فما تركت منها مكانا إلا رأيته بإذن الله فلأنا أعرف بكل قصر ودار وبيت وغرفة وخيمة وشجرة من الجنة، منى بمسجدى هذا، ثم أخرجنى من الجنة فمررنا بالسموات ننحدر من سماء إلى سماء، فرأيت أبانا آدم ورأيت أخى نوحا ثم إبراهيم ثم رأيت موسى ثم رأيت أخاه هارون وإدريس فى السماء الرابعة مسندا ظهره إلى ديوان الخلائق الذى فيه أمورهم، ثم رأيت أخى عيسى فى السماء الثانية فسلمت عليهم كلهم وتلقونى بالبشر والتحية، وكلهم سألنى ما صنعت يا نبى الرحمة وإلى أين انتهى بک، وما صنع بک، فأخبرهم فيفرحون ويستبشرون ويحمدون الله على ذلک ويدعون ربهم ويسألون لى المزيد والرحة والفضل، ثم انحدرنا بيمن السماء ومعى صاحبى وأخى جبريل، لا يفوتنى ولا أفوته حتى أوردنى مكانى من الأرض التى حملنى منها، والحمد لله على ذلک، فى ليلة واحدة بإذن الله وقوته، }سبحان الذى أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذى باركنا حوله {، ثم بعد ذلک حيث شاء الله، فأنا بنعمة الله سيد ولد آدم ولا فخر فى الدنيا والآخرة، وأنا عبد مقبوض عن قليل، بعد الذى رأيت من آيات ربى الكبرى، ولقيت إخوانى من الأنبياء، وقد اشتقت إلى ربى وما رأيت من ثوابه لأوليائه، وقد أحببت اللحوق بربى ولقى إخوانى من الأنبياء الذين رأيت وما عند الله خير وأبقى

(حب) قطعة منه "(مر) فى تفسيره بطوله كلاهما من حديث ابن عباس من طريق ميسرة بن عبد ربه واتهم به، إلا أن ابن مردويه أخرجه من طريق آخر دل على أن الآفة فيه من غير ميسرة وأنها من شيخه عمر بن سليمان الدمشقى .(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج ۱، ص ۱۵۵ الیٰ ۱۶۹، كتاب المبتدأ، الفصل الأول، رقم الحديث ۱)

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان خان 29/ رمضان المبارک/ 1440ھ۔04/ جون/ 2019ء، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

# معراج النبی ﷺ

نماز دراصل معراج کا خاص تحفہ ہے، اب بھی اگر مومن ہوکر کوئی مرد، یا عورت پانچ نمازوں کی پابندی نہ کرے، تو یہ اس کی بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، دوسری عبادات اسی سرزمین پر رہتے ہوئے فرض کی گئیں، لیکن نماز عالمِ بالا میں معراج میں فرض کی گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عالمِ بالا کی سیر کرائی اور وہاں پچاس، پھر بعد میں پانچ نمازیں عطاء کی گئیں، اور ثواب پچاس ہی کا رکھا، رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توجہ دلانے پر بار بار بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوکر نمازوں کی تخفیف اور کمی کے لئے درخواست کرتے رہے، اور درخواست قبول ہوتی رہی، اس غرض کے لئے عالمِ بالا میں بار بار آپ کی حاضری ہوتی رہی۔ عالمِ بالا میں معراج کی شکل میں نبی آخرالزمان محمد ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے مناجات ہوئی، پھر اس دنیا میں نماز کی شکل میں آپ ﷺ کی اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور اس کے بعد پوری امت کی مناجات ہوتی رہی ہے اور تا قیامت یہ مناجات ہوتی رہے گی۔ (صفحہ نمبر 203)

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان